صحیح

تقویت الایمان

خلاصہ ترجمہ شرح صدور

متلاشیانِ حق کیلئے خزینۂ علم و عرفان

از افادات و فیوضات

شیخ العارفین حضرت سیدنا

مخلص الرحمٰن

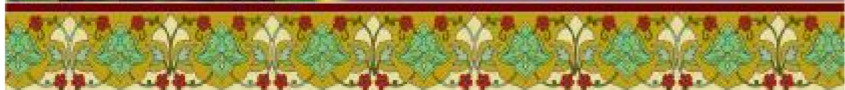
شاہ جہانگیر قدس اللہ سرہ العزیز



پبلشر

پیر غلام نبی

چشتی قادری جہانگیری شکوری



صحیح تقویت الایمان

خلاصہ ترجمہ شرح صدور

از افادات وفیوضات
شیخ العارفین حضرت سیدنا مخلص الرحمٰن شاہ جہانگیر قدس سرہ العزیز

ناشر

وسیم احمد، ماڑی پور کراچی

0321-2012095

نام کتاب: صحیح تقویت الایمان

فیض روحانی: قطب عالم حضرت پیر احمد میاںؒ مظہر نور خدا

مصنف: پیر غلام نبی چشتی جہانگیری شکوری

معاونین: کرامت علی چشتی خلیفہ مجاز، محمد امین چشتی خلیفہ مجاز

مالی معاونت: محمد وسیم چشتی، محمد رضوان چشتی،

ندیم احمد چشتی، کمال احمد چشتی

حسب فرمائش: وابستگان سلسلہ قادری چشتی جہانگیری شکوری

سال طباعت بار اوّل: 2012ء

سال طباعت بار دوم: 2016ء

کمپوزنگ، ڈیزائنگ: خان گرافکس اردو بازار کراچی

صفحات: 448

ہدیہ: 300 روپے

ملنے کا پتہ

پیر غلام نبی چشتی چک نمبر 99 پی رحیم یار خاں

المعارف کتاب گھر، نزد داتا دربار گنج بخش روڈ، لاہور

وسیم احمد چشتی، شاہ لطیف کالونی، ماڑی پور کراچی 0321-2012095

بسم الله الرحمن الرحيم

MRTsoft

عرض داشت مترجم

صحیح تقویت الایمان کتاب شرح صدور کا عام فہم اردو ترجمہ ہے۔شرح صدور سیدنا شیخ العارفین حضرت مخلص الرحمن شاہ جہانگیر اسلام آبادی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف منیف ہے۔جس کا فارسی مسودہ حضرت شیخ العارفین شاہ جہانگیر قدس اللہ سرہ العزیز نے تیرہویں صدی ہجری میں زیب قرطاس فرمایا تھا اور طباعت اوائل چودھویں صدی میں ہوئی تھی۔اب اس ترجمہ میں حاصل معنی کو اور خلاصہ میں عام فہم لفظوں کو اختیار کیا گیا ہے۔تاکہ وہ بندگانِ خدا بھی سمجھ سکیں جو صرف سادہ اردو زبان ہی پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔اس نیت اور ارادہ کے ساتھ دین کی خدمت میں بھرپور کوشش کی ہے۔جو خطائیں اور غلطیاں اس خدمت کو انجام دینے میں اس ناچیز سے ہوئی ہوں ان کے معافی کیلئے پروردگارِ عالم کے دامن رحمت ہی کا آسرا اور سہارا ہے۔قارئین اور معزز ومحترم جہانگیری بزرگوں اور حضرات سلسلہ کے مریدین سے دست بستہ گذارش ہے کہ کتاب ہذا میں جو کمی اور کوتاہی نظر سے گزرے تو درج ذیل پتہ پر اطلاع فرمائیں اور تصحیح فرمادیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں کمیوں اور کوتاہیوں کو دور کر کے چھپوا سکیں۔یہ ذاتِ باری تعالیٰ کا احسان ہے کہ مجھ ناچیز سے یہ خدمت لے لی۔اُس احسان کرنے والے خدا کا محتاج اور حضور رسولِ مقبول ہادیِ انس وجانا ﷺ کی جاہ ومنزلت کا بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ ڈھونڈنے والا اور مُرشد کریم غریب نواز کے صدقے اپنے عیوب کی بخشش اور پردہ پوشی کی اُمید رکھنے والا۔

فقیر حقیر پیر غلام نبی چشتی, جہانگیری شکوری

موبائل نمبر:۔ 0321-6711051

مقدمہ (صحیح تقویت الایمان)

اَللّٰہُ نُورَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ: اللہ زمینوں آسمانوں کا نور ہے۔

حمد وثناء کے لائق وہ ذاتِ کبریا واحد و یکتا اور رحیم وکریم ہے۔ جس نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے خلفاء کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور سید المرسلین، شفع المذنبین وقابِ قوسین اوادنیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت اور اپنے محبوب کا خطاب عطا فرما کر بھیجا۔ (فداء اُمی وَ اَبی) لاکھوں درود وسلام امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر۔ جس نے برسوں سے گناہوں کی دلدل میں گھری ہوئی اُمتِ عاصی کو بخشوایا۔ مدتوں سے بچھڑے ہوؤں کو اللہ سے ملایا۔ مکمل اور مقرر دین اسلام سے اُمتِ مرحومہ کو نوازہ۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت و رضوان اہل بیت، اصحابہ اجمعین اور آلِ ابرار پر ہو۔ جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے بعد از وصال شریف ہدایت کا چراغ روشن فرمایا اور ہزاروں، لاکھوں انسانوں کی روحانی تربیت فرما کر اللہ سے ملایا۔ ان کے بعد اولیاء عظام کو تبلیغ جیسا اعلیٰ منصب عطا ہوا۔ جنھوں نے اس کام کو بخوبی سرانجام دیا اور لاکھوں کروڑوں طالبانِ راہِ خدا اور عاشقانِ رسول ﷺ کو اللہ سے ملایا۔ جو جنت کے حق دار ہو کر جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔

قارئین کرام! ہندو پاک میں اسلام پھیلانے کا سہرا خواجگان کے سر جاتا ہے۔ کیونکہ اس علاقہ کے لوگ بت پرستی، سورج پرستی اور آگ پرستی جیسے شرک میں مبتلا تھے۔ لیکن خواجگان نے اپنے اخلاق اور اخلاص سے استدراجی قوت کو ایسی شکست عظیم دی کہ لوگ اُن کی روحانی قوت سے متاثر ہو کر دائرہِ اسلام میں داخل ہوئے اور ہندوستان کے کونے کونے سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور اللہ اکبر کے

نعروں کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

ان کاملین نے رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا۔ کبھی بھی دین محمدی پر آنچ نہ آنے دی اور اُمتِ مرحومہ کے قلبوں کی روحانی اصلاح فرماتے رہے۔ اور بجھے ہوئے چراغوں کو روشنی بخشتے رہے۔

حدیث:۔ حضور نبی کریم کا فرمان پاک ہے کہ میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے۔ کہ اگر میرا دین ثریا میں بھی چلا جائے تو وہ وہاں سے کھینچ کر زمین پر صحیح حالت میں استوار کر دیں گے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؒ، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ؒ، خواجہ معین الدین چشتی ؒ اجمیری، خواجہ بختیار کاکی ؒ، شیخ فرید الدین گنج شکر ؒ، خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ، حضرت علی احمد صابر ؒ اور حضرت سلطان باہو ؒ ان تمام بزرگانِ دین کی خدمات قابلِ ستائش ہیں۔ جنھوں نے لاکھوں تشنگانِ طالبان راہ خدا کی پیاس بجھائی۔

قارئین کرام تقویت الایمان اور اس جیسی دوسری گمراہ کن تصنیف نے سادہ لوح مسلمانوں کے صحیح عقائد کی دھجیاں اُڑا دیں۔ لیکن اُس وقت کے صاحبِ خدمت سلسلہ چشتیہ کے عظیم صوفی بزرگ قطبِ عالم سیدنا مخلص الرحمن ؒ قدس اللہ سرہ العزیز نے تقوت الایمان کے جواب میں شرح صدور کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جس میں تقویت الایمان کے تمام جوابات درج فرمائے اور اس وقت کے مسلمانوں کی صحیح عقائد کی طرف رہنمائی فرمائی۔

قارئین کرام دوسرے ادوار کی طرح دور حاضر میں بھی اہلِ حق کی قلت اور اہلِ باطل کی کثرت، قربِ قیامت، اتباعِ نبوی نظر تک نہیں آتی۔ خواہش نفسانی اور ہوس شیطانی کا عروج علماء سو کا زور گمراہ درویشوں کا شور نہ ادب نہ اخلاص، مال و زر کی ہوس۔

ایسے حالات کے پیشِ نظر والدین مرشد کریم قبلہ عالم قطبِ عالم شمس العارفین پیر غلام نبی چشتی مظہرِ نورِ ذات کبریا نے شرح صدور کا ترجمہ فرمایا۔ کیونکہ شرح صدور کا مسودہ سیدنا مخلص الرحمن ؒ نے مشکل الفاظ کے ساتھ اور فارسی زبان کی آمیزش میں تحریر فرمایا تھا۔ شرح صدور اور دورِ حاضر کی بھی

تمام غلط پر مبنی گمراہیوں کو صاف صاف کھول کھول کر سادہ اور آسان الفاظ میں تحریر فرمایا۔ کہ عام فہم قاری کو سمجھنے کیلئے آسان ہو اور عقائد کی درستگی کیلئے معاون ثابت ہو۔ کیونکہ کسی بھی نیکی کی قبولیت کا دارومدار عقائد ہی کی درستگی پر مبنی ہے۔

ہر کس کہ کمال اولیاء را نہ شناخت
ایں نعمتِ خاص بے بہا را نہ شناخت

اسلام دشمن قوتیں (یہودی، عیسائی) جو اسلام کو مٹانے کے درپہ ہیں۔ انھوں نے موجود الوقت دولت کی ہوس میں مبتلا علماء سو کو اس گمراہی میں شامل کیا۔ جو اسلام اور مسلمانوں کی صفوں میں دراڑ ڈالنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ انکی گمراہی کے چند نمونے تعارفً ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاءؑ اور اولیاءؒ کا وسیلہ، ان کی نذر و نیاز، ان سے عقیدت و محبت، ان کو سفارشی اور وکیل سمجھنا یہ سب شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ ناموں کی درستگی کے حوالہ سے کہ عبدالنبی، غلام نبی یا غلام رسول نام نہیں رکھنے چاہیں۔ انبیاءؑ اولیاءؒ کو کوئی اختیارات نہیں۔ داتا، دستگیر، مشکل کشاء صرف اللہ ہی ہے۔ جیسے گمراہ کن خیالات پیش کرتے ہیں۔

حدیث نبوی میں ایسی من مانیاں کی ہیں اور ہو رہی ہیں کہ جو سراسر قرآن کریم کی مخالفت میں ہیں۔ اب ایک نیا فرقہ قرآنِ پاک جو اللہ کا کلام ہے۔ اُس بارے اپنی تقریروں اور تحریروں میں کہ قرآن کی آیت کو حدیث رد کر سکتی ہے بڑے وثوق سے زور دے کر منظرِ عام مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان جیسی بیسیوں گمراہیاں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں اور بزرگوں سے نفرت ان کی گمراہی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یقیناً یہی کفر ہے۔ جن کو منظرِ عام پر لا کر مرشد کریم نے احسانِ عظیم فرمایا۔

لوگ ان علماء کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ مگر انکو حسرت و یاس کے سواء کچھ نصیب نہ ہوگا۔ جب

تک مرشد کریم کی طرح کے خالص و مخلص اُمت محمدیہ سے محبت اور نبیوں کی طرح مخلوق کا درد رکھنے والے غم گسار اطاعت گزار محمد عربی ﷺ موجود ہوں تو اُمت مسلمہ کو کیا غم۔

والدین مرشد کریم کے فیض و کرم سے ملک کے کونے کونے سے لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ہر طالبِ خدا اور رسول ﷺ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مرشد کریم قبلہ عالم نے ان تمام مسائل کو قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کی زندگی سے جس سادہ الفاظی اور آسان اردو سے تحریر کو زبان بخشی ہے اُنکی روحانی عظمت کے آئینہ دار ہیں کہ عام فہم قاری کی سمجھ کیلئے بالکل آسان ہے۔ دل کو تمام حسد و بغض سے پاک کر کے مطالعہ فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائیں گے۔ عقائد کی درستگی ہی راہ نجات ہے، اللہ کی خوشنودی اور جنت کی راہ ہے۔

یہ کتاب باطل عقائد کا منہ توڑ جواب ہے۔ عقائد کی درستگی کیلئے روشن چراغ ہے۔ زیرِ نظر کتاب قیامت تک کے آنے والے تمام انسانوں کی رہنمائی فرمائے گی۔ آج کوئی طالبانِ راہ خدا اور عاشقانِ رسول ﷺ جو ہدایت کے متلاشی ہوں وہ انہی صالحین اور صادقین کو تلاش کریں۔ اور انکی صحبت اختیار کریں یقیناً راہ پائیں گے یا ان کی کتب ہی کو اپنا ہمنشیں بنائیں اور انہی کو ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے صدقے مُرشد کریم کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر ہمیشہ سلامت رکھے، مرشد کریم کو صحت اور تندرستی عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سید المرسلین محمد مصطفی ﷺ کے صدقے اپنا قرب اور بلندیِ درجات عطا فرمائیں۔ اسی طرح ہماری اور تمام فدائیان کی رہنمائی فرماتے رہیں۔ آمین۔ شکریہ

خاکپائے والدین مرشد کریم

عاجز حقیر، فقیر غلام در مرشد کریم

محمد امین چشتی

چک نمبر 99 پی رحیم یار خاں

وجہ تالیف

کنول کے پھول جھیل کی اس جگہ کھلتے ہیں جہاں چلتا ہوا پانی رُک جائے آلودہ ہو جائے۔ اور تعفن پھیلا دے اس طریق سے اللہ تعالیٰ نبیوںؑ اور اولیاء کرامؒ کو اُس جگہ بھیجتے ہیں۔ یہاں باطل قوتیں زور پکڑ جائیں۔ گمراہی کے بادل چھا جائیں اور سارا معاشرہ فرسودہ خیالات سے آلودہ ہو جائے۔ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے انوار سے سرشار ہوتے ہیں۔ اور اپنے نور سے مخلوق کے دل بھی روشن کر دیتے ہیں۔ اس طرح معاشرے کی گمراہیوں کے بادل چھن جاتے ہیں۔

اسی طرح کے ایک سورج ہمارے والدین کریمین پیر و مُرشد شمس العارفین حضرت پیر غلام نبی صاحب چشتی قادری مظہرِ نورِ ذات ہیں۔ جو آج کے اس فتنہ فساد کے دور میں مخلوق کے قلبوں کو ذاتِ باری تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی کرنوں سے منور کر رہے ہیں۔ تاکہ مخلوق اللہ کے قرب میں پہنچ جائے اور بخشش کی حقدار ہو جائے۔

زیرِ نظر کتاب صحیح تقویت الایمان ہمارے مرشد کریم کی تصنیف ہے جو کہ سلسلہ عالیہ قادری چشتی میں مریدین اور آپ کے حلقہ احباب کی فرمائش پر لکھی گئی ہے۔

شرح صدور تنقید تقویت الایمان کے نام سے ایک کتاب اس سے قبل ہمارے شہرہ آفاق بزرگ مخلص الرحمن شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے تحریر فرمائی تھی۔ جس میں اردو کے پرانی طرز کے مشکل الفاظ اور اور فارسی الفاظ کی آمیزش تھی۔ جسے آج کے دور میں پڑھنا اور سمجھنا انتہائی مشکل تھا۔

اسی لئے ہمارے مرشد کریم قبلہ عالم نے یہ کتاب دوبارہ انتہائی آسان اور عام فہم الفاظ میں لکھی ہے اور عصرِ حاضر کے مطابق سادہ زبان استعمال کی گئی ہے۔ تاکہ معمولی پڑھا لکھا بندہ بھی اُسے پڑھ کر فیض یاب ہو سکے۔

پہلے ادوار میں بزرگوں نے زیادہ تر رمز میں لکھا ہے۔ جسے خاص لوگوں نے سمجھا اور عام لوگ قصے کہانیاں سمجھ کر پڑھتے رہے۔ ہمارے مرشد کریم نے انہیں کھول کر لکھا ہے تاکہ موضوع کی مناسبت سے کسی قسم کی تشنگی نہ رہے۔ بات تمام مخلوق کی سمجھ میں آسکے اور سیدھے سادھے لوگوں کے دل و دماغ سے باطل دلائل کے اثرات زائل ہوسکیں۔

علاوہ ازیں آپ نے اس زمانے کی الجھنوں اور گمراہیوں کو بھی اُجاگر کیا ہے۔ مثلاً لوگ کہتے ہیں کہ آیت قرآنی کو احادیث منسوخ کرسکتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے متعلق کہتے ہیں کہ اُن پر جادو ہو گیا تھا۔ سرکارِ قبلہ عالم نے قرآنِ پاک، احادیث مبارکہ اور بزرگوں کے احوال سے ثابت کیا ہے کہ یہ ظالم اور گمراہ لوگوں کے عقائد ہیں۔

بلاشبہ یہ کتاب نہایت جامع اور مفید ترین کتاب ہے۔ اس میں رسول کریم ﷺ اور بزرگانِ دین سے عشق و محبت کا درس ملتا ہے

ربِ کریم ہمارے مرشد کریم کی اس کاوش کو قبول و مقبول فرمائیں۔ رسول کریم ﷺ اور بزرگانِ چشت اہل بہشت کے صدقے آپکے مراتب بلند فرمائیں۔ آمین

کمترین بندہ

کرامت علی چشتی

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے پاک نام سے جو نہایت رحمن و رحیم ہے

میری انتہائے نگارش یہی ہے
تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

حمد:

سب تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر رحیم و کریم ستار و غفار رب العالمین غفور و رحیم کیلئے ہی سزا وار ہیں۔ جس نے سب مخلوقات کو پیدا کیا۔ اور انسان کی بہترین تکمیل کی۔ پھر اپنی راہ دکھانے کیلئے پیغمبر علیہ السلام اور رسول پیدا فرمائے۔ ان کے بعد اولیاء عظام مخلوق کی رہنمائی کیلئے منتخب فرمائے۔ تمام مخلوقات کو اپنی بندگی اور عبادت کرنے اپنی اطاعت اپنے رسول محبوب رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء کرام کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم فرمایا۔

حکم سن کر عالمِ ارواح میں روز ازل سے ہی دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ نے اطاعت و فرمانبرداری اور ہدایت کو قبول کیا۔ یعنی اپنے پیدا کرنے والے کی پرستش بندگی فرمانبرداری اور تمام احکامات کو بخوشی قبول کر لیا۔ اور وعدہ کیا کہ اے ذاتِ کبریا اے ستار و غفار ہم تیرے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کو دشمن رکھیں گے۔ اس کام کی تُو ہمیں توفیق عطا فرما اور ہماری مدد فرما۔

دوسرے گروہ نے ایسا نہیں کیا۔ بدبختی گمراہی اور ذلالت کا راستہ اختیار کیا۔ شیطان لعین کے ساتھی بن گئے اپنے پیدا کرنے والے مالک و رازق کا حق ادا کرنے سے منہ پھیر لیا۔ کفرانِ نعمت کر کے جہنم کے راہی بن گئے

نعت:

لاکھوں درود و سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابہٖ و بارک وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کی تمام

مخلوقات سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ مخلوق کو ہدایت دینے والے اندھیروں سے نکالنے والے کفاروں کے تمام مذاہب کو رد کرنے والے ایسے شفیع ﷺ کہ اپنے شفاعتِ کاملہ سے بے شمار گنہگار اُمتیوں کی بخشش کروا دیں گے۔ پس رحمتِ کاملہ ہو۔ حضور ﷺ پر اور ان پر بھی جو آپ ﷺ کی آل و اصحاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے والے آپ ﷺ سے محبت و عشق رکھنے والے۔ آپ ﷺ کے احکام جاری رکھنے والے، مخلوق کی خدمت کرنے والے آپ ﷺ کی اُمت سے محبت کرنے والے آپ ﷺ کی اُمت کو معرفت الٰہی دینے والے، نورِ نسبت کا تصرف کرنے والے راہِ خدا میں تکلیفیں اور پریشانیاں برداشت کر کے صبر کرنے والے اور جو اشاعت دین پر قائم اور سرگرم ہیں۔ جو اپنی جان و مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ سب پر کرم و فضل فرما۔

اس قدر احسان کرنے والے خدا کا محتاج اور حضور رسول مقبول ﷺ ہادی انس و جان کی جاہُ منزلت عزت شان کا بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ ڈھونڈنے والا غلام نبی چشتی عرض گذار ہے۔ کہ باری تعالیٰ صحیح تقویت الایمان لکھنے کی توفیق علم و ہمت رسول اللہ ﷺ کے طفیل اور مُرشد کریم میرے آقا مولا قبلہ عالم رہنمائے اولیاء حضرت پیر احمد میاںؒ قدس اللہ سرہ العزیز کے صدقے عنایت فرما۔ اور اس کتاب کو اپنی بارگاہِ ایزدی میں قبول و منظور فرما۔ آمین

حضرات انبیاء و اولیاء کا وسیلہ شرک نہیں:

س۔ اکثر لوگ پیروں، پیغمبروں، اماموں شہیدوں اور فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ ایسا کرنا شرک ہے۔ ان کی بجائے صرف اللہ سے مانگنا چاہیے۔

ج۔ اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا میں کوئی کام بغیر وسیلے کے نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہیں بھی یہ حکم فرمایا ہے۔ کہ وسیلہ اختیار نہ کرو۔ بلکہ قرآنِ پاک میں وسیلہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔

1۔قرآنِ پاک سورۂ نساء:۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔کہ جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم وزیادتی کر بیٹھیں۔تو آجائیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آستانہ عالیہ پر اور اللہ سے معافی چاہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی سفارش کریں۔تو بے شک یہ لوگ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔اس فرمانِ ربانی سے معلوم ہوا۔کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر گنہگار اُمتی کے لئے ہر وقت قیامت تک بخشش کا وسیلہ ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے بخشش مانگنا عین اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے نہ کہ شرک۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی شرک کا حکم نہیں فرماتے۔

2۔سورۂ مائدہ:۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو۔اور رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔تاکہ تُم فلاح پاؤ۔یعنی کامیاب ہو جاؤ۔

اِس فرمانِ باری تعالیٰ میں بھی وسیلے کا حکم ہے۔کہ اگر تم لوگ کامیابی چاہتے ہو تو پہلے وسیلہ اختیار کرو۔پھر جہاد کرو۔جہاد دو قسم کا ہے۔ایک جہاد کفار کے ساتھ جسے جہادِ اصغر کہتے ہیں۔یعنی چھوٹا جہاد۔دوسرا اپنے نفس کے ساتھ جہاد جسے جہاد اکبر کہتے ہیں۔یعنی بڑا جہاد۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دونوں جہاد کئے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جب جنگ سے واپس آتے تو فرماتے تھے۔کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پلٹے۔کفار کے ساتھ جنگ کے لئے امیر یعنی بادشاہ کی ضرورت ہے۔جو کہ میدانِ جنگ میں فوج کو ہر طرح کی راہنمائی اور مدد بہم پہنچائے تاکہ فوج بے فکری اور بے جگری سے پورے اعتماد کے ساتھ لڑے اور کامیابی سے ہمکنار ہو۔بالکل اسی طرح نفس کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے پیرو مرشد کی ضرورت ہے۔تاکہ وہ بھی نفس اور شیطان کے خلاف جنگ میں ہر طرح سے راہنمائی اور مدد فرمائیں۔جس سے مرید اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔جنگ نفس کے ساتھ ہو یا کفار کے ساتھ بہت مشکل کام ہے۔اس مشکل کام کے لئے اللہ وسیلہ اختیار کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔تو

اللہ کے فرمان پر عمل کبھی بھی شرک نہیں ہوسکتا۔ بلکہ عین باری تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

3۔سورۂ توبہ:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔ان مسلمانوں کے مالوں کا صدقہ قبول فرماؤ۔اور اس کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں پاک وصاف کرو۔اور اُن کے حق میں دعائے خیر کرو۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا ان کے دل کا چین ہے۔اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ پاک وصاف ہونے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ کا حکم فرمارہے ہیں۔کہ مسلمانوں سے صدقہ وخیرات اور نیاز قبول فرماؤ۔اور اُن اُمتیوں کو پاک کر دو۔کیونکہ پاکیزگی مال صدقہ وخیرات کرنے سے حاصل نہ ہوگی۔بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے ہوگی۔اور اُن کے دلوں کو چین وسکون بھی مل جائے گا۔اور یہ نہ فرمایا کہ اے مسلمانوں تُم مال صدقہ کرو میں تمہیں پاک وصاف کردوں گا۔بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے کا حکم فرمایا کہ پاک وصاف تو وہی فرمائیں گے۔

4۔سورۂ جمعہ:

فرمانِ کریم ہے کہ رب تعالیٰ وہ قدرت والا ہے جس نے ان ہی میں سے اُمّی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھیجا۔جو اِن پر رب کی آیات تلاوت فرماتے ہیں۔اور انہیں پاک فرماتے ہیں۔اور اِن کو کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔فرمانِ رب العالمین سے صاف ظاہر ہے۔کہ ذاتِ باری تعالیٰ فرمارہے ہیں۔کہ میرا اُمّی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو میری کتاب کے ذریعے پاک فرماتے ہیں۔حکمت اور دانائی عطا فرماتے ہیں۔اب دیکھیں۔سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاک فرمارہے ہیں۔اور کتاب وحکمت سکھارہے ہیں یہ اللہ کا کلام ہے۔اس عطا کا ذریعہ اور وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔اس لئے کسی طرح بھی شرک نہیں ہوسکتا۔کیونکہ اللہ کبھی بھی شرک کا حکم نہیں فرماتے۔

5۔سورۂ بقر:۔

فرمانِ ربِ کریم ہے۔کہ یہ اہلِ کتاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل کفار پر فتح کی دعا کرتے تھے۔

اب غور فرمائیں کتنی روشن دلیل ہے کہ عیسائی اور یہودی سرکار ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے کہ باری تعالیٰ نبی آخر الزماں جو تیرے محبوب ہیں۔ ہمیں کفار پر فتح عطا فرما تو سرکار ﷺ کے طفیل اُن کو فتح ہوتی تھی۔ قرآنِ کریم نے اُنکے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ تائید و تصدیق کی کہ جن کے نام کے وسیلہ سے دعائیں مانگ کر مرادیں اور فتوحات حاصل کرتے تھے اب اُس پاک اور بزرگ نبی، محبوب رب العالمین، سید المرسلین ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اس فرمان باری تعالیٰ سے ثابت ہوا کہ آپکا مبارک نام ہمیشہ سے ہی وسیلہ رہا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کا وسیلہ کبھی بھی شرک یا بدعت نہیں ہوسکتا۔ بس بات ہے سمجھ کی۔

6۔ سورہ بقر:۔

آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف سے کُچھ کلمے پائے۔ جن کے وسیلہ سے دعا کی۔ اور رب نے اِن کی توبہ قبول فرمائی۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب جذبُ القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے لغزش سر زد ہوگئی۔ اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اللہ کی طرف سے ممانعت کے باوجود گندم کا دانہ کھالیا۔ اس لغزش سے توبہ کے لئے آپ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار محمد ﷺ کے طفیل میری مغفرت اور بخشش فرما۔ دعائیں قبول کرنے والے خدا کی بارگاہ سے یہ فرمان آیا کہ اے آدم علیہ السلام تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ ابھی تو میں ان کے جوہر روحانی کو صدفِ جسمانی میں نہیں لایا ہوں۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے خُدا جس دن تو نے مجھے اپنی قدرت کے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور میرے بشری قلب میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اُٹھایا تو تیرے عرش کے پایا پر لکھا دیکھا تھا

لا الٰہ الا اللّٰہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد رسول اللّٰہ

اُسی دن میں نے پہچان لیا۔ کہ وہ تیرے ایسے بندے ہیں۔ جو مخلوقات میں سب سے زیادہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ مقرب ہیں۔ پس میں نے اپنی معافیِ تقسیر کے لئے تیری بارگاہ میں انہیں اپنا واسطہ اور وسیلہ ٹھہرایا۔ خُدا کا فرمان آیا کہ اے آدم علیہ السلام ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تُو نے سمجھا تُو نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری درگاہ میں اپنی بخشش کا وسیلہ ٹھہرایا ہے۔ اور مجھے ایسے پیارے کا واسطہ دیا ہے۔ تُو میں نے تمھاری لغزش کو معاف فرمایا۔ اور مخاطب کر کے فرمایا۔ اے میرے پہلے نبی آدم علیہ السلام اگر میں اپنے محبوب نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ کرتا۔ تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

آدم علیہ السلام نے حضور علیہ صلوٰۃ وسلام کے وسیلہ سے دعا کی۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اگر وسیلہ شرک ہوتا تو معاف کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ اور زیادہ ناراض وخفا ہوتے۔ اور فرماتے کہ اے آدم علیہ السلام یہ تُو کیا کر رہا ہے۔ پہلے لغزش کی دانہ کھالیا اب شرک کر رہا ہے۔ کہ میری بارگاہ میں وسیلہ پیش کر رہا ہے۔ ایسا نہ فرمایا۔ اس آیتِ قرآنی اور حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ وسیلہ شرک نہیں عین حق ہے۔ روز ازل سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ہی خطائیں اور لغزشیں معاف ہو رہی ہیں۔ اور روز محشر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے وسیلہ اور سفارش سے ذات مہربان ہوگی۔ سب انبیاء کرام علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش ہونگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناجات سے ہی حساب شروع ہوگا۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام کا بھی وسیلہ ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کبھی شرک نہیں کرتے۔

7۔ سورۂ بقرہ:۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کو آسمان کی طرف پھرتے دیکھ رہے ہیں۔ ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ جس سے آپ راضی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے۔ اور خانہ کعبہ بھی ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے بنایا تھا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاہت تھی کہ میری اُمت کا قبلہ

بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش پوری فرما دی۔ اور فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا مجھے ناگوار گزرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاہت کے مطابق میں نے قبلہ تبدیل فرما دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی وقت دورانِ نماز بیت المقدس سے خانہ کعبہ شریف کی طرف پھر گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دس اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پھر گئے۔ جنہیں عشرہ مُبشرین کہتے ہیں۔ غور فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاہت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے کعبہ معظّمہ قبلہ بن گیا۔ یہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عین رضا ہے۔ اُس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عبادت ہے شرک نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

8۔سورۂ کہف :۔

اس پوری سورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتنے واقعات بیان فرمائے جن میں اپنے نیک بندوں کو وسیلہ ٹھہرایا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر ہر کام کے کرنے پر قادر ہیں۔ لیکن غور فرمائیں یہاں سب کام خضر علیہ السلام سے کروا رہے ہیں۔

پہلا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میرے ایک نیک بندے ہیں۔ اُنکے پاس جاؤ اور علم حاصل کرو۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم رسول اور صاحب کتاب ہیں تورات آپؑ پر نازل ہوئی۔ اب دیکھیں حصول علم کیلئے موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کے پاس بھیج رہے ہیں۔ خود عطا نہیں فرمایا۔ جبکہ اللہ ہر کام پر قادر ہے۔ اب کیا موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے پاس جانا اور علم کا سوال کرنا، مانگنا، حاصل کرنا شرک ہے؟ آپؑ نے اللہ سے کیوں نہ مانگا؟ معلوم ہوا کہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں سے مانگنا اور اُن کا عطا کرنا شرک نہیں ہے۔ نہ مانگنے والا مشرک اور نہ دینے والا اور نہ بھیجنے والا مشرک۔ کیونکہ اس واقع میں جو کہ سورۂ کہف میں بیان ہوا ہے۔ اس میں بھیجنے والا خود اللہ کی ذات جو کبھی شرک کا حکم نہیں فرماتے جا کر مانگنے والے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام۔ رسول کبھی شرک نہیں کرتے۔ اور دینے والے

خضر علیہ السلام اللہ کے ولی جو اللہ کے حکم سے سب کچھ کر رہے ہیں۔ وسیلے کو اور اولیاء کرام سے کچھ بھی حاصل کرنے اور مانگنے کو شرک کہنے والے عقل اور سمجھ سے کام لیں۔ اور قرآنِ کریم میں غور فرمائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جا کر فرماتے ہیں۔ کہ میں کچھ وقت آپ کے ساتھ رہوں گا۔ اور علم حاصل کروں گا۔ تُو خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے کچھ کام ایسے ہیں۔ کہ آپؑ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ اس لئے میں آپؑ کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ آپؑ نے فرمایا میں کوشش کروں گا۔ دونوں بزرگ چل پڑے دریا پر پہنچے کشتی میں سوار ہو کر دریا عبور کیا۔ جب اُترنے لگے تُو خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کر دیا۔ حالانکہ کشتی والوں نے ان کی بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے کرایہ بھی نہیں لیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام سے رہا نہ گیا۔ مختصراً عرض کر رہا ہوں۔ تفصیل کیلئے قرآنِ پاک سورۂ کہف تلاوت فرمائیں۔ تُو خضر علیہ السلام نے فرمایا مجھے اللہ نے علم دیا ہے۔ کہ یہ کشتی یتیم بچوں کی ہے۔ ان کا روزگار اسی کشتی پر ہے۔ ایک ظالم بادشاہ جنگ کے لئے کشتیاں پکڑ رہا ہے۔ آپ کشتی میں سوراخ کر دیں۔ اس کے سپاہی کشتی کو ٹوٹا ہوا دیکھ کر چھوڑ دیں گے۔ اور بچے اسے مرمت کروالیں گے۔ غریب بچے نئی کشتی خرید نہیں سکتے۔ اس طرح انکا روزگار لگا رہے گا۔

اب غور فرمائیں۔ یہ سارے کام کشتی کو توڑنا ٹوٹی ہوئی کشتی دیکھ کر سپاہیوں کا چھوڑنا، بچوں کا مرمت کروانا اللہ تو ہر کام پر قادر ہے۔ سپاہیوں کو اِدھر آنے ہی نہ دیں کشتی ان کو نظر نہ آئے۔ اس سب کچھ کے باوجود اللہ خضر علیہ السلام کو وسیلہ بنا رہے ہیں۔ ان کے ذریعے سب کام کر رہے ہیں۔ تُو پھر وسیلہ شرک کیسے ہو گیا۔ کیونکہ اللہ کے حکم سے اللہ کے ولی کام کرتے ہیں۔

اب آگے دیکھیں۔ دونوں بزرگ ایک بستی سے گزرتے ہیں تو خضر علیہ السلام ایک چھوٹے سے معصوم بچے کو قتل کر دیتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام سے پھر صبر نہ ہو سکا۔ آپؑ نے فرمایا اس معصوم بچے کا کیا قصور ہے۔ کہ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ تو خضر علیہ السلام نے اس کی تشریح فرمائی کہ مجھے اللہ نے علم دیا ہے کہ یہ بچہ ازلی بدبخت ہے۔ بڑا ہو کر کافر ہو جائے گا۔ اس کے والدین اس سے بہت پیار کرتے ہیں۔ ان کے

بڑھاپے کا سہارا یہ ان کا اکلوتا بیٹا ہے۔اور وہ بہت نیک ہیں۔اسکی محبت میں وہ بھی کافر ہو جائیں گے۔اس طرح یہ بچہ اور اس کے والدین دوزخ کا ایندھن بن جائیں گے۔ان کو دوزخ سے بچانے کے لئے اللہ نے یہ حکم فرمایا کہ اس بچے کو قتل کردو۔یہ بچہ دوزخ سے بچ جائے گا۔اس کے بدلے میں ہم ایک نیک صالح بچہ ان کو عطا فرمائیں گے۔جس کی وجہ سے اس کے والدین بھی دوزخ سے بچ جائیں گے۔اب سوچیں کہ کیا اللہ خود بچے کو مارنے پر قادر نہیں؟ بچے کو گمراہ نہ ہونے دیں۔اس کے والدین کو گمراہ نہ ہونے دیں۔کیا اس پر اللہ کریم قادر نہیں؟ اللہ تعالیٰ تو ہر کام کرنے پر قادر ہیں۔تو پھر خضر علیہ السلام کا وسیلہ کیوں اختیار کر رہے ہیں؟ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ڈائریکٹ کوئی کام نہیں کرتے اپنے ولیوں سے کرواتے ہیں۔اس لئے اولیاء کرام کے پاس جانا ان سے مانگنا،حاصل کرنا ان کا عطا کرنا شرک نہیں توحید ہے۔اور قرآنِ کریم کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

تیسرا کام خضر علیہ السلام نے یہ کیا کہ ایک بستی میں دیوار گرنے والی تھی۔آپؑ نے اُس دیوار کو مرمت کیا۔ جبکہ اُس بستی والے اتنے بداخلاق تھے کہ اُنہوں نے دونوں بزرگوں کو مانگنے کے باوجود پانی نہ پلایا۔تُو موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے کہ آپ کا کوئی کام ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔۔آپ بتائیں کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔اس کے بعد میں آپ سے علیحدہ ہوتا ہوں۔آپ کا راستہ الگ میرا راستہ الگ۔تب حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں کوئی کام بھی اپنی مرضی سے نہیں کرتا جو کچھ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یعنی الہام کے ذریعے جو علم عطا فرماتے ہیں میں اُسی پر عمل کرتا ہوں۔اس دیوار کو مرمت کرنے میں اللہ کی یہ حکمت تھی کہ اس کے نیچے خزانہ ہے اور یہ دیوار دو یتیم بچوں کی ملکیت ہے اور ان کے والدین اپنے بچوں کے لئے یہ خزانہ دیوار کی بنیاد میں دفن کر گئے ہیں کہ بڑے ہو کر یہ خزانہ نکال لیں گے۔لیکن دیوار بچوں کے بڑا ہونے سے پہلے ہی کمزور ہو گئی۔اگر دیوار ابھی گر جاتی تو خزانہ دوسرے لوگ لے جاتے اور بچوں کے ہاتھ نہ آتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس کی مرمت کردو تا کہ یہ بچوں کے جوان ہونے تک قائم رہے۔اِن کا باپ بہت نیک آدمی تھا۔اِس لئے اے موسیٰ علیہ السلام تیرے رب نے چاہا کہ ان کا خزانہ

محفوظ رہے اور یہ بچے جوان ہو کر اپنا خزانہ خود نکال لیں۔

اس پورے قصہ میں ہوش کے ساتھ سوچیں۔ کہ اللہ تعالیٰ تو ہر کام کرنے پر قادر ہیں۔ جس کام کو فرمائیں ہو جاوہ اُسی وقت ہو جاتا ہے یعنی کن، فیکون۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو تو کسی کی محتاجی نہیں تُو دیوار کو بچوں کے جوان ہونیتک قائم رکھنے کے لئے خضر علیہ السلام سے فرمارہے ہیں۔ کہ اس کی مرمت کر دو۔ کیا مرمت کے بغیر اللہ تعالیٰ دیوار کو بچوں کے جوان ہونے تک قائم رکھنے پر قادر نہیں؟ بالکل قادر ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ہر کام اپنے ارادہ سے کرنے پر قادر ہیں کر سکتے ہیں۔ تُو پھر خضر علیہ السلام سے سب کام کروانے کا مقصد کیا ہے؟ سمجھنے کی کوشش کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ زمین پر کوئی کام ڈائریکٹ نہیں کرتے۔ اپنے نیک بندوں کے وسیلہ سے کرتے ہیں۔ تو اعتراض کرنے والے حضرات سوچیں کہ وسیلہ شرک کیسے ہو گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو قرآنِ کریم میں وسیلے کی تعلیم فرمارہے ہیں۔ اگر آپ حضرات کو معمولی ایمان بھی نصیب ہے تو وسیلہ کو شرک کہہ کر اپنا ایمان ضائع نہ کریں۔ کیونکہ قرآن کی مخالفت کفر ہے۔ اور قرآنِ پاک میں بار بار وسیلہ اختیار کرنے کا حکم ہے۔

سورۂ کہف پر تبصرہ:۔

سورۂ کہف میں اصحابِ کہف کا ذکر بھی ہے۔ کہ چند اللہ کے دوست ایک کافر بادشاہ کے دارالخلافہ میں رہتے تھے۔ اور وہ بادشاہ سال کے بعد ایک دن اپنی عبادت کرواتا تھا۔ ایک طرف وہ تخت پر بیٹھ جاتا تھا اور دوسری طرف آگ جلائی جاتی تھی۔ اُس کے سپاہی زبردستی لوگوں کو اُس کے پاس لاتے اور پوجا کرواتے تھے۔ جو لوگ اُس کی پوجا کرتے وہ امن میں رہتے اور اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے اور جو لوگ اس کی پوجا اور عبادت کرنے سے انکار کرتے انہیں آگ میں ڈال دیتے۔ وہ بچارے جل کر کوئلہ ہو جاتے۔

اصحابِ کہف نے مشورہ کیا کہ عبادت کا دن ہے۔ ہم اسے سجدہ اور عبادت سے جب انکار کریں گے تو یہ ہمیں آگ میں ڈلوا دے گا۔ اور شرک نہ کرنے کی وجہ سے ہم لوگ جل جائیں گے۔ تو ایسا کرتے

ہیں۔رات کے اندھیرے میں شہر چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیں۔سب اس مشورہ پر متفق ہو گئے۔اور شہر چھوڑ کر چل پڑے۔ان کا کُتا بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔وہ کتے کو مار مار کر واپس کرتے کہ ہم تو کہیں چھپ جائیں گے لیکن یہ کتا باہر نکل کر پھرے گا۔بادشاہ کے سپاہی کتے کو دیکھ کر پہچان جائیں گے۔اور اس کے پیچھے غار تک آ جائیں گے۔اس طرح وہ ہمیں گرفتار کر کے لے جائیں گے۔اس لئے وہ کتے کو واپس کر رہے تھے۔کتے نے دیکھا کہ کسی طرح بھی یہ مجھے ساتھ لے جانے پر تیار نہیں تو اُس نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی کہ باری تعالیٰ مجھے زبان عطا فرما تا کہ میں ان سے بات کر سکوں۔اللہ تعالیٰ نے کُتے کو زبان عطا فرما دی۔تو کُتے نے کہا کہ جس ظالم اور کافر بادشاہ کی حکومت میں آپ رہنا نہیں چاہتے میں بھی رہنا نہیں چاہتا۔آپ مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں۔آپ جیسے فرمائیں گے میں ویسے ہی رہوں گا آپ کو پریشان نہیں کروں گا۔اصحابِ کہف غار میں داخل ہو گئے اور کُتے سے کہا کہ تو دروازے پر بیٹھ جا۔کتا وہاں بیٹھ گیا اور وہ غار میں سو گئے۔ساڑھے تین سو سال تک وہ سوئے رہے۔کتے نے دروازے پر بیٹھے بیٹھے جان دے دی۔اللہ کے دوستوں کی نافرمانی نہیں کی۔

حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔کہ وہ کتا جنتی ہے۔غور فرمائیں کہ کتا جو کہ نجس ناپاک اور کمتر مخلوق ہے ولیوں کی صحبت میں رہنے ان کی فرمانبرداری کرنے سے جنتی ہو گیا تو ایک گنہگار انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے کیا وہ اللہ کے دوستوں کی صحبت سے جنتی نہ ہوگا بالکل ہوگا۔سرکارِ دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان پاک ہے۔کہ میری اُمت کے ولی مثل بنی اسرائیل ہیں۔اصحابِ کہف بنی اسرائیل کے ولی ہیں نبی نہیں۔نبی کا مرتبہ اور تصرف ولی سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے ولیوں کی صحبت سے بے شمار اُمتِ محمدیہ جنت میں داخل ہو گی۔جیسے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے میری اُمت کے بے شمار لوگ جنت میں جائیں گے۔

قرآن و حدیث کے مطابق ولی یعنی اللہ کے دوستوں کے وسیلہ اور صحبت سے کتے جنتی اُمت کے

بیشمار لوگ جنتی ہوں گے۔صرف کافر اور منافق یہ دو گروہ ایسے ہیں کہ اِن کو کسی نبیؑ اور کسی ولی کی صحبت فائدہ نہیں دیتی معلوم ہوا کے یہ لوگ کتوں سے بھی زیادہ غلیظ ہیں۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی۔مخلوق کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ نے ولایت کا دروازہ کھولا کہ جو کام بنی اسرائیل میں غیر مطلق نبی کرتے تھے۔وہی کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں اللہ کے ولی کریں گے۔اسی لئے سورۂ کہف میں سب کام اللہ تعالیٰ نے ولی کے وسیلہ سے کروائے یعنی حصولِ علم کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ازلی بدبخت لڑکا ولی کے وسیلہ سے جنتی ہو گیا۔اس کے والدین جنتی۔یتیم بچوں کا روزگار ولی اللہ کے وسیلہ سے لگا رہا۔دو یتیم بچوں کا خزانہ خضر علیہ السلام کے وسیلہ سے ان تک پہنچ گیا۔اللہ کے دوست یعنی پیروں کے پاس جانے سے علم و دین دنیا و آخرت نصیب ہوتے ہیں۔اسی لئے انکے پاس جانا ان سے مانگنا اُن کا عطا فرمانا کسی طرح بھی شرک نہیں کیونکہ اُمت محمدیہ کی تعلیم کیلئے اللہ اپنے رسول موسیٰ علیہ السلام کو ایک ولی کے پاس بھیج رہے ہیں اور گمراہ علماء عام لوگوں کو پیروں کے پاس جانے سے منع کرتے ہیں یہ گمراہ علماء جو قرآن وسنت کے خلاف شرک کے فتوے دیتے ہیں حشر میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے حالانکہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمت شرک نہیں کرے گی۔

9۔سورۂ فتح:۔

اگر کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کو تُم نہیں جانتے۔اگر اس امر کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تُم ان کو پیس ڈالتے۔پھر تُم پر خرابی آ پڑتی ان کی طرف سے بےخبری میں۔فتح تو ہو جاتی لیکن اس میں دیر اس لئے ہوئی تا کہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے۔اگر وہ مسلمان کفارِ مکہ سے جُدا ہو جاتے تُو ہم کافروں کو دردناک عذاب کی سزا دیتے۔

اب اس سورۃ میں بھی اللہ تعالیٰ وسیلے کا ذکر فرما رہے ہیں کہ کفارِ مکہ پر عذاب اس لئے نہیں آیا کہ ان میں کچھ مسلمان مرد اور عورتیں رہ گئے تھے جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی یا کسی وجہ سے نہ کر سکے۔یعنی

اللہ کے نیک بندوں کے صدقے بے دین بھی امن میں رہے جس طرح لوط علیہ السلام جب تک اپنی قوم میں موجود رہے ان پر عذاب نہ آیا حالانکہ وہ کس قدر گندے اور گمراہ لوگ تھے۔ عذاب کے فرشتے آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام اس آبادی سے تشریف لے جائیں ہماری فکر نہ کریں۔ آپؑ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر چل پڑے اور فرمایا میرے ساتھ رہنا پیچھے مُڑ کر نہ دیکھنا۔ آپ کی بیوی چند قدم آپؑ سے پیچھے رہ گئی۔ یونہی آپؑ نے اُس آبادی کی حدود سے پاؤں باہر رکھا تو فرشتوں نے وہ پورا علاقہ یہاں تک قومِ لوط علیہ السلام آباد تھی۔ اُسے اُٹھا کر آسمان تک لے گئے اور وہاں سے اُلٹا کر کے پھینکا اور پوری قوم کو غرق کر دیا۔

اب دیکھیں قومِ لوطؑ کو غرق کرنے کے لئے اللہ نے فرشتوں کا وسیلہ اختیار کیا۔ کیا اللہ فرشتوں کے محتاج ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ ہر کام کرنے پر قادر نہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کے محتاج نہیں اور ہر کام کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ کو وسیلہ اختیار کرنے کی تعلیم فرمارہے ہیں۔ اس طرح قرآنِ پاک سے ثابت ہوا کہ پیغمبروں، ولیوں اور فرشتوں کا وسیلہ شرک نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی شرک کا حکم نہیں فرماتے اور نبیؑ کبھی شرک نہیں کرتے اللہ کے ولی اور فرشتے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں حکم کے خلاف نہیں کرتے اس طرح یہ بھی مُشرک نہیں ہوتے۔

10۔ سورۂ کہف:۔

''غالب آنے والے لوگ بولے کہ ہم اصحابِ کہف پر مسجدیں بنائیں گے۔''

قرآنِ پاک کی اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے پاس مسجدیں بنانا تا کہ ان کے وسیلہ اور قُرب سے نمازوں میں برکت ہو اور قبولیت کے درجے کو پہنچیں۔ مسلمانوں کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے۔ قرآنِ کریم نے اصحابِ کہف کی غار پر مسجد بنانے کا ذکر کیا۔ اور اس کی تردید نہ کی۔ جس سے پتہ چلا کہ ان کا یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند تھا۔ کیونکہ مقامات اور جگہیں اللہ کے نیک بندوں کی وجہ سے بابرکت بافضیلت اور متبرک ہو جاتی ہیں۔ جس طرح حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

تشریف لانے سے یثرب مدینہ منورہ ہوگیا۔ اور مسجدِ نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوگیا۔ یہ سب محبوبِ کریم ﷺ کے وسیلے اور صدقے کا سبب ہے۔ کیونکہ مسجدِ نبوی شریف میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کا روضہ اقدس موجود ہے۔ غور فرمائیں کہ ہر طرف سے نبیوں اور ولیوں کے وسیلے کی صدائیں آ رہیں ہیں۔ وسیلے کی مخالفت کرنے والوں کا نہ اللہ سے کوئی تعلق ہے نہ نبیوں سے کوئی تعلق ہے نہ ولیوں سے کوئی تعلق ہے نہ جنت سے کوئی تعلق ہے۔ انکا صرف شیطان ملعون سے تعلق ہے اور دوزخ سے واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن گمراہوں کی گمراہی سے حضور ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ اور اپنے دوستوں کا دنیا و آخرت میں ساتھ نصیب فرمائیں اور ان کے قدموں کے صدقے بخشش فرمائیں۔ آمین

11۔ سورۂ یوسف:۔

یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے والد ماجد کے منہ پر ڈال دو اُن کی آنکھیں بینا ہو جائیں گی۔

بزرگوں کو وسیلہ ٹھہرانا ان سے مرادیں مانگنا مشکل وقت میں پکارنا اور بزرگوں کا عطا فرمانا اس سب کچھ کے منکر علماء اور عام لوگ سوچیں کہ اگر یہ شرک ہوتا تو یہ دونوں نبی علیہ السلام یعنی یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام یہ کام بالکل نہ کرتے۔ یعنی یوسف علیہ السلام کُرتا بھیجنے کا اور یعقوب علیہ السلام آنکھوں پر پھیر کر بینا ہونے کا اگر یہ شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں اس کی تردید کرتے۔ اس سورت کو بہترین قصہ نہ فرماتے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کو مشکل کشاء کے طور پر پیش فرما رہے ہیں۔ مختصراً جب آپؑ جیل میں تھے تو وہاں دو قیدیوں نے خواب دیکھے۔ ایک نے دیکھا کہ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے۔ اور پرندے چھین چھین کر لے جا رہے ہیں۔ آپؑ نے تعبیر فرمائی کہ تجھے پھانسی آئے گی۔ دوسرے نے دیکھا کہ میں بادشاہ کو شربت پلا رہا ہوں۔ آپؑ نے تعبیر فرمائی کہ تُو بادشاہ کا وزیر ہو جائے گا۔ بالکل اُسی طرح ہوا۔ پھر عزیزِ مصر نے خواب دیکھا کہ دریائے نیل کے کنارے کھڑا ہے اور سات موٹی تازی گائیں دریا

سے نکلیں اور ان کے پیچھے سات دبلی پتلی گائیں نکل آئیں اور یہ دبلی پتلی گائیں موٹی تازی گائیوں کو کھا گئیں بادشاہ بہت پریشان اور بے چین ہو گیا۔ کہ یہ میں نے کیا دیکھ لیا۔ اپنے سب وزیروں کو بلا کر اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ سب نے معذوری ظاہر کی کہ ہم اس کا مطلب اور تعبیر نہیں جانتے۔ تو اُسی قیدی نے جو رہا ہو کر بادشاہ کا وزیر ہو گیا تھا۔ اُس نے بتایا کہ جیل میں ایک قیدی یوسفؑ نامی ہے اور وہ خواب کی بہترین تعبیر کرتے ہیں۔ آپؑ کو بلایا گیا۔ تو آپؑ بادشاہ کے لئے بھی مشکل کشاء ثابت ہوئے۔ یوسف علیہ السلام نے بہترین تعبیر فرمائی کہ سات موٹی تازی گائیں دریا سے نکلیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سات برس فصل بہت ہوگی۔ اس میں غلہ جمع کر لیں سات دبلی پتلی گائیں اس کا مطلب ہے کہ پھر سات سال قحط ہو جائے گا۔ پہلے سات سالوں کا جمع کیا ہوا غلہ ان سات سالوں میں ختم ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح ہوا۔ تفصیل کے لئے سورت یوسف کا مطالعہ فرمائیں۔ اب اس سورت میں دیکھیں نبی یوسف علیہ السلام قیدیوں کے لئے بھی وسیلہ ہیں۔ بادشاہ کی مشکل حل فرما دی بادشاہ کے لئے بھی وسیلہ ہیں یعقوب علیہ السلام اللہ کے نبیؑ ہیں ان کے لئے یوسفؑ کی قمیص وسیلہ ہے۔ آپؑ کا کُرتا آنکھوں پر لگانے سے بینا ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا وسیلہ یا ان کا خود کسی کی مشکل کشائی فرمانا قرآن سے ثابت ہے اور یہ کسی طرح بھی شرک نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی پسند نہیں فرماتے اور نبیؑ کبھی بھی شرک نہیں کرتے۔

12۔ سورۂ التین:۔

''قسم ہے۔ انجیر، زیتون اور طورِ سینا کی اور اس امانت والے شہر کی یعنی مکہ کی۔''

13 سورۂ بلد:۔

''میں قسم فرماتا ہوں اس شہر مکہ کی کیونکہ اے محبوب اس میں آپ تشریف فرما ہیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے درختوں کو عزت اور فضیلت ملی۔ کوہِ طور کو عزت ملی۔ یہ سب چیزیں موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے کس قدر بابرکت اور متبرک ہوئیں۔ کہ ذاتِ باری تعالیٰ ان کی قسمیں کھا

رہے ہیں۔ نبیؑ کے قدموں کے صدقے بے جان چیزوں کو بھی فضیلت حاصل ہوئی۔ حالانکہ انھوں نے تو مانگا بھی نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ خود بخود اپنے نبی کے صدقے اور وسیلے کی وجہ سے قسمیں کھا رہے ہیں۔

جدھر جدھر بھی گئے کرم ہی کرتے گئے کسی نے مانگا نہ مانگا جھولیاں بھرتے گئے

سورۂ بلد میں اللہ تعالیٰ مکہ شریف کی قسم اس لئے کھا رہے ہیں۔ کہ اللہ کے محبوب سید المرسلین رحمت العالمین ﷺ اس میں تشریف فرما ہیں۔ اس میں اللہ کا گھر ہے۔ خانہ کعبہ شریف جو اللہ کے پیارے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بنایا۔ اور حضور ﷺ ان کی اولاد سے ہیں۔ القصہ مختصر سب چیزوں کو فضیلت اللہ کے نیک بندوں کے وسیلہ سے ملتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ وسیلہ شرک نہیں عین اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔

14۔ سورۂ بقر:۔

شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہت کی دلیل یہ ہے۔ کہ ان کے پاس تابوتِ سکینہ آئے گا۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ صندوق دیا تھا۔ جس میں موسیٰ علیہ السلام کے نعلین شریف اور حضرت ہارون علیہ السلام کی دستار مبارک اور دیگر تبرکات تھے۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ جنگ میں اس صندوق کو ساتھ رکھتے تھے۔ اس کی برکت سے جنگ میں فتح پاتے تھے۔ جس بادشاہ سے یہ صندوق چھن جاتا تھا۔ اُس کی حکومت ختم ہوجاتی تھی۔ اور جو اُس صندوق کو چھین لیتا یعنی جس طرح بھی حاصل کر لیتا صلح صفائی سے یا لڑائی سے تو اللہ تعالیٰ اس صندوق کی برکت اور وسیلے سے حکومت بھی اُن کو عطا فرما دیتے تھے۔ اور بہت کامیابی سے اس کی حکومت چلتی تھی۔ تبرکات کے وسیلہ کے منکرین سوچیں کہ وسیلہ اگر شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اس کے صدقے حکومت عطا نہ فرماتے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو تبرکات کی برکت سے بینائی عطا نہ فرماتے۔ جبکہ غور فرمائیں بڑی بڑی نعمتیں اور برکتیں تبرکات کے صدقے نصیب ہو رہی ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ تبرکات کا وسیلہ بھی شرک نہیں ہے۔

15۔سورۃ آلِ عمران:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مٹی سے پرندے کا بت بناتا ہوں۔ پھر اُس پر پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ پرندہ بن جاتا ہے۔

غلط عقیدے کے لوگ جو نبیؑ کے اختیارات اور تصرف پر حملہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبیؑ کچھ نہیں کر سکتا نبی تو مکھی کا پر نہیں بنا سکتا۔ غور فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پورا پرندہ بنا کر ایک پھونک سے اُسے زندہ کر کے اڑا رہے ہیں اور یہ قرآنِ پاک کی آیت ہے کوئی ضعیف حدیث نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرندہ بنا سکتے ہیں تو اُنکے سردار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جو چاہیں بنا سکتے ہیں۔ مکھی کا پر یا مکھی اور خنزیر اس لئے نہیں بنائے کہ یہ تو پہلے ہی دنیا میں بہت ہیں بیماری اور بے غیرتی کا باعث ہیں حرام ہیں ایسی چیزیں بنانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف ہے۔ عقل کے اندھے بے دینوں کو یہ نظر نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیقؓ و عمرؓ بنائے عثمانؓ اور علیؓ بنائے سلمان فارسیؓ اور اویس قرنیؓ بنائے حسنؑ و حسینؑ بنائے اہلِ بدر و اُحد بنائے مہاجرین و انصار بنائے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کھلم کھلا فرما دیا کہ میرے محبوب کریم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن لوگوں کی ایسی بہترین تربیت اور تکمیل فرما دی ہے کہ اب یہ لوگ جو چاہیں کریں یہ بِلا حساب جنتی ہیں۔ میں نے ان کے دلوں کو آزما لیا ہے۔ معلوم ہوا بزرگوں کے دم کرنے سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ بیماروں کو شفا اور صحت مل جاتی ہے۔ کافروں کو ایمان گناہگاروں کو بزرگی اور ولایت بزرگوں کے تصرف سے ہی مل جاتی ہے۔ تو اُن کے پاس جانا اُن سے مانگنا مرادیں حاصل کرنا دین و دنیا طلب کرنا اور اُن کا یہ سب کچھ عطا فرمانا عین حق ہے۔ یہ کسی طرح بھی شرک نہیں۔

16۔سورۃ مریم 14:۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت بی بی مریم علیہا السلام سے کہا کہ میں تمھارے رب کی طرف سے قاصد ہوں۔ اس لئے آیا ہوں کہ تمھیں ایک ستھرا بیٹا بخشوں۔

اُمتِ محمدیہ کی تعلیم کے لئے اللہ تعالیٰ بی بی مریم علیہا السلام کو بیٹا دینے کے لئے جبرائیلؑ کا وسیلہ اختیار فرما رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر کام پر قادر ہیں۔ جبرائیلؑ کے بغیر بھی یہ کام کر سکتے تھے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ بغیر ماں کے بغیر باپ اور ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا فرما سکتے ہیں۔ جس طرح اماں حوا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کر دیا۔ اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرما دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کوئی کام ڈائریکٹ نہیں کرتے۔ وسیلے سے کرتے ہیں۔ جس طرح بی بی مریم علیہا السلام کو بیٹا دینے کے لئے جبرائیل علیہ السلام وسیلہ، آدم علیہ السلام کا بُت بنانے کے لئے مٹی پانی اور فرشتے وسیلہ۔ ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ کبھی فرشتوں کا کبھی نبیوں اور ولیوں کا وسیلہ اختیار فرماتے ہیں۔ اگر وسیلہ شرک ہوتا تو اللہ اور اللہ کے نبیؐ اور ولیؒ کبھی وسیلہ اختیار نہ کرتے جب ان معزز بزرگ و برتر ہستیوں کے لئے وسیلہ شرک نہیں تو بچاری عام مخلوق اور گناہگار اُمت کے لئے بھی شرک نہیں۔

17۔ سورۂ طٰہٰ 13:۔

سامری بولا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کے نیچے سے ایک مُٹھی مٹی لی اور سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈالی۔ (اور بچھڑا آواز دینے لگا)

حضرت یوسف علیہ السلام اپنی قوم سے وصیت فرما گئے تھے کہ تُمھیں ایک دن مصر چھوڑنا پڑے گا تو جاتے ہوئے میرا صندوق جس میں مجھے دفن کیا جائے گا۔ قبر سے نکال کر اپنے ساتھ لے جانا اور کنعان میں یعقوب علیہ السلام کی قبر کے ساتھ مجھے دفن کرنا۔ بنی اسرائیل کا مصر کو چھوڑنے کا وقت آ گیا۔ تُو کچھ دن پہلے آپؑ نے ساری قوم سے فرما دیا۔ کہ خفیہ طریقے سے اپنی تیاری کرلو فرعون سے چوری کسی وقت بھی رات کے اندھیرے میں کوچ کر جائیں گے۔ اسرائیلی عورتیں بہت ہوشیار چالاک اور لالچی تھیں۔ انھوں نے فرعونی عورتوں سے سونے کے زیورات اُدھار مانگ لئے کہ چند دنوں کے لئے ہم نے مہمان جانا ہے واپس آ کر آپ لوگوں کے زیورات واپس کر دیں گے۔ اور یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چھپا کر رکھی کہ آپؑ کو اگر اس بات کا پتہ چل گیا تو آپؑ زیورات واپس کروا دیں گے۔ رات کو مقررہ وقت پر جب موسیٰ

علیہ السلام نے قوم سمیت ہجرت کی۔تو سامری گھر سے نہ نکلا۔ چونکہ یہ منافق تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ نہ جا سکیں گے فرعون انہیں پکڑ لے گا۔ اور سزا دے گا۔ تو میں اس کا مقرب ہو جاؤں گا۔ موسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد فرعون کو خبر ہو گی تو وہ اپنا لشکر لے کر بنی اسرائیل کو واپس لانے کے لئے نکلا تو سامری بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ دریا پر پہنچ کر فرعون نے دیکھا کہ دریا میں راستہ بنا ہوا ہے۔ اور بنی اسرائیل گزر رہے ہیں راستہ اتنا خشک ہے کہ گرد و غبار اُڑ رہا ہے۔ دریا میں وہ راستہ موسیٰ علیہ السلام نے پانی پر اپنا عصا مار کر بنایا تھا فرعون وہاں رُک گیا۔ دریا میں داخل ہونے سے ڈر رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا۔ کہ گھوڑی لے کر جاؤ۔ اور فرعون کے آگے لگاؤ۔ اُس کا گھوڑا گھوڑی کے پیچھے دریا میں داخل ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہوا سامری جو کہ فرعون کے ساتھ تھا۔ اُس نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی جس جگہ پاؤں رکھتی ہے تو سوکھی گھاس ہری ہو جاتی ہے۔ اور اُس نے وہ مٹی اُٹھالی۔ اور دریا میں داخل نہیں ہوا۔ فرعون اور اُس کا لشکر دریا میں غرق ہو گئے۔ اور سامری ہجرت کر کے بنی اسرائیل کے پاس آ گیا۔ صبح کو جب فرعون کی قوم وہاں آئی تو دیکھا کہ فرعون کی لاش دریا کے کنارے پڑی ہوئی ہے۔ اُنہوں نے فرعون کو دفن کر دیا۔ اگلے دن لوگ آئے تو دیکھا کہ فرعون کی لاش قبر کے اوپر پڑی ہوئی ہے۔ اس طرح تین دفعہ فرعون کو دفن کیا۔ اُس کو نہ دریا نے قبول کیا اور نہ زمین نے۔ اب تک اس کی لاش مصر کے عجائب گھر میں پڑی ہوئی ہے۔ اللہ نے اپنے نبی کے دشمن کو عبرت کا نشان بنا دیا۔

کنعان پہنچ کر اسرائیلی عورتوں نے اس زیور کے بارے میں بتا دیا۔ جو وہ فرعونی عورتوں سے لے گئی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے ان کی اس حرکت پر سخت ناراض ہوئے۔ اور وہ تمام زیورات منگوا کر زمین میں دفن کر دیئے۔ کچھ وقت کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا حکم آ گیا کہ چالیس دن کوہ طور پر آ کر روزے رکھو۔ اس کے بعد ہم آپ کو توراۃ عطا فرمائیں گے۔ موسیٰؑ کوہ طور پر چلے گئے۔ تو سامری نے وہ تمام زیورات جن کو موسیٰ علیہ السلام نے زمین میں دفن کیا تھا۔ زمین سے نکال کر ان کو پگھلا کر بچھڑا بنایا اور پھر اس کے منہ میں مٹی پھینکی۔ جو اُس نے جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کے نشان سے اُٹھائی تھی۔ اس میں حیات تھی بچھڑا زندہ ہو گیا۔ اور بولنے لگا۔ سب سے پہلے اس بچھڑے کی پوجا شروع ہوئی جواب

تک ختم نہیں ہوئی اب بھی ہندو گائے کی پوجا کرتے ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی خاک کے وسیلہ سے سونے کے بے جان بچھڑے میں جان پڑ گئی۔اس طرح اللہ کے دوستوں اور مقرب فرشتوں کے وسیلہ سے مردے زندہ ہوجاتے ہیں۔

18۔سورہ سجدہ:۔

فرما دو کہ تمھیں ملک الموت ماریں گے۔یعنی روح قبض کریں جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں۔اس آیت مبارکہ سے بھی وسیلے کا ثبوت ملتا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی جان نکالنے کے لئے عزرائیل علیہ السلام کو مقرر فرمایا ہے۔

19۔سورۃ انفال:۔

اللہ انہیں عذاب نہ دے گا جب تک آپ ان میں ہیں۔اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ اہل مکہ اور آس پاس کے کافر اور مشرک یہ کہتے تھے۔اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے نبی ہیں تو کفار و مشرکین اتنا پریشان کرتے ہیں۔تو ان پر اللہ کا عذاب کیوں نہیں آتا۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ان میں جلوہ نما ہیں۔اس لئے کفارِ مکہ کی ذلیل اور کمینی حرکتوں کے باوجود ان پر عذاب نہیں آتا۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے لئے بھی عذابِ الٰہی سے امن کا وسیلہ ہیں۔

20۔سورۂ بقرہ:۔

جب تم نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے۔اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لئے زمین کی پیداوار نکالے۔

ان قرآنی آیت میں بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام سے کہہ رہے ہیں۔خود اللہ سے نہیں مانگ رہے۔تو موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے من وسلویٰ سے انہیں نجات دے دی۔ان کی خطا معاف

فرما دی۔ بنی اسرائیل اپنی بستیوں میں چلے گئے۔ اور زمین کی پیداوار سے اللہ نے ان کے رزق میں فراخی عطا فرما دی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے وسیلہ اور اُن کی دعاؤں کے وسیلہ کو پسند فرماتے ہیں۔ لہٰذا وسیلہ کسی طرح بھی شرک نہیں۔

21۔ سورۃ آلِ عمران:۔

حضرت بی بی مریم علیہا السلام کو بے موسم کا پھل کھاتے دیکھ کر زکریا علیہ السلام نے مریمؑ کے پاس کھڑے ہو کر فرزند کے لئے دعا مانگی۔

حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو گئے۔ اور آپؑ کی اولاد نہیں تھی۔ جب آپؑ نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس ایسے پھل دیکھے۔ جن کا موسم نہیں تھا۔ تو آپؑ کے جی میں خیال گزرا کہ جو مالک و مولا مریمؑ کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے۔ تو وہی مالک مجھے بھی ایسی عمر میں جبکہ میں اور میری بیوی بوڑھے ہو چکے ہیں اولاد دے سکتا ہے۔ بے شک ہم بھی اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہے۔ آپؑ نے حضرت بی بی مریم علیہا السلام کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے بی بی مریمؑ کے پاس کھڑے ہونے کی برکت اور وسیلہ سے دعا منظور فرمائی۔ اور آپ کو نیک صالح بیٹا حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا فرمائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا قبولیت کا باعث ہوتی ہے شرک نہیں ہوتی۔ سارا قرآنِ پاک وسیلوں کے حوالہ جات سے بھرا ہوا ہے۔ اول نبی سے لے کر قیامت تک سب کام وسیلے سے ہو رہے ہیں۔ مثلاً آدم علیہ السلام کی پیدائش میں مٹی پانی، فرشتے وسیلہ کہ اُنہوں نے گارا بنایا۔ اور پھر بت بنایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو تبلیغ کے لئے مقرر فرمایا۔ دین کی تبلیغ اور اللہ کی توحید بیان کرنے میں نبی وسیلہ بی بی حاجرہ رضی اللہ عنہا پانی کیلئے صفا و مروہ پر کوشش کر رہی تھیں۔ اللہ نے پانی عطا فرما دیا۔ پانی کا چشمہ جاری کرنے کے لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیاں وسیلہ۔ حضرت ابرہیم علیہ السلام جب بی بی حاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے تھے تو دعا فرمائی کہ باری تعالیٰ میرے بیٹے اور بیوی کو پھلوں کا رزق عنایت فرما۔ اللہ نے پھلوں کا رزق عطا فرما

دیا۔ پہچانے کے لئے قافلے والے سوداگر وسیلہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب ایک فرعونی قتل ہو گیا تو آپ علیہ السلام مصر چھوڑ کر مدین حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس چلے گئے کچھ عرصہ آپ علیہ السلام کی صحبت میں رہنے کے بعد واپس آئے تو راستے میں کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ جس کو علامہ اقبالؒ مردِ مومن نے اس طرح قلمبند کیا۔

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر تو شعبانی سے کلیمی دو قدم ہے

ہر زمانے میں ہر شخص وسیلے کا قائل رہا ہے۔ مگر آج تقریباً سو سال سے وسیلہ کے منکر پیدا ہو گئے اور یہ وہی لوگ ہیں جو دنیاوی مصیبتوں اور پریشانیوں میں حاکموں، وکیلوں، حکیموں اور ڈاکٹروں کے پاس مارے مارے پھر رہے ہیں مگر انبیاء کرامؑ اور اولیاء عظامؒ کے وسیلہ پکڑنے والوں کو مشرک اور مرتد کہتے ہیں۔ ذرا خوف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب جس قوم پر ہوتا ہے اللہ اُسے وسیلوں سے محروم کر دیتا ہے۔ اور جن پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے انہیں اپنے پیاروں کا وسیلہ نصیب فرماتا ہے۔ تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو قربِ الٰہی کا وسیلہ جان کر سجدہ کر دیا اور مقبولِ بارگاہ ہو گئے۔ شیطان ملعون نے آدم علیہ السلام کو وسیلہ نہ بنایا سجدہ نہ کیا اور مردودِ بارگاہِ الٰہی ہوا۔ مثنوی شریف میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پیر رابگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ترجمہ:۔ پیر و مُرشد اختیار کرکہ بغیر پیر کے یہ سفر یعنی زندگی کا سفر آفتوں، مصیبتوں اور خطرات سے بھرا ہوا ہے۔

22۔ سورۃ مائدہ:۔

اور نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور زیادتی میں باہم مدد نہ دو۔ اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کی مدد کرنے کے بارے میں فرما رہے ہیں۔ کہ نیکی اور

پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہ نہ فرمایا کہ صرف مجھ ہی سے مدد مانگو اور غیر اللہ سے مدد نہ مانگو۔ اس میں اپنا ذکر نہیں فرمایا بلکہ غیر اللہ سے فرمایا کہ ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں۔ مدد مانگنے والا مدد کرنے والا دونوں اللہ کی اطاعت کر رہے ہیں شرک نہیں۔

23۔ سورۃ البقرہ:۔

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ کیونکہ صبر اور نماز خدا نہیں ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا اللہ کریم کی اطاعت وفرمانبرداری ہے شرک نہیں۔

24۔ سورۃ کہف:۔

تُم طاقت سے میری مدد کرو۔ اللہ کے دوستوں کا غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت مل رہا ہے۔ یہ قول سکندر ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جب آپ نے ایک قوم کی شکایت پر یاجوج ماجوج اور اس قوم کے درمیان دیوار بنائی تو اس وقت آپؓ نے ان سے مدد مانگی۔ حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندے تھے۔ اور اللہ نے انہیں اپنا محبوب بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اس واقعہ کی تردید نہ فرمائی بلکہ تصدیق فرمائی۔ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہوتا تو سکندر ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کبھی بھی اس قوم سے مدد نہ مانگتے۔ تو پتہ چلا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا عین اطاعت الٰہی ہے فرمانبرداری ہے شرک نہیں ہے۔

25۔ سورۃ طٰہٰ:۔

اور میرے گھر والوں میں سے میرا ایک وزیر کر دے۔ وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط فرما۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ سے سوال کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غیر اللہ یعنی ہارون علیہ السلام کو میرا مددگار بنادے اللہ آپ کی دعا منظور فرما کر ہارون علیہ السلام کو آپ کا مددگار بنا رہے یہ نہیں فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام مجھ

سے مدد مانگو کیا میں تیری مدد کیلئے کافی نہیں۔اب غور فرمائیں اللہ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام غیر اللہ سے مدد مانگ رہے ہیں اور نبی کبھی شرک نہیں کرتے۔

26۔سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۸۱:۔

''توتم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔''

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام علیہ السلام کو اپنے محبوب حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کا حکم فرمارہے ہیں۔اور ایمان لانے کا حکم دے رہے ہیں۔حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب انبیاء کرامؑ سے اور انھوں نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ جس کی حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں۔تو اُن پر ایمان لانا اور اُن کی مدد کرنا{خزائن العرفان}اب اس آیت مبارکہ میں دیکھیں انبیاؑء نے کوئی جواب نہ دیا کہ باری تعالیٰ آپ ہمارے رب ہیں آپکے ہوتے ہوئے ہماری مدد کی کیا ضرورت ہے۔کیا آپ مدد نہیں کرسکتے۔اگر غیر اللہ کا مدد کرنا یا اللہ کے دوستوں سے مدد مانگنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں سے ایسا نہ فرماتے۔

27۔سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت نمبر ۷:۔

اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمھاری مدد کرے گا۔کیا اللہ تعالیٰ تبلیغِ دین کے سلسلے میں اپنے بندوں کا محتاج ہے۔کہ اللہ تعالیٰ خود غیر اللہ سے مدد مانگ رہا ہے؟ اللہ کبھی شرک کا حکم نہیں فرماتے۔اور نہ ہی نبیؑ مشرک ہوتے ہیں

28۔سورہ آلِ عمران آیت نمبر ۵۲:۔

بولا اللہ کی طرف میری مدد کون کرے گا۔حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔پوچھنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔مدد کا وعدہ فرمانے والے ان کے حواری ہیں۔جو اول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے یہ تعداد میں بارہ آدمی تھے۔غیر اللہ سے مدد مانگنے والے اللہ کے رسول حضرت

عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ مدد کرنے والے ان سے کم مرتبہ کے لوگ ان کے صحابی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں میں سے کسی کو بھی مشرک نہیں فرمایا۔ بات ہے سمجھ کی۔

29۔ سورۃ انفال آیت نمبر ۶۲:۔

وہی ہے جس نے تمھیں زور دیا اپنی مدد کا اور مومنین کی مدد کا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد فرمائی۔ اور مومنین نے بھی مدد فرمائی۔ دونوں کی مدد نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو طاقتور اور زور آور بنایا۔ اب غور فرمائیں۔ مومنین حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد فرما رہے ہیں۔ اللہ نے غیر اللہ کے مدد کرنے کو شرک نہ فرمایا۔

30۔ سورۃ انفال آیت نمبر ۶۴:۔

اے نبی تُمھیں کافی ہے۔ اور جتنے مومنین آپ کے پیروکار ہوئے۔ ان کو بھی کافی ہے۔ کفار مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکومت کی دولت کی خوبصورت عورت کی پیش کش کرتے تھے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو چاہیں ہم پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن دین اسلام کی تبلیغ اور ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔ کفار کی اس پیش کش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے محبوب اور مومنین کے لئے کافی ہوں۔ کفار کی کسی چیز کی نہ نبی کو ضرورت ہے نہ مومنین کو ضرورت ہے۔ میرے پیارے کفار کے محتاج نہیں۔ اوپر والی آیت میں فرمایا کہ میں بھی اور مومنین بھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد کرتے ہیں۔ کفار سے کسی قسم کی مدد کی ضرورت نہیں۔ کفار سے مدد لینے کو منع فرمایا۔ نبیوںؑ اور ولیوںؒ سے مدد لینے کا حکم فرمایا۔

31۔ اللہ کے نبی کا غیر اللہ سے مدد طلب کرنا:۔ (سورۃ نمل۔ آیت نمبر ۳۸،۳۹،۴۰)

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے درباریوں تُم میں کون ہے۔ کہ جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے اس سے پہلے کہ وہ مطیع ہو کر میرے حضور حاضر ہو۔ ایک طاقتور جن بولا۔ میں حضور کا اجلاس برخاست ہونے سے پہلے تخت حاضر کر دونگا۔ بے شک میں اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔ کتاب کا علم رکھنے والے نے عرض کی کہ میں پلک جھپکتے حضور میں حاضر کر دوں گا۔

ان آیات سے اللہ تعالیٰ کا مقصد اپنے ولی کی طاقت اور تصرف کا اظہار تھا۔ ورنہ یہ کام تو حضرت سلیمانؑ بھی کر سکتے تھے۔ دوسرا مقصد اُمت کو سمجھانا تھا۔ کہ اللہ کے دوستوں سے مدد مانگنا شرک نہیں۔ آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اور صاحبِ تصرف اللہ کے ولی تھے۔ انھوں نے اپنے تصرف سے ملک سبا میں تخت کو ختم کر دیا۔ اور بیت المقدس حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں موجود فرما دیا۔ مدد مانگنے والا اللہ کا نبیؑ تخت لانے والا اللہ کا ولی۔ دونوں میں سے مشرک کوئی بھی نہیں۔

کل چار جہان ہیں (۱) یعنی عالمِ روحانیت (۲) عالم جسمانیت (۳) عالمِ برزخ (۴) عالمِ قیامتِ وحشر۔ ان چاروں جہانوں یعنی عالموں میں حضرت نبی کریم احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ اختیار کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد حاصل کرنا مدد مانگنا جائز و درست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ باقی انبیاء و اولیاء کرام سے عالم روحانیت کے علاوہ یعنی دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے جہان کو عالمِ روحانیت کہتے ہیں۔ باقی تینوں جہانوں میں یعنی جسمانیت برزخ اور قیامت اس کا مطلب ہے دنیا میں قبروں میں زندہ ہو کر دوبارہ اٹھنے اور محشر کے سوال و جواب میں مدد مانگنا قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ اس بارے میں کلامِ نبوی سے بے شمار احادیث مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کے احوال واقوال اور افعال موجود ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان تینوں جہانوں میں یعنی دنیاوی زندگی میں مشکلات کے وقت قبر کی زندگی میں پریشانی کے وقت اور حشر میں حساب کے وقت انبیاء کرام اور مشائخ عظام سب متفق ہیں۔ چند جاہل علماء کا انکار ہے جو علم اور سمجھ نہیں رکھتے اور نہ ہی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

وسیلہ اختیار کرنے مدد مانگنے کے قرآن پاک سے ثبوت پیش کرنے کے بعد اب احادیث مبارکہ سے ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ حسد و بغض کو چھوڑ کر سمجھنے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ ضرور سمجھ آئے گی۔

احادیث مبارکہ:۔

مشکوٰۃ شریف باب یمن وشام کا ذکر: حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس ابدال ہیں۔ جن کے وسیلہ سے بارش ہوگی۔ دشمنوں پر فتح حاصل کی جاوے گی۔ اور شام

والوں سے عذاب دور ہوگا۔اب غور فرمائیں۔چالیس اللہ کے ولی ہیں۔ان کے وسیلہ سے بارش و فتح ہو رہی ہے اور عذاب دور ہو رہا ہے۔تو نہ شام والوں کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرک فرمایا اور نہ ہی ابدالین کو۔دونوں میں سے کوئی بھی مشرک نہیں۔

2۔مشکوٰۃ باب الکرامات دارمی کی حدیث:۔

ایک دفعہ مدینہ شریف بارش بند ہوگئی اور قحط پڑ گیا۔تو لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا۔آپؓ نے فرمایا کہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھت کھول دو۔کہ قبرِ منور اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔لوگوں نے ایسا ہی کیا۔تو فوراً بارش شروع ہوئی یہاں تک کے چارہ اُگا۔اونٹ موٹے ہوگئے گویا چربی سے بھر گئے۔اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے بارش ہوئی اور بہت فائدہ ہوا۔وسیلہ و مدد مانگنے والے اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں۔جن کی بزرگی اور پاکیزگی قرآن میں نازل ہوئی۔اورقرآنِ پاک میں موجود ہے کہ یہ سب لوگ بزرگ تھے۔مشرک نہیں تھے۔

3۔شرح سنن:۔

ابن مکندر سے روایت ہے۔کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد فاروقی میں گرفتار ہو گئے۔موقع پا کر قید سے بھاگ نکلے جنگل میں ایک شیر آپؓ کے سامنے آ گیا۔فرمایا اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں میرا واقعہ ایسا ایسا ہے۔شیر دم ہلاتا ہوا آپؓ کے پاس آ گیا اور ساتھ چل دیا۔جب کوئی آواز سنتا تو فوراً وہاں پہنچتا۔پھر سفینہؓ کے پاس آجاتا اسی طرح حفاظت اور خدمت کرتا ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکرِ اسلام تک پہنچا کر واپس جنگل میں چلا گیا۔حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان بچی۔ایک درندہ دوسرے درندوں سے حفاظت بھی کرتا رہا۔اسی طرح دنیا میں قبر میں حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے نجات ہوگی۔وسیلہ اختیار کرنا قرآن وحدیث کے مطابق جائز ہے شرک نہیں۔

4۔مسلم و بخاری شریف:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔کہ معراج سے واپسی پر ہم موسیٰ علیہ السلام سے ملے تو آپؑ نے پوچھا کیا حکم ملا۔فرمایا ہر دن میں پچاس نمازوں کا فرمایا۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی اُمت نہ پڑھ سکے گی۔میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں۔اپنی اُمت کے لئے رب سے رعایت مانگیں۔غرض کہ کئی بار عرض کرنے پر پانچ نمازیں رہ گئیں یہ انعام موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے ہوا۔کہ اُمتِ محمدیہ پڑھتی ہے پانچ نمازیں۔اور ثواب پچاس نمازوں کا ملتا ہے۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ کو شرک نہیں سمجھا۔بلکہ اختیار فرمایا۔کیونکہ وسیلہ ٹھہرانا قرآن پاک سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔اس لئے وسیلہ سنت ہے شرک نہیں۔

5۔مشکوٰۃ باب الحدود:

حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے پاک فرما دیں۔معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ سے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوتے تھے۔کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں پاک فرما دیں۔کیونکہ صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ نجات جانتے تھے اور قرآنِ پاک میں بھی حکم ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ جاؤ تمھیں پاک کر دیں گے اور دانائی سکھا دیں گے۔

6۔مسلم شریف باب السجود:۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن کعب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھا کر تو میرے ساتھ ہو گا۔

7۔ترمذی شریف:۔

میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ان کے مشکیزہ سے دہن مبارک لگا کر

پانی پیا تو میں اُٹھی اور مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔ **مشکوٰۃ باب الاشربہ:۔** اور گھر میں محفوظ رکھا۔ تا کہ اس سے شفا حاصل کی جائے۔ صحابیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اسی مشکیزہ کے منہ سے بیماروں کی شفا حاصل کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹ مبارک لگنے کی برکت سے اُس چمڑا کو شفا کا وسیلہ جانتی تھیں۔ کسی صحابیؓ نے اس کام کو شرک نہیں کہا۔ چودھویں صدی میں انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو مشرک کہنے والے پیدا ہو گئے۔ حالانکہ یہ خود یہودیوں کی پیداوار ہیں۔

8۔ مسلم شریف کی حدیث مشکوۃ کتاب اللباس:۔

حضور کا جبہ مبارک حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے پاس تھا۔ انکی وفات کے بعد حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے اُسے لے لیا۔ اس جبہ شریف کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنتے تھے۔ اور اب ہم یہ کرتے ہیں کہ مدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے۔ اُسے دھو کر پلاتے ہیں۔ اس سے بیمار کو شفا ہو جاتی ہے۔ ایسا کرنا شرک نہیں کیونکہ قرآنِ پاک سے بھی ثابت ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام کے کرتہ سے یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آ گئی تھی۔ اس لئے تبرکات سے صحت حاصل کرنا بے شک یہ تبرکات غیر اللہ ہیں شرک نہیں۔

9۔ کتاب الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب:۔

امیر معاویہؓ نے وصیت فرمائی۔ کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑا عنایت فرمایا تھا اُس کپڑے کو میرے کفن کے نیچے رکھ دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک اور ناخن مبارک میرے منہ آنکھوں اور سجدے کی جگہ میں رکھ دینا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسی صحابیؓ نے مشرک نہیں فرمایا حالانکہ وہ تبرکات کے وسیلہ سے عذابِ قبر سے نجات چاہتے ہیں اللہ سے پناہ نہیں مانگتے۔ غیر اللہ یعنی تبرکات کی پناہ لے رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے عمل اور عقیدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کو وسیلہ ٹھہرانا شرک نہیں۔

10. مسند الفردوس:۔

دیلمی نے روایت فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت

فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا بنت اسد کو اپنی قمیص کا کفن پہنایا اور کچھ دیر ان کی قبر میں لیٹے۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنی چچیؓ صاحبہ کو اپنی قمیص اس لئے پہنائی تا کہ ان کو جنت کا لباس پہنایا جائے۔ قبر میں آرام اس لیے فرمایا تا کہ انہیں تنگی قبر سے امن ملے۔ اب دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمت کو درس دے رہے ہیں کہ نبیوں کے تبرکات عذابِ قبر سے نجات اور جنت کی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔ نبیوں کا کوئی کام شرک نہیں ہوتا نبیؑ ہمیشہ توحید کا درس دیتے ہیں۔

11۔ مسلم شریف: باب الاخلاق مشکوٰۃ شریف:۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو مدینہ منورہ کے بچے اپنے برتنوں میں پانی لے آتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنا دست مبارک پانی میں ڈال دیتے تھے۔ مدینہ شریف کے لوگ اس پانی کو جس میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈبویا تھا۔ بیماروں کے لئے شفا کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا کرنے سے مدینہ والوں کو منع نہ فرماتے بلکہ یہ کبھی نہ فرمایا کہ آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ آپ میرے صحابہؓ ہونے کے باوجود غیر اللہ سے شفا چاہتے ہو۔ میرے ہاتھ سے لگے ہوئے پانی کو شفا کا وسیلہ جانتے ہو۔ بزرگوں کو اور بزرگوں کے تبرکات کو ان سے فائدے حاصل کرنے کو یعنی دنیا و دین قبر و حشر جسمانی اور روحانی فیض و برکات حاصل کرنے کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی بھی شرک نہیں فرمایا۔

12۔ بخاری شریف:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ وہ جہاد کریں گے پوچھیں گے۔ کہ تم میں کوئی صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہیں۔ جواب ملے گا ہاں ہیں۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے انہیں فتح نصیب ہوگی۔ اس حدیث پاک میں تابعین اور تبع تابعین کے وسیلہ کا بھی ذکر ہے۔ یعنی بزرگوں کے وسیلہ سے دین و دنیا کی نعمتیں اور کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں۔ روزِ ازل سے ہی ثابت ہے۔ کہ شیطان غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ہی ملعون ہوا تھا ورنہ اللہ کو سجدے تو وہ ہزاروں سال سے کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائیں کہ وسیلہ شرک نہیں۔

13۔بخاری شریف:مشکوٰۃ فضل الفقر:۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔تم کو نہیں ملتی فتح اور نہیں ملتا رزق مگر ضعیف مومنوں کی برکت اور وسیلہ سے۔اللہ شرک کی تعلیم نہیں کرتے اور نہ ہی نبی ﷺ شرک کی تعلیم فرماتے ہیں۔فرمانِ نبی ﷺ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔کہ حضور ﷺ کی اُمت کے بزرگوں کے وسیلہ اور برکت سے بارش ہوتی ہے۔رزق ملتا ہے اور فتح ونُصرت نصیب ہوتی ہے۔تو یہ کسی طرح بھی شرک نہیں۔

14۔ترمذی،ابوداود،ابنِ ماجہ متفقہ علیہ:۔

حضور کریم ﷺ نے فرمایا میری سفارش وشفاعت سے میری اُمت کے کبیرہ گناہوں والے لوگ بھی بخشے جائیں گے۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں۔کہ گناہگاروں کے لئے معافی دلانے کی سفارش ہوگی۔متقی اور پرہیزگار لوگوں کے مراتب بلند ہوں گے۔یعنی آپکی سفارش اورشفاعت کے وسیلہ سے پوری اُمت فیض یاب ہوگی۔اس سے ثابت ہوا فیض دینا مرادیں مانگنا مرادیں عطا کرنا شرک نہیں عین توحید ہے۔اور اللہ رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔

15۔ابنِ ماجہ مشکوٰۃ باب الشفاعت:۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تین گروہ شفاعت فرمائیں گے۔انبیاء،علماء یعنی اولیاء کرام اورشہیداس سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے لئے وسیلہ نجات ہیں۔وسیلہ بننے والے انبیاء کرام اور اولیاءعظام ہیں اور وسیلہ ٹھہرانے والے بلاحساب جنتی۔فرمانِ نبی ﷺ ہے کسی عام آدمی کی بات نہیں۔

16۔ترمذی،دارمی،ابنِ ماجہ،مشکوٰۃ باب الشفاعت:۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے ایک اُمتی کی شفاعت سے بنی تمیم قبیلہ سے زیادہ آدمی جنت میں جائیں گے۔اتنے مسلمانوں کی بخشش کا وسیلہ بننے والے بزرگ حضرت خواجہ اویس قرنی ؓ ہیں۔

17۔بخاری شریف کتاب الرضاع:۔

حضور صلوٰۃ وسلام کے وسیلے سے ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوئی۔معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا وسیلہ ایسی نعمت ہے۔جس کا فائدہ ابولہب جیسے مردود کو بھی ہوا۔

18۔حضرت علی کے اشارے سے دریائے فرات اُتر گیا:۔

اہل کوفہ نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم سے عرض کیا۔کہ اے امیر المومنین اس سال دریا کا پانی بہت بڑھ گیا ہے۔ہمارے تمام کھیت خراب ہو گئے۔آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ پانی کم ہوجائے۔آپؑ اُٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور فوراً جُبۂِ رسول ﷺ پہن کر آپ ﷺ کی چادر اوڑھ کر وسر پر آپ ﷺ کا عمامہ شریف باندھ کر اور آپ ﷺ کا عصا مبارک ہاتھ میں لے کر گھر سے نکلے۔گھوڑا منگوا کر اس پر سوار ہوئے۔تمام لوگ اور آپکی اولاد آپؑ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے۔جب دریائے فرات کے کنارے پر پہنچے۔تو آپؑ گھوڑے سے اُترے۔اور آپ ﷺ کا عصا ہاتھ میں لئے ہوئے پُل پر تشریف لائے۔اور عصا مبارک سے پانی کی طرف اشارہ فرمایا تو ایک گز پانی اُتر گیا۔لوگوں سے فرمایا کیا پانی کا اتنا اتر جانا کافی ہے۔لوگوں نے عرض کیا نہیں۔پھر آپؑ نے ایک دفعہ اور اشارہ فرمایا تو گز بھر پانی پھر اتر گیا تو لوگ چلا اُٹھے کہ امیر المومنین بس اتنا کافی ہے {شرح صدور}

اب دیکھیں لوگوں کی درخواست پر حضرت علیؑ نے حضور ﷺ کے تبرکات کا وسیلہ اختیار فرمایا۔اللہ سے رابطہ نہ فرمایا اور اشارہ فرماتے ہی دریا کا پانی اتر گیا۔اور حضرت علی علیہ السلام وہ ہستی ہیں جن کے بارے حضور ﷺ فرمارہے ہیں کہ تو اس طرح میرا بھائی ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا بھائی ہارون علیہ السلام لیکن فرق یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نبیؑ تھے۔میرے بعد نبوت نہیں ہے۔دوسری جگہ فرمایا میں علم کا شہر ہوں علیؑ اُس کا دروازہ ہیں۔ہر جگہ سرکار ﷺ نے آپکی بزرگی بیان فرمائی تو ایسے پاکیزہ بزرگ مشرک نہیں ہوتے۔

19 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی عطا فرمائی:۔

ابن الجلا کہتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں آیا اور مجھ پر ایک دو فاقے گزرے میں نے مزار شریف کے پاس جا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپکا مہمان ہوں۔ یہ کہہ کر میں سو رہا خواب میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ میں ایک روغنی روٹی دی۔ آدھی روٹی میں نے سوتے ہی میں کھالی اور جب جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ روزی تو اللہ عطا فرماتے ہیں۔ لیکن یہاں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرما رہے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ جو کچھ بھی مانگنا ہے اللہ سے مانگ مجھ سے نہ مانگ یہ تو شرک ہے۔ کیونکہ میں اللہ نہیں ہوں میں تو غیر اللہ ہوں۔ بلکہ ابن الجلاؒ نے درِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو بھی مانگا وہ پالیا۔ کسی بزرگوں کا قول ہے کہ اگر تُو دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو درِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ جا اُن کے وسیلہ سے جو چاہے مانگ تو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اُن سے عطاء و بخشش کی اُمید رکھنے والا کبھی نامراد لوٹ جائے۔

20۔شرح صدور:۔تصرفِ نبوی سے کنوئیں کا پانی زیادہ:۔

قبیلہ بنی سعد کی ایک جماعت مقامِ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کنویں میں پانی اتنا تھوڑا ہے کہ ہمارے خاندان والوں کے لئے پورا نہیں ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم بخشی فرمائیں۔ کنوئیں کا پانی زیادہ ہو جائے جس سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور ہماری عزت کا باعث بھی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ایک شخص سے فرمایا چند کنکریاں لاؤ وہ تین کنکریاں لایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کنکریاں اپنے ہاتھوں میں مل کر اُسے واپس دے دیں اور فرمایا جاؤ خدا کا نام لے کر یہ کنکریاں کنویں میں ڈال دو۔

انھوں نے جا کر ایسا ہی کیا تُو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے لگے ہوئے پتھروں کی ایسی برکت ہوئی کہ کنویں کا پانی جوش میں آ گیا اور بہت زیادہ ہو گیا۔ جو بنی سعد اور کافروں کے لئے کافی تھا۔ اب کافر بنی سعد کے احسان مند ہو گئے۔ اب دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ دعا مانگی اور نہ ہی بنی سعد سے کچھ پڑھنے کو فرمایا بلکہ پتھروں کو اپنے دست مبارک سے لگا کر دے دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے کنویں کا پانی

زیادہ ہو گیا۔اس سے ثابت ہو کہ وسیلہ شرک نہیں ورنہ سرکار ﷺ فرماتے کہ اے بنی سعد اللہ سے مانگو اللہ سب کے لئے کافی ہے۔ مجھ سے مانگ کر مشرک کیوں بنتے ہو۔عقلمندوں کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔لیکن یہاں تو وسیلہ کے جائز ہونے کے ثبوت میں دفتروں کے دفتر لکھے جا چکے ہیں۔

21۔فرشتوں کا مدد کرنا:۔

اسود بن عبد المطلب، عاص بن الوائل، ولید بن مغیرہ اور ابنِ طلاقہ نے حضور ﷺ سے ٹھٹھا مذاق گستاخی بے ادبی میں جب بہت زیادتی کی تو اِن لوگوں پر اللہ کا عذاب اس طرح نازل ہوا کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔اُس وقت یہ جماعت طواف میں تھی۔جب ولید بن مغیرہ جبرائیلؑ کے پاس سے گذرا تو جبرائیلؑ نے اِس کے اُس زخم کی طرف اشارہ کیا جو کبھی اِس کی ہتھیلی میں تھا اور اب بالکل ٹھیک تھا۔اُس سے خون جاری ہو گیا۔اور جاری رہا یہاں تک کہ ابن المغیر ہ مر گیا۔اس کے بعد عاص ابن الوائل جبرائیلؑ کے پاس سے گذرا جو زخم اس کے تلوے میں کبھی ہو گیا تھا اور بالکل ٹھیک تھا۔ جبرائیلؑ کے اشارے سے خون جاری ہو گیا۔اور اسی سے وہ بھی مر گیا۔اس کے بعد اسود بن عبد المطلب گذرا جس کے منہ پر جبرائیلؑ نے ہرا پتہ مارا اور وہ اندھا ہو گیا۔اس کے بعد ابنِ طلاقہ گذرا جس کے سر کی طرف جبرائیلؑ نے اشارہ فرمایا تو اُس کے سر سے پیپ بہنے لگی اور وہ اسی سے مر گیا۔اس واقعہ کے بعد یہ آیات اُتری۔اللہ نے فرمایا ہم نے ٹھٹھا کرنے والوں کا کافی کام کر دیا۔ان چاروں کافروں کو مارنے کا کام اللہ تعالیٰ جبرائیلؑ کے وسیلہ سے کروا رہے ہیں۔ڈائریکٹ نہیں کیا۔ورنہ اللہ ہر کام خود کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔اس کے باوجود ہر کام کے لئے وسیلہ اختیار فرماتے ہیں اس سے ثابت ہو کہ وسیلہ شرک نہیں کیونکہ اللہ کبھی شرک کا حکم نہیں دیتے اور فرشتے شرک نہیں کرتے۔

22۔غزوہِ بدر میں فرشتوں کی آمد اور مدد:۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم بدر کے کنویں سے پانی کھینچ رہے تھے اچانک ایک زور

دار ہوا آئی اس سے پہلے ایسی زوردار ہوا ہم نے نہیں دیکھی تھی پھر دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ اُسی طرح قوی اور پُرزور ہوا آئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پہلی ہوا ہزار فرشتوں کے ساتھ جبرائیلؑ تھے دوسری زوردار ہوا ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ میکائیلؑ تھے۔اور تیسری ہوا ہزار فرشتوں کے ساتھ اسرافیلؑ تھے۔مسلمانوں کو جنگ میں فرشتوں کی مدد سے فتح ہوگئی۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رماتے ہیں کہ ایک انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ایک مشرک کے پیچھے بھاگا جو مجھ سے ایک قدم آگے تھا۔اچانک میں نے اپنے سر کے اوپر کوڑے کی آواز سُنی جیسے کوئی اپنے گھوڑے کو مارتا ہو۔پھر کیا دیکھتا ہوں جس مشرک کے پیچھے میں بھاگ رہا تھا اس سے پہلے کہ میں اس پر وار کروں وہ قتل ہو چکا تھا۔میں نے اُسے زمین پر مرا ہو دیکھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتوں کی مدد ہے۔اُسی روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں تین آدمیوں کے کٹے ہوئے سر لائے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ تمھارا سیدھا ہاتھ لڑائی میں جیتنے والا رہے۔حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا کہ اُن میں دو شخص ہیں جن کو میں نے قتل کیا لیکن تیسرے آدمی کا سر میں نے نہیں کاٹا ایک خوبصورت گورے آدمی نے کاٹا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتوں کی مدد سے ہے۔بہت صحابہ کرامؓ سے اور بھی روایتیں ہیں کہ ہم ایک دشمن پر جھپٹے کہ اُسے قتل کریں۔ہمارے تلوار کا وار کرنے سے پہلے اس کا سرتن سے جدا ہو چکا تھا۔اس فرشتوں کی مدد کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ اولیا عظامؒ اور علماء کرام کسی نے شرک نہیں فرمایا حالانکہ فرشتے غیر اللہ ہیں اللہ نہیں ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عرض نہ کیا کہ باری تعالیٰ فرشتوں کے وسیلے سے آپ میری مدد فرما رہے ہیں یہ شرک کے زُمرے میں آجائے گی علماء اعتراض کریں گے اور اس مدد کو جو فرشتوں کے وسیلے سے ہو رہی ہے شرک کہیں گے۔ آپ ڈائریکٹ میری مدد فرمائیں تاکہ اس میں شرک کا ذرا بھی شائبہ نہ ہو۔ایسا نہیں فرمایا بلکہ فرشتوں کے وسیلے سے مدد کو اللہ کی مدد سمجھا اور قبول کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کوئی کام ڈائریکٹ نہیں کرتے وسیلے سے کرتے ہیں اس لئے وسیلہ شرک نہیں ہے۔

23۔ایک جن کا مسلمان ہو کر مدد کرنا: (شرح صدور)

ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ہم حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مقامِ صفا سے باہر آئے۔ مشرکین وہاں ایک بُت کی پوجا کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کافروں سے فرمایا کہو۔ لا الہ الا اللہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ولید نے ابوجہل سے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شرمندہ کردوں ابوجہل نے اُسے قسم دی کہ ضرور ایسا کر۔ ولید نے اُس بُت کو اپنی گردن پر رکھ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منہ کر کے کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا رب میری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اس وقت میرا خدا میری گردن پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خدا کہاں ہے تاکہ میں اُسے دیکھوں۔ اس کے بعد اُس نے بت کو ایک جگہ رکھ دیا۔ قریش نے اس بُت کو سجدہ کیا اور دعا مانگنے لگے کہ اے ہمارے خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قتل پر ہماری مدد کر۔ اچانک اُس بُت سے آواز آئی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسلام اور اہلِ اسلام کی توہین میں چند شعر پڑھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے پیچھے واپس چلا آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سنا بُت نے کیا کہا۔ فرمایا ہاں اے ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ وہ شیطان ہے جو بُتوں کے اندر گھس کر لوگوں کو نبیوں کے قتل پر ابھارتا ہے۔ اور کوئی شیطان حضرات انبیاء پر لعن طعن کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہی اُسے قتل کر دیتے ہیں۔ دو یا تین رات کے بعد ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے تو اچانک کسی نے کہا۔ **اسلام علیک یا محمد** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا تو کون ہے اس نے جواب دیا میں جن ہوں میں اس علاقے میں موجود نہ تھا۔ کل مجھے پتہ چلا کہ ہماری قوم کے ایک جن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کی ہے۔ تُو میں اُسے تلاش کرتا رہا صفا پہاڑ کے قریب وہ مل گیا اور میں نے اسے قتل کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُس کے شر اور شرارت سے بچا لیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابیوں کو لیکر صفا پہاڑ پر تشریف لائیں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک خوشخبری سناؤں گا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب خوش ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا تیرا نام کیا ہے۔ جن نے کہا۔ سمحج۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا آج سے تیرا نام ہم نے عبداللہ رکھ دیا۔ اس کے

بعد عبد اللہ جن واپس چلا گیا۔ اگلے دن صبح سویرے ہم سرکار ﷺ کے ساتھ صفا پہاڑ پر گئے۔ سب مشرک وہاں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے گروہ قریش کہو **لاالہ الااللہ**۔ قریش اُٹھے اور اس بُت کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور گڑ گڑانے لگے۔ تو بُت کے اندر سے آواز آئی میں عبد اللہ ہوں میں نے اُس کافر اور شیطان جن کو قتل کر دیا ہے۔ جس نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی اور شرارت کی اور اللہ کے پاک نبی ﷺ کی توہین کی تھی۔ مشرکوں نے جب یہ سنا تو اُس بُت کو برا بھلا کہتے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اب غور فرمائیں انبیاء کرام کا مدد کرنا، اولیاء عظام کا مدد کرنا، فرشتوں کا مدد کرنا، جنوں کا مدد کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ یہ سب کے سب اللہ نہیں۔ لیکن بھلائی میں اللہ کے حکم سے مدد کرتے ہیں۔ ناسمجھ لوگ ان کو غیر اللہ کہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حزبُ اللہ فرمایا کہ وہ میرا گروہ اور کہیں بھی اپنے غیر نہ فرمایا۔ حسد و بغض کو چھوڑ کر اس باب کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اللہ سے سمجھ کی توفیق طلب کریں۔ اگر اللہ نے سمجھ عطا فرما دی تو انشاء اللہ آپ وسیلے کو کبھی بھی شرک نہیں فرمائیں گے۔ کیونکہ یہ اللہ اُس کے نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ و اولیاء عظام کا طریقہ ہے اور اسی کا نام دینِ اسلام ہے۔ سب کچھ اللہ ہی دیتے ہیں لیکن کسی کے وسیلہ سے دیتے ہیں۔ قرآنِ پاک سے ثابت ہے موسیٰ علیہ السلام کو علم خضر علیہ السلام کے وسیلہ سے دیا مخلوق کو ہدایت اللہ دیتے ہیں۔ لیکن نبیوں کے وسیلہ سے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ اے میرے محبوب ﷺ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کا کام تبلیغ کرنا ہے ہدایت دینا یا نہ دینا میرا کام ہے۔ آپ ﷺ فکر مند نہ ہوں۔

مشکل کے وقت اولیاء کرام کو پکارنا مدد مانگنا اور اُن کا مدد کرنا

1۔ قلائد الجوہر:۔

شریف نامی ایک شخص اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک بہت خوفناک جنگل سے گذرا میرے پاس

شکر سے لدھے ہوئے چودہ اونٹ تھے۔ اچانک میرے چار اونٹ غائب ہو گئے۔ بہت تلاش کیا لیکن اونٹوں کا کچھ اتہ پتہ نہ ملا میں قافلے سے الگ ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے خیال آیا کہ غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جب بھی تمھیں کوئی پریشانی ہو تو میرا نام لے کر پکارنا پریشانی دور ہو جائیگی۔ میں نے آپ رض کو پکارا یا شیخ عبدالقادر جیلانی رض میرے اونٹ گُم ہو گئے ہیں میں نے انھیں بہت تلاش کیا نہیں ملے۔ اسی وقت میں نے دیکھا ایک شخص سفید لباس پہنے ٹیلے پر کھڑا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلا رہا ہے میں فوراً ٹیلے پر پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ غائب تھے اور میرے چاروں اونٹ سامان سمیت ٹیلے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

2۔ زبدۃ الاثار شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح :۔

ایک دن حضور سیدنا غوثِ اعظم دستگیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص جو کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ لے۔ حضرت ابو مسعود رح کھڑے ہوئے اور عرض کی تدبیر و اختیار چاہتا ہوں۔ حضرت محمد بن رح قائد نے عرض کی کہ مجھے مجاہدے کی قوت چاہیے۔ حضرت عمر بزاز رح کھڑے ہوئے کہ مجھے اللہ کا خوف چاہیے۔ حضرت ابو محمد حسن رح نے عرض کی مجھے اللہ کے ساتھ صاحبِ حال بنا دیجیے۔ کیونکہ میں اس نعمت سے محروم ہو گیا ہوں حضرت جمیل رح نے عرض کی مجھے حفظ وقت کی ضرورت ہے۔ حضرت عُمر غزال رح نے عرض کی کہ مجھے علم میں اضافہ چاہیے۔ حضرت جلیل صرصری رح نے عرض کی مجھے ولایت عطا فرما دیں۔ حضرت ابو البرکات نے عرض کی مجھے محبت الٰہی میں بے خودی درکار ہے۔ حضرت ابو الفتوح رح نے عرض کی کہ مجھے قرآن و حدیث حفظ کروا دیں۔ اس طرح اور لوگوں نے بھی دینی اور دنیاوی نعمتیں مانگیں۔ سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تمام حضرات کی خواہشات سن کر اپنے باطنی تصرف کی برکت سے ان تمام مطالبات کو پورا فرما دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی قسم ان لوگوں کو وہ تمام نعمتیں مل گئیں۔ جو انھوں نے طلب کی تھیں۔

3۔جنوں پر حکومت:۔

حضرت عارف ابوالخیر فرماتے ہیں کہ میں بغداد شریف میں تھا کہ میری بیٹی چھت پر گئی اور غائب ہو گئی۔کافی تلاش کرنے کے بعد غوث الاعظم قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں سارا واقعہ عرض کیا۔آپ نے فرمایا کرخ کے ویرانہ میں چلے جانا اور وہاں ایک ٹیلے پر میرا تصور کر کے بیٹھ جانا رات کی تاریکی میں تُمھارے گرد جنات کے لشکر آئیں گے ان سے ڈرنا نہیں۔سحری کے وقت جنات کا بادشاہ تُمھارے پاس آئے گا اور پوچھے گا کہ آپ کا کیا کام ہے۔اُسے کہنا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے تُم میری لڑکی کو تلاش کرو۔وہاں جا کر میں نے سب کچھ اُسی طرح کیا۔ٹھیک سحری کے وقت جنات کا بادشاہ گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا اس کے گرد جنوں کا ایک ہجوم تھا۔وہ میرے سامنے کھڑا ہو کر پوچھنے لگا مجھ سے کیا کام ہے میں نے اُسے بتایا کہ مجھے غوثِ اعظمؒ نے بھیجا ہے۔وہ نام سنتے ہی گھوڑے سے اُتر آیا اور زمین بوس ہوا۔تُو پھر میں نے لڑکی کے گُم ہونے کا واقعہ سنایا۔بادشاہ نے تمام جنوں کو مخاطب کر کے دریافت کیا کہ لڑکی کو کون لے گیا ہے جلدی تلاش کر کے لاؤ۔تھوڑی دیر میں وہ ایک چینی جن کو لڑکی سمیت پکڑ لائے۔بادشاہ نے پوچھا کہ تم اس لڑکی کو کیوں لے گئے تھے۔اس نے عرض کیا کہ میں اس پر عاشق ہو گیا تھا۔بادشاہ نے حکم دیا کہ اس چینی جن کی گردن اڑا دی جائے۔جن کو قتل کر دیا اور لڑکی میرے حوالے کر دی۔اللہ تعالیٰ ولیوں،قطبوں اور ابدالوں کو جو بھی قوت اور تصرف عطا فرماتے ہیں۔وہ مخلوق کے فائدے کے لئے ہی عطا فرماتے ہیں۔اس میں نہ مانگنے والا مشرک ہے اور نہ ہی دینے والا مشرک ہے۔کیونکہ اللہ وسیلے کا حکم دیتے ہیں اور وسیلے کو پسند فرماتے ہیں اس لئے وسیلہ شرک نہیں۔

4۔زبدۃ الاثار:۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دریائے دجلہ میں طغیانی آ گئی۔تُو بغداد شہر کو خطرہ لاحق ہو گیا۔لوگ آپ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور امداد کے طالب

ہوئے۔غوث الاعظمؒ نے اپنا عصا پکڑا اور پانی کے کنارے پر ایک زوردار ضرب لگائی اور فرمایا کہ یہاں تک رہنا۔ چنانچہ پانی وہاں ہی رُک گیا اور ایک انچ بھی آگے نہ بڑھا۔ بزرگوں کو اپنے اختیارات کو استعمال کرنا شرک نہیں اسے کرامت کہتے ہیں۔

5۔زبدۃ الاثار:۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے غوثِ پاکؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی۔گزشتہ رات میں نے خواب میں اپنے والد مرحوم کو دیکھا کہ وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہے۔اُس نے مجھ سے فرمایا کہ غوثِ اعظمؒ کی خدمت میں جاکر میرے لئے دعائے مغفرت کراؤ۔آپؒ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمھارے والد میرے آستانے کے سامنے سے گزرے تھے میں نے عرض کی جی ہاں یہ سن کر آپ نے خاموشی اختیار کرلی اور میں گھر واپس چلا گیا۔رات کو میں نے اپنے والد کو خواب میں خوش وخُرم دیکھا۔انہوں نے سبز لباس پہن رکھا تھا اور فرمارہے تھے کہ غوث پاک کے کرم سے اللہ نے میرا عذاب ختم کردیا اور انہی کے فیض سے یہ لباس پہنایا گیا ہے۔لہٰذا میں تجھے ہدایت کرتا ہوں کہ ان کی خدمت میں روزانہ حاضری دیا کر۔ یہ واقعہ غوث اعظم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھ سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے جو کوئی مسلمان بھی آپ کے آستانے کے سامنے سے بھی گزر جائے گا وہ بخش دیا جائے گا۔

6۔شفا شریف:۔

علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں۔ تحقیق حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ کے پیر میں موچ آگئی۔ کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی مزاج پُرسی کے لئے آئے تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ دوستو مجھے تکلیف بہت ہے میرا کچھ کرو۔تُو صحابہ کرامؓ نے فرمایا جو تُمھیں تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہے اُنہیں یاد کرو۔ پس انھوں نے بلند آواز سے کہا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہ۔اسی وقت ان کا درد ختم ہوگیا۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مقبولِ بارگاہ رسالت تھے۔مشرک نہیں تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شرک کرنے والوں کی رسائی نہیں تھی

7۔شواہد الحق:۔

ایک امیر اپنے خاص دوستوں میں سے ایک خاص دوست کے ساتھ ایک دُکان سے گذرا۔جس میں بیٹھی ہوئی ایک خوبصورت لڑکی پر اس کی نظر پڑی۔اُس کے حُسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔اپنے رفیق سے کہا اس دکان کے بارے میں اچھی طرح معلومات کر لے۔جب اقامت گاہ پر پہنچا تو اس رفیق سے اپنے عشق و جنوں کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اُس لڑکی کو نکاح میں لائے بغیر میرا دل میرے اختیار میں نہیں رہ سکتا۔اُس کا رفیق گیا اور دکان دار کو بلا لایا اور کہا کہ امیر تیری بھلائی کے لئے تجھے طلب کر رہا ہے۔دکان دار نے کہا حکم امیر سر آنکھوں پر۔دکان دار کو امیر کے پیش کیا۔تُو امیر نے اپنے رفیق سے کہا کہ اس لڑکی کے بارے میں اس سے دریافت کرو۔کہ وہ لڑکی جو تمھاری دکان میں تھی وہ رشتے میں تمھاری کیا لگتی ہے اس نے کہا میری لختِ جگر ہے۔پھر پوچھا کیا اس کی ماں زندہ ہے۔اس نے کہا وہ فوت ہو چکی ہے تو رفیق نے پھر کہا کہ ہمارے آقا مولا اس کو اپنی زوجیت میں لینا چاہتے ہیں۔دکان دار نے حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک سبزی فروش کی بیٹی کے اتنے اچھے نصیب کہاں کہ وہ امیر کی بیوی بن سکے۔اُس نے کہا یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں تم لڑکی کو یہاں لے آؤ اور ابھی امیر سے اس کا نکاح کروا دو۔لڑکی کا نکاح ہو گیا اور وہ حرم سرا میں داخل ہو گئی۔تو امیر نے کہا میری ایک شرط ہے کہ تُم خود اس شہر کو چھوڑ دو۔میرے کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ جتنی رقم ضرورت ہے مجھ سے لے لو اور حقیقتِ حال سے کسی کو مطلع نہ کرنا میں اُس شہر کے حاکم و نگران کو تُمھارے متعلق وصیت کر دوں گا۔تُمھیں کوئی تکلیف اور پریشانی نہ ہو گی۔

پھر امیر نے اس عورت کو بلایا جو اُس کی عورتوں کو بنا سنوار کر اُس کے پیش کیا کرتی تھی اور حکم دیا کہ اس لڑکی کو عروسی آرائش و زیبائش کے ساتھ آراستہ و پیراستہ کر کے میرے پاس بھیجو۔اُس نے لڑکی کو دیکھتے ہی کہا اے میرے آقا یہ لڑکی تُو سراسر فتنہ و آزمائش اور اپنے حُسنِ خداداد سے ہوش و خرد گُم کر دینے والی ہے۔اُسے حمام میں لے گئی بناؤ سنگھار کے بعد عروسی لباس اور زیورات اس کو پہنائے تُو اُس کے حُسن کو چار چاند لگ گئے۔حتیٰ کہ کوئی آنکھ اُس کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتی تھی۔پھر بغرض زفاف امیر کے پاس

بھیجا تو سراپا حسن و جمال کو دیکھتے ہی امیر کے ہوش ٹھکانے نہ رہے۔اور اس کی محبت نے بادشاہ کی عقل وخرد کو اپنے قابو میں لے لیا حتیٰ کہ بادشاہ نے اپنے دربارِ عام میں جانے اور لوگوں کی فریادیں سننے کو بھی خیر باد کہہ دیا۔اُسی رفیق نے سمجھایا کہ اس طرح رعایا سے بے تعلقی اور امورِ سلطنت کو نظر انداز کرنے سے ملک وقوم کی بربادی کا باعث ہوگا۔

لیکن بادشاہ اس کی محبت میں اس طرح قید ہو چکا تھا کہ اسی کی رضامندی اور دل جوئی اس کی زندگی کا حاصل اور مقدر بن کر رہ گیا۔روزانہ جس پسندیدہ چیز کی فرمائش ہوتی اور جو چیز ذخائر امراء سے ملکہ کو بھلی معلوم ہوتی فرمائش کرتی اور یہ آقا غلامانہ انداز پر اس حکم کی بجا آوری کو اپنی سعادت سمجھتا۔ایک دن بادشاہ کو خیال آیا کہ میرے پاس ایک تاج اور گلو بند ہے جو میرے والد نے میری والدہ کو تحفہ میں دیئے تھے۔اس خیال کا آنا تھا کہ فوراً وہ صندوق منگوا کر تاج اور گلو بند نکال کر اپنی محبوبہ کو پیش کئے اور پہننے کی درخواست کی۔جب اُس نے یہ تاج اور گلو بند پہنے تو وہ محبوبہ چاند کے حسن کو شرمندہ کرنے لگی بلکہ دوپہر کے سورج کے ساتھ ہمسری کا دم مارنے لگی۔کسی آنکھ میں یہ طاقت و ہمت کہ اس کو ایک نظر دیکھ سکے اور کس طالبِ دیدار میں یہ طاقت کہ اس سراپا حسن و جمال کا سامنا کر سکے۔

یہ سراپا حسن و جمال لڑکی ایک دن بالا خانے کی بالکونی پر بیٹھی شارعِ عام کا نظارہ کر رہی تھی۔کہ ایک سائل نے آواز دی کہ جو نبی اکرم ﷺ کی محبت میں قیمتی سے قیمتی چیز صدقہ کریگا۔قیامت کے دن حبیب ﷺ خدا اس کی شفاعت میں انتہائی مبالغہ سے کام لیں گے اور اس کے گناہ جتنے بھی عظیم وکثیر ہونگے اتنی ہی عظیم رحمت اور بخشش فرمائیں گے اور اس کو بلا حساب جنت عطا فرمائیں گے۔سرکارِ دو جہاں رحمت العالمین ﷺ کے عشق اور محبت نے لڑکی کے دل میں طوفان برپا کر دیا اور وہ دیوانہ وار اُٹھی سائل کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔اور سوچا کہ میرے پاس تاج سے بڑھ کر قیمتی اور کوئی چیز نہیں ہے آج میں یہ تاج سرکار ﷺ کے نام پر قربان کرتی ہوں۔تاج سر سے اتار کر حضور ﷺ کے نام مبارک پر نثار کر دیا۔ سائل تاج لے کر چلا گیا۔امیر نے کئی دن تک جب تاج اپنی محبوبہ کے سر پر نہ دیکھا تو ایک دن پوچھ ہی لیا کہ آپ تاج کو زیبِ سر کیوں نہیں فرماتیں۔وہ خاموش رہیں۔پھر دوبارہ بادشاہ نے سوال کیا تو لڑکی نے

سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کیا۔ تیسری بار زور دیکر پوچھا تو محبوبہ نے پھر بھی اُس کی خواہش کو پورا نہ فرمایا اور کوئی جواب نہ دیا اُس نے کہا مجھے دلی مقصد سے آگاہ کرو اور صحیح صورتِ حال میرے سامنے رکھو لڑکی نے اصل واقعہ بتلا دیا کہ میں نے وہ تاج نبی کریم ﷺ پر نثار کر کے ان کی رضا اور شفاعت حاصل کر لی ہے یہ سن کر بادشاہ غصے میں پاگل ہو گیا لڑکی کے منہ پر تھپڑ رسید کیا امیرانہ لباس اور زیورات اتروا کر روئی کے بنے ہوئے پھٹے پرانے کپڑے پہننے کا حکم دیا پھر چھری نکالی اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اس کے حوالے کر دیا اور طلاق دیکر محل سے نکل جانے کا حکم دیا۔ محل سے نکل کر وہ اپنے باپ کی دکان پر پہنچی تو اُسے بند پایا۔ دکان کے سامنے ایک سرائے تھی اس میں داخل ہوئی اور دربان سے جو کہ ایک عمر رسیدہ بزرگ شخص تھا۔ اُس سے اپنے باپ کے بارے میں دریافت کیا۔ دربان نے کہا ہم نے تو فلاں روز سے تیرے باپ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ لڑکی سے دریافت کیا کہ اگر تو اپنے باپ کے ساتھ نہیں تھی تو پھر تو کہاں تھی۔ اس سے ٹال مٹول سے کام لیا اور اصل قصہ بیان نہ کیا۔ پھر اُس بزرگ نے کہا کہ اے عزیزہ میں عمر رسیدہ بوڑھا ہوں میرا ارادہ یہ ہے کہ اس محل و مکان میں تو رہے تاکہ میں تیری خدمت کر کے تیرے باپ کے احسانات کا بدلہ اتار سکوں لڑکی نے بخوشی قبول کر لیا کہ آپ میرے باپ کی جگہ ہیں۔ میں آپ کے کاروبار کی نگرانی اور آپکی خدمت کرتی رہوں گی۔ اور آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی۔ پھر اس سے تیل اور لکڑیاں منگوا کر تیل کو گرم کیا اور اپنا کٹا ہوا ہاتھ تیل سے داغ دیا تاکہ خون رسنا بند ہو جائے۔ یہ سارا کام اُس بزرگ سے چھپا کر کیا۔ کافی وقت اُسی مکان میں رہائش پذیر رہی۔ سرائے میں مسافر آتے جاتے رہتے ہر وقت رونق رہتی اور لڑکی کا جی اُداس نہ ہوتا۔

کافی وقت کے بعد حلب سے ایک قافلہ آیا جس میں ایک بہت بڑا تاجر بھی تھا وہ اسی سرائے میں آ کر ٹھہرا۔ ایک دن اُس تاجر کی نظر اس لڑکی پر پڑ گئی تو اُس کا طائر عقل پرواز کر گیا۔ اُس نے زندگی میں ایسی پیاری صورت سراپا نورانی حسن و جمال مثلِ حور نہیں دیکھی تھی۔ اُسی وقت دربان کو بلا کر دریافت کیا کہ یہ حسن و جمال کا پیکر لڑکی رشتے میں تمھاری کیا لگتی ہے۔ اس نے کہا میری بیٹی ہے۔ اُس تاجر نے نکاح کی خواہش ظاہر کی اور منہ مانگے درہم و دینار بطور مہر لڑکی کے حوالے کرنے کی پیش کش کی۔ دربان نے کہا کہ

میں لڑکی سے مشورہ کرلوں اور اجازت طلب کرلوں۔لڑکی نے اجازت دے دی اور یہ شرط لگائی کہ جب تک وہ واپس اپنے شہر اور اپنے گھر نہ پہنچ جائے مجھے زفاف یعنی ازدواجی تعلقات کے لئے مجبور نہ کیا جائے گا اور میرا خیمہ علیحدہ ہوگا۔اس میں کسی عورت کو بھی میرے ساتھ رہنے کی اجازت نہ ہوگی۔جب دربان نے لڑکی کی طرف سے نکاح کی اجازت اور شرط کا ذکر کیا تو تاجر نے بخوشی اس شرط کو مان لیا اور تحریری ضمانت دے دی نکاح ہوگیا۔تاجر جب تک اس شہر میں رہا روزانہ تحفے تحائف اُس کی خدمت میں بھیجتا رہا اور پوجا کی حد تک محبوبہ کی عزت وتکریم اور پیار ومحبت سے پیش آتا رہا۔اس کو لونڈیاں اور غلام خدمت کے لئے خرید کر دیے۔اور جملہ ضروریات کے لئے وافر مال ودولت اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔جب وطن واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس کے لئے باپردہ سواری تیار کروائی اور اس میں سوار کیا۔لونڈیاں اور غلام اس کے اردگرد خدمت میں چل رہے تھے۔جب قافلہ شام پہنچا تو لڑکی نے دریافت کیا کہ یہاں سے میرے آقا کا شہر کتنا دور ہے۔بتایا گیا کہ چند دنوں کا سفر باقی ہے اس لڑکی نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں گریہ وزاری شروع کردی۔اور عرض کرنے لگی اے خدائے بزرگ وبرتر جس مقدس ہستی کی محبت میں میں نے اپنی سب سے قیمتی چیز پیش کردی تھی اُسی مبارک ہستی کا صدقہ اور وسیلہ پیش کرتی ہوں مولا میرا پردہ رکھنا میرا ہاتھ کٹا ہوا ہے اور اُسے معلوم نہیں اس حالت میں میں اُس کے حرم میں کیونکر داخل ہوسکوں گی۔یہ گریہ وزاری اور آہ وبقاسن کرتاجر بے چین ہوگیا۔لیکن لڑکی کے خیمے میں آنے کی کسی کو اجازت نہ تھی۔سارا قافلہ تاجر غلام اور لونڈیاں پریشان ہوگئے لیکن کچھ بھی کر نہ سکتے تھے۔کچھ دیر بعد چیخ وپکار بند ہوگئی سب نے سکون کا سانس لیا۔اسی دوران ملکہ کی آنکھ لگ گئی۔ایسی نیند کہ جس پر شبِ بیداروں کی شب بیداریاں قربان اس کے لئے کونین کی عظیم نعمت کا موجب بن گئی کیا دیکھتی ہے کہ چارہ گر، دردمنداں دکھیوں کے سہارا بے چارہ کے چارہ لا وارثوں کے وارث کونین کے مالک مانگنے والوں کو عطا کرنے والے سب جہانوں کے لئے رحمت قاسم الرزقِ مجسم محبوبِ رب اللعالمین تشریف لائے ہیں۔اور اُس کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے میرے صدیق ؓ وہ کٹا ہوا ہاتھ کدھر ہے۔آپ ؓ نے عرض کیا کہ اے جانِ کائنات وہ کٹا ہوا ہاتھ مظہر العجائب مطلوبِ کل طالب منبۂ ولایت اُمت کے مولا حضرت علی مشکل

کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کٹا ہوا ہاتھ پیش کیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اس کو اپنی جگہ رکھا اور لعابِ دہن لگا دیا وہ ہاتھ فوراً جڑ گیا۔ اور جہاں جہاں لعاب دہن لگایا تھا وہ جگہ نورانی حلقہ کی صورت میں نظر آنے لگی اور نور کی شعاعیں وہاں سے بلند ہونے لگیں۔ جب اس پیاری خوبصورت اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑکی کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا خواب حقیقت بن چکا ہے۔ فرحت اور سرور کا اب ٹھکانہ ہی کیا تھا خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش بو سانسوں میں رچی ہوئی تھی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت وشفقت سے دونوں جہاں مل گئے تھے۔ اس خوشی اور مسرت سے گنگنانے لگی تاجر نے لونڈی کو بھیج کر معلوم کرنا چاہا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ مگر اُس خوش نصیب لڑکی نے حقیقت حال بتانے سے گریز کیا وہ خاموش ہو گیا۔ اتنے میں اس کا گھر قریب آ گیا۔ اس کے گھر کی عورتیں اور دیگر خویش قبیلہ بھی اس نئی دلہن کو دیکھنے کے لئے نکلے اور اُس کا حسن وجمال دیکھ کر سب حیرت زدہ ہو گئے جیسے سب پر سکتہ طاری ہو گیا ہو۔ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت شفقت اور کرم نے عاشقِ رسول لڑکی کے حسن کو اور بھی چار چاند لگا دیئے تھے۔ حسب شرط تاجر نے بھی گھر آ کر ہی اُسے جی بھر کر دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ چند دن گذر گئے تُو یہ تاجر کے ساتھ بالکونی پر جا بیٹھی اور شارع عام پر گذرتے لوگوں کا نظارہ کرنے لگی۔ اچانک ایک سائل نے صدا لگائی وہ کون ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق میں اپنی سب سے قیمتی چیز کا صدقہ کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نام پر قربان کرے تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اس کی شفاعت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔ اور جنت الفردوس اس کا مقام ہو۔ لڑکی نے تاجر سے کہا اے میرے سردار تُجھے اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اگر تجھے میرے ساتھ محبت ہے تو تیرے خزانے میں جو چیز سب سے عزیز ترین، نفیس ترین اور قیمتی ہے وہ اس سائل کے حوالے کر دے۔ تاجر نے کہا کہ بھکاری لوگ معمولی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں ان کو اتنی قیمتی چیز دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا سوال بھکاری کے راضی ہونے کا نہیں اس کے سوال پر غور فرمائیں کہ اس نے کیا کہا میں معمولی چیز پر راضی نہیں ہو سکتی۔ اچھا مجھے اپنی قیمتی متاع تیری رضامندی کے لئے دینے میں اعتراض نہیں مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ تُو مجھے بتلائے گی کہ سفر میں تیری آہ وزاری

پھر مسکراہٹ و ہنسی اور ترنم گنگناہٹ کی وجہ کیا تھی۔ اس لڑکی نے اپنا قصہ بیان کرنا شروع کیا اُدھر بھکاری بھی سن رہا تھا جب اُس نے اپنی ساری کہانی تفصیلاً سنا دی۔ تو تاجر نے کہا بخدا میں ہی وہ سائل تھا جس نے وہ صدا لگائی تھی اور تیری طرف سے شاہی تاج خیرات ملی تھی۔ اِدھر اس بھکاری نے تڑپ کر کہا میں ہی اس لڑکی کا سابقہ شوہر ہوں۔ جو بادشاہ تھا اور اس وقت سائل درگاہ بنا ہوا ہوں۔

اس نے بتایا کہ جب میں نے اس لڑکی کا ہاتھ کاٹا تو مجھے اس پر سخت صدمہ لاحق ہوا۔ قریب تھا کہ میری روح میرے جسم سے پرواز کر جاتی۔ بعد ازاں میرے دشمنوں نے مجھ سے وہ ریاست چھین لی جان بچانے کیلئے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا بدحواسی کے عالم میں کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لا سکا اور اب بھیک مانگنے پر مجبور ہوں۔ اس تاجر نے کہا میرے بھائی میں نے جس متبرک و عظیم ہستی کے نام کا سوال کیا تھا۔ اس ذات مقدسہ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ مجھے عطا فرما دیا۔ اُس تاج میں سے میں نے ایک نگینہ لیا ہے باقی اسی طرح صحیح و سالم رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا اپنا تاج لے لو اور اپنے کام میں لے آؤ۔ سرکار ﷺ کے قدموں کے طفیل مجھے سب کچھ مل گیا اب مجھے اس تاج کی حاجت نہیں رہی۔ تاج کے ساتھ اس کی طلب کے مطابق ہدیے اور تحفے دیکر سائل کو روانہ کیا اور وہ عاشقِ رسول ﷺ لڑکی اتنا کچھ سرکار کے نام پر قربان کرنے سے اپنے سر تاج پر خوش ہوگئی۔

پروانے کے لئے شمع بلبل کو پھول بس — صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

جب تک نہ مر مٹوں خواجۂ یثرب کی حرمت پر — خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

چھ مہینیاں تائیں رہے جنہاں دیکھیا چند کنعانی — جنہاں محمد ﷺ سرور ڈٹھا رہے دو ہیں جہانیں

حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی نذر و نیاز

س:۔ مرادیں حاصل کرنے کے لئے منتیں مانگتے ہیں اور منتیں پوری ہونے پر نذر و نیاز پیش کرتے ہیں یہ جائز نہیں؟

ج:۔ نذر اور منت دو طرح کی ہے۔ منتِ عبادت اور منتِ تعظیم۔

منتِ عبادت:۔

منتِ عبادت یہ ہے کہ کسی مصیبت کے وقت لوگ نوافل کی یا روزوں کی منت مانگتے ہیں۔ کہ ہمارا یہ کام ہوجائے تو میں اتنے نفل پڑھوں گا۔ یعنی دس بیس یا سو پچاس وغیرہ۔ یا پھر روزوں کی منت مان لیتے ہیں کہ یہ مصیبت ٹل جائے تو میں دو چار یا دس روزے رکھوں گا۔ اس طرح پھر اپنی حاجت پوری ہونے پر نفل یا روزے جو بھی منت ہوتی ہے اُسے ادا کرتے ہیں۔ تو یہ نذر اور منت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ یہ کسی نبی علیہ السلام یا ولی رضی اللہ عنہ کے لئے نہیں ہوسکتی کیونکہ عبادت کا حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یہ اور کسی کی نہیں ہوسکتی اور نہ ہی مسلمان کسی غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ کوئی فرقہ بھی اللہ کی عبادت کے سوا کسی کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتا کیونکہ پیر اور پیغمبر بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ صحابہؓ اور مرید بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ صرف کافر اور مشرک ہی بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ منافق نفس اور شیطان کی پوجا کرتے ہیں۔

منت یا نذرِ تعظیم:۔

یہ ہدیہ نذر نیاز یا خدمت یا تحفہ تحائف کے معنوں میں آتی ہے۔ نذرِ تعظیم یہ پہلے انبیاء بنی اسرائیل پر جائز نہیں تھی۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اُمت کے ولیوں پر اللہ نے جائز فرمائی۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے پہلے نبیوں پر اور میری اُمت کو پہلی اُمتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ کہ پہلے نبیوں پر نیاز لینا جائز نہ تھا۔ وہ تمام عمر کسب کرتے تھے۔ اور اپنی کمائی سے گزر بسر کرتے تھے۔ اور میرے لئے نیاز لینا جائز فرما دیا۔ میری اُمت کے لئے ساری زمین مسجد کر دی۔ کہ جہاں نماز کا وقت ہوجائے وہیں نماز پڑھ لیں مسجد میں آنا فرض نہیں۔ جبکہ پہلی امتوں پر فرض تھا کہ گرجا گھر میں ہی آ کر عبادت کریں۔ یہ لمبی حدیث ہے اس کا مطلب بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے ولیوں اور اُستادوں کے لئے نیاز جائز ہے۔ اور اس کا بکثرت رواج بھی ہے۔ یہ تعظیمی نذر نیاز حقیقت میں ہدیہ ہے۔ ہدیہ لینے والا اگر زندہ ہے تو اس نیاز کو اس کے پاس پہنچاتے ہیں اور اگر وہ فوت

ہو چکا ہے تو اس کا ثواب اسکی روح پاک کو نیاز کرتے ہیں۔{شرح صدور}

فقہا کا فتویٰ:۔

فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ کی اُمت کے ولیوں کیلئے نذر نیاز لینا بالکل جائز ہے کہ ان حضرات انبیاء اولیاء کو بارگاہِ الٰہی میں اپنا مطلب حاصل کرنے کا وسیلہ جانے اور ان کی مراسم تعظیمی بجالائے نہ کہ نذرِ عبادت۔نذر نیاز عبادت صرف اللہ کیلئے اور نذرِ نیاز تعظیم انبیاء اولیاء کیلئے جائز اور صحابہ کرام کی سنت ہے{شرح صدور}

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نیاز دی گئی:۔

ایک عورت جس کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ اس لڑکے کو ہر روز تین بار ایک دیو پکڑ لیتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس لڑکے کا کام کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور تین بار فرمایا اے اللہ کے دشمن دور ہو جا پھر لڑکا عورت کو دے دیا۔جب ہم اس کے گاؤں میں پہنچے تو وہ عورت لڑکے کو لئے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دو بھیڑیں نذر پیش کیں اور عرض کیا میرا ہدیہ قبول فرمائیں اس دن کے بعد میرے بیٹے کو دیو نے نہیں پکڑا عورت غریب تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک بھیڑ واپس کر دی اور فرمایا اس کی طرف سے ایک ہی کا ہدیہ اور نذر کافی ہے۔{شرح صدور}

ولی اللہ کی خدمت نذرِ دستار:۔

ایک شخص حضرت شیخ ابوالسعود کے پاس آیا اور آپ کے سر پر دو سو دینار کی دستار دیکھی اور اپنے جی میں کہا کہ یہ کیا فضول خرچی ہے۔کہ ایک درویش دو سو دینار کی دستار اپنے سر پر پہنے۔دو سو دینار سے تو کتنے درویشوں کے کپڑے بن سکتے ہیں۔حضرت شیخ ابوالسعود نے نورِ باطن سے اس کے جی کا خطرہ اور

وسوسہ معلوم کرلیا۔ اور فرمایا اے فلاں ہم نے یہ دستار اپنی مرضی سے نہیں باندھی اگر تُم چاہتے ہو تو لے جاؤ اور بیچ ڈالو۔ اور درویشوں کے لئے دستر خوان لے آؤ۔ اس شخص نے یہ پگڑی بیچ ڈالی اور درویشوں کیلئے ایک پُر تکلف دستر خوان آراستہ کیا۔ دوسرے وقت کی نماز پڑھنے خانقاہ شریف میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی دستار شیخ کے سر پر موجود ہے بہت حیران ہوا۔ شیخ نے فرمایا کیا حیرانی ہے اس کی حقیقت خواجہ صاحب سے پوچھ لو۔ خواجہ صاحب نے فرمایا پچھلے سال میں کشتی میں سفر کر رہا تھا کہ مخالف ہوا چل پڑی۔ کشتی ڈانواں ڈول ہونے لگی جان کے لالے پڑ گئے میں نے نذر مانی کہ اگر سلامتی کے ساتھ پار ہو جاؤں تو ایک اچھی دستار حضرت شیخ ابوالسعود کیلئے نذر نیاز پیش کروں گا۔ اب بغداد شریف میں چھ ماہ ہو گئے دستار ڈھونڈتے ہوئے۔ لیکن جیسی دستار کو جی چاہتا تھا ویسی ہاتھ نہ لگی۔ آج ایک دکان پر یہ دستار دیکھی تو سمجھا کہ یہ شیخ کے لائق ہے خرید کر لے آیا اور طوفانِ دریا میں جو نیت کی تھی اسے پورا کیا۔ {نفحات الانس}

نذر نیاز سے روکنے کی وجہ:۔

جو لوگ نذر نیاز کو ناجائز کہتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اور ولی بتوں کی مانند ہیں۔ چونکہ بتوں کے سامنے کچھ بھی نیاز رکھنا اور ان کی نذر ماننا شرک ہے۔ اس لئے ان کی نیاز بھی شرک ہے۔ نبیوں کے معجزوں اور ولیوں کی کرامتوں پر اعتقاد رکھنے والے ان کے نزدیک مشرک ہیں۔ حالانکہ بتوں کو نبیوں اور ولیوں سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ نبی اور ولی اللہ کے مقبولِ بارگاہ ہیں۔ اللہ نے ان کو مراتب اختیارات اور تصرفات عطا فرمائے ہیں۔ تو ان لوگوں کا نذر نیاز قبول کرنا اور لوگوں کا نذر نیاز پیش کرنا سنتِ نبوی ہے شرک نہیں۔

مشکوٰۃ:۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قبیلہ غفار کے سردار تھے۔ مسلمان ہو کر اصحابِ صفہ میں شامل ہو گئے تھے۔ اصحابِ صفہ کا نان نفقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذمہ تھا۔ کہ کئی دفعہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل وعیال اور اصحاب صفہ کا فاقہ ہو جاتا تھا۔ غربت کا زمانہ تھا۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ اپنی قوم میں گئے تو واپسی پر کافی رقم اپنے ساتھ لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یہ اپنی قوم سے صدقہ کی رقم لایا ہوں قبول فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سردار

پر صدقہ حرام ہے۔ میں یہ رقم نہیں لوں گا یہ رقم غربا میں تقسیم کر دیں۔ دوسری دفعہ ابوذر غفاری پھر اپنی قوم میں گئے اور واپسی پر پہلے سے بھی زیادہ رقم لائے۔ اور سرکار ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی کہ حضور ﷺ یہ آپکی نیاز ہے قبول فرمائیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے نیاز ہمارے لئے جائز فرما دی ہے جب کہ پہلے نبیوں پر جائز نہ تھی اور آپ ﷺ نے نیاز قبول فرمائی۔ مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہوا کہ نیاز اور نذر لینا سنت ہے ناجائز نہیں اور نہ ہی شرک و بدعت ہے۔

جائز نام

س:۔ عبدالنبی، غلام نبی، علی بخش، پیر بخش، حسین بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین وغیرہ ایسے نام رکھنا جائز نہیں۔ بلکہ شرک ہے؟

ج:۔ ایسے ناموں نذر نیاز اور وسیلے کی سمجھ نہ آنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کا عقیدہ نبیوں اور ولیوں کے متعلق صحیح نہیں ان لوگوں کا عقیدہ غلط ہے۔ کہ وہ نبیوں اور ولیوں کو بتوں کی مانند سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ مخلوق کی ہدایت کے لئے اللہ نے ان کو مقرر فرمایا ہے۔

لفظ عبد کبھی ایسے شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس سے اُس کا غلام ہونا مقصود نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نام رب ایسے شخص کے لئے بھی بولا جاتا ہے جس سے اُس کا معبود ہونا مراد نہیں ہوتا۔ یہ ایسے شخص کی مثال ہے کہ اس کے پاس کوئی مہمان آتا ہے تو میزبان عاجزی اور انکساری سے مہمان کی عزت کی خاطر اپنے آپ کو مہمان کا بندہ یا غلام کہتا ہے حالانکہ نہ وہ مہمان کی بندگی کرتا ہے اور نہ ہی مہمان نے اُسے خریدا ہوا ہے کہ وہ اس کا غلام ہو گیا کہ اب چاہے تو اُسے بیچ دے اور نہ ہی مہمان اُس کا خدا ہے اور اسی طرح تم ایک دوسرے سے کہتے ہو کہ میں تمھارا عبد یعنی تمھارا بندہ ہوں۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر کیلئے فرمایا کہ وہ میرا رب ہے یعنی اُس نے مجھے پالا ہے پرورش کی ہے۔ کیونکہ بچپن میں ہی آپ علیہ السلام اس کے پاس آ گئے تھے اور اس طرح رب سے آپؑ کا مطلب یہ نہیں تھا کہ عزیزِ مصر میرا معبود ہے۔ بالکل اسی طرح ان ناموں میں نبی اور ولی کی طرف نسبت کرنے کی حقیقت ہے پس اللہ اس چیز سے بلند و برتر

ہے کہ لوگ اس کے غیر کو اس کا شریک کرتے ہیں۔{شرح صدور}

تعظیم کی خوشبو:۔

ان ناموں میں نبیوں اور ولیوں کی تعظیم کی خوشبو آتی ہے اور خوش عقیدگی ظاہر ہوتی ہے۔انبیاء اولیاء کی تعظیم اہل حق کے نزدیک مذہب اسلام میں واجب ہے اور اُن کے نزدیک نبیوں اور ولیوں کے ساتھ نسبت کے نام متبرک اور جائز وصحیح ہے۔ یہ کسی طرح بھی شرک نہیں جس طرح سجدہ تعظیم آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے اور یوسف علیہ السلام کو باپ والدہ اور بھائیوں نے کیا۔ وہ شرک نہیں۔اسی طرح مشرک بتوں کو سجدہ کرتے ہیں وہ کفر ہے اس کو تعظیم نہیں کہہ سکتے کیونکہ بت تعظیم کے لائق نہیں۔قرآنِ پاک نبیوں کی تعظیم کا حکم دیتا ہے اور بتوں کو توڑنے کا حکم دیتا ہے۔اسلئے اگر کوئی عبدالعزیٰ وغیرہ نام رکھے تو وہ بے شک مشرک ہے۔اور عبدالنبی ،غلام نبی ،حسین بخش نام رکھنا جائز اور صحیح ہے۔ برگزیدہ بندں کے نام کی برکت ان کے نام کا وسیلہ شرک نہیں قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔{شرح صدور}

ایک بزرگ کا قول ہے کہ میرا اللہ سے وعدہ ہے کہ جب تک میری جان میں جان ہے میں تیرے محبوبوں کو جان سے پیارا اور عزیز رکھوں گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان پاک بھی ہے کہ جب تک ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرو گے تم کاملین سے نہیں ہو سکتے یعنی تمھارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا لیکن یہ حکم سب اُمت کیلئے ہے ایک اور مثال عرض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام تھے حضرت زید رضی اللہ عنہ جن کا قرآنِ پاک میں ذکر ہے۔اب ان کو غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی لکھ سکتے اور غلامِ نبی بھی لکھ سکتے ہیں۔ جب غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور غلامِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھ سکتے ہیں۔تو پھر غلام محمد اور غلام نبی لکھنا بھی شرک نہیں۔اللہ سمجھ عطا فرمائیں۔آمین

بزرگوں کے نام کے جانور ذبح کرنا

س :۔ بزرگوں کے نام پر جانور چھوڑے جاتے ہیں۔کوئی کسی کے نام کا بکرا اور کوئی کسی کے نام کا۔ پھر

ان کو بزرگوں کے نام ذبح کیا جاتا ہے۔غیر اللہ کے نام سے جانوروں کو پکارا جاتا ہے یہ جائز نہیں ہے؟

ج:۔ اعتراض کرنے والے لوگ کیا اس کے یہ معنی لیتے ہیں کہ جس بزرگ کو اس کا ثواب پہنچانا ہوتا ہے تو ذبح کے وقت نامِ خدا کی بجائے اس بزرگ کا نام لیتے ہیں تو یہ مسلمانوں پر الزام ہے کوئی فرقہ بھی ایسا نہیں کرتا ذبح کے وقت سب لوگ بسمِ اللہِ اللہ اکبر ہی کہتے ہیں اور چھری صحیح تکبیر کی جگہ پر چلا دیتے ہیں۔وقتِ ذبح بسم اللہ یا نبی بسم اللہ یا ولی کوئی فرقہ بھی ایسا نہیں کہتا یا پھر یہ معنی لیتے ہیں کہ ذبح کرنے سے پہلے یہ کہتے ہیں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے عرس کا بکرا یا والدین کی فاتحہ کے لئے بکرا یا قربانی کا بکرا تو یہ صورت بالکل شرک نہیں کیونکہ جس کے لئے جانور ذبح کیا جائے گا وہ مہمان ہوگا یا ارواحِ مقدسہ میں سے کوئی ہوں گے اور یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہوگی جو جانور ذبح کر رہا ہے اس کے علم میں ہوگی کہ مہمانوں کی ضیافت کیلئے ذبح کیا ہے یا کسی بزرگ کے ایصالِ ثواب کیلئے کیا ہے اس نیت کے بغیر خواہ مخواہ ذبح کرنا وہ تو صرف قصائی کا کام ہے کہ اپنی دکان داری کیلئے بیچنے کیلئے جانور ذبح کرتا ہے اور گوشت بیچتا ہے چاہے کوئی اپنے کھانے کیلئے چاہے مہمانوں کیلئے چاہے ختم شریف کیلئے چاہے جس مقصد کیلئے لیجائے کیونکہ ذبح کرنا عقل مند اور سمجھدار آدمی کا کام ہے تو عقلمند آدمی کا کوئی کام بغیر کسی ضرورت اور مقصد کے نہیں ہوتا {شرح صدور}

بڑے بڑے مفسرین کی رائے:۔

تفسیر جلالین، تفسیر مدارک، معالم التنزیل، تفسیر کشاف قرآن مجید کی ان تفاسیر میں یہی ہے کہ اگر ذبح کے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر چھری چلائی تو یہ صحیح جائز اور عین حلال ہے۔ذبح سے پہلے یا بعد اس جانور پر کچھ بھی پکارا گیا ہو حلال ہے۔اگر پہلے سارا سال اس جانور پر اللہ کا نام پکارا جائے اور ذبح کے وقت بسم اللہ ، اللہ اکبر کی بجائے کسی اور ہستی کا نام پکار کر چھری پھیر دی جائے تو حرام ہو جائے گا۔

ہدایہ میں ہے:۔

فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے کہ ذبح کرنے والا اگر ذبح کے وقت بسم اللہ محمد رسول کہے گا تو

ذبیحہ حرام ہوجائیگا۔اور ذبح کے پہلے یا بعد میں غیر حق کے نام کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

تفسیر احمدی:۔

اس میں درج ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے جو نذر بیل گائے اور بکرے کی مانی جاتی ہے۔جیسا کہ ہمارے زمانے کا رسم ورواج ہے تو یہ پاک اور حلال ہے حرام یا شرک نہیں۔قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ قربانی کا بکرا کہنا بزرگوں کے عرسوں کیلئے جانور چھوڑنا مہمانوں کیلئے رکھنا نذر و نیاز کے لئے پکارنا سب جائز ہے۔ حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو کافروں نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑے ہوئے تھے ان پر عزیٰ لات منات کا نام لیا جاتا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذبح کرو اور کھاؤ اسی طرح غزوہِ حنین میں بھی بہت زیادہ بھیڑ بکریاں گائے اور اُونٹ وغیرہ مالِ غنیمت میں آئے تو وہ کفار کا مال تھا۔سب صحابہ کرامؓ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم فرمایا اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت سب نے استعمال فرمایا۔سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور حرام ہیں ان کو چھوڑ دو۔تو ثابت ہوا کہ ذبح سے پہلے کچھ بھی پکارا جائے ذبیحہ حرام نہیں ہوتا۔

انبیاء،اولیا،اماموں،شہیدوں سے عقیدت ومحبت

س:۔ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء اولیاء اماموں،شہیدوں، فرشتوں اور پیروں سے کرتے ہیں۔اور دعویٰ ایمان کا کیے جاتے ہیں؟

ج:۔ حضراتِ انبیاء اولیا کی محبت و تعظیم کرنا اور ان کے لئے جان و مال قربان کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اُمت کا یہ عمل اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ عمل ہے۔اس عمل پر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انعامات اور جنت کی بشارتیں فرمائیں جس طرح ایک مشہور حدیث پاک ہے۔کہ ایک سائل حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجت بیان کی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک نے فرمایا جاؤ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے لو۔ وہ سائل گیا اور صدیقِ اکبر سے سوال کیا اللہ واسطے میری مدد کرو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند ریال عطا فرما دیئے۔ وہ سائل پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا کہ اس رقم سے میری حاجت پوری نہیں ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب میرے نام کا سوال کرو۔ سائل دوبارہ صدیقِ اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر کچھ دو تو صدیقِ اکبرؓ گھر سے باہر کھڑے ہو گئے اور فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سارا گھر قربان ہے آپ سارا گھر لے لیں۔ سائل بولا کہ جناب اللہ کے نام پر معمولی رقم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر سارا گھر قربان یہ کیا بات ہے تو آپؓ نے فرمایا کہ اللہ کا پتہ بھی ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی بتایا ہے

محبت نبوی شرطِ اسلام:۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دین حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تُم میں سے کوئی بھی مومن کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اُس کو محبوب ترین نہ ہو جاؤں۔ اس کے باپ سے اس کے بچوں سے اور تمام لوگوں سے۔ {شرح صدور}

جان و مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جتنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال نے نفع دیا۔ اتنا مجھے کسی کے مال نے نفع نہ دیا۔ یہ ارشاد سن کر صدیقِ اکبرؓ رو پڑے اور عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور میرا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے ہیں۔ {شرح صدور}

حضرت عُمرؓ ابنِ خطاب سے روایت:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس زمانے میں میرے پاس بہت مال تھا۔ میں نے جی میں کہا کہ اگر میں صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیکی کرنے میں کبھی بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤنگا۔ پس میں

اپنا آدھا مال لے آیا۔حضور ﷺ نے فرمایا اے عُمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا عرض کیا آدھا اور صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں سارا مال حاضر کر دیا حضور ﷺ نے پوچھا ابو بکرؓ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا عرض کیا ان کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑا وہ کافی ہیں۔حضرت عُمرؓ نے فرمایا کہ نیکی کے کام میں میں کبھی بھی صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔{شرح صدور}

ایمان کامل کب ہوگا۔(شرح مشکوٰۃ:۔)

آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کے دل میں کس کی محبت ہے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ آپ کی محبت، جان کی محبت، اولاد اور مال کی محبت ہے۔آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کے سینے پر ہاتھ پھیر کر تصرف فرمایا اور پوچھا اب کیا حال ہے۔آپؓ نے عرض کیا اہل ومال کی محبت تو جاتی رہی لیکن اپنی جان کی محبت باقی ہے۔پھر دوبارہ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کے سینہ پر دست مبارک رکھا اور پوچھا اب کیسے ہو۔عرض کیا سب کچھ ساقط ہو گیا یعنی اپنی جان ومال اور اولاد کی محبت ختم ہو گئی اب صرف آپ ہی کی محبت رہ گئی ہے۔قطب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح صدور میں فرماتے ہیں۔میری تمام عمر آپ ﷺ کی وفا میں صرف ہو جان ودل، دین وایمان سب آپ ﷺ پر قربان ہوں۔آپ ﷺ جان ودل اور زندگی سے زیادہ مجھے محبوب اور پیارے ہیں۔مجھ عاجز وناچیز کی ہر چیز آپ ﷺ کے لئے ہے۔

محبت کی وجہ حسن یا احسان:۔

انسان کسی کے حسن کی وجہ سے محبت کرتا ہے یا پھر احسانات کی وجہ سے پیار کرتا ہے۔تمام مخلوق میں سب سے بڑھ کر پورے کمال کے ساتھ حسن اور احسان یہ دونوں صفات سید کائنات حضور ﷺ میں موجود تھیں۔آپ ﷺ تمام مخلوق میں ہر لحاظ سے اجمل واکمل حسین ترین اور کامل ترین ہیں۔حُسن واحسان حقیقت میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کامل میں موجود ومقصود ہیں۔آنحضرت ﷺ اس کے جمال کا آئینہ ہیں۔پس محبوبیت کی نسبت چاہیئے۔حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف کریں یا رسالتِ مآب ﷺ کی طرف کریں

دونوں صحیح ہیں ۔حقیقت میں دونوں ایک ہیں ۔حسن واحسان حق سبحانہ تعالیٰ ہی کی صفات ہیں ۔جو آیئنہ جمالِ محمدی ﷺ میں آشکارہ ہیں ۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یارسول ﷺ اللہ آپ ﷺ میں بے انتہا حسن و جمال بھی ہے اور حد سے زیادہ بخشش و کرم بھی ہے ۔آپ ﷺ کے حسن واحسان دونوں مُسلّم ہیں ۔آپ ﷺ ہی ہیں کہ دونوں نشانیاں بدرجہ کمال موجود ہیں ۔

کفار کا عقیدہ:۔

کفار بتوں کو خدا مانتے ہیں اپنے معبود سمجھ کران کی عبادت کرتے ہیں ۔حالانکہ وہ بت انہوں نے خود پتھروں سے بنائے ہیں ۔ان کی تعظیم نہیں پوجا کرتے ہیں ۔اہل کتاب جو کافر ہوئے ہیں وہ بت نہیں پوجتے ۔عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں ۔حضرت بی بی مریم کو خدا کی بیوی کہتے ہیں ۔اس طرح یہ تین خداؤں کو مانتے ہیں ۔اور یہودی اس لئے کافر ہیں کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور کافر اپنے بتوں کی پوجا کر کے اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں ۔جبکہ بت نہ انسان نہ شیطان نہ کسی کو اچھا کہتے ہیں نہ برا کہتے ہیں ۔بتوں کی مثال نبیوں یا ولیوں سے ہندوتو دیتے ہیں اگر کوئی مسلمانوں کا فرقہ ایسا سوال کرتا ہے تو وہ مسلمانوں کے روپ میں ہندو ہیں ۔جس طرح آجکل طالبان کے روپ میں ہندواور یہودی مسلمانوں کو شہید کر رہے ہیں ۔ان کے بت تو کیا ان کے گورونانک، بکرماجیت، گوپی چند، تلسی داس، رام چنداور سیتا وغیرہ کو بھی نبیوں اور ولیوں سے مناسبت نہیں ان میں کوئی خصلت یا صفت ایسی نہیں جس سے نبیوں یا ولیوں سے مشابہت ہو۔ان کا سب سے بڑا گورو جس کو بھگوان مانتے ہیں رام چنداس کی زندگی دیکھیں کسی امیر ہندو کے گھر پیدا ہوا بالغ ہوا تو فقیری کا شوق ہو گیا کچھ چلّے وغیرہ کر کے کچھ استدراجی شیطانی قوت حاصل کر لی ۔جس سے کچھ شعبدے وغیرہ دکھانے کے قابل ہو گیا ۔والدین نے ایک خوبصورت لڑکی سیتا سے شادی کر دی ۔رام اس کے ازدواجی حقوق صحیح طریقے سے سیتارانی { جسے بعد میں ہندوسیتا دیوی کہنے لگے) کی خواہش کے مطابق ادا کرنے سے قاصر رہا کیونکہ رام کا دھیان ہر وقت بھگوان کی طرف تھا تو ایک بدمعاش ہندوراون سیتا کو اغوا

کر کے سری لنکا کے جنگلوں میں لے گیا وہاں کئی سال سیتا دیوی راون کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی رہی ااور رام کو ذرا غیرت نہ آئی اُس نے سیتا دیوی کو تلاش تک نہ کیا کیوں؟ لشمن رام کا چھوٹا بھائی تھا اُس کو غیرت آئی وہ جا کر ہنومان کی مدد سے سیتا دیوی کو راون سے چھین کر اور راون کو قتل کر کے واپس آیا اور سیتا دیوی کو رام چند کے سپرد کیا جس کو رام نے بخوشی قبول کر لیا۔ کان پور ہندوستان کا ایک شہر ہے وہاں رام نے سیتا دیوی سے صحبت کی۔ اس جگہ ہندوؤں کا سب سے بڑا مندر ہے۔ اور اس میں رام کا ذَکّر اور سیتا دیوی کی فرج کے ماڈل بنا کر تبرک کے طور پر رکھے ہوئے ہیں اور ہندو پوجا پاٹ کے دوران ذَکّر اور فرج کے ماڈل کو بوسے دیتے ہیں۔

جبکہ نبی ﷺ کی بیویاں اُمت کی مائیں ہیں ماں سے نکاح حرام ہے۔ قرآنِ پاک میں اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی فرمایا ہے اور ہندو راون اپنے رام کی بیوی کو اغوا کر کے لے گیا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزگی اللہ نے سورت نور میں بیان فرمائی۔ اور سیتا دیوی راون سے رنگ رلیاں منا رہی ہے۔ سب نبی علیہ السلام اللہ کی عبادت کرتے ہیں جبکہ ہندو بتوں کی جو پتھروں سے خود بنائے ہیں۔ نبی علیہ السلام اور ساری اُمت اللہ کے حکم سے حجرِ اسود کو بوسا دیتے ہیں۔ ہندو رام کے ذَکَرّ اور سیتا کی فرج کو بوسا دیتے ہیں۔ مسلمان قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ جو آسمانی کتاب ہے۔ الہامی کتاب ہے۔ اس میں دین کی تبلیغ پاکیزگی حاصل کرنے کے طریقے دانائی اور حکمت بیان ہوئی ہے۔ ہندو گیتا کو پڑھتے ہیں جس میں رام سیتا دیوی لشمن اور راون کی بے غیرتی کا قصہ ہے۔ مسلمان گائے کا دودھ پیتے ہیں۔ گوبر اور پیشاب کو پلید جانتے ہیں۔ اور ہندو گائے کے پیشاب سے اپنے کھانے کے برتن پاک کرتے پوجا پاٹ کی جگہ پیشاب چھڑک کر پاک کرتے ہیں نبیوں علیہ السلام کی توہین اور نافرمانی کرنے والوں پر اللہ نے عذاب نازل کیا قوموں کو غرق کیا جس طرح نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی قوم کو غرق کیا ان کے علاوہ قرآنِ پاک میں اور قوموں کا بھی ذکر ہے۔ جنہوں نے اطاعت وفرمانبرداری کی۔ اُنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا بخشش اور جنت کی بشارتیں فرمائیں۔ اور ہندوؤں کے بت محمود غزنوی نے سومنات مندر کے سارے بت توڑ دیئے۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کعبہ شریف کے

سارے بت توڑ توڑ کر باہر پھینکے اور ان سے خانہ کعبہ کو پاک کیا اللہ تعالیٰ خوش ہوئے۔ الغرض نبیوں علیہ السلام اور ولیوں رحمہم اللہ سے عقیدت و محبت رکھنا اور اُن پر جان و مال نثار کرنا عین ہدایت اور ایمان ہے قرآن و حدیث میں ثابت ہے۔

آواگون :۔

یہ بھی ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ ہر انسان سات دفعہ جنم لیتا ہے یعنی انسان جب مرتا ہے تو اپنے اعمال کے مطابق دوبارہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر نیک آدمی تھا سخی تھا مخلوق کو دکھ نہیں دیتا تھا تو دوبارہ بھی انسانی جون میں ہی پیدا ہوتا ہے اور اُسے یاد ہوتا کہ پہلے وہ کس علاقے میں رہتا تھا۔ اُس کا نام کیا تھا اس کے ماں باپ کون تھے اور اگر گنہگار ہوتا ہے تو کتے کی شکل یا کسی اور غیر انسانی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر ہر جنم میں نیک کام کرتا ہے تو ساتویں جنم کے بعد جنت چلا جاتا ہے۔ اور اگر کبھی انسان کبھی کتا کبھی بندر ریچھ پیدا ہوتا رہا تو ساتویں جنم کے بعد دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ انسان کا ایک ہی جنم ہے اگر نیک کام کئے اور عقیدہ صحیح رہا تو فوت ہونے کے بعد عالمِ علیین میں جاتا ہے اور اگر کافر یا کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوا تو سجین میں جاتا ہے جو دوزخ کا مقام ہے۔

شرک

س :۔ سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اور ان کے اکثر لوگ ایمان نہیں لائے مگر اس حال میں کہ وہ شرک کرنے والے ہیں؟

ج :۔ اس آیت قرآنی کو غور سے پڑھیں اس کا شانِ نزول دیکھیں اس میں دھوکے والی کوئی بات نہیں یہ آیت مشرکوں کے بارے میں جو کہ مسلمان ہی نہیں ہوئے تھے نازل ہوئی ہے۔ اور ایمان سے مراد یہ ہے کہ خدا کو تنہا یکتا ماننا بت پرستوں کا محض زبانی اقرار ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس اقرار کے باوجود یہ لوگ بتوں کی پوجا اور عبادت میں مبتلا ہیں حالانکہ اقرار کے معنی یہ ہیں کہ اگر خدا پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کا

ایمان یعنی اقرار شرک سے پاک ہو اور یہ بات کافروں میں نہیں ہے یعنی وہ اللہ پر ایمان نہیں لائے۔ وہ تو اپنے بتوں کی ہی پوجا کرتے ہیں اور مسلمانوں کا کوئی فرقہ ایسا نہیں جو اپنے پیروں یا پیغمبروں کی عبادت کرتا ہو۔ ایسا سوال کرنے والوں کی یہی گمراہی ہے کہ وہ جو آیت قرآنی کفار کے لئے نازل ہوئی ہے وہ مسلمان پر چسپاں کرتے ہیں وہ جو کافروں کے بتوں کے لئے نازل ہوئی ہیں وہ نبیوں اور ولیوں پر لگاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ عقل اور سمجھ نہیں رکھتے

مفسرین کی رائے:۔

تفسیر مدارک میں ہے اکثر ان کے ایمان دار نہیں اللہ کی واحدانیت کا اقرار کرتے ہیں کہ انہیں اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور اکثریت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ یہ آیت مشرکوں کے بارے میں اُتری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت عرب کے مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مگر یہ گمراہ علماء سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اُمت مسلمہ کے ایمان والوں پر لگاتے ہیں اور اُن کم عقل اور کم علم لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ کم عقل اور جاہل لوگ گمراہ ہو کر سمجھتے ہیں کہ ہمیں قرآن کا علم آ گیا۔ حالانکہ ان کی جہالت کی وجہ سے ان کا ایمان ضائع ہو گیا۔ حضرات انبیاء و اولیاء کے عاشق لوگ جو ازلی سعادت کی وجہ سے ان سے عشق و محبت رکھتے ہیں انکی تعظیم کرتے ہیں مگر ان کی پوجا اور بندگی نہیں کرتے اور نہ ہی ان کو کسی طرح بھی خدا کا شریک قرار دیتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ سے لیکر اب تک اہلسنت والجماعت لوگوں کے عقائد یہی ہیں کہ حضرات انبیاء و اولیاء مقبولِ بارگاہ رب العزت ہیں اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو علم عطا فرماتے ہیں وحی کے ذریعے بھی اور الہامی طریقے سے بھی۔ یہ لوگ دین و دنیا اور آخرت میں ہدایت اور بخشش کا وسیلہ ہیں۔ ان کے تعلق اور فیض و برکت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت و بخشش نصیب ہوتی ہے جو لوگ ایسا عقیدہ نہیں رکھتے وہ گمراہ ہیں اور سخت گمراہی کی وجہ سے اپنی گمراہی دوسروں پر ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ اور ہدایت عطا فرمائیں۔

اختیارات انبیاء واولیاء

س:۔ گمراہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء واولیاء کو کوئی قدرت اور تصرف نصیب نہیں اُن کے اختیارات میں کچھ بھی نہیں

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں میں یعنی دنیا وآخرت میں اپنے نبیوں اور ولیوں کو بہت اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ ثبوت کے طور پر ایک حدیث مبارک اور بزرگوں کا واقعہ درج کرتے ہیں۔ جو معتبر کتابوں سے ثابت ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے واقعات مشہور اور معتبر کتابوں میں درج ہیں۔

حدیث مبارک:۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں ایک بہت خوبصورت یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس مبارک میں بہت آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مجھے بہت افسوس ہے کہ اس حسن و جمال کے باوجود تو دوزخ کی آگ میں جلے۔ اُس نے کہا میں اپنا دین دوسرے دین کیلئے نہیں چھوڑ سکتا۔ دوسرے دن وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں آیا تو آپ تلاوت فرما رہے تھے کہ جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی تہوں میں رکھے ہوئے آبدار موتیوں کی طرح یہ سن کر اس یہودی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسی ایک حور کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے واسطے ضامن ہو سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں تیرے لئے ایسی ستر حوروں کا ضامن ہوتا ہوں۔ وہ یہودی ایمان لے آیا۔ جب اُس کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جب لوگوں نے اُسے قبر میں اُتارا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کی قبر میں اُترے جب باہر تشریف لائے تو آپ پسینہ میں بھیگے ہوئے تھے اور کرتا کندھے سے پھٹا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ کیا ماجرا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ستر حوریں قبر میں آ گئیں تھیں اور سب کہتی تھیں۔ ہم اس کے لئے ہیں۔ تو انھوں نے میرے کرُتے کو کھینچ کھینچ کر چوما تو یہ مونڈھے پر سے پھٹ گیا۔ اب دیکھ لیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کتنے اختیارات ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے استعمال بھی کیئے۔ یہودی نے جو

مانگا آپ ﷺ نے عطا فرما دیا۔ آجکل کے گمراہ فرقہ کے لوگوں کے علاوہ کسی نے شرک نہیں کہا اور نہ ہی یہ شرک ہے۔ {شرح صدور}

جنت میں محل دلانے کی ذمہ داری :۔

شرح صدور :۔ ایک شخص سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے آیا اور دس ہزار درہم پیش کر کے عرض کیا میں حج کیلئے جا رہا ہوں آپؑ میرے لئے ایک گھر خرید لیجیے تا کہ واپس آ کر میں اس میں رہائش کر سکوں۔ جب وہ حج سے واپس آیا تو امامؑ صاحب نے فرمایا تیرے لئے میں نے بہشت میں گھر خریدا ہے جس کا حدود اربعہ یہ ہے۔ اُس کی ایک طرف حضور ﷺ کے مکان کے ساتھ دوسری طرف حضرت علی علیہ السلام کے مکان کے ساتھ تیسری طرف امام حسن علیہ السلام کے مکان کے ساتھ اور چوتھی طفر حضرت امام حسین علیہ السلام کے مکان کے ساتھ لگی ہوئی ہے میں نے حدود اربعہ سمیت رسید لکھ دی ہے۔ اُس شخص نے کہا میں راضی ہوں رسید لے کر گھر پہنچا تو بیمار ہو گیا اور وصیت کی کہ یہ رقعہ میری قبر میں میرے ساتھ رکھ دینا۔ جب فوت ہوا تو وہ رقعہ اُس کی قبر میں رکھ دیا گیا۔ ایک دن صبح کو جب لوگ اُس قبر پر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رقعہ اُس قبر پر پڑا ہوا ہے اور اُس کی پشت پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام بن محمد ﷺ نے جو وعدہ کیا تھا پورا کر دیا۔

نبیوںؑ اور ولیوںؒ کے اختیارات تصرف اور وسیلہ کے مُنکر حقیقت میں قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں یہ سب چیزیں ثابت ہیں ان کا انکار کرنے والے سب علماء کے نزدیک اسلام سے خارج ہیں۔ چونکہ خود اسلام سے خارج ہیں اسلئے صحیح مسلمانوں کو نبیوںؑ اور ولیوںؒ کے عاشقوں کو صحیح عقائد والے مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہوں کو سمجھ اور ہدایت عطا فرمائیں اور اُمتِ مسلمہ کو ان کے شر سے محفوظ فرمائیں۔

س :۔ گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان نبیوںؑ ولیوںؒ کو اتنے اختیارات دیتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں؟

ج :۔ حضرات انبیاء اولیاء مقبول بارگاہ لوگ ہیں ان کو اختیارات ذاتِ باری تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ جس سے معجزات ااور کرامات کا اظہار فرماتے ہیں۔ عقل کے اندھوں اور گمراہوں کو نظر نہیں آتے یہ لوگ جس پر راضی ہو جائیں اللہ راضی ہو جاتے ہیں اور جس پر ناراض ہو جاتے ہیں اس پر اللہ کا غضب ہو جاتا ہے۔ جس طرح ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شعبہ اور ولید حضور کریم ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر مرے اور آخرت میں جہنم واصل ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے سینکڑوں غلام بے حیثیت لوگ معزز و معتبر ہو گئے۔ حضور ﷺ کی رضا کی وجہ سے ان کے جنت میں اعلیٰ مقام ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ سے فرعون وہامان دنیا میں ذلیل وخوار ہوئے اور آخرت میں بھی جہنمی ہو گئے۔ الغرض اس مقدس گروہ یعنی انبیاء واولیاء سے کینہ اور دشمنی دونوں جہاں کی بدبختی ہے۔ اگر تو عقل مند ہے تو ایسے لوگوں سے دور بھاگ کیونکہ منکر اولیاء آدمی کے لباس میں شیطان ہیں۔ { صحیح تقویت الایمان }

خدا ملتا ہے

س :۔ گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان اللہ کی جناب میں انبیاء اولیاء کو سفارشی اور وکیل جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے؟

ج :۔ حضرات انبیاء اور اولیاء کو کسی بھی فرقے نے اللہ کی بارگاہ میں اپنا وکیل نہیں لکھا۔ وکیل کا لفظ تو صرف یہ گمراہ لوگ ان حضرات کی توہین کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ وکیل عدالتوں میں سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا بناتے رہتے ہیں۔ تو انبیاء کرامؑ اور اولیاءؒ عظام جھوٹ سے پاک ہیں۔ ان کا شفاعت کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف صحاح ستہ کی سب کتابوں میں شفاعت کا باب نکال کر دیکھ لیں۔ کہ کس قدر مخلوق حضور ﷺ اور آپکی اُمت کے ولیوں کی شفاعت ودعا سے جنت میں جائیں گے۔

خدا کا ملنا:۔

حضرات انبیاء اولیاء کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ یہ سچا اور صحیح عقیدہ ہے۔ جو شخص اِن کے ساتھ عشق

ومحبت کا رابطہ تعظیم وعقیدت کا لگاؤ ارادت واعتقاد کی سعادت حاصل کر لیتا ہے تو واقع وہ اللہ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ان کے وسیلے سے ان کو خدا مل جاتا ہے۔جس طرح ابوبکر حضور ﷺ کے ملنے سے صدیق اکبرؓ اور مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کہلائے۔عمرؓ حضور ﷺ کے ملنے سے مثل موسیٰ علیہ السلام اور آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ نبیؑ ہوتے۔اس طرح کے بے شمار واقعات احادیث میں درج ہیں۔{مناقبِ صحابہ۔مشکوٰۃ}

سرکار ﷺ کی اُمت کے ولیوں کو دیکھیں علی افغانی کو مرشد کامل مل گئے تو وہ داتا صاحبؒ ہوگئے۔ مسعود کو مرشد کامل خواجہ قطب الدینؒ مل گئے تو وہ بابا فرید گنج شکرؒ ہوگئے۔نظام الدین کو مرشد کامل مل گئے تو وہ محبوبِ الٰہی ہوگئے۔عبد القادر کو مرشد کامل مل گئے تو وہ محبوبِ سبحانی غوث الاعظم ہوگئے۔فیصلہ آپ فرمائیں کہ انبیاء واولیاء کے ملنے سے ان خوش نصیبوں کو اللہ مل گیا اور جو مخالفت میں لگے رہے وہ سب لعنتی جہنم واصل ہوئے۔اور جو ان لعنتیوں کی پیروی کریں گے وہ جہنمی ہوتے رہیں گے۔اس سے ثابت ہوا کہ یہ ہندوؤں کا عقیدہ نہیں یہ صحابہ کرام اور اولیاء عظام کا صحیح عقیدہ ہے۔اسی عقیدہ سے سب کو اللہ مل گئے۔جتنا ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ کے نزدیک ہوتے ہیں۔حدیث پاک پیچھے درج ہو چکی ہے کہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ جب تک ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرو گے۔تمھارا ایمان کامل نہ ہوگا۔کیا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مرتب میں برابر تھے نہیں تھے بلکہ درجہ بدرجہ تھے۔جو زیادہ محبت رکھتے تھے جنہوں نے اپنی جان اپنا مال سب کچھ قربان کیا وہ مراتب میں بڑھ گئے۔جس طرح صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو مزید فضیلت اس وجہ سے بھی ہے کہ انہوں نے عرض کی تھی کہ یارسول اللہ ﷺ میں اور میرا مال سب کچھ حضور ﷺ ہی کیلئے ہے۔اسی طرح حضور ﷺ کے چاروں خلفاء ساری اُمت سے افضل اور معتبر ہیں۔اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔{شرح صدور}

س:۔ اور اُن کو پکارنے سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے جبکہ گمراہ ٹولہ کہتا ہے کہ یہ شرک ہے؟

ج:۔ حضرت رسولِ کریم ﷺ کو پکارنا خدا کے قرب کا ذریعہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ نماز پنجگانہ

میں کمال عزت و احترام کے ساتھ حضور ﷺ کو ہم یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ کے نبی ﷺ آپ ﷺ پر سلام۔ آپ ﷺ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ التحیات میں پڑھتے ہیں اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور یہ طریقہ حضور ﷺ سے لیکر آج تک اہل اسلام کا معمول ہے اور قیامت تک یہ سنت جاری رہے گی۔ اگرچہ گمراہ لوگ اس کو برا جانیں۔

س :۔ گمراہ علماء کہتے ہیں۔ نبیوں کو با اختیار یا اللہ کی رضا حاصل کرنے کا وسیلہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ خدا اور رسول ﷺ کے کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔ اور من گھڑت کہانیوں کے پیچھے پڑتے ہیں؟

ج :۔ علماء حق اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے کہ انبیاء و اولیاء کو وسیلہ ٹھہرانا مشکل کے وقت پکارنا، مدد مانگنا وغیرہ یہ صحیح عقائد ہیں۔ اور یہ عقائد واصول اور فقہ کی کتابیں ہیں جن سے یہ عقائد ثابت ہیں۔ اور اُمت کے سمجھدار اور ہدایت والے لوگ اس پر متفق ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے لیکر آج تک سن ہجری چودہ سوتیس کا زمانہ ہے۔ تمام اُمتِ مرحومہ کے عبادت گذار عابد زاہد اور اولیاء کرام یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ تمام بزرگانِ دین اسی عقیدہ پر چلتے ہوئے اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور یہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ قرآنِ پاک میں اصحابِ کہف اور اُن کے کتے کا قصہ یوسف علیہ السلام اور اُنکی قمیص کا وسیلہ جس سے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ حضور ﷺ کو ایک دکھیا عاشقِ رسول ﷺ کا پکارنا اور آپ ﷺ کا مدد کیلئے آنا اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دینا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک شخص کو جنت عطا فرمانا اور رقعہ لکھ دینا یہ قرآن وحدیث اور معتبر کتب سے ثابت ہے۔ یہ من گھڑت کہانیاں نہیں تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔

جھوٹے دجال پیدا ہونا:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے جھوٹے دجال پیدا ہونگے۔ جو ایسی جھوٹی حدیثیں لائیں گے جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے سنی نہ ہونگی تم ان سے بچنا اور انکو اپنی آنکھوں سے دور رکھنا ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو فتنہ میں ڈال دیں اور تمھیں گمراہ کردیں۔ {شرح صدور}

حضرت مولانا رومؒ نے ہدایت فرمائی:۔

مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی عُرف مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں بہت شیطان آدم کی صورت کے ہیں۔اس لئے ہرایک کے ہاتھ میں ارادت کا ہاتھ نہ دینا چاہیے۔کمینے لوگ درویشوں کی بات چراتے ہیں تا کہ انکی چرائی ہوئی باتوں کے ذریعہ سے سیدھے سادھے لوگوں پر گمراہ کر دینے والی منتر پھونکیں۔شکاری اس غرض سے سیٹی بجاتا ہے تا کہ وہ چڑیوں کو دھوکا دے اور جال میں پھنسائے۔مردانِ حق کا کام روشنی اور گرمی ہے اور کمینے لوگوں کا کام حیلہ بازی اور بے شرمی ہے۔

سوادِاعظم سے جدانہیں ہوسکتے:۔

نبیوں کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات بالکل حق ہیں ان کو صحیح مانتے ہیں ہدایت والے مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے اور گمراہ لوگ ان کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی تعظیم اہل بیتؓ کی محبت چاروں اماموں یعنی امامِ اعظمؒ،امام شافعیؒ،امام حنبلؒ اور امام مالکؒ کی پیروی اور جتنے بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں انکے ساتھ نیک گمان رکھنا اور راہِ خدا میں ان کے نقش قدم پر چلنا کیونکہ یہ اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں اور اللہ کا حکم ہے۔کہ میرے انعام والے بندوں کے نقشِ قدم پر چلو۔ان تمام باتوں پر اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ قرآن وسنت سے ثابت ہے قرآن وحدیث کو سمجھنے والے بزرگانِ دین اولیاء کرام کے عقیدت مند لوگ گمراہ علماء کے من گھڑت طریقوں کے پیچھے نہیں چل سکتے۔کیونکہ یہ سراسر قرآنِ پاک کی مخالفت کرتے ہیں اور قرآن کی مخالفت کفر ہے۔

علمائے حق اور اولیا کرام کی اطاعت:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چاروں خلیفہ تمام اُمت سے برگزیدہ افضل واعلیٰ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقبول اور پسندیدہ تھے۔ان بزرگوں نے اپنے جان و مال سے اسلام کی پرورش کی اور پروان چڑھایا۔انہوں نے اسلام کیلئے اپنی زندگیاں صرف کیں قرآنِ پاک کو کتابی شکل میں محفوظ

فرمایا۔غلط حدیث بیان کرنے والوں کو کوڑے مارے اور اسلام کو صحیح ڈھانچے پر استوار کیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے سلسلہ نقشبندیہ جاری ہوا۔جس سے ہزار ہا اللہ کے ولی پیدا ہوئے اور اسلام کی تبلیغ اور خدمت کرتے رہے۔حضرت علی علیہ السلام سے دو سلسلے جاری ہوئے ایک خلافت آپؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو عطا فرمائی جو آگے چل کر قادری سلسلہ کہلایا دوسری خلافت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی جن کا سلسلہ آگے آکر چشتی سلسلہ کہلایا۔اس طرح برصغیر میں اسلام کی خدمت اور تبلیغ کا زیادہ حصہ ان ہی بزرگوں کو نصیب ہوا۔ان سلاسل میں ہزار ہا اللہ کے ولی پیدا ہوئے۔جنہوں نے دنیا کے کونے کونے میں اسلام پھیلا دیا۔جس جگہ کوئی ایک اللہ کے ولی تشریف لے گئے اللہ کے حکم سے انھوں نے لاکھوں کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل فرمایا اور ان میں ہزاروں اللہ کے ولی پیدا ہوئے۔اور آج وہاں کروڑ ہا مسلمان موجود ہیں۔ان بزرگوں نے اپنی کتابوں میں طریقت،معرفت اور حقیقت کے اسرار ورموز یعنی بھید مقامی زبان میں کھول کھول کر بیان فرمائے جس سے ہزاروں مسلمان رہنمائی حاصل کر کے مقامِ ولایت تک رسائی حاصل کر گئے۔علماءِ حق کے اماموں نے صرف ونحو فقہ وغیرہ کی کتابیں تحریر کیں۔جس سے مسلمان قوم کو علم شریعت حاصل ہوا۔برصغیر یعنی ہندو پاک میں ساری تبلیغ کا سہرا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ،حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیریؒ،خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ،بابا فرید الدین شکرؒ گنج،شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ،حضرت باہو سلطانؒ اور بابا بُلھے شاہؒ کے سر ہے۔اور بھی بہت اللہ کے ولی ہیں۔جیسے خواجہ نور محمد مہارویؒ،سلمان تونسویؒ جیسے اور بزرگ سب کا ذکر ناممکن ہے۔ان ولیوں کا اس خطہ کے مسلمانوں پر احسان ہے کہ کفر کے اندھیرے سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لائے۔دوزخ سے نجات اور جنت کے حقدار بنایا۔ان کے احسان کا بدلہ گمراہ لوگ اور علماء یہ دیتے ہیں کہ ان بزرگوں اور ان کی پیروی کرنے والوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں اور ایسا کہنے میں ذرا شرم نہیں کرتے بلکہ اس بے حیائی اور بے دینی کو توحید کہتے ہیں۔ساری دنیا میں جو اسلام کی تبلیغ ہوئی ساری اولیاء کرام کی محنت وکوشش کا نتیجہ ہے۔اس میں نہ کسی بادشاہ کا کوئی کردار ہے اور نہ ہی کسی مولوی کا۔

اولیاء کرام نے کفار کو مسلمان بنایا اور جب مولوی پیدا ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کو کافر بنایا

فرقے بنائے۔اب ہر فرقہ دوسرے فرقے کو کافر کہتا ہے۔اوران کے مفتی فتوے دیتے ہیں کہ واقعی یہ کافر ہیں۔ان مفتیان کے فتووں سے مسلمان۔مسلمان کو کافر سمجھ کر قتل کرتا ہے کیا یہ اسلام ہے۔

قرآن وحدیث کو پڑھنا اس میں غور کرنا جائز ہے۔تاکہ اس کی ہدایت اور علم میں اضافہ ہو اور یقین کے ساتھ عمل کرسکے۔صحابہ کرامؓ اور اولیا کرامؒ کی شان ومرتب اور اختیارات کا علم ہو اور اللہ کے دربار میں ان کی قدرومنزلت کا پتہ چلے جس سے انکی پیروی کرنے کا ذوق پیدا ہو تو انسان انکے نقشِ قدم پر چل کر اللہ کی معرفت حاصل کرسکے۔کافروں کی طرح قرآن وحدیث کا مطالعہ نہ کرے کہ جس طرح وہ انبیاء واولیاء میں عیب تلاش کرتے ہیں من گھڑت ترجمہ کے ذریعے مسلمانوں سے مناظرہ کرتے ہیں عقلی دلیلوں سے اپنے کفر کو حق کہتے ہیں۔اللہ کا فرمان ایسے ہی لوگوں کیلئے ہے کہ بہت ایسے ہیں جو قرآن پڑھ کر ہدایت اختیار کرلیتے ہیں اور بہت ایسے ہیں جو گمراہ ہوجاتے ہیں {شرح صدور}

قرآن وحدیث سے ثابت ہوا کہ جو لوگ انبیاء کرامؑ صحابہ اجمعینؓ اور اولیاء عظام کی پیروی کو سعادت سمجھتے ہیں۔انہوں نے اللہ کے کلام کو نہیں چھوڑا بلکہ ان ہستیوں کے وسیلہ واختیارات کے منکرین اپنی عقلی دلیلوں سے کفر کی طرف بڑھ رہے ہیں اور قرآن پاک کا ترجمہ اپنی عقل سے اپنے غلط عقیدے کے مطابق کرلیتے ہیں۔اللہ ایسے گمراہوں کے شر سے محفوظ فرمائیں اور اولیاء کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

شفاعت کا عقیدہ جزوایمان ہے

س :۔ اللہ کے سوا ایسی چیز کی پوجا کرتے ہیں جو انکا بھلا نہ کرے اور نہ برا کرے کہتے ہیں یہ ہمارے شفارشی ہیں کہہ دیجئے کہ تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جسے وہ نہیں جانتا اللہ سب جانتا ہے۔آسمانوں اور زمین میں اللہ ان کے شرک سے ہر طرح بَری ہے؟ {سورۂ یونس}

ج :۔ یہ آیت بتوں کی پوجا کرنے اور بتوں سے مدد مانگنے اور بتوں سے شفاعت چاہنے والے مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔سب مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت بتوں اور بتوں کو پوجنے والوں

کے بارے میں ہی آئی ہے۔ کیونکہ مسلمان انبیاء واولیاء کی پوجا نہیں کرتے بلکہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے ماننے والے بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے یہ آیت نبیوں یا ولیوں پر لگانا کسی طرح بھی درست نہیں ہے

س:۔ جن لوگوں کو پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کرنے کی؟

ج:۔ یہ آیات بھی بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ بتوں کو کوئی طاقت اور اختیار نہیں کہ وہ کسی کا نقصان کر سکیں یا کسی کو فائدہ دے سکیں جب کہ نبیوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پیدائشی اندھے کو اور کوڑھی کو ٹھیک کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اللہ کے حکم سے (قرآن پاک) پس ان حضرات کی قدرت تصرف کا انکار قرآن پاک کا انکار ہے۔ قرآن پاک کا انکار کفر ہے۔

شفاعت کا اختیار:۔

اللہ تعالیٰ تمام باتوں کا مالک ومختار ہے۔ اس کے باوجود بیت سے کام ایسے ہیں جو اس نے اپنے بندوں کے اختیار میں رکھے ہیں جیسا کہ دیکھنا سننا کھانا پینا اور اسی طرح کے اور بہت سے کام ہیں جیسے دعا کرنا شفاعت کرنا ان ہی اختیاروں میں سے ہیں۔ اس لئے تمام اُمت اپنے لئے دعا اور دوسروں کے لئے شفاعت کرتے ہیں۔ جس طرح قرآن پاک میں جو دعائیں ہیں انکو غور سے دیکھیں۔ **ربنا اغفرلی ولوالدیٰ** اے خدا میری اا ور میرے ماں باپ کی بخشش فرما۔ اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے جو ایمان کے ساتھ پہلے گذرے ہیں۔ اور کہتے ہیں یا اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کی بخشش فرما اور ہمارے جو حاضر ہیں اور جو حاضر نہیں ہیں ان کی بخشش فرما اور ہمارے چھوٹے بڑے سب کی بخشش فرما۔ دُعا جنازہ کو غور سے دیکھیں یہ سب کچھ شفاعت ہے۔ قبول کرنے کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ان میں کوئی دعا بھی اجازت کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ پہلے اللہ سے اجازت طلب کرو اجازت مل جائے تو شفاعت کرو ورنہ نہ کرو۔

صحابہ کرام کا عقیدہ اور عمل :۔

انبیاء اولیا کو پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اب پہلے صحابہ کرام کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے تھے اور ان کو کوئی فائدہ ہوتا تھا یا نہیں ۔شرجیل جعفیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کینسر کا لا علاج پھوڑا میری ہتھیلی میں ظاہر ہوا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پھوڑا مجھے بہت تکلیف دیتا ہے جس کیوجہ سے میں تلوار کا دستہ اور گھوڑے کی لگام پکڑ نہیں سکتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس آ کر بیٹھو میں جا کر بیٹھ گیا پھر فرمایا کہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کھول دو میں نے کھولدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار میری ہتھیلی پر پھونک دیا اس کے بعد اپنی مبارک ہتھیلی اس پر مل دی کینسر کا پھوڑا ایسے دور ہوا گویا کہ ہوا ہی نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف اور انکو پکارنے کا فائدہ سامنے ہے لیکن نبیوں سے حسد و بغض رکھنے والے منافقوں کو نظر نہیں آتا {شرح صدور}

اندھی آنکھیں روشن (شواہد النبوۃ)

ایک شخص اندھا ہو گیا۔ وہ عبداللہ بن مبارکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے عرض گذار ہوا کہ خداوند تعالیٰ میری آنکھوں کی بینائی بخش دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر لمبی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کو روشنی بخش دی۔ سلف میں سے ایک صاحب نے فرمایا میں نے اس شخص کو نابینا اور بینا دونوں حالتوں میں دیکھا۔

شبہات کا جواب :۔

قطب عالم شاہ جہانگیر قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ ان حضرات انبیاء اولیاء سے مدد مانگنے اور شفاعت چاہنے کا جائز ہونا جو ان روایتوں سے ثابت ہوا۔ اگر اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی زندگی میں جائز ہے اور وصال یعنی فوت ہونے کے بعد ناجائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں سے مدد مانگنی اور مردوں سے شفاعت کے خواستگار ہونا اگر شرک ہے تو زندوں سے مدد مانگنا اور شفاعت چاہنا بھی شرک ہوگا کیونکہ

زندہ لوگ بھی تو خدا نہیں ہیں کہ انکے ساتھ وہ معاملہ کرنا جائز ہو جو خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔ اگر یہ کہیں کہ مدد لینا شرک نہیں بلکہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے تو زندوں کا پکارنا بھی شرک ہوگا کیونکہ زندہ بھی غیر اللہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مُردہ سن نہیں سکتا تو یہ بالکل ہی جہالت ہے۔ کیونکہ مُردوں کو سننے کی طاقت ہوتی ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ قبرستان میں کہتے ہیں السلامُ علیکم یا اہل القبور۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر میں مشرکوں کے قتل کے بعد فرما رہے تھے کہ اب اپنے انجام کو پہنچے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو مر چکے ہیں کیا یہ سنتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ زندہ لوگوں سے یہ بہتر سنتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کے صدقے ان کے وسیلے سے دین کی سمجھ عطا فرمائیں۔ {شرح صدور}

س:۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارش سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے؟

ج:۔ تعظیم اور ہے عبادت اور:۔ عبادت یعنی پرستش کرنا پوجا کرنا اور چیز ہے تعظیم کرنا اور ادب واحترام کرنا یہ اور چیز ہے مسلمان ادب واحترام اور تعظیم بزرگوں اور نبیوں اور ولیوں کی کرتے ہیں اور عبادت اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں گمراہ لوگ جن کو نبیوں اور ولیوں سے حسد وبغض اور کینہ ہے یہ تعظیم کو عبادت کہتے ہیں۔ تاکہ صحیح الاعقائد مسلمان انبیاء اولیاء کی تعظیم اور بزرگی کے اعتقاد سے خوف کھائیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کر ان کے ساتھی بن جائیں۔ مسلمانوں کے ایمان کا شکار کرنے کے لیے یہ ان کی بڑی شکارگاہ ہے۔ عباسی بادشاہوں کے زمانے میں جو زندیق پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے اسلام میں بڑا فتنہ برپا کیا اور مسلمان کے عقائد بگاڑنے میں بڑی کوشش کی لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ کیونکہ نبوت کا زمانہ قریب تھا اور قیامت کا زمانہ دور تھا۔ لوگوں کے ایمان وعقائد مضبوط تھے لیکن اس گمراہ ٹولے نے تھوڑے عرصہ میں اسلامی عقائد کی بنیاد اکھاڑنے میں وہ کام کیا کہ دجال بھی نہ کر سکے گا۔ حضرات انبیاء اولیاء کی تعظیم اور بزرگی سے نفرت دلانے میں گمراہوں کو کیا فائدہ ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ کفار مکہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں کو نفرت دلانے میں کیا فائدہ تھا شاہ بغداد متوکل عباسی نے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کو زمین کے برابر کر دیا اور اس میں کھیتی باڑی کروائی اس کا کیا فائدہ تھا ابلیس نے آدم علیہ سلام کو تعظیمی سجدہ نہ کیا اس کو کیا فائدہ ہوا الٹا نقصان ہوا کہ عزازیل سے شیطان لعنتی بن گیا۔ جو

لوگ ازلی شقی ہوتے ہیں لعنتی اور شیطان صفت ہوتے ہیں۔ وہ نبیوں ولیوں سے اپنے حسد و بغض اور دشمنی کی وجہ سے ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کا کوئی فائدہ ہو نہ ہو مسلمانوں کا نقصان تو کر رہے ہیں ان کو جہنمی بنا رہے ہیں جو کام شیطان کر رہا ہے یہ بھی کر رہے ہیں۔ یہ ہمیشہ حضرات انبیاء اولیاء کا نور بجھانا چاہتے ہیں۔ تا کہ ان کے سینے کی شیطانی آگ کو ٹھنڈک پہنچے

س:۔ سورہ زمر:۔ جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنایا کہتے ہیں ہم تو ان کو اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے پاس اور نزدیک کر دیں۔ اللہ ان میں فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا جو بڑا جھوٹا ناشُکرا ہو؟

ج:۔ یہ آیت بتوں کی عبادت اور شفاعت کو رد کرنے کے بارے میں اتری۔ حضرات انبیاء اولیاء کی تعظیم و بزرگی اور ان سے شفاعت طلب کرنے کی نفی اور ممانعت کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ اور ان حضرات کی بزرگی ان کی تعظیم اور شفاعت چاہنے کی مخالفت میں یہ آیت گمراہوں کو کوئی فائدہ نہ دے گی۔ کیونکہ حضرات انبیاء اولیا نہ تو بت ہیں نہ بتوں کی جنس سے ہیں اور نہ ہی اُمت مرحومہ میں کوئی ان کی پوجا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کفار بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور بہانہ یہ کرتے تھے کہ بتوں کی پوجا کے ذریعے اللہ کا قرب اور نزدیکی چاہتے ہیں اللہ نے اُن کو ایسا کہنے میں جھوٹا فرمایا ان کے برخلاف اہل اسلام میں سے کوئی بھی حضرات انبیاء اولیاء کی پوجا نہیں کرتا تعظیم کرتے ہیں۔ جس طرح فرشتوں نے روزِ اول آدم علیہ السلام کو سجدہ کر کے تعظیم کی اور یہ بات شیطان کی سمجھ میں نہ آئی۔ اسی لئے گمراہ اور شیطان صفت لوگوں کو اب بھی تعظیم کی سمجھ نہیں آئی اس کو شرک کہتے ہیں۔ اللہ سمجھ عطا فرمائیں۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے ایمان والو نبی ﷺ کی تعظیم اور عزت کرو۔ تو ان کی تعظیم کرنا اللہ کا حکم ماننا ہے۔ اس کو کفارِ عرب جو بتوں کی پوجا کرتے تھے کی مانند کہنا مسلمانوں پر الزام ہے کیونکہ عبادت اور شے ہے اور تعظیم اور۔ دونوں میں کھلا ہوا فرق موجود ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی شہ رگ سے بھی قریب و نزدیک ہونا اولیاء انبیاء کے وسیلہ کی مخالفت میں ہے۔ کہ اللہ ان لوگوں سے بندے کے زیادہ قریب ہے۔ تو اسی سے مدد طلب کرو جو مانگنا ہے اسی سے

مانگو۔ اللہ کے اتنا قریب ہونے کے باوجود دور والوں سے مانگنا شرک ہے۔ تو اور وسیلے اور واسطے بھی شرک ہو جائیں گے۔ مثلاً نفس کی زندگی اور صحت کیلئے کھانے پینے کا وسیلہ، جنت میں داخل ہونے کے لئے نیک اعمال کا وسیلہ، اولاد کیلئے نکاح اور صحبت کرنے کا وسیلہ، بیوی سے صحبت کرنے کے لئے ذَکّر کا وسیلہ، لڑائی اور جہاد کیلئے ہتیھاروں کا وسیلہ، تو پھر کیا یہ سب وسیلے شرک ہیں؟ روزی کمانے کے لئے کاروبار وسیلہ، سفر کرنے کیلئے سواری وسیلہ، دین کے اکابرین میں سے کسی نے بھی وسیلوں اور واسطوں کو شرک نہیں فرمایا البتہ بتوں اور مورتیوں کو وسیلہ ٹھہرانا اور ان سے مدد مانگنا بالکل شرک اور کھلم کھلا گمراہی ہے۔ {شرح صدور}

واسطہ وجودِ شے:۔

کسی شے یا کام کا ہونا کسی شے کے واسطہ سے ہوتا ہے اور اُسے جاننے کا ذریعہ کہ کونسا مقصد کس واسطہ سے حاصل ہوتا ہے۔ عقل ہے جیسے نجات آخرت کے لئے ذریعہ اور واسطہ ایمان اور اعمال صالحہ ہیں۔ وحی لانے کے لئے واسطہ اور وسیلہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ بتوں کا دین و دنیا کی کسی بات یا کام کیلئے ذریعہ ہونا یا وسیلہ ہونا عقل و نقل سے ثابت نہیں تو بتوں کا وسیلہ اختیار کرنا حماقت اور گمراہی اور اپنی جان پر آپ ظلم کرنا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان کے علاوہ انبیاء اولیاء کا دنیا میں آنا دین و دنیا کی بہتری کیلئے واسطہ اور وسیلہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ بس ان حضرات انبیاء اولیاء کو بتوں پر قیاس کر لینا اور ان کی شان میں وہ حکم جاری کرنا جو بتوں کیلئے ہے۔ سخت بے ادبی بے دینی اور نمرود و شداد جیسی سخت گمراہی ہے ایسے غلط عقائد شیطانوں سے اللہ اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین

س:۔ یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطہ کے سب مرادیں پوری کرتا ہے اور سب بلائیں ٹال دیتا ہے سو اس کا حق نہ پہنچانا اور اس کا شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ بات اوروں سے چاہنے لگے؟

ج:۔ بے شک اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ ہر چیز کو کسی واسطہ کے بغیر پیدا کر دے لیکن حکمت اور مصلحتوں کے سبب جن کو تفصیل کے ساتھ سمجھ لینے سے انسانی عقل قاصر و مجبور ہے۔ خدا نے ایک چیز کا دوسری چیز سے علاقہ اور واسطہ لگا دیا جیسے پھل کا تعلق درخت سے مال کے زیادہ ہونے کا تعلق کاروبار سے غلہ حاصل

کرنے کا تعلق کھیتی باڑی سے عدل وانصاف اور امن و ایمان کا تعلق و واسطہ بادشاہوں اور حکومتوں سے اور جنت میں داخل ہونے کا تعلق ایمان اور اعمال صالحہ سے خداہی نے لگا دیا ہے۔بس ان کھلے کھلے واسطوں اور سببوں کے باوجود واسطہ اور وسیلہ سے انکار جہالت اور بے دینی ہے۔

غلط توجیہہ اور اُس کا ردِ:۔

اوپر والا سوال کرنے والے بے دینوں کا مطلب یہ ہے کہ جولوگ انبیاء اولیاء کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔وہ مشرک اور نہ شکرے ہیں جوکسی دوسری چیز کا واسطہ اختیار کرتے ہیں وہ مشرک اور نہ شکرے نہیں ہیں۔عقل سے کام لیں سمجھنے کی کوشش کریں۔جس طرح حضرات انبیاء اولیاء غیر حق ہیں خدانہیں ہیں اسی طرح دوسری چیزیں بھی غیر خدا ہیں جن کا وسیلہ ہر شخص اختیار کرتا ہے۔جب دوسری چیزوں کا واسطہ وسیلہ اختیار کرنا شرک اور نہ شکری نہیں تو انبیاء اولیاء کا واسطہ اختیار کرنا بھی شرک اور نہ شکری نہیں۔ورنہ یہ اس قوم کا شداد والا کفر ہوگا کہ جب نبیؑ نے ان سے کہا کہ ایک اللہ کو مانوں اور میرا کلمہ پڑھ کر جنت کے حق دار ہو جاؤ تو پوچھنے لگے جنت کیا ہے۔آپؑ نے جنت کا نقشہ بتایا تو کہنے لگے یہ لالچ تو کسی غریب آدمی کو دو۔ہم تو خود ایسی جنت بنا سکتے ہیں تو جنت بنا ڈالی۔غور فرمائیں کیا شداد جنتی ہے کہ اس نے تو خود جنت تیار کی تھی۔ نبیؑ کو واسطہ اور وسیلہ نہ ٹھہرایا روپیہ پیسہ حکومت ، ریاست ، انجینئر اور مزدوروں کو واسطہ بنا کر جنت تیار کر لی اور قرآن گواہ ہے کہ مرنے کے بعد وہ جہنم واصل ہو گیا بالکل اسی طرح یہ گمراہ لوگ بھی جو چیزوں کا واسطہ وسیلہ جائز اور نبیوں ، ولیوں کا واسطہ وسیلہ ناجائز سمجھتے ہیں۔بالکل شداد کے ساتھی جہنمی ہیں

ایک اللہ کے ولی کا شعر فارسی زبان میں ہے، مطلب درج ہے۔گناہ کے سبب سے کوئی شخص قید میں نہیں رہے گا۔جبکہ اس کا ایسا سردار سیدِ عالم ﷺ موجود ہیں۔اُمت کی دیوار کو کیا ڈر ہے جس دیوار کے پشتی بان رسول اللہ ﷺ ہیں اس کشتی کو سمندر کے طوفان کا کیا ڈر جس کے کشتی بان نوح علیہ السلام ہیں۔

س:۔ سورۂ مومنون میں اللہ نے فرمایا اے نبی کافروں سے کہہ دیجیے۔کس کے قبضہ میں تصرف ہر چیز کا اور وہ نگہبانی کرتا ہے۔اُس سے بڑھ کر کوئی نگہبانی کرنے والا نہیں۔بتاؤ اگر تم جانتے ہو تب بتا دیں گے وہ

اللہ۔ کہہ دیجیے پھر تم کس جادو کے فریب میں پڑے ہوئے ہو۔

ج :۔ اس آیت قرآنی میں بھی اللہ تعالیٰ بتوں کی قوتِ تصرف کی نفی فرما رہے ہیں کہ بت کوئی طاقت یا تصرف نہیں رکھتے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے قبضہ میں کوئی چیز ہے۔ جب بت کوئی بھی قوت، طاقت، قبضہ اور تصرف نہیں رکھتے تو انکی پوجا کیوں کرتے ہو یہ پوجا کے لائق نہیں انکی عبادت کرنا شرک و کفر ہے۔ سب تصرفات یعنی حفاظت ونگہبانی اور ہر قسم کی قوت وتصرف اور ازلی قدرت اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ سب اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں بتوں کو کوئی اختیار نہیں کیونکہ یہ بت کفار نے خود بنائے ہیں۔ اور اللہ نے انکو کوئی اختیار عطا نہیں فرمایا۔ نبیوں اور ولیوں کو اختیارات عطا فرمائے ہیں مثلاً مُردوں کو زندہ کرنا، بیماروں کو صحت عطا کرنا، نابینا کو بینا یعنی دیکھنے والا کرنا تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔ یہ سب اختیارات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرمائے ہیں بتوں کو نہیں دیئے تو یہ آیت خالصتاً بتوں کے اختیارات کی نفی کے بارے میں آئی ہے۔ اس کو نبیوں اور ولیوں پر لگانا حماقت و گمراہی ہے

س :۔ اس مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ نے کسی کو اس جہان میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی تو پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

ج :۔ یہ آیت کریمہ بالخصوص بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس کا نتیجہ بھی بتوں کے بارے میں خاص ہے۔ جبکہ اس گمراہ گروہ نے اپنے حسد وبغض کی وجہ سے اس آیت کا اطلاق انبیاء اولیاء، بت پرست اور سب مسلمانوں کے لئے عام کر دیا۔ حالانکہ انبیاء اولیاء کو بتوں سے اور کافروں کو مسلمانوں سے کوئی نسبت نہیں۔ اس لئے اس آیت کا اطلاق انبیاء اولیاء اور مسلمانوں پر نہیں ہوسکتا۔

قدرتِ تصرف :۔

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی اور ازلی ہیں۔ نبیوں اور ولیوں کی عطائی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہیں۔ اس کا ثبوت قرآنِ پاک سورۂ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول درج فرمایا ہے۔ کہ بے شک میں تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس معجزہ لایا ہوں کہ میں تمھارے

لئے مٹی سے پرندے کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑ جاتی ہے۔ اور میں اللہ کے حکم سے پیدائشی اندھے اور کوڑی کو ٹھیک کرتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مُردے کو زندہ کر دیتا ہوں۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے لئے ان عطائی اختیارات کا انکار قرآن پاک کا انکار ہے۔ قرآنِ پاک کا انکار کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہوں کے شر سے بچائیں اور محفوظ فرمائیں۔

س:۔ اکثر پڑھے لکھے لوگ یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر ﷺ خدا کے وقت کے کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے۔ اور خدا کے برابر قوت بتوں میں ہونا نہیں مانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ جانتے تھے۔ وہی کچھ مسلمان نبیوں اور ولیوں کے بارے میں کہتے ہیں؟

ج:۔ یہ کتنا بڑا جھوٹ دھوکہ اور فریب ہے۔ کہ زمانہ رسالت کے کافر اگرچہ بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے لیکن وہ بتوں کو خدا مانتے تھے عبادت کے لائق سمجھتے تھے۔ اور اُن کی عبادت کرتے تھے۔ ان کیسامنے عبادت کے سجدے کرتے تھے کفار بتوں کو اللہ کی مخلوق اور اُسکے بندے نہیں مانتے تھے بلکہ چھوٹے خدا مانتے تھے۔ اسی لئے تو بتوں کی پوجا اور عبادت کرتے تھے۔ لیکن مسلمانوں کا کوئی فرقہ بھی نبیوں اور ولیوں کو خدا نہیں مانتے نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں بلکہ ان کو قرآن وحدیث کے مطابق اللہ کے برگزیدہ بندے مانتے ہیں۔ ان کی عبادت نہیں تعظیم کرتے ہیں۔ ان سے اللہ کی معرفت کے راستے کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ نبی اور ولی بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اُن کے ماننے والے بھی اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ الزام لگانے والے ان پکے سچے مسلمانوں کو کفار کے برابر کر رہے ہیں۔ جھوٹوں پر ہمیشہ اللہ کی لعنت ہوتی ہے انعام نہیں ہوتا۔

س:۔ بت پرستوں کا کفر و شرک بھی یہی تھا۔ پکارنا، منتیں ماننا، نذر و نیاز کرنا اور اُن کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا۔ مسلمان اب نبیوں اور ولیوں سے یہ سب کچھ کرتے ہیں؟

ج:۔ بت پرست بتوں کو خدا مانتے ہیں خدا کے سوا کسی کو بھی خدا ماننا کفر و شرک ہے۔ بتوں کا احترام اور ان کی تعظیم کفر ہے۔ بتوں کے لئے نذر و نیاز اور ان کی شفاعت پر اعتقاد سب کفر کی باتیں ہیں بت بنانا کفر بت کو گھر میں لانا کفر بت کی تعظیم کفر بت کچھ بھی کر سکتا ہے دل میں یہ عقیدہ رکھنا کفر کیونکہ بت کفر کی

علامت ہے۔ اسکے برعکس حضرات انبیاء و اولیاء کی تعظیم و محبت ایمان کی علامت ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کلام الٰہی میں دیکھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اے ایمان والو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہ کرو ورنہ تمھارے نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمھیں خبر تک نہ ہوگی۔

اب غور فرمائیں نبی کی آواز سے صرف اونچا بولنے سے اعمال ضائع ہو رہے ہیں اور اس کے برعکس بت کے سر میں چاہے جوتے مارو بت کو گندے نالے میں پھینک دو چاہے توڑ دو سب نیکی کے کام ہیں۔ نبیوں اور ولیوں کی سنت ہے۔ نبیوں اور ولیوں نے بت توڑے ان کے پجاریوں کو کلمہ پڑھایا جنھوں نے کلمہ نہ پڑھا ان سے جنگیں کیں اور اب یہ گمراہ لوگ نبیوں اور ولیوں کو بت کے برابر کہتے ہیں عجیب و غریب گمراہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کا حکم:۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح میں فرمایا۔ اے ایمان والو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوب تعظیم اور عزت کیا کرو۔ پہلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سے آواز کو اونچا کرنے سے منع کر رہے ہیں اور دوسری آیت مبارک میں تعظیم اور عزت کرنے کا حکم فرما رہے ہیں تو ایسی کوئی آیت بتوں کے بارے میں کہاں نازل ہوئی؟ کہیں بھی نہیں بلکہ بتوں کو توڑنے کا ہی حکم ہے۔ لیکن اس گمراہ گروہ کو کچھ بھی نظر نہیں آتا یہ بار بار بتوں کو نبیوں کے برابر کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سادہ لوح مسلمانوں کو ان شیطانوں کے شر سے محفوظ فرمائیں۔

حُبِّ نبی شرطِ ایمان:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ تُم میں سے کوئی بھی مومن کامل نہ ہوگا یہاں تک کہ میں اُسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔ مفصل حدیث پیچھے گذر چکی ہے۔

چہرہ دیکھنا عبادت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے {شرح صدور}

آلِ نبی کی محبت:۔

حضور ﷺ نے فرمایا آلِ محمد ﷺ کی محبت جہنم کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے {شرح صدور}

قارئین خود فیصلہ فرمائیں۔قرآن وحدیث کے مطابق نبی ﷺ کی تعظیم وعزت خالص اسلام۔اللہ کے ولی حضرت علیؑ کو دیکھنا عین عبادت۔آلِ نبی ﷺ کی محبت جہنم سے نجات۔

سب اللہ کے ولی حضور ﷺ کی آل میں شامل ہیں کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا تھا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میری آل سے ہیں۔حالانکہ سلمان فارسیؓ ایرانی تھے نہ عربی نہ قریشی صرف اللہ کے ولی ہونے سے یہ فضیلت نصیب ہوئی اب ایسے بزرگ پاکباز نیک سیرت محبوب رب العالمین۔اللہ کے ولیوں کو بت یا بتوں کے برابر قرار دینا یہ کام کسی بھی مسلمان گروہ کا تو ہو نہیں سکتا بلکہ یہ منافق مسلمانوں کے روپ میں یہودی ہیں۔جو مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔اللہ پناہ

س:۔ سو جو کوئی کسی سے نذر و نیاز، منت و تعظیم، وکیل وسفارشی سمجھ کر یہ معاملات کرے گو کہ اُسے اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے تو وہ شرک میں ابوجہل کے برابر ہے؟

ج:۔ قطبِ عالم حضرت مخلص الرحمن شاہ جہانگیر قدس اللہ سرہ العزیز صاحب شرح صدور فرماتے ہیں کہ ابوجہل کے ساتھ کفر وشرک میں برابر تو وہ لوگ ہوں گے۔ جو حضرات انبیاء اولیاء کی تعظیم وعزت کو بُرا جانتے ہیں اور ادب کو شرک اور بے ادبی کو توحید کہتے ہیں۔ بزرگوں کی بے ادبی کرتے ہیں اور مواحد بنتے ہیں ادب کرنے والوں کو مشرک کہتے ہیں ابوجہل بھی سرکار ﷺ کی بے ادبی گستاخی ااور توہین کرتا تھا۔ یہ بھی انبیاء اولیاء کو بتوں کے برابر گردانتے ہیں۔واقعی کفر وسرکشی میں ابوجہل کے برابر بلکہ اس سے کئی گنا بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ انبیاء اولیاء کے بابرکت مزارات کو کفارِ عرب کے بتوں سے مثال دیتے ہیں۔

س :۔ سمجھنا چاہیئے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے؟

ج :۔ شرک تین قسم کا ھے :۔ خدا کی ذات میں کسی کو شریک کرنا یعنی خدا کے علاوہ کسی کو قدیم یعنی ہمیشہ سے قائم اور ازلی سمجھے کہ وہ پیدا نہیں ہوا اللہ کی طرح ہمیشہ سے قائم اور موجود ہے۔ تمام نقصوں اور عیبوں سے پاک ہے تو یہ شرک ہے۔

دوسرا شرک:

کسی غیر حق کو خدا کی صنعتوں میں شریک ٹھہرانا یعنی اللہ نے زمین و آسمان جن و انسان رات دن پہاڑ اور دریا و سمندر بنائے تو کوئی یہ کہے کہ اس میں سے کچھ اللہ نے اور کچھ کسی اور نے بنائے ہیں تو یہ بھی شرک ہے۔

تیسرا شرک:۔

خدا کے سوا کسی کو عبادت کے لائق سمجھنا اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرنا یہ بھی شرک ہے ان تین کام کے علاوہ کوئی کام شرک نہیں۔

س :۔ ناسمجھ پڑھے لکھے علماء کہتے ہیں شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور انہیں اپنے بندوں کے ذمے بندگی کا نشان ٹھہرایا ہے وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنا شرک ہے؟

ج :۔ دنیا میں جتنے کام ہیں وہ کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ جیسے کھانا کھلانا اگر مالدار اور امیر آدمیوں کو کھانا کھلایا تو ان کی تعظیم اور عزت ہے۔ اگر فقیروں اور رشتہ داروں کو کھانا کھلایا تو صلہ رحمی ہے پیار و محبت اور عقیدت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر یعنی اللہ واسطے خیرات کی تو یہ عبادت ہے۔ یا اس طرح سمجھ لیں کہ سفر کرنا اگر کاروبار کے لئے ہے تو اس کا مقصد مال بڑھانا ہے اگر بادشاہ کی طرف ہے تو کسی حاجت کو پورا کرنے کیلئے ہے اگر استاد کی طرف سفر ہے تو مقصد علم حاصل کرنا ہے اگر پیرانِ عظام اولیاء کرام کی طرف سفر ہے تو باطنی صفائی روحانی تعلیم یعنی علمِ معرفت حاصل کرنا مقصد ہے۔ اگر خانہ کعبہ شریف کی طرف سفر ہے تو مقصد حج کرنا اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت مقصد ہے۔

اب غور فرمائیں ان علماء کے نزدیک حج کے سوا سفر شرک ہے کیونکہ حج عبادت ہے اس کیلئے سفر کرو اگر روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی غرض سے سفر کیا تو شرک ہے۔ مسجدِ نبوی میں نمازوں کی غرض سے سفر کرو کہ وہاں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اس مقصد کیلئے سفر شرک نہیں یہ صاف صاف حضور ﷺ سے حسد و بغض ہے یا نہیں؟ بالکل ان علماء کو نبی ﷺ سے بغض ہے ولیوں سے بغض ہے۔ کیونکہ ولیوں کی زیارت کیلئے بھی سفر کرنا پڑتا ہے۔ خیرات کرنا عبادت ہے اور کسی مقصد کیلئے کھانا کھلانا یعنی ایصالِ ثواب کیلئے مسافر کو رشتہ دار کو غریب مسکین کو پیر و مرشد کو کھانا کھلانا انکے نزدیک شرک ہے یہ سب کچھ نبیوں اور ولیوں سے حسد و بغض کی وجہ سے کہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے یہ سب کچھ ثابت ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کا علمِ لدنی کے لئے خضر علیہ السلام کی طرف سفر کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی علیہ السلام کا خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرف سفر کرنا اور بخشش کی دعا کروانا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا غلے کیلئے مصر کا سفر کرنا اور حضور ﷺ کا اپنا چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایصالِ ثواب کیلئے کھانا کھلانا قُل خوانی پر ایصالِ ثواب کرنا اپنے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قُل خوانی پر ایصالِ ثواب کیلئے ختم شریف پڑھنا کھجوروں اور کھانے کی چیزیں تقسیم کرنا اولیاء کرام کا اپنے مشائخ عظام کے عرسوں پر ایصالِ ثواب کیلئے درویشوں اور مخلوق میں لنگر تقسیم کرنا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے لئے سفر کرنا۔ یہ سب کچھ عین دین اسلام توحید ہے۔

سجدہ:۔

اس میں بھی علماء کرام کو وہی مغالطہ ہوا ہے کہ سجدہ چونکہ عبادت ہے۔ اس لئے غیر خدا کیلئے سجدہ شرک ہے۔ یہ لوگ اپنی ناسمجھی اور گمراہی کی وجہ سے فرشتوں اور نبیوں کو مشرک کہہ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو شرک کا حکم دینے والا اور شیطان کو سچا مواحد سمجھ رہے ہیں۔ جس سجدے کا شیطان نے انکار کیا اور جس سجدہ کو نہ کرنے سے وہ لعنتی ہوا اُسی سجدے کا بالکل شیطان کی طرح انکار کر رہے ہیں۔ اور شیطان لعنتی کی پیروی کر رہے ہیں۔

قرآن سے ثبوت:۔

قرآن پاک میں دو قسم کے سجدے ثابت ہیں۔ ایک سجدہِ تعظیم اور دوسرا سجدہ عبادت۔ سجدہ عبادت صرف اور صرف اللہ کیلئے ہے۔ اللہ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں اگر اللہ کے سوا کسی کو بھی کوئی سجدہ عبادت کرے تو یہ شرک ہے۔ ہر حال میں بلا اختلاف شرک ہے۔

سجدہِ تعظیم:۔

سجدہِ تعظیم صرف انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے لئے جائز ہے۔ بتوں کیلئے جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ کیونکہ بت قابل تعظیم نہیں۔ یہ کفر کی علامت ہے۔ بادشاہ کو یا کسی مال دار آدمی کو دنیاوی شان وشوکت کے لحاظ سے تعظیمی سجدہ کرنا مکروہ ہے فقہ کی معتبر کتابوں میں یہ تحقیق درج ہے۔ لیکن یہ گمراہ گروہ مطلق سجدہ کو خدا کی مخصوص عبادتوں سے قرار دیتے ہیں اور یہ ان کی عقل میں نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے آدمؑ کو تعظیمی سجدہ کیا اور حضرت یوسفؑ کو ان کے ماں باپ اور گیارہ بھائیوں نے سجدہ تعظیم کیا تو کیا یہ سب مشرک ہو گئے؟ پناہ بخدا۔ اللہ تعالیٰ کو شرک کا حکم دینے والا فرشتوں اور نبیوں کو شرک کرنے والے کہنے سے ایسے بے دینوں کو شرم آنی چاہیئے۔ سجدہِ تعظیم کے بارے میں قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کی کتابوں کے مفصل حوالہ جات دیکھنے کے لئے کتاب بہارِ طریقت باب سجدہِ تعظیم مطالعہ فرمائیں

س:۔ مشکل کے وقت اللہ کے سوا کسی کو پکارنا شرک ہے؟

ج:۔ مشکل کے وقت پکارنا بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ کبھی کسی کو اپنی طرف مخاطب کرنے کیلئے پکارا جاتا ہے۔ کبھی مدد مانگنے کیلئے پکارا جاتا ہے۔ کبھی حسرت کیلئے پکارا جاتا ہے۔ جیسے بی بی مریم علیہا السلام کے والد نے پکارا کہ اے میرے رب میں نے تو اس لڑکی کو جنا کیونکہ جب انکی اولاد نہیں تھی تو انھوں نے منت مانی تھی کہ اے میرے رب تو اگر مجھے لڑکا عطا فرمادے تو میں اُسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گا۔ لیکن لڑکے کی بجائے ان کی لڑکی پیدا ہوئی تب انہوں نے حسرت سے اس طرح اللہ کو پکارا تو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے گھر کی خدمت کیلئے آپ کی لڑکی ہی قبول ہے۔آپ اسے بیت المقدس میں زکریا علیہ السلام کے پاس چھوڑ دیں۔ پکارنا کبھی عبادت کیلئے اور اللہ سے کچھ مانگنے کیلئے پکارا جاتا ہے۔ جیسے اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نمازی بنا دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے اسی طرح اور دعائیں ہیں۔اے میرے رب میری دنیا بہتر فرمادے اور میری آخرت بہتر فرمادے اور مجھے آگ کے عذاب سے بچا۔اس طرح اگر کہا جائے کہ تمام دعائیں اور پکارنا عبادت ہے تو پھر سارا جہان تمام لوگ کیا عالم کیا جاہل کیا پیغمبر کیا ولی کیا مولوی سب مشرک ہوجائیں گے مثلاً مولوی لوگ مدرسے کے چندہ کیلئے لوگوں کو بلاتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں کیا یہ مشرک نہیں ہوئے۔اسی طرح کسی کا گدھا دلدل میں پھنس گیا تو وہ بھی لوگوں کو مدد کیلئے پکارے گا کسی کے گھر میں آگ لگ جائے تو وہ بھی اپنے پڑوسیوں کو آگ بجھانے کیلئے پکارے گا۔اس طرح مشکل کے وقت غیر اللہ یعنی نبیوں ولیوں کو پکارنا مدد مانگنا عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔اس کے کافی حوالہ جات پہلے باب میں درج ہو چکے ہیں۔مطالعہ فرمائیں۔

س :۔ انبیاء اولیا سے تصرف کی قدرت ثابت کرنا شرک ہے؟

ج :۔ حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے قدرت وتصرف قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اس پر اعتقاد رکھنا ایمان کا جزو ہے۔مثال کے طور پر حضرت یوسف علیہ السلام زیارت کروا دیتے تھے۔اور لوگوں کو چوبیس گھنٹے بھوک پیاس نہیں لگتی تھی۔اس طرح آپؑ نے چھ ماہ گذار دیئے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مٹی سے چمگادڑ کا پرندہ بنا کر اڑا دینا۔حضرت علی علیہ السلام کا دریا کے پانی کو نیچے اتار دینا اور سیلاب کا ختم کر دینا۔ یہ تصرفات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرمائے ہیں۔ان کا اظہار اور ان پر اعتقاد ویقین عین ایمان اور اسلام ہے۔شرک نہیں توحید ہے اور اس کا انکار قرآن پاک کا انکار ہے۔قرآن پاک کا انکار کفر ہے۔حضرات انبیاء اور اولیاء کی بے ادبی بڑی بدبختی ہے ازلی بدبخت شیطان نے کوئی شرک نہیں کیا آدم علیہ السلام کی بے ادبی کی تھی کہ اس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بہتر کہا۔اس بے ادبی کی معافی آج تک نہیں ہوئی اور نہ حشر میں ہوگی بلکہ کبھی بھی نہیں ہوگی۔

س:۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا مسیح ابن مریم کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا دیا مگر انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے ان کے شرک سے۔ اللہ جس طرح بت پرستوں پر ناراض ہوا اس طرح یہود و نصاریٰ پر کہ وہ بھی اپنے ولیوں سے وہی معاملہ کرتے تھے؟

ج:۔ بت پرستوں پر اللہ تعالیٰ اس لئے ناراض ہوئے کہ وہ بتوں کو خدا مانتے تھے اور ان کی عبادت و پوجا کرتے تھے یہود و نصاریٰ پر اس لئے ناراض ہوئے کہ عیسائیوں نے تین خدا بنائے ایک خدا اللہ تعالیٰ دوسرا خدا عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے خدا بی بی مریم علیہا السلام یہودیوں نے کہا کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں انہوں نے دو خدا بنائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ ان کو حکم تھا کہ اکیلے خدا کی عبادت کریں اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اللہ شریکوں سے پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کے اس حکم کے باوجود یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں عالموں اور درویشوں کو خدا جانتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔ اس طرح غیر اللہ کی عبادت کرنے میں یہود و نصاریٰ اور بت پرست برابر تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کا کوئی فرقہ بھی اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت نہیں کرتا نہ کسی نبی کی اور نہ کسی ولی کی بلکہ نبی ولی اور ان کے ماننے والے سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا نبی اور رسول مانتے ہیں اللہ نہیں کہتے۔ حضرت داتا گنج بخش قدس اللہ سرہ العزیز، حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت خواجہ غریب نوازؒ محبوبِ الٰہی نظام الدین اولیاءؒ اس طرح کے سب بزرگان دین کو اللہ کے ولی مانتے ہیں خدا نہیں مانتے۔ غور فرمائیں قارئین فیصلہ خود فرمائیں۔ اب اولیاء کرام کے ماننے والوں کو بت پرست یا عیسائیوں یہودیوں کے برابر کہنا کہاں کا انصاف ہے یہ ان پر الزام و بہتان ہے۔ کیونکہ ان کا کوئی عمل اور عقیدہ ان جیسا نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے معجزات اور کرامات کا اقرار یعنی مان لینا ان کی عزت و بزرگی کو تسلیم کرنا عین ایمان ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ اس طرح انبیاء اولیاء اور مسلمانوں پر الزام لگانے والے اپنی قبر اور حشر کا فکر کریں دوزخ کا ایندھن بننے سے اپنے آپ کو بچائیں دوزخ بہت بری جگہ ہے اور اُس میں وہی لوگ

جائیں گے جن کے عقائد غلط ہوں گے نمازیں بہت پڑھیں گے لیکن قبول نہیں ہوں گی کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان پاک ہے کہ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار عقائد پر ہے۔

س :۔ چھوٹے بڑے سب اُسی کے بندے ہیں عاجز ہیں۔ عجز میں نبی، ولی، اُمتی، مرید، گناہگار سب برابر ہیں؟

ج :۔ حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام بے شک اللہ کی مخلوق اور بندے ہیں۔لیکن اللہ کی معرفت نصیب ہونے کی وجہ سے نبوت اور ولایت کا علم عطا ہونے سے ولایت اور نبوت کے مراتب کی وجہ سے اللہ کے باقی تمام بندوں سے افضل اور ممتاز ہیں۔نبیوں سے معجزات اور ولیوں سے کرامات ان کی فضیلت کا سبب ہیں۔ کیونکہ یہ قوتِ تصرف انبیاء اولیاء کے علاوہ دوسری مخلوق کو نصیب نہیں ان سے مردے زندہ ہوتے ہیں چاند کو ایک اشارے سے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں سورج کو واپس بلا لیتے ہیں یعنی غروب ہونے کے بعد۔سوکھی بکری جو دودھ نہیں دیتی تھی اُس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر جاتے ہیں۔ ہاتھ پھیلاتے ہیں تو ہر انگلی سے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔تو عام مسلمان اور گناہگار لوگ ان کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ برابر کہنے والے انبیاء اولیاء کی شان سے واقف نہیں۔ اندھے، بہرے اور گونگے ہیں۔اندھیرے میں ہاتھ مار رہے ہیں۔خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں عزت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں کے لئے ہے۔لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔

بے ادب اور گستاخ لوگ اس طرح نبیوں اور ولیوں کی شان کو گھٹانے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔قرب قیامت ہے بڑے دجال سے پہلے اس طرح کے چھوٹے دجال پیدا ہوتے رہیں گے۔

اس طرح کے لوگ قرآنی آیات کا مطلب غلط بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں ایسی تاویلیں اور عقلی دلیلیں بیان کرتے ہیں کہ کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر بنا دیتے ہیں لیکن جن لوگوں کو اللہ کی رحمت اور بزرگوں کے کرم سے ایمان نصیب ہے وہ لوگ ان کی منافقت اور گمراہی کو خوب سمجھتے ہیں۔

آسمان عرش سے بہت نیچے ہے لیکن زمین سے پھر بھی بہت اونچا ہے۔لعل پتھر ہے لیکن اندھے پتھروں سے کروڑ گنا قیمتی ہے۔ان لوگوں کی مثال گندگی کے کیڑے جیسی ہے کہ گندگی غلاظت بد بو اُس کی

زندگی ہے اگر غلاظت سے نکال کر خوشبودار جگہ میں لے آئیں اور اس گندگی کے کیڑے پر خوشبو چھڑک دیں تو وہ مرجائے گا کیونکہ خوشبو اس کے مزاج کے خلاف ہے بالکل اسی طرح یہ نبیوں اور ولیوں کے بے ادب اور گستاخ لوگ منافقت میں خوش ہیں۔ اگر آپ ان کو ایمان کی روشنی میں لانے کی کوشش کریں گے تو یہ بھی مرجائیں گے کیونکہ یہ کفر اور منافقت کے اندھیرے میں خوش ہیں یہی ان کی زندگی ہے۔ نورِ ایمان کی روشنی نبیوں ولیوں سے عقیدت ومحبت اللہ کی معرفت اور رضا یہ ان لوگوں کے مزاج کے خلاف ہے

سب اللہ کے بندے اور مخلوق ہیں:۔

قرآنِ کریم میں ہے کہ ہر شے جو آسمانوں اور زمین پر ہے اس کے حضور اقرار بندگی کے ساتھ تابع فرمان ہو کر حاضر ہوگی۔ بے شک وہ ان کی گنتی جانتا ہے اور اُن میں ہر ایک قیامت کے دن اکیلا اللہ کے سامنے حاضر ہوگا۔ دوسری جگہ فرمایا کہا نہیں لائق اللہ کو کہ وہ اس کو بیٹا بنائے یہ بات شانِ الٰہی کے لائق نہیں یعنی یہودی عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا۔ کفارِ عرب سے بعضے لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا یا بیٹیاں بنائے اس آیت میں اللہ اس بات کی نفی کررہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ تمام لوگ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں مرنے کے بعد خدا کے سامنے پیش ہوں گے اور عالم برزخ یعنی دوسرے جہاں میں پورا پورا حساب دینا ہوگا۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ کے روبرو اکیلے اکیلے یعنی بیوی اولاد اور مال جو دنیا میں اس کے پاس تھا کے بغیر حاضر ہونا پڑے گا۔ ان میں سے کوئی چیز بھی ساتھ نہیں ہوگی اور نہ ایک دوسرے کے اعمال کے جوابدہ ہوں گے۔ اس آیت کا مطلب صاف بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نبی نبوت کے بغیر اکیلا اور ولی ولایت کے بغیر اکیلا پیش ہوگا۔ کیونکہ حشر میں بھی نبی اپنے منصبِ نبوت کے ساتھ اور ولی اپنے منصب ولایت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے عہدوں کے مطابق ان کی شان کے لائق تاج پہنائیں گے۔ ان کے جھنڈے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی شان اور عزت جو کہ دربارِ باری تعالیٰ میں ان کو نصیب ہے۔ مخلوق پر ظاہر فرمائیں گے تو لوگ حیرانگی سے پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ

ہیں جن کو اللہ کے ہاں اس قدر عزت اور شان نصیب ہے تو فرشتے جواب دیں گے کہ یہ خوش قسمت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے ولی ہیں تو لوگ حسرت کریں گے کہ کاش ہم لوگ ان کے مرید ہوتے۔ ہمارا بھی ان سے تعلق ہوتا۔ شفاعت کا باب صحاح ستہ میں مطالعہ فرمائیں۔

بندہ بیٹا نہیں:۔

خدا نے فرمایا کہ وہ تو میرے بندے ہیں میری عبادت کرتے ہیں میرے اللہ یعنی معبود ہونے میں عبادت کے لائق ہونے میں شریک نہیں بیٹے تو ساری جائیداد کے وارث ہوتے ہیں۔ عبادت کے بھی لائق ہوتے جس طرح اللہ کی تمام صفات واختیارات قوت تصرف سب ازلی اور ذاتی ہیں اگر اللہ کے بیٹے ہوتے تو ان میں بھی یہ صفات ذاتی ہوتیں جب کہ ایسا نہیں۔ نبی ولی اللہ کے بندے ہیں اور انکے مراتب و اختیارات اللہ نے عطا فرمائے ہیں ذاتی نہیں عطائی ہیں۔ اوپر والی تمام آیات قرآنی میں اللہ نے یہود و نصاریٰ کے عقائد جو وہ نبیوں کو اللہ کے بیٹے کہتے تھے کی نفی فرمائی ہے نبیوں اور ولیوں کے مراتب واختیارات اور قوت تصرف کی نفی نہیں فرمائی کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو عطا فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے ممتاز اور بالاتر:۔

حضرات انبیاء اولیاء اور فرشتے اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کی بندگی یعنی عبادت کرتے ہیں اس کے باوجود جو ان کو علمِ معرفت قوتِ تصرف ذاتِ باری کا قرب اللہ سے راز و نیاز یہ سب کچھ ان کا نصیب اور حصہ ہیں۔ اس بات میں یعنی خدائی بھید جاننے میں وہ تمام مخلوق سے افضل ممتاز اور مخصوص ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی انکے برابر نہیں فرشتوں کو بھی طاقت اور مراتب اللہ نے ہی عطا فرمائے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی رفتار کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انکو کنوئیں میں پھینک دیا تب مجھے حکم ہوا کہ جنت سے کپڑے لیکر کنوئیں میں پہنچ جاؤں اور یوسف علیہ السلام کو پانی میں نہ گرنے دوں تو میں ان کے پانی تک پہنچنے سے پہلے

پہنچ گیا تھا اور میں نے اپنا پر ان کے نیچے رکھ دیا اور ان کو پانی میں نہ گرنے دیا میں اس قدر تیز اُڑ سکتا ہوں۔اب دیکھیں جبرائیلؑ اُس وقت چوتھے آسمان پر تھے اور پلک جھپکتے زمین پر آ گئے۔

فرشتوں نبیوں اور ولیوں کی طاقت اور تصرف عام مخلوق کو نصیب نہیں۔اسلئے عام لوگ کسی طرح بھی ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔عام لوگوں کا اپنے آپ کو نبیوں اور ولیوں جیسا کہنا یہ بالکل شیطانی فعل ہے کیونکہ روزِ اول شیطان نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے افضل کہا تھا اور آج شیطان صفت لوگ اپنے آپ کو نبیوں اور ولیوں جیسا کہتے ہیں۔نبی اور ولی بننے کے شوق میں لعنتی شیطان مردود بن جاتے ہیں۔

آیت کے مطلب میں زیادتی:۔

اس گروہ کے لوگ قرآنی آیات میں زیادتی اور من گھڑت تشریح کر کے ایسا مطلب بیان کرتے ہیں کہ جو بالکل اس آیت کی مخالفت میں چلا جاتا ہے۔جس طرح اللہ کے حکم سے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیم کیا۔اور یعقوب علیہ السلام انکی بیوی گیارہ بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ تعظیم کیا۔اس کی منسوخی کی کوئی آیت قرآن پاک میں نازل نہیں ہوئی۔گمراہ علماء ان آیات کا مطلب بدل کر حیلے بہانے سے ان آیات کی مخالفت کرتے ہیں اور سجدہ تعظیمی کو شرک کہتے ہیں۔قرآن کی مخالفت تو کفر ہے کفر خود کرتے ہیں اور مشرک مسلمانوں کو کہتے ہیں جو کہ بالکل نیک نیتی سے قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں۔

وسیلے خود اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں:۔

زمین پر ہر کام اللہ تعالیٰ وسیلے سے کرتے ہیں کرتے خود ہیں نام اپنے بندوں کا کرتے ہیں کہ ازل سے ہی ایک ایک کام مخلوقات میں سے ایک ایک کے ذمہ لگا دیا۔جیسے انبیاء کو ہدایت دینے کا اولیاء عظام کو اللہ کی معرفت کرانے کا،مولویوں کو فرقے بنانے کا، بادشاہوں کو عدل وانصاف کا، ڈاکٹروں، حکیموں کو علاج کا، جبرائیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے کا،عزرائیل علیہ السلام کو روح قبض کرنے کا،کراماً کاتبین کو اعمال نامے لکھنے کا کام سپرد فرمایا۔اسی طرح دنیا کے باقی کام بھی مخلوق کے ذمہ لگا دیئے اب اگر کوئی ہدایت کیلئے

انبیاء کے پاس، روحانی تعلیم کے لئے اولیاء عظام کے پاس، عدل وانصاف کے لئے بادشاہوں کے پاس اور بیماروں کے علاج کے لئے حکیموں کے پاس جائے تو یہ کسی طرح بھی شرک نہیں ہوگا۔ ان سب کاموں کے باوجود اللہ اللہ ہے اور بندے بندے ہیں۔

س :۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام حشر میں نہ کسی کے وکیل اور حمایتی بن سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں انکی پیروی گمراہی ہے۔ اس مضمون کی آیتیں قرآن پاک میں سینکڑوں ہیں جس نے دو چار کا مطلب سمجھ لیا شرک اور توحید کے مضمون سے خبردار ہو گیا۔

ج :۔ حضرات انبیاء اولیاء کی شفاعت کے بارے میں قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ یہ لوگ شفاعت فرمائیں گے اور لاکھوں لوگ ان کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے ان کے انکار میں یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں اور انبیاء اولیاء سے بدعقیدگی بے ادبی گستاخی اور حقارت کی وجہ سے ان کو وکیل اور حمایتی کہتے ہیں۔ ان کے شایان شان الفاظ استعمال نہیں کرتے۔ ابلیس کی پیروی کرتے ہیں جس طرح ابلیس نے روزِ اول اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے افضل سمجھا اور لعنتی ہو گیا وہی کام یہ کرتے ہیں۔ قرآن پاک سے یہ ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے دربار میں کوئی کسی کی شفاعت نہیں کر سکتا مگر جس کو میں اجازت دوں صاف ظاہر بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت فرمائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحیح عقائد گناہگار امتیوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ حدیث پاک سے بھی ثابت ہے کہ سرکارِ دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اُمت کے لاکھوں لوگ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ اب ایسا کہنا کہ ولی نبی حشر میں کسی کے وکیل اور حمایتی نہ بن سکیں گے اور انکی پیروی گمراہی ہے یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے ایسا کہنے والے قرآن وحدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی مخالفت کفر ہے۔

سینکڑوں آیات :۔

یہ غلط عقائد منافق گروہ کے لوگ ہیں۔ قرآن وحدیث کی مخالفت کرتے ہیں اپنی سمجھ اور عقائد کے

مطابق قرآنی آیات کا ترجمہ کرتے ہیں۔جس طرح اوپر والی آیت کا مطلب انہوں نے قرآن کے خلاف لیا کہ قرآن پاک میں شفاعت کا ثبوت ہے اور یہ انکار کر رہے ہیں۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اور اولیاء کرامؒ رحمۃ اللہ علیہ دونوں گروہوں نے قرآن کا مطلب صحیح سمجھا اس پر عمل کیا اور اللہ کی معرفت کو پہنچے ان کی پیروی اور نقشِ قدم پر چلنا واجب ہے۔انکار گمراہی ہے اس طرح کا من گھڑت مطلب جس طرح کا یہ غلط عقائد لوگ قرآنی آیات کا لیتے ہیں ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان پاک ہے کہ جس نے قرآن پاک میں اپنی رائے اور عقل چلائی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔{ شرح صدور}

چار اماموں کی تقلید:۔

تمام بڑے بڑے اولیاء کرام جن کو اللہ کی معرفت اور قرب الٰہی نصیب تھا۔جنہوں نے لاکھوں لوگوں کو کلمہِ حق پڑھایا اور اللہ کے قرب میں پہنچایا وہ شریعت اور طریقت کا علم خوب جانتے تھے ان سے زیادہ کسی کو خدا کا خوف نہیں تھا۔ان سے زیادہ کسی کو قرآن پاک اور حدیث کا علم نہیں تھا۔اس سب کے باوجود انھوں نے چاروں اماموں کی تقلید کو اختیار کیا انکی فقہ کے مطابق عمل کیا نماز روزوں کو ادا کیا اور قرآن وحدیث کے جو معنی حضرات صحابہ اور تابعین سے روایت ہوتے آئے تھے انہیں کیمطابق عمل رکھا اور رہنمائی حاصل کی۔بس قربِ قیامت کے فتنوں اور آفتوں سے امان ان ہی حضرات اولیاء کرام کے نقشِ قدم پر چلنے میں ہے۔اللہ توفیق عطا فرمائیں

شرک اور توحید کیا ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم ازلی اور ذاتی ہے اللہ کی ذات قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے پیدا نہیں ہوئی جبکہ اللہ کے نبی اور ولی حوادث ہیں یعنی پیدا ہوئے ہیں قدیم نہیں ہیں۔ان کا علم عطائی ہے یعنی اللہ نے عطا فرمایا ہے ذاتی نہیں ہے۔اور باقی مخلوق کا علم کسبی ہے۔انہوں نے ایک دوسرے سے سیکھا ہے۔جیسے کسی نے دیواریں بنانے کا کام، کسی نے کپڑا بننے کا کام، کسی نے جوتے بنانے کا کام، کسی نے پڑھنے

لکھنے کا کام سیکھ لیا۔ یہ علم کسب ہے عطا نہیں۔

اب غور فرمائیں اللہ کا علم ذاتی اور ازلی اللہ کی ذات قدیم۔ انبیاء اولیاء کا علم عطائی اور انبیاء اولیاء حوادث باقی مخلوق کا علم کسبی اور یہ بھی حوادث۔ مخلوق میں سے کسی کے علم کو ذاتی اور ازلی کہنا اور مخلوق کو حوادث کی بجائے قدیم کہنا یہ شرک ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو عبادت کے لائق سمجھنا یہ بھی شرک ہے۔

مسلمانوں کا کوئی گروہ بھی انبیاء اولیاء کو قدیم نہیں سمجھتا بلکہ حوادث سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرح ہمیشہ سے نہیں بلکہ پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا علم ذاتی نہیں اللہ نے عطا کیا ہے۔ قیامت کا علم، زمین وآسمان کا علم، غیب کا علم، ظاہر کا علم، عرش کا علم، تحت الثراء کا علم، جنت و دوزخ کا علم، قبر و پُل صراط کا علم، عالم علیین اور سجین کا علم، حشر کا علم، عالمِ ناسوت وملکوت کا علم، عالمِ جبروت ولاہوت کا علم، معرفت وحقیقت کا علم یہ سب اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔ یہ کسی طرح بھی شرک نہیں عین توحید ہے۔

نجومی اور کاہن کو ماننا قرآن کا انکار ہے:۔

کاہنوں اور نجومیوں کے علم کو سچا ماننے کی ممانعت اس لئے آئی ہے کہ اس سے کفر لازم آتا ہے۔ شرک کی وجہ سے نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کاہن کے پاس جائے اور اُس کی کہی ہوئی بات کی تصدیق کرے وہ کافر ہوگیا۔ اس چیز کے ساتھ جو اتارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر یعنی قرآنِ پاک۔

آغاز اسلام میں اگر لوگ کاہنوں کی بات کو سچا مان لیتے تو وہ قرآن پاک کا انکار کر دیتے دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد جنوں اور شیطانوں کا عالمِ بالا میں جانا اللہ نے بند فرما دیا اور وہ پہلے کی طرح کاہنوں کو سچی خبریں دینے کے قابل نہ رہے۔ تیسری بات آپ ﷺ کے معجزات چاند کا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آنا اور پھر واپس جانا سورج کا غروب ہو کر واپس عصر کے وقت تک آنا اس سے نجومیوں کا علم غلط ہوگیا۔ اس لئے کاہنوں اور نجومیوں کی بنائی ہوئی جھوٹی خبروں کی تصدیق اور تعویز گنڈوں پر یقین کو کفر فرمایا کیونکہ یہ قرآن کے خلاف ہیں قرآنِ پاک کے خلاف کسی بھی بات کی کوئی

تصدیق کرے تو وہ بلا شبہ کافر ہے۔ {شرح صدور}

مقبولِ بارگاہ لوگوں کا معاملہ اور ہے:۔

انبیاء اولیاء کا علم وحی کے ذریعے، الہام کے ذریعے یا مکاشفہ سے اللہ عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ کا عطائی علم ہے۔ اس کی تصدیق عین پکا سچا ایمان اور اسلام ہے اور ان کی خبروں کا انکار کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نجومیوں اور کاہنوں اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تمھیں غیب کی باتیں بتائے غیب کا علم دینے کیلئے اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جس کو چاہے تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول ﷺ پر اور پرہیز گاری کرو تو تمھارے لئے بہت بڑا ثواب ہے۔ ان قرآنی آیات سے صاف صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نجومیوں کاہنوں، جادوگروں تعویز گنڈا کرنے والوں مولویوں پیروں کو غیب کا علم نہیں دیتے بلکہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہیں چن لیتے ہیں اور علم غیب عنایت فرماتے ہیں۔ سورۂ تکویر میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ تمھارا صاحب یعنی حضرت محمد ﷺ غیب جانتے ہیں اور بتانے میں کنجوسی بھی نہیں فرماتے۔

سورۂ کھف میں اپنے ولیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ان کو بھی علم غیب عطا فرماتے ہیں مثال کے طور پر خضر علیہ السلام جو اللہ کے ولی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام سے فرما رہے ہیں کہ اللہ مجھے علم عطا فرماتے ہیں تو میں اس پر عمل کرتا ہوں۔ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتا۔ چھوٹے معصوم بچے کا قتل، کشتی کا توڑنا، دیوار کا مرمت کرنا ان کاموں میں کیا راز تھا۔ سب علم غیب سے تھا۔ تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔ پہلا باب سورۂ کھف میں مطالعہ فرمائیں۔

اگر تم اپنا بھلا چاہتے ہو تو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ ان کے احکامات پر عمل کرو۔ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرو۔ صحیح عقیدہ اور صحیح اعمال اختیار کرو تو پھر تمھارے لئے بڑا اجر وثواب ہے۔ علم غیب تمھارا حصہ نہیں وہ صرف نبیوں اور ولیوں کا حصہ ہے۔ جو قرآن پاک سے ثابت ہے۔

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا علماء نبیوں کے علم کے وارث ہیں۔ کچھ لوگ

کہتے ہیں علماء سے مراد مولوی ہیں یہ بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ مولویوں کا علم کسبی ہے۔نبیوں کا علم عطائی ہے۔تو کسبی علم والے جو کہ مدرسوں میں پڑھاتے ہیں عطائی علم کے وارث نہیں ہو سکتے۔ ولیوں کا علم عطائی ہے۔ اس لئے یہ نبیوں کے علم کے وارث ہیں کیونکہ دونوں کا علم عطائی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ نبیوں اور ولیوں کو علم عطا فرماتے ہیں۔اس لئے حضرات اولیاء کرام کی باتوں کا اقرار کرنا ان کی تصدیق کرنا حضرات انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کے برابر ہیں یعنی جو اولیاء اللہ کی تصدیق کر رہا ہے وہ نبیوں کی ہی تصدیق کر رہا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ:۔

عقائد نسفی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں کسی کرامت کا ظاہر ہونا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی معجزہ ہے۔ یہ صحیح اسلامی عقیدہ ہے جو بزگانِ دین اولیاء اللہ کا مذہب اور عقیدہ ہے۔ کہ نبیوں اور ولیوں کو اللہ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسے انبیاء کرام نے اللہ کی ذاتی اور ازلی صفتوں کی خبر دی۔فرشتوں کے وجود کی اطلاع دی۔جنوں اور شیطانوں کا بتایا۔قیامت، دوزخ، پل صراط، میزان، جنت اور حور وقصور کی اطلاع دی اور بتایا کہ دجال آئے گا۔دابۃ الارض یا جوج ماجوج نکلیں گے۔اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، سورج مغرب سے نکلے گا۔یہ سب غیب کی خبریں اور علمِ غیب ہے۔

حضرات انبیاء اولیاء کو ان غیبی باتوں کا جاننے والا ماننا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ خدا نے ان کو یہ علم عطا فرمایا ہے اور انہوں نے لوگوں پر ظاہر کیا۔تو یہ کسی طرح بھی شرک نہیں ہے عین توحید ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے۔نبیوں اور ولیوں کو علم عطائی ہے۔ان کو اللہ نے عطا فرمایا ہے۔

باطنی آنکھیں اور غیب کی خبریں:۔

انبیاء کرام اور اولیاء عظام نے وحی والہام کے علاوہ نورِ ولایت اور مکاشفہ سے بھی غیب کی خبریں بتائی ہیں۔ جیسے قُربِ قیامت کے حالات کہ بے حیائی، شراب خوری، زنا، قتل وگارت بہت ہوگی بے عمل گمراہ علماء دین کو برباد کریں گے جھوٹے نبی وغیرہ۔ایسی باتیں نبی اپنے نورِ نبوت اور ولی اپنے نورِ ولایت

اور مکاشفہ سے دیکھ کر بتاتے ہیں۔ یہ نورِ نبوت اور مکاشفہ ظاہری آنکھوں کی طرح ان حضرات کی مِلک ہے۔ جب چاہتے ہیں ان باطنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔

مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی میں خطبہ دیتے ہوئے سینکڑوں میل دور ساریہ کو آواز دینا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو کفار کا لشکر حملہ کرنے والا ہے ساریہ کا آواز سن کر پہاڑ کی طرف دیکھنا نقصان سے بچ جانا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکاشفہ تھا الہام نہ تھا۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا خرقان میں رات کے وقت شور مچانا کہ لوگو بھاگو ڈاکو قافلے کو لوٹنے والے ہیں۔ خرقان کے لوگ فوراً گھوڑوں پر نکلے اور قافلے کو لٹنے سے بچا لیا۔ { تذکرۃ الاولیاء }۔ علم مکاشفہ جو بزرگوں کو نصیب ہوتا ہے اُس کو مان لینا بھی شرک نہیں عین توحید ہے سلف صالحین کے عقائد کے مطابق ہے۔

س :۔ کیا جہان میں اپنے ارادہ سے تصرف کرنا اپنا حکم جاری کرنا اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا یہ اللہ ہی کا اختیار ہے۔ کسی دوسرے کیلئے ثابت کرنا شرک ہے؟

ج :۔ یہ تمام قوت و اختیارات یعنی ارادہ تصرف، مارنا اور زندگی دینا، مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی یہ قوت ازلی اور ذاتی ہے۔ اللہ کی ذات قدیم ہے اس کی یہ قوت بھی قدیم ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی نہ شروع ہوئی نہ ختم ہوگی یہ حق تعالیٰ کی صفت ہے۔ خدا کے سواء کسی کے لئے بھی اس کا ثابت کرنا شرک ہے۔

عطائی قدرتِ تصرف شرک نہیں :۔

انبیاء اولیاء میں یہ قدرتِ تصرف یعنی مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔ حوادث ہے قدیم نہیں۔ کیونکہ انبیاء اولیاء خود بھی حوادث ہیں یعنی پیدا ہوئے ہیں ہمیشہ سے نہیں اسی طرح ان کی قوت بھی حوادث ہے۔ ان میں اللہ نے پیدا فرمائی ہے ان کی ذاتی نہیں۔ اس کے علاوہ عام دنیادار لوگوں سے دنیاوی چیزوں میں مدد مانگنا بھی شرک نہیں۔ جیسے مالداروں سے کھانے پینے، کپڑے اور مکان کیلئے مدد چاہنا، دشمنوں سے بچاؤ کیلئے بھائیوں اور دوستوں سے مدد مانگنا اور بیماری کا علاج کرنے کے لئے ڈاکٹروں، حکیموں سے

درخواست کرنا مسجد اور مدرسے کیلئے لوگوں سے چندہ مانگنا، عید میلاد النبی کے جلوس اور ختم کے لئے عام لوگوں سے مدد مانگنا یہ تمام اولادِ آدم کا معمول و طریقہ ہے۔ اور یہ بالکل جائز اور درست ہے۔ جس طرح دنیادار امیر لوگوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ تو انبیاء اولیاء سے جو اللہ نے ان کو روحانی اختیارات عطا فرمائے ہیں ان سے مانگنا بھی شرک نہیں جائز اور درست ہے۔ اگرچہ یہ کام عام لوگوں کے اختیار سے باہر ہیں جیسے مردہ کو زندہ کر دینا، بیماروں کو تندرست کرنا، مٹی کا پرندہ بنا کر دم کرنا اور اس کا زندہ ہو کر اُڑ جانا، پہاڑ کو چیر کر زندہ اونٹنی کا نکل آنا اور باہر نکلتے ہی بچہ پیدا ہونا یہ قدرت و اختیارات اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔ کوئی ازلی اور ذاتی سمجھے تو بالکل شرک ہے۔ لیکن کوئی مسلمان بھی ان صفات کا بزرگوں میں ہونا ذاتی یا ازلی نہیں کہتا۔ سب عطائی صفات جانتے ہیں بے شک یہ قدرتِ تصرف جو انسانی طاقت سے باہر ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء اولیا کو عطا فرمائی ہیں۔ جس پر قرآن گواہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ میں اللہ کے حکم سے پیدائشی اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا اور مردے کو زندہ کر دیتا ہوں۔

حدیثِ پاک :۔

ابو براؓ نے بارگاہِ رسالت میں دو گھوڑے اور دو خچر ہدیہ بھیجے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تو مشرک ہے اُس نے ہدیہ کیوں بھیجا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جسم میں ایک پھوڑا ہے وہ شفا اور تندرستی کا طالب ہے اسلئے یہ ہدیہ آپکے پاس بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹی کا ڈھیلا اُٹھایا اور لعاب دہن اُس پر ڈالا اور فرمایا یہ ڈھیلا پانی میں ڈال دیا جائے اور اُس پانی کو پی لیا جائے ابو براؓ نے اسی طرح کیا اور شفا پائی۔ قرآن حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء اولیاء سے مدد مانگنا ہدیہ اور نذر نیاز پیش کرنا کسی طرح بھی شرک نہیں بلکہ جائز اور درست ہے۔

س :۔ اگر زندہ انبیاء اولیاء سے مدد مانگی جائے جیسا کہ روایتوں سے ثابت ہے تو جائز ہے لیکن اگر مُردوں سے مدد مانگی جائے تو یہ شرک ہے؟

ج :۔ زندگی اور وفات کے بعد انبیاء اولیاء کے لئے ایک حکم ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ زندہ ہیں۔ تمھیں اس زندگی کا شعور نہیں۔

تو اگر صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا جائز ہے تو پھر یہ لوگ زندگی میں بھی تو اللہ نہیں تھے۔ تو جب انکی زندگی میں غیر اللہ سے مانگنا جائز ہے تو بعد وصال بھی اُسی طرح جائز ہے۔ یہ سب اہل سنت والجماعت کے مذہب میں تحقیق کے ساتھ ثابت ہے اور ان حضرات سے اس طرح کے تصرفات ہونے کا عقیدہ جزو ایمان ہے شرک نہیں ہے۔

بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ بھی خدا نہیں

س :۔ غلط عقائد لوگوں کے مطابق سفر عبادت ہے اور سوائے حج کے ہر قسم کا سفر شرک ہے چاہے وہ مقاماتِ مقدسہ یعنی روضۂ رسول ﷺ کی طرف ہی کیوں نہ ہو؟

ج :۔ سفر کرنا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے تو پھر خانہ کعبہ بھی خدا نہیں خدا کا گھر ہے تو اس کی طرف سفر کرنا بھی شرک ہو جائے گا۔ لیکن مقاماتِ مقدسہ کی طرف سفر کرنا انکی تعظیم ہے ان کی عبادت نہیں۔ اسی طرح بیت اللہ شریف کی طرف سفر کرنا روضہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سفر اور حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا۔ جو کام نبی کریم ﷺ سے ایک دفعہ بھی ثابت ہو وہ کبھی شرک نہیں ہوتا کیونکہ نبی مشرک نہیں ہوتے اور نبیوں کو مشرک کہنے والے مسلمان نہیں ہوتے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہونگے میرے ہی اُمتی کہلائیں گے اور مجھ پر ہی اعتراض کریں گے دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے ان کا آخری گروہ دجال سے مل جائے گا۔ لمبی حدیث پاک ہے مختصر مطلب بیان کیا ہے۔

دوسری حدیث :۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میری زیارت کے ارادہ سے میرے دربار میں آیا اور میری قبر کی زیارت کے علاوہ کسی اور حاجت نے گھر سے نہ نکالا تو قیامت کے دن اسکی شفاعت کرنا میرے لئے ضروری ہوگا

تیسری حدیث :۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری وفات کے بعد جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ اُس شخص کی طرح ہے۔جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔بس سرورِ کونین ﷺ کی زیارت سے روکنا یا مشرک کہنا اور یہ کہنا کہ مدینہ کا سفر روضہ نبوی کی زیارت کی نیت سے نہیں بلکہ مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کی نیت سے کرو ایسا کہنا قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔قرآن وحدیث کی مخالفت کفر ہے۔

مزارات کی زیارت کیلئے سفر :

اولیاء کرام کے مخالفین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی طرف زیارت کی غرض سے سفر کرنا جائز ہے۔لیکن اولیاء اللہ کے مزاراتِ مقدسہ کی طرف زیارت کی غرض سے سفر کرنا شرک ہے۔ ایسی بے وقوفی کی باتیں کسی نے بھی نہیں کیں سوائے اس گمراہ کے جو تقریباً دوسو سال سے پیدا ہوئے۔اگر ان کی بات مان لی جائے کہ سفر عبادت ہے تو تمام مسلمان مشرک بن جائیں گے کیونکہ ہر دینی دنیاوی کام کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے مثلاً علم حاصل کرنے کیلئے طلبا کا سفر، دولت اور روزی کمانے کیلئے کاروباری سفر، حج کیلئے سفر، روحانی پیشواء کی تلاش میں سفر، سفر کے بغیر دین ودنیا کا کوئی کام نہیں ہوسکتا۔اگر حج کے بغیر باقی سفر شرک سمجھ کر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ دنیا کا کارخانہ فیل ہوجائے گا دنیا کی آبادی رونق سب ختم ہو جائے گی۔ جہاز، موٹریں، بسیں کاریں سب ختم ہوجائیں گی پھر انسان جنگل کی زندگی گزاریں۔لیکن جنگل میں شکار کے پیچھے بھاگنا پڑے گا سفر کرنا پڑے گا اس کو بھی شرک سمجھ کر چھوڑ دیں اور بھوکے مرجائیں یہ سب حماقت بیوقوفی اور گمراہی کی باتیں ہیں۔

حاصل کلام :۔ مزارات کی زیارت کیلئے سفر کرنا، کاروبار کیلئے سفر کرنا، مرشد کامل کی تلاش میں سفر کرنا، حصول علم کے لئے سفر کرنا غرض یہ کہ ہر قسم کا سفر انبیاء کرام ااور اولیاء عظام کی سنت ہے شرک بالکل نہیں ہے۔قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اس کی مخالفت کفر ہے۔

س :۔ اس گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا کہ اے میرے بندو اپنے دنیاوی کاموں میں مجھے یاد رکھو اور میری تعظیم کرتے رہو؟

ج :۔ جب کسی کافر کو مسلمان کرنا ہو تو اُسے پہلا کلمہ پڑھایا جاتا ہے جس میں توحید و رسالت دونوں کا اقرار لازمی ہے۔ صرف خدا کو ماننے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ جس طرح مرزائی قادیانی اللہ کو تو مانتے ہیں لیکن کافر و مرتد ہیں۔ حالانکہ یہ نبی ﷺ کو برحق نبی مانتے ہیں۔ لیکن آپ کا فرمان ہے کہ میں آخری نبی ہوں اس کو نہیں مانتے۔ اس طرح آج کل کے تمام گمراہ فرقے اور لوگ اللہ کو مانتے ہیں اللہ کی نہیں مانتے۔ اُسی طرح نبی ﷺ کو مانتے ہیں نبی ﷺ کی نہیں مانتے۔ بالکل اسی طرح کفارِ مکہ ابوجہل وغیرہ محمد ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ مکے کے تمام مشرک سرکارِ دوجہاں ﷺ کی تعریف کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے فیصلے کرواتے تھے جیسے حجرِ اسود نصب کرنے کا فیصلہ وغیرہ سب مشرک آپ ﷺ کو معزز سمجھتے تھے لیکن یونہی آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا سب دشمن ہو گئے کیونکہ وہ محمد ﷺ کے دشمن نہیں تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے دشمن تھے۔ آپ ﷺ کے فرمان کے دشمن تھے وہ نبوت کی مخالفت کرتے تھے آپ ﷺ کی ذات کے مخالف نہیں تھے۔ بالکل اسی طرح یہ سوال کرنے والے لوگ اپنی گمراہی اور نبی سے حسد و بغض کی وجہ سے اللہ کو مانتے ہیں۔ اللہ کی بات نہیں مانتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تعظیم اپنے نبی ﷺ کی کرو اتنی تعظیم کرو کہ اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ تو یہ بے دین کہتے ہیں کہ تعظیم بھی اللہ کی کرو۔ اس طرح یہ قرآن و حدیث کا ہی انکار کرتے ہیں قرآن و حدیث کا انکار کفر ہے۔

صحیح عقیدہ :۔

وہی مسلمان صحیح ہیں جن کا عقیدہ صحیح ہے کہ ہر بات میں اللہ اور رسول ﷺ کا حکم مانتے ہیں جس طرح اللہ کا اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ وہ اذان و اقامت میں کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت میں آنحضرت ﷺ کے نام نامی کو اللہ کے نام کے ساتھ ملاتے ہیں۔ اللہ کی یاد کے ساتھ نبی ﷺ کو بھی یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کی بھی گواہی دیتا ہوں۔

انعامِ خداوندی:۔

قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ میں نے آپ کا ذکر بلند فرمایا ہے۔ اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جمعوں میں عیدوں میں منبروں پر حضور ﷺ کا ذکر صحابہ کبار کی فضیلت، اہل بیت کی شان کرم عزت وعظمت بیان کریں اس سے غفلت نہ کریں اور یہ عین ان کی عزت وتعظیم ہے۔ جو بالکل فرمان الٰہی کے مطابق ہے۔ ایک عاشق کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے میرا قول ازلی ہے کہ جب تک میری جان میں جان تیرے مقبول بارگاہ بندوں کو اپنی جان سے عزیز رکھوں گا۔

س:۔ مشرک اور اس کی برائی کیا ہے۔ توحید اور اس کی خوبی کیا ہے؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا یعنی اللہ کی ذات قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اللہ پیدا نہیں ہوئے ہمیشہ سے قائم ہیں اور ہمیشہ قائم رہیں گے۔ اللہ کی تمام صفات بھی قدیم ازلی اور ذاتی ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور عبادت کا حق جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے یہ حق بھی قدیم ہے۔ اللہ کی ذات اللہ کی صفات اور اللہ کا عبادت کا حق یہ سب قدیم ہیں یعنی ہمیشہ سے قائم ہیں اور ہمیشہ قائم رہیں گی۔

باقی تمام مخلوقات حوادث ہیں یعنی پیدا ہوئے ہیں اور فوت ہوں گے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام پنج تن پاک اور ساری مخلوق حوادث ہے۔ انبیاء اولیاء کو جو قوتِ تصرف نصیب ہے یعنی مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ اللہ نے عطا فرمائی ہے ان کی ذاتی نہیں یہ بھی حوادث ہے۔

داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں ذات قدیم ہے اس کی صفات عبادت کا حق یہ بھی قدیم ہے۔ باقی سب حوادث ہے۔ انکی صفات بھی حوادث اور عطائی ہیں۔ ان کی ذاتی نہیں۔ تو حوادث کو ذاتی یا قدیم کہنا یا ماننا شرک ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شرک نہیں توحید ہے۔ اگر کوئی ایسا شرک کرے یعنی حوادث کو قدیم کہے یا مانے تو وہ مشرک ہے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ رسالت وولایت کو ان کے منصب اور شان کے مطابق ماننا اور انکی تعظیم کرنا معجزات وکرامات اور تصرف واختیارات کو ان کا

حق ماننا اور تسلیم کرنا تمام مخلوق سے ان کو اعلیٰ اور افضل سمجھنا ان کی پیروی اور اطاعت کو دین و خوش بختی سمجھنا ان کی صحبت سے فیوض و برکات حاصل کرنا یہ سب کچھ سمجھنا اور اس پر عمل کرنا توحید ہے۔ اور اس کی خوبی اللہ کی رضا اور مقام جنت ہے۔ بزرگان دین یعنی اولیاء کرام سے فیض و برکت حاصل کرنے والے بیعت کا شرف حاصل کر کے نورِ ایمان حاصل کرنے والے لوگ یہی اہل سنت والجماعت اور اسلام کا سوادِ اعظم ہیں۔ یہی اللہ کے گروہ کے لوگ ہیں۔ جو اللہ کے ولیوں سے تعلق کرتے ہیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ان کے عرس مناتے ہیں ان کے مقدس درباروں پر حاضری دیتے ہیں یہی جنتی گروہ کے لوگ ہیں۔ روایتوں اور بزرگوں کی کتابوں تذکرے اور سیر کی کتابوں اور احادیث مبارکہ سے بھی یہی گروہ اہل سنت والجماعت ہی حق کا گروہ ہے۔ باقی سب فرقے باطل گمراہ اور بے دین ہیں۔ ان گمراہ فرقوں کو تو اہل سنت والجماعت کہلانا تک گوارہ نہیں۔ اُنھوں نے اپنے فرقوں کے اور اور نام رکھے ہوئے ہیں مثلاً قادیانی، رافضی، خارجی اور گمراہ علماء کے بنائے ہوئے فرقے وغیرہ۔

قرآنِ پاک:۔

اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا اس سے نیچے کے گناہوں کو جسے چاہے معاف کر دے گا اور جس نے خدا کا ساتھی ٹھہرایا وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔

اس آیت مبارک میں شرک کی ممانعت کی ہے۔ اور مشرک کے گناہ کی معافی نہیں خدا کا ساتھی ٹھہرانا یعنی کسی غیر خدا کو خدا کی ذات وصفات میں شریک سمجھنا یا عبادت کا مستحق قرار دینا یہ سب شرک ہے۔ حضرات انبیاء اولیاء کے عاشق ایسا کوئی کام نہیں کرتے۔ جس سے شرک کے مرتکب ہوں اور حضرات انبیاء اولیاء کیلئے یہ جائز ماننا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے معجزات کرامات دکھانے کی طاقت وقدرت دی اور غیبی باتوں کا علم عطا فرمایا ان حضرات کی عزت وشان کی نیت سے ہدیے اور نذر و نیاز پیش کرنا ان کے پاک مزارات کی زیارت کرنا یہ سب باتیں جائز اور درست ہیں۔ ان کے ماننے سے کوئی شرک لازم نہیں آتا بلکہ یہی دینِ حق ہے جو آیتیں اور حدیثیں بتوں اور مورتیوں کی پوجا سے منع کرنے کے بارے میں آئی

ہیں۔ مطلب و معنی کو ادل بدل کر کے ان آیتوں اور حدیثوں کو نبیوں ااور ولیوں پر لگاتے ہیں۔ اس طرح اپنے کفر اور شیطانیت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور صحیح عقائد مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔

شرکِ خفی اور جلی:۔

شرک دو طرح کا ہوتا ہے۔ شرک جلی اور شرک خفی۔

شرک جلی:۔

شرک جلی ظاہر شرک کرنا یعنی اللہ کے سواء کسی غیر اللہ کی عبادت کرنا پوجا کرنا انبیاء اولیاء کے علم غیب یا اور صفات جو اللہ نے عطا فرمائی ہیں ان کو ذاتی یا ازلی کہنا یا ان حضرات انبیاء اولیاء کو حوادث کی بجائے قدیم کہنا یا ماننا یہ شرکِ جلی ہے۔ اس کی سزا دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے۔

شرکِ خفی:۔

اسباب پر نظر رکھنا اور سبب پیدا کرنے والے حق سبحانہ تعالیٰ سے غفلت کرنا یہ شرک خفی ہے۔ اس کی جزا یہ ہے کہ دیدارِ حق تعالیٰ سے معرفت الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ ان کے دلوں پر حجاب اور پردہ ہو جاتا ہے تذکرے میں ذکر ہے کہ ایک لکڑہارا جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا تھا اور بیچ کر اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ ایک دن اُس نے دیکھا کہ ایک بزرگ غار میں بیٹھے عبادت میں مصروف ہیں۔ دوسرے دن دیکھا کہ ایک لومڑی جس کی چاروں ٹانگیں نہیں ہیں۔ موٹی تازی تندرست ایک جھاڑی کے نیچے سو رہی ہے۔ وہ بہت حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ اس کی تو ٹانگیں بھی نہیں ہیں کہ یہ شکار کر سکے۔ یہ کہاں سے کھاتی پیتی ہے۔ وہ ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شیر نے نیل گائے شکار کی۔ جتنا کھانا تھا کھا کر چلا گیا پھر وہ لومڑی گھسٹتی گھسٹتی اس کے پاس پہنچی اور جی بھر کر تازہ گوشت کھالیا۔ پھر آسمان کی طرف منہ کیا تو پانی برسا اس نے جی بھر کر پانی پی لیا۔ لکڑہارے نے سوچا میں بھی کوئی کام نہیں کروں گا۔ جو اس لومڑی کو رزق دیتا ہے مجھے بھی دے گا۔ جنگل میں ایک غیر آباد مسجد تھی۔ اس میں اللہ کی عبادت میں

مشغول ہو گیا۔ آدھی رات تک کسی طرف سے بھی کھانا نہ آیا تو پریشان ہو گیا اور سوچنے لگا اگر فلاں دوست کے پاس جاتا تو وہ کھانا کھلا دیتا۔ دوسرے کے پاس جاتا چائے پلا دیتا۔ اس طرح سوچ رہا تھا کہ مسجد کی دیوار پھٹ گئی اور ایک آدمی نکلا اُس کے پاس بہت قسم کے کھانے تھے۔ لکڑ ہارے نے جی بھر کر کھانا کھایا جب فارغ ہوا تو اُس شخص نے کہا مجھے قطب عالم نے بھیجا ہے کہ کھانا کھلا کر آپ کو مسجد سے نکال دوں۔ اب مسجد سے نکلو اور اپنے گھر کی راہ لو۔ قطبِ عالم نے فرمایا ہے کہ توکّل کرنا تمھارے جیسے لوگوں کا کام نہیں۔ کہ سر اللہ کے دروازے پر اور دل دنیا کے دروازے پر۔ ایسا کرنا شرکِ خفی ہے۔ عام لوگوں کا یہ کام نہیں کہ توکّل کریں۔ یہ انبیاء اولیاء کا کام ہے۔ جس طرح حضور ﷺ اور اصحابِ صفہ کام دھندا چھوڑ کر توکّل کر کے بیٹھ گئے۔ مل گئی تو روزی نہ ملی تو روزہ۔ توکل کرتے ہیں اللہ کی ذات پر۔ نہ ان کے دل مخلوق کے دروازوں پر گئے نہ خود مزدوری کرنے گئے توکل کر کے بیٹھے رہے سرکار دو جہاں ﷺ نے بھی فاقے کاٹے دوبارہ تجارت شروع نہ کی اگر کرتے تو شرک خفی ہوتا۔ لیکن اللہ کے نبی مُشرک نہیں ہوتے اور نہ ہی اولیاء کرام مُشرک ہوتے ہیں۔ ان کو مُشرک یا گنہگار کہنے والے مسلمان نہیں ہوتے۔

س :۔ کیا انبیاء اولیاء کی توہین اطاعتِ الٰہی ہے؟

ج :۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔ اطاعت کرو اللہ کی اللہ کے رسول کی اور اولوالامر کی یعنی صاحب ولایت کی۔ یعنی دوسرے لفظوں میں اللہ کی اطاعت کرو اللہ کے نائب کی اطاعت کرو اور نائب رسول یعنی ولی کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ رات دن ان لوگوں کے مراتب میں ترقی دیتے ہیں۔ ان کا ذکر بلند کرتے ہیں۔ اپنے گروہ کے لوگ فرماتے ہیں ان پر انعام کرام کی بارش فرماتے، حوضِ کوثر عطا فرماتے آپ ﷺ کے چہرے اور زلفوں کی قسمیں کھاتے ہیں ان کے گھوڑوں کے پاؤں سے جو چنگاریاں اُٹھتی ہیں اُنکی قسمیں کھاتے ہیں ان کے چہرے کو دیکھنا عبادت فرماتے ہیں۔ ایک یہ بے دین گروہ ہے جو کہتا ہے کہ اللہ کے دربار میں انبیاء اولیاء کی چوہڑے اور چمار جیسی بھی حیثیت نہیں۔ اللہ ان شیطانوں سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ اس طرح کی باتیں کر کے لوگوں کو اللہ کے ولیوں سے نفرت دلاتے ہیں اور شیطان کی طرح اپنے آپ کو نبیوں اور ولیوں سے افضل بتاتے ہیں۔ ابوجہل اور ابولہب کی طرح نبیوں اور ولیوں کی توہین

کرتے ہیں۔ یہ صاف صاف بے دینی اور گمراہی ہے۔ اللہ کی اطاعت نہیں ہے۔

بزرگوں کے مراتب میں زیادتی یا کمی کرنا دونوں بغاوت ہیں:۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنایا۔ اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا قطعی انکار کر دیا۔ عیسائیوں نے حماقت و بیوقوفی اور گمراہی سے آپؑ کا مرتبہ بڑھایا۔ یہودیوں نے دشمنی کی وجہ سے آپ کا انکار کر دیا۔ دونوں نے بغاوت کی دونوں بے دین ہیں۔

بالکل اسی طرح کچھ اولیاء کرام کے مراتب کو اپنی بیوقوفی اور گمراہی کی وجہ سے بڑھاتے ہیں اور کچھ بے دین حسد و بغض کی وجہ سے ان کے مراتب گھٹاتے ہیں دونوں گروہ باغی اور بے دین ہیں۔ ان کے عقیدت مند مریدین ان دونوں گناہوں سے پاک ہیں۔ وہ ان حضرات کو اللہ کے بندے اور مقبولِ بارگاہ بزرگ مانتے ہیں۔ شفاعت کا حق علم غیب مُردے زندہ کرنا نورِ ایمان عطا فرمانا انکی دعاؤں سے بدبختی کا ٹل جانا ایسی صفات بزرگی اور اللہ کی معرفت نصیب ہونے کی وجہ سے عام لوگوں سے افضل ممتاز اور قابلِ تعظیم اور قابل احترام سمجھتے ہیں۔ اور زمانہ حاضرہ کے یہودیوں کی طرح ان حضرات کو چوہڑے اور چمار نہیں کہتے۔

س:۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا میں نصیحت کرتا ہوں اللہ کیساتھ شریک نہ کرنا البتہ شرک بڑا ظلم ہے

ج:۔ لقمان علیہ السلام عقلمند حکیم تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت عطا فرمائی تھی۔ اس لئے وہ عطائی علم کے منکر نہیں تھے۔ وہ مومنین میں سے تھے۔ اور ابتداء میں فتویٰ لکھا کرتے تھے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے اعلانِ نبوت فرمایا تو لقمان علیہ السلام ان پر ایمان لے آئے۔ اور اسی ایمان پر دنیا سے گئے۔ ان کا کلام آسمانی کتابوں کے مطابق ہے۔ یہ آیت بتوں کی پوجا نہ کرتے اور بتوں کو نہ ماننے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ بتوں کو پوجنا شرک ہے اور بڑا ظلم۔ یعنی اپنے آپ پر بڑا ظلم کرنا ہے۔ کیونکہ بتوں کی پوجا سے آدمی کافر ہو کر دوزخی ہو جاتا ہے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام جو کچھ جانتے ہیں وہ علم انکو اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ مثلاً علمِ غیب مُردوں کو زندہ کرنا، کوڑھی کو اچھا کرنا، مٹی کا پرندہ بنا کر اُڑا دینا وغیرہ یہ سب کچھ اللہ کی عطا

ہے یہ کسی طرح بھی شرک نہیں۔لقمان علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ بیٹا داؤد علیہ السلام کچھ نہیں جانتے۔یہ تو مکھی کا پر نہیں بنا سکتے ان کے قریب مت جانا بلکہ آسمانی کتابوں کے مطابق نصیحت فرمائی۔

س :۔ جس نے اللہ کا حق اُس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیا۔جیسے بادشاہ کے سر کا تاج چمار کے سر پر رکھ دیا۔مخلوق میں چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی بدتر ہیں؟

ج :۔ گمراہ اور بے دین فرقوں کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کے عاشق مسلمانوں میں کوئی بھی ایسا عقیدہ نہیں رکھتا کہ اللہ کا حق مخلوق کو دے۔عبادت اللہ کا حق ہے کوئی فرقہ بھی کسی ولی کی عبادت نہیں کرتا۔اللہ کا علم ذاتی اور ازلی ہے۔تو کوئی صوفی نہیں کہتا کہ نبیوں اور ولیوں کا علم ذاتی ہے بلکہ سب عطائی علم جانتے اور مانتے ہیں۔اہل سنت والجماعت جو اولیاء کرام کو مانتے اور اُن کی تعظیم کرتے ہیں۔کسی ولی کے بارے میں نہیں کہتے کہ زمین وآسمان اس نے بنائے ہیں۔اللہ کی صنعت میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کے بارے ایسے الفاظ نہیں فرمائے جیسے یہ بے دین گمراہ اور گستاخ انبیاء اور اولیاء کو کہتے ہیں۔مثلاً ذلیل سے ذلیل، چمار اور چمار سے بدتر ان بدبختوں کی زبان پر شیطان کلام کرتا ہے۔یہ بے دین نبیوں اور ولیوں سے حسد و بغض کی وجہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو عزت وشان کے الفاظوں سے نوازتے ہیں جیسے میرے انعام والے بندے صالحین صدیقین، یٰسین، مدثر مذمل، محی الدین، معین الدین، فریدالدین گنج بخش گنج شکر محبوب الٰہی جیسے ابوداؤد کی حدیث ہے

حدیثِ نبوی:۔

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔بے شک تمھارے پیچھے ایک فتنہ ہے۔اس میں مال کی کثرت ہوگی۔قرآن مجید کے راستے کھل جائیں گے۔جہاں تک کہ مومن اور منافق مرد اور عورت بڑا اور چھوٹا غلام اور آزاد ہر کوئی اُسے حاصل کرے گا۔قریب ہے کہ ایک کہنے والا کہے گا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔کہ وہ میری پیروی نہیں کرتے۔حالانکہ میں قرآن مجید کا عالم ہوں۔اچھا وہ میرے پیچھے نہیں لگیں گے۔جب تک کہ میں اس کے سواء کوئی نیا شوشہ کھڑا نہ کروں تم اس شخص سے اور اس کے نئے شوشے سے

بچتے رہنا۔ کیونکہ جونئی بات نکالی جائے گی۔ وہ گمراہی ہے۔ اور میں تمھیں عالمِ دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالمِ دین کی زبان سے کہلواتا ہے

س :۔ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب اور بدبختی یہی ہے۔ کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے؟

ج :۔ اُس بے دین گروہ کے سردار کے منہ سے سچی بات نکل گئی کہ سب سے بڑی بدبختی بڑوں یعنی انبیاء اولیاء کی بے ادبی ہے اس جرم کی معافی نہیں جیسے شیطان نے کوئی شرک نہیں کیا آدم علیہ السلام کی بے ادبی کی۔ سجدہ تعظیم نہ کیا اور لعنتی جہنمی ہو گیا۔ یہ اولیاء کرام کے بے ادب لوگ بالکل شیطان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ اب خود فیصلہ فرمائیں کہ انبیاء اولیاء کو اپنے جیسا کہنے والے لوگ کس قدر بے ادب اور گستاخ ہیں جبکہ حدیث پاک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تم سے کوئی بھی میرے جیسا نہیں۔ ان بے ادبوں کا حشر بھی وہی ہوگا جو سب سے پہلے بے ادب یعنی شیطان کا ہوگا یہ لوگ ادب کو شرک اور بے ادبی کو توحید کہتے ہیں۔

س :۔ یہ بے ادب اور گستاخ گروہ کے لوگ جو انبیاء اولیاء کا ادب کرنے والے مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ اور یہ حدیث قدسی دلیل لیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ارشادِ الٰہی ہے کہ میں مشرکوں کے شرک سے بیزار ہوں۔ جس کسی عمل میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا تو میں اس شخص کو مع اس کے عمل کے چھوڑ دیتا ہوں اور میں اس سے جدا ہو جاتا ہوں؟

ج : یہ حدیث پاک ریا کاری سے روکنے کے بارے میں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تمام عالم و جہان کے لوگوں سے میں بے پرواہ ہوں کہ جو کوئی ریا کاری کی عبادت کریں دکھاوے کی نمازیں پڑھیں نمائش کیلئے خیرات کریں کہ لوگ ان کو سخی سمجھیں۔ تو میں اس ریا کار شخص اور اس کے ریا کارانہ عمل کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جس نے میرے غیر کو دکھاوے اور اُس کو خوش کرنے کیلئے میری عبادت کی اس طرح میرے غیر کو میرے ساتھ شریک بنایا۔ کہ میری خوشی کے ساتھ میرے غیروں کی خوشی کیلئے نمازیں پڑھیں کہ لوگ کہیں کہ بڑا نمازی ہے تہجد گذار ہے۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند بڑا ہی نیک اور سخی آدمی ہے۔ اس طرح کی ریا کاری کی ممانعت میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے لیکن بے ادب اور گستاخ گروہ کے لوگ اس کو انبیاء اولیاء

اور اُن کا ادب و تعظیم اُن کو ہدیے اور نذر و نیاز دینے والے لوگوں پر لگاتے ہیں۔ کہ یہ جو کچھ کرتے ہیں یہ شرک ہے حالانکہ قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کی کتابوں سے ثابت ہے کہ ریا کاری شرک ہے۔ اس پر سب متفق ہیں اور انبیاء اولیاء کی تعظیم و ادب نذر و نیاز پیش کرنا ان سے فیض و برکت اور علم لدنی ونورِ ایمان حاصل کرنا انکی محبت میں زیارت کیلئے آنا جانا قرآن حدیث سے ثابت ہے یہ عین ایمان ہے شرک نہیں۔ جیسے کہ سورۂ کہف میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ میرے ولی کے پاس جاؤ اور علم سیکھو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے معتبر صحابہ سے فرما رہے ہیں۔ کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانا اور اُمت کی بخشش کی دعا کرانا تفصیل پہلے باب میں گذر چکی ہے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ فرماتے ہیں اور یہ عقل کے اندھے کچھ اور سمجھتے ہیں۔ انبیاء اولیاء کے ساتھ لگنے والے لوگوں کو تو اللہ دوست رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ ان سے بیزار ہیں اور ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کہیں قرآن وحدیث کیخلاف بات کرتے ہیں۔ قصہ مختصر یہ حدیث ریا کاری اور ریا کار سے بیزاری کے بارے میں ہے۔

س :۔ انہیں لوگوں کا دوسرا سوال یہ ہے اوپر والی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ کوئی شخص ایک کام اللہ کے واسطے کرے اور پھر وہی کام غیر اللہ کے واسطے کرے اس سے شرک ثابت ہوتا ہے؟

ج :۔ اوپر والی حدیث مبارک کا مطلب تو وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ریا کاری اور ریا کار دونوں سے بیزار ہیں۔ اور ان کو چھوڑ دیتے ہیں یعنی پسند نہیں فرماتے۔

یہ بات کہ ایک کام اللہ کے لئے کرے اور پھر وہی کام غیر اللہ کیلئے کرے تو یہ شرک ہے۔ یہ صرف خالص عبادت کے لئے یہ بات صحیح ہے باقی کاموں کے لئے نہیں۔ جس طرح کوئی شخص اللہ کی عبادت کرے اور پھر کسی بت یا کسی غیر اللہ کی عبادت اور پوجا کرے اس کی نماز پڑھے یہ شرک ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے کام مثلاً خانہ کعبہ شریف کی زیارت اور پھر روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت۔ اپنے مال کی زکواۃ دے اس کے بعد مولویوں کو چندہ دے۔ راہِ خدا میں جہاد کرے اس کے بعد ڈاکوؤں سے لڑے روپیہ خرچ کر کے مسجد بنوائے اس کے بعد اپنا گھر بنوائے فقیر کو اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلائے اور پھر اپنے داماد کو کھانا کھلائے۔ قران مجید کی تلاوت کرے۔ اس کے بعد شاہ نامہ یا کوئی اور کتاب پڑھے۔ کسی

مسکین محتاج کو کپڑا دے۔اس کے بعد اپنی بیوی کے لئے کپڑے خریدے کیا ایسا کرنے سے آدمی مشرک ہوجائے گا۔ انسانوں میں سے کسی آدمی نے ایسی بے وقوفی کی باتیں نہیں کی ہیں۔ کیونکہ ہر کام کے دو پہلو ہوتے ہیں جیسے روپیہ کا دینا کبھی زکواۃ ادا کرنے کیلئے ہوتا ہے۔کبھی کسی کی مدد کے لئے ،سفر کبھی حج کیلئے ہوتا ہے جو کہ عبادت ہوتا ہے اور کبھی دنیاوی کاموں کیلئے ہوتا ہے۔مسکین ومحتاج کو کپڑا دینا عبادت ونیکی ہے۔کھانا کھلانا،مسجد تعمیر کروانا قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا یہ سب نیکی کے کام ہیں۔عبادت کے معنوں میں آتے ہیں اور یہی سارے کام اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور اپنے بیوی بچوں کیلئے کیے جاتے ہیں۔ یہ عین درست اور جائز ہیں شرک بالکل نہیں ہیں اسی طرح انبیاء اولیاء کو نذر و نیاز ،سجدہ تعظیم ،مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کے سفر نیاز فاتحہ یہ سب کچھ عین درست اور جائز ہے کسی طرح بھی شرک نہیں۔

س :۔ روزِ ازل اللہ نے سب سے وعدہ لیا تھا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں سب نے جواب میں کہا تھا کہ ہاں تو ہی ہمارا پروردگار ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس اقرار پر ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور آدم علیہ السلام کو گواہ بنایا۔ تا کہ قیامت کے دن یہ نہ کہیں کہ ہمیں علم نہ تھا۔میرے سواء کوئی معبود نہیں۔ میرے سواء کوئی رب نہ کوئی حاکم نہ کوئی مالک ہے۔سب اس پر گواہ بنے تھے اب غیر اللہ کو یہ سب کچھ مان کر شرک کرتے ہیں؟

ج :۔ اس حدیث پاک میں حق سبحانہ تعالیٰ کے خدا اور پروردگار ہونے مالک حاکم زمین وآسمان کا خالق تمام مخلوق کا معبود یعنی عبادت کے لائق ہونے کا اقرار ہے۔ کہ یہ سب صفات اور خوبیاں اللہ کی ذاتی اور ازلی ہیں۔ یہ تمام صفات ذاتی اور ازلی غیر اللہ کیلئے ماننا شرک ہے۔اس حدیث میں یہ صفات غیر اللہ میں ماننے سے منع کیا ہے۔اور آدم علیہ السلام اور زمین وآسمان کو گواہ بنایا ہے تا کہ انسان قیامت میں انکار نہ کریں۔

انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے معتقد عقیدت مند اور عاشق لوگ ان بزرگوں کو غیب کی باتوں کا جاننے والے،مُردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفا عنایت فرمانے والے،نورِ ایمان عطا فرمانے والے، مدد اور شفاعت کرنے والے ،قرآن وحدیث کے مطابق تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ قدرتِ تصرف اور اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ ان کی ذاتی اور ازلی نہیں ہیں۔اس طرح ان کی صفات کو اللہ کی عطا کردہ سمجھنا اور ماننا ازلی وعدے کی خلاف ورزی نہیں بلکہ عین مطابق ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''حکم مانو اللہ کا اللہ کے رسول کا اور صاحبِ حُکم یعنی ولی اللہ کا جو تُم میں ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے حاکموں کی اطاعت کرو جب وہ تُم کو حکم دیں۔

اس طرح غلاموں لونڈیوں اور رعایا کیلئے جو شریعت کے احکام ہیں کہ اپنے آقاؤں، حاکموں اور بادشاہوں کی اطاعت کرو۔ نبیوں اور ولیوں کی اطاعت کرو۔ یہ عین اللہ کی اطاعت ہے۔ کسی طرح بھی شرک نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ انبیاء اولیاء کو معبود نہیں سمجھتے نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں۔ بلکہ عین حکمِ الٰہی کے مطابق ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور سوال کرنے والے گُمراہ گروہ کے لوگ اپنے حسد و بغض کی وجہ سے ان کو مُشرک کہتے ہیں۔ حالانکہ خود قرآن وحدیث کا انکار کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث کا انکار کفر ہے۔ خدا مسلمانوں کو ان بے ادب لوگوں کے شر سے بچائیں اور اپنی پناہ میں رکھیں۔

س :۔ انبیاء اولیاء کے بے ادب گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ شرک میں ایک دوسرے کی سند نہ پکڑنی چاہیئے۔ نہ استاد کی نہ باپ دادوں، بادشاہوں، مولویوں اور نہ کسی نبی ولی کی؟

ج :۔ اہل سنت والجماعت کے لوگ انبیاء کرام اولیاء عظام اور اماموں کے معتقد ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ فقہ میں کسی نہ کسی امام کی پیروی کرتے ہیں۔ مثلاً حنفی امام ابوحنیفہ کی، شافعی امام شافعی کی، اسی طرح حنبلی اور مالکی ان کی فقہ کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور اس بے دین گروہ کے نزدیک یہ بڑے بڑے مولوی جنھوں نے فقہ لکھی یعنی فقہ کے چاروں امام مُشرک ہیں۔ اور انکی پیروی کرنے والے بھی مُشرک ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی اور اطاعت کی۔ اولیاء عظامؒ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی اور اطاعت کی۔ اُمت کے مومنین نے اولیاء کرامؒ کی اطاعت و پیروی کی۔ اور ان کے راستے پر چلتے ہوئے اللہ کی معرفت کو پہنچ گئے۔ ان بے دینوں کے نزدیک یہ سب مُشرک ہیں۔ کیونکہ یہ غیر اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت یعنی اولیاء کرام کے مریدین کا یہ عمل عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ {میری اطاعت کرو میرے رسول کی اطاعت کرو اور صاحبِ حُکم یعنی اولیاء اللہ کی اطاعت کرو}

اس بے دین گروہ کے نزدیک نبی ولی اللہ اور فرشتے کوئی بھی شرک سے پاک نہیں۔ صرف ابلیس

لعین شرک سے پاک ہے۔ اُس نے شرک نہیں کیا یہ بالکل ہر لحاظ سے شیطان کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا فرشتے مُشرک ہو گئے۔ اللہ نے سجدے کا حکم دیا اللہ شرک کا حکم کرنے سے شرک کروانے میں ملوث ہو گیا۔ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا مُشرک ہو گئے۔ زکریا علیہ السلام نے درخت سے پناہ مانگی اللہ سے نہیں مانگی مُشرک ہو گئے اولیاء کرام اپنے پیرانِ عظام کو سجدہ تعظیم کرتے آرہے ہیں یہ بھی مُشرک ہو گئے۔

باقی صرف شیطان لعین بچا۔ جس نے کوئی شرک نہیں کیا وہ مواحد ہے۔ اور اس بے دین گروہ کا رہبر و رہنما ہے۔ یہ اُسی کی پیروی کرتے ہیں۔ کیونکہ ان بے دینوں کو نہ قرآن و حدیث کی سمجھ آتی ہے نہ اولیاء اللہ اور اماموں کی بات کی سمجھ آتی ہے ان کو صرف شیطان کی بات سمجھ میں آتی ہے۔ اس لئے شیطانی توحید پر عمل کرتے ہیں۔ باقی سب کو مُشرک کہتے ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی شرک کو جائز نہیں سمجھتے اور نہ کبھی شرک کا حکم فرماتے ہیں۔ فرشتے اور نبی اور اللہ کے ولی کبھی شرک نہیں کرتے بلکہ ان لوگوں کو مُشرک کہنے والے مسلمان نہیں ہوتے اپنی بے دینی کے اندھیرے میں ان کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ گُمراہی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور نبیوں اور اللہ کے ولیوں کے خلاف جو ان کے ذہن میں آتا ہے کہتے ہیں۔ لیکن قرآن و حدیث کے مطابق ہدایت اختیار نہیں کرتے اللہ ان کی بے دینی اور گمراہی سے اپنی پناہ میں رکھیں۔

قرآن و حدیث:۔

اس گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے پیروں بزرگوں کی باپ دادوں کی ضرورت نہیں تو غور فرمائیں کہ قرآن و حدیث کے کاتب یعنی لکھنے والے راوی یعنی احادیث روایت کرنے والے باپ دادا استاد امام اور پیر بزرگ ہی تو ہیں۔ شرک اور توحید کے احکام بھی بزرگوں نے لکھے اور سمجھائے۔ جس طرح امام غزالیؒ اور داتا صاحبؒ وغیرہم۔ اگر ہدایت و مسلمانی اور اللہ رسول کے احکام پر عمل کرنا ہے تو ان لوگوں کو برحق مان کر ان کی پیروی کرنی پڑے گی۔ اور اسی میں ہر مسلمان کی نجات ہے۔

قرآن پاک کی یہ آیت جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو نازل فرمایا ہے اس پر چلو تو ان لوگوں نے کہا ہم اللہ کے اتارے ہوئے احکام پر نہیں چلیں گے۔ بلکہ ہم تو اِس راہ پر چلیں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہیں نہ ہدایت۔ کیا پھر بھی یہ لوگ اپنے باپ دادا کی ہی پیروی کریں گے۔

قرآنِ پاک کی یہ آیت مکہ کے کفار اور قریشی سرداروں کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارِ مکہ کو قرآنی آیات کے مطابق اللہ کے احکام کی تبلیغ فرمائی۔ جس میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ کی اطاعت کا حکم تھا تو انھوں نے صاف انکار کیا اور یہ جواب دیا کہ ہم تو وہی کریں گے جو ہمارے باپ دادا کرتے آئیں ہیں۔ تو ان کے باپ دادا مُشرک تھے بتوں کے پوجا کرتے تھے ان کی پیروی بے دینی اور گمراہی تھی۔ لیکن اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیا عظام رحمہم اللہ کی پیروی عین ہدایت اور صراطِ مستقیم ہے۔ ان بزرگوں پر اس آیت کا اطلاق کرنا جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی نا سمجھی اور گمراہی ہے۔ کیونکہ اسلام کے آنے سے تمام دین منسوخ ہو گئے۔ ان مذاہب پر عمل کرنے والے یعنی عیسائی ، یہودی ، اور داؤدی وغیرہ کافر قرار دے دیئے گئے۔ لہٰذا جن لوگوں نے اپنی آخری زندگی میں اسلام کا زمانہ پایا اور اپنے باپ دادا کی جاہلیت کی رسموں کی پیروی کرتے تھے اور ان گمراہوں کی پیروی کی وجہ سے اسلام کا انکار کر دیا تھا جیسے عیسائی ، یہودی اور سردارانِ قریش وغیرہ۔ ان سب کی مذمت فرمائی گئی۔ یہ آیت کسی طرح بھی آج کل کے مسلمانوں پر اولیاء اللہ کے معتقدوں اور مریدوں پر لاگو نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ اپنے باپ دادا کے دین پر نہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء اللہ ، اماموں بزرگوں اللہ کے مقبول بارگاہ لوگوں کے دین پر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان لوگوں کے راستے پر چلنے کا حکم فرمایا ہے۔ کہ میرے انعام یافتہ بندوں کے راستہ پر چلو اور انعام یافتہ بندوں کا ذکر خود قرآن پاک میں فرمایا کہ وہ نبی صدیق ، شہداء ، صالحین یعنی اولیاء اللہ ہیں۔ یہ تمھارے بہترین دوست ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کی پیروی سے انکار یا گمراہی کہنا ایسا کرنے اور کہنے والے قرآن کا انکار کر رہے ہیں۔ قرآن پاک کا انکار کفر ہے۔

طبقۂ اسلام کے دو گروہ:۔

اسلام میں دو گروہ ہیں (۱) اخیار یعنی اولیاء کرام اور ان کو ماننے والے مریدین اور نیک لوگ۔
(۲) اشرار یعنی اولیاء کرام کے منکر مخالف اور گمراہ لوگ۔

اخیار:۔

یہ وہ لوگ ہیں جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں کے طریقے پر چلتے ہیں۔اس قوم کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور سنت پر عمل کرنے والی جماعت یعنی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہ کے طور طریقہ پر عمل کرنے والی جماعت۔

اشرار:۔

یہ بُرے لوگ ہیں ان کی برائی یہ ہے کہ یہ اخیار یعنی اولیاء کرام کی مخالفت کرتے ہیں۔یہ اسلام کے باطل فرقے ہیں۔مثلاً خارجی ، رافضی ،معتزلی ،قرامطی اور گمراہ علماء کے بنائے ہوئے بہت سے فرقے وغیرہ وغیرہ۔

اخیار یعنی اولیاء کرام کی پیروی:۔

ان کی پیروی ارشادِ نبوی سے ثابت ہے۔رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لازم پکڑنا میری سنت کو۔ خلفاء راشدین کی سنت کو میرے صحابی ستاروں کی مثل ہیں۔جس کی پیروی کرو گے راہ پاؤ گے۔یہ حدیث فتح مکہ سے پہلے فرمائی اور فتح مکہ سے پہلے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے {شرح صدور}

صالحین کی پیروی:۔

ابن مسعود سے روایت ہے کہ جو ہدایت ونجات کی راہ حاصل کرنی چاہے اُسے یہ کرنا چاہیئے کہ

گذرے ہوئے نیک لوگوں کی راہ پر چلے۔ کیونکہ زندہ لوگ فتنوں سے محفوظ نہیں ہیں اور وہ گذرے ہوئے نیک لوگ محمد ﷺ کے اصحاب ہیں۔ اور یہ اس اُمت کے افضل اور بزرگ حضرات ہیں۔ ان کا مرتبہ سب اُمت سے بڑھ کر ہے۔ یہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے علم وعمل والے ہیں۔ اور کم تکلف کرنے والے۔ انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی خدمت بجالانے اور دین کو قائم کرنیکی وجہ سے پسند فرمایا پس تم انکی بزرگی کو جان لو اور انکے طریقہ کی پیروی کرو اور جہاں تک ہو سکے انکے اخلاق اور انکی اچھی عادتوں پر چلو یہ اس لئے کہ وہ سیدھی راہ پر تھے {شرح صدور}

چودہ سو برس کا کارنامہ ملت:۔

آج چودہ سو اکتیس برس ہوئے یعنی ؟؟؟ ھ ہے۔ اسلام مخلوق میں ظاہر ہوا اور اُمت مرحومہ کے بڑے بڑے بزرگوں، صحابیوں، صحابہ کے دیکھنے والوں اور انکے پیچھے چلنے والوں اور دین کے اماموں نے اسلامی عقائد واعمال خدا اور رسول کے حکموں دین کے بھیدوں اور دین کی باریک باریک باتوں کو کھول کھول کر بیان کر دیا۔ تاکہ پیدائشی عقل کا اندھا بھی دین کے راستے پر بے کھٹکے چلا جائے۔ اور سیدھی راہ سے نہ بھٹکے۔ اولیاء اللہ کی اس محنت اور کوشش کے باوجود اگر کوئی گروہ گمراہ ہوا ہے تو یہ اس کی اپنی عقل کی خرابی اولیاء کرام سے حسد وبغض گندے اعمال وعقائد ازلی بدبختی کی وجہ سے ہے۔ یہ نہیں کہ اس گمراہ گروہ کو راستہ بتانے والے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ اپنے اندرونی کفر اور شیطان کی پیروی کرنے کی وجہ سے ہدایت قبول نہیں کرتے۔ جس طرح کفار مکہ حضور ﷺ کے سمجھانے کے باوجود اسلام قبول نہ کرتے تھے۔ اور شیطان کے قدموں پر چلتے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے تھے۔ بالکل اسی طرح یہ گمراہ فرقے کر رہے ہیں۔

اولیاء اللہ کی پیروی واطاعت:۔

آنحضرت ﷺ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے بعد اولیاء اللہ ایک کے بعد

دوسرے آج تک کے ہر دین کے سیکھنے والے کے رہبر اور رہنماء ہوئے ہیں۔ ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ نبی ﷺ کے بعد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ ان کا طریقہ یہی رہا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب ان ہی کے مذہب پر چلے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردان کے مذہب پر اسی طرح راہِ طریقت پر چلنے والے سیدنا غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مریدین ان کے طریقے پر تھے۔ اور خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین ان کے طریقہ پر ہوئے ہیں۔ بے شک موجودہ دور ایسا زمانہ ہے کہ نہ تو اس وقت ہمارے درمیان نبی ہیں نہ اب وحی نازل ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب نہ کوئی نبی ہوگا نہ وحی آئے گی۔ دین مکمل ہو چکا اب کوئی نیا حکم نہیں آئے گا۔ ہمارے پاس قرآن مقدس کتاب اور حدیث مبارک کی کتابیں اور ان کے علاوہ اولیاء اللہ ہیں۔ جو قرآن وحدیث اور سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہیں۔ اور مخلوق کو راہِ ہدایت دکھاتے ہیں۔ اعتقاد لانے والوں یعنی مریدین کو نورِ ایمان عطا فرماتے ہیں۔

اگر ان وراثت میں ملنے والی کتابوں، خدا کے مقبول اور گذرے ہوئے نیک بندوں اور چند موجودہ اللہ کے ولیوں کے متعلق شک میں پڑ جائیں اور ان اللہ کے خاص بندوں یعنی اولیاء کرام پر کفر وشرک کا عیب لگائیں تو یہ صریحاً بے دینی گمراہی اور دین اسلام سے خارج ہونا ہے۔ اولیاء اللہ کے مخالف گمراہ فرقوں کی گمراہی سے اللہ اُمت مرحومہ کو اپنی پناہ میں رکھیں۔

نجات کی راہ:۔

یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کے مریدین کا یہ پکا ایمان وعقیدہ ہے۔ کہ گذرے ہوئے اکابرین، صالحین، غوث، قطب، ابدالین میں سے جو حضرات عقائد واعمال کی روایت کرنے والے گذرے ہیں۔ جن کی پیروی اولیاء کرام نے کی ہے۔ اور کر رہے ہیں تو بس یہ ہی نجات کی سیدھی راہ ہے اور دین برحق دین اسلام یہی ہے۔ جو سید الانام حضرت محمد عربی ﷺ پر نازل ہوا۔ اور جو سلف صالحین اولیاء عظام

اُمت کے رہبر وراہنماؤں کے ذریعے ہم تک پہنچا۔

دین پھیلانے والے قرآن سے ثابت:۔

بس یہ ہی وہ استاد و مشائخ ہیں جو امت کے نیک لوگوں کے باپ دادا ہیں۔ جنہوں نے اسلام پھیلایا اور اُمت کو اللہ کے قرب میں پہنچایا۔ نورِ ایمان کی روشنی سے اُمت کے سینوں کو منور فرمایا۔ انہی کی پیروی میں نجات وسلامتی ہے۔ قرآن گواہ ہے۔ بولے ہم اُسی خدا کی عبادت کریں گے جو آپ کا معبود ہے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کا اکیلا خدا ہے۔ اور ہم اس کے حضور بندگی اور عبادت کا سر جھکاتے ہیں۔

اب بھی جو نہ سمجھے ہے ازلی بد بخت ورنہ نقطہ اس سوال میں کوئی مبہم نہیں رہا

س:۔ اللہ کے سواء نہ کسی کو داتا و دستگیر سمجھو کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرسکتا ہے۔ نہ کسی کو آقا ٹھہراؤ کہ اُس سے کوئی مراد مانگو اور اپنی حاجت اُس کے پاس لے جاؤ؟

ج:۔ ازلی بدبختوں کو سمجھانے سے قاصر رہے نبی یہ نہ سمجھے ہیں اور نہ سمجھیں گے کبھی

منکرینِ انبیاء اولیاء یعنی انبیاء اولیاء کے اختیارات اور تصرف کی طاقت جو اللہ نے ان کو عطا فرمائی ہے کا انکار کرنے والے فرقے کے مولویوں نے اس آیات میں لفظ **اِللہ** کا ترجمہ حاکم، مالک، داتا اور دستگیر کیا ہے۔ جبکہ **اِلٰہ** کا معنی معبود عبادت کے لائق عبادت کا حق دار ہے۔ معبود عبادت کے لائق اور حق دار اللہ کے سواء کوئی نہیں۔ لیکن حاکم، مالک، داتا اور دستگیر یہ صفات و اختیارات نبیوں ولیوں دنیا دار امیر لوگوں اور بادشاہوں کو بھی نصیب ہوتے ہیں جس طرح مدرسہ کو چندہ دینے والا مولوی کا داتا ہے کیونکہ علماء کرام کے پاس اتنی دولت نہیں ہوتی کہ مسجد اور مدرسہ بنوا سکیں۔ اسی طرح مسجد اور مدرسہ بنوانے میں روپیہ پیسہ سے مدد کرنے والے لوگ ان کے داتا اور دستگیر ہیں اور مُلک کا بادشاہ ان کا حاکم ہے اور ملک کا مالک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو ملک اور اس ملک کی حکومت عطا فرمائی ہے۔ اب وہ ملک کا مالک اور رعایا کا حاکم ہے اسی طرح روحانی فیض و برکت عطا کرنے کے اختیارات اور مدد کرنے کی توفیق

اللہ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرمائی ہے۔اس طرح فیض و برکت عطا فرمانے میں وہ داتا ہیں۔اور شیطان و نفس کے خلاف جہاد کرنے میں مریدین کی مدد کرتے ہیں۔کیونکہ یہ طاقت اللہ نے ان کو عطا فرمائی ہے اس طرح وہ دستگیر ہیں۔

لیکن **اِلٰہ** نہیں ہیں۔مرید بھی اللہ کی عبادت کرتا ہے اور ولی اللہ بھی اللہ کی عبادت کرتا ہے۔جس طرح شیطان کو اللہ کے فرمان کی سمجھ نہ آئی اور اُس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔اور لعنتی ملعون ہو گیا اسی طرح شیطانی فرقہ کو بھی قرآن پاک کی سمجھ نہ آئی۔اپنی بے وقوفی اور گمراہی کی وجہ سے غلط ترجمہ اور تفسیر کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔حدیث،تاریخ اور سیر کی کتابوں سے ثابت ہے کہ مسلمانوں میں حکومت کے مالک اور لوگوں پر احکام جاری کرنے والے ان کو روزگار اور سہولتیں دینے والے حضرات اور خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت مولیٰ علی علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام ہوئے ہیں۔اور ان کے علاوہ دوسرے بادشاہ بنواُمیہ اور بنو عباس وغیرہ کیا یہ حاکم اور ملک کے مالک رعایا کی مدد کرنے والے اور غریبوں کو دینے والے داتا نہیں تھے۔

اِلٰہ یعنی عبادت کے لائق ہونا یہ حق اللہ نے کسی کو بھی عنایت نہیں فرمایا یہ اللہ کا ذاتی نام ہے۔باقی جو اللہ کی صفات ہیں مثلاً رحم کرنا،پالنا،مدد کرنا،عطا کرنا،رزق دینا،صحت دینا،زندہ کرنا مُردہ کو وغیرہ۔یہ صفات اللہ نے اپنی مخلوق کو بھی عطا فرمائی ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ یہ صفات اللہ کی ذاتی ہیں۔نبیوں ولیوں بادشاہوں اور امیر لوگوں کو اللہ نے عطا فرمائی ہیں۔ان کی ذاتی نہیں ہیں۔تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔

اولیاء اللہ کا تصرف اور بخشش کی طاقت:۔

حضرت مولانا جامیؒ نے نفحات شریف میں لکھا ہے کہ ایک بیوپاری نے کہا میں سفر میں تھا ایک جانور میرے پاس تھا۔جس پر میرا سامان لادا ہوا تھا۔جب میں مصر آیا اور لوگوں سے ملا جُلا تو میرا یہ جانور گُم ہو گیا۔بہت تلاش کیا لیکن نہ ملا۔میرے دوستوں نے مشورہ دیا۔کہ یہاں ایک بزرگ شیخ ابوالعباسؒ ہیں۔

تُم ان کے پاس جاؤ۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی دعا سے تمھارا جانور مال سمیت تمھیں مل جائے۔ میں پہلے سے بھی ان کو جانتا تھا کہ واقعی وہ بزرگ اللہ کے ولی ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور اپنی مصیبت اور پریشانی بیان کی۔ جس پر انہوں نے غور نہ فرمایا اور فرمانے لگے کہ میرے پاس کافی مہمان آ گئے ہیں۔ ان کی خدمت کیلئے مجھے اتنا آٹا اتنا گوشت اور اتنی دوسری چیزیں درکار ہیں۔ جلدی لے آؤ۔ میرے پاس ایک درہم بھی نہ تھا میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں یہ چیزیں کہاں سے لاؤں۔ یہ درویش لوگ اپنی ضرورتوں کو سمجھتے ہیں اور دوسرے کی پریشانی کو نہیں جانتے۔ بس میں واپس ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اسی نیت سے ابھی تھوڑی دور گیا کہ اچانک ایک آدمی ملا۔ جس سے میں نے کچھ رقم لینی تھی۔ میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ میری رقم واپس کر۔ ورنہ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے مجھے ساٹھ درہم دے دیئے اب میری نیت پھر بدل گئی کہ اب اس رقم سے بزرگ کی فرمائش پوری کرتا ہوں ہوسکتا ہے میرا مال مل جائے نہیں تو خیرات ہی سہی۔ اس درویش نے جتنی چیزیں فرمائی تھیں۔ وہ میں نے خرید لیں کچھ رقم بچ گئی۔ اس کا میں نے حلوہ خرید لیا۔ سب سامان ایک مزدور سے اُٹھوا کر خانقاہ شریف کی طرف چل پڑا۔ جب شیخ ابوالعباس کی خانقاہ کے دروازہ پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا جانور خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہے اور میری تمام چیزیں بھی اس کی پیٹھ پر موجود ہیں۔ میں نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ چیزیں پیش کیں۔ سب چیزیں دیکھتے ہوئے شیخ صاحب حلوے تک پہنچے تو فرمایا یہ کیا ہے۔ اسے تو ہم نے طلب نہیں فرمایا تھا میں نے عرض کیا حضور کچھ درہم بچ گئے تھے۔ ان کا میں نے حلوہ خرید لیا شیخ صاحب نے فرمایا یہ شرط میں داخل نہ تھا۔ اچھا میں خدا کی بخشی ہوئی ہمت و تصرف سے تیرا کام کچھ زیادہ کر دوں گا۔ اُٹھ اور اپنی چیزیں لے کر بازار میں جا اور فوراً بیچ ڈال اور قیمت وصول کر لے۔ اس بات سے نہ ڈرنا کہ اور بیوپاری آ کر تیرا بھاؤ بگاڑ دیں گے۔ اللہ نے سمندر میرے دائیں ہاتھ میں اور جنگل میرے بائیں ہاتھ میں دے دیا ہے۔ سوداگر کہتا ہے کہ پھر میں نے بازار جا کر اپنا سامان بازار کے بھاؤ سے کہیں زیادہ قیمت پر منہ مانگے داموں بیچ دیا۔ کیونکہ ان چیزوں کی بازار میں بہت کمی تھی۔ اور گاہک بہت زیادہ تھے میں نے اپنی ساری رقم وصول کر لی بہت زیادہ یعنی میری سوچ سے تین چار گنا زیادہ منافع مل گیا۔ جب میں فارغ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں

کہ بیوپاری لوگ جنگل سے اور سمندر کے راستے سے وہی سامان لیکر پل بھر میں آ پہنچے اور سامان کے ڈھیر لگ گئے اور اُسی سامان کی قیمت بہت گر گئی۔ پھر میرا وہم اور شیطانی وسوسہ جو شیخ صاحب کے متعلق پیدا ہوا تھا دور ہو گیا اور ان کی قوت تصرف پر میں عین الیقین ہو گیا۔

غیبی تصرف سے کھانا موجود ہو گیا:۔

نفحات شریف ہی میں لکھا ہے کہ ایک نیک آدمی نے کہا کہ ایک شخص عدن کے پاس سمندر کے کنارے رہ گیا۔ عدن میں نہ پہنچ سکا کیونکہ شہر کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ رات سمندر کے کنارے بسر کرنا پڑی رات کے کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا بھوک پریشان کر رہی تھی۔ یکا یک کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ شیخ ریحانؒ کنارے پر تشریف فرما ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا یا سیدی لوگوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے ہیں میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے اب بھوکا رات کیسے بسر کروں۔ آپ شفقت فرمائیں مجھے عرب کی مشہور سوغات ہریسہ حلوہ عنایت فرما دیں۔ انہوں نے فرمایا اس شخص کو دیکھو مجھ سے رات گئے کھانا مانگتا ہے اور وہ بھی خاص حلوہ۔ گویا میں کوئی حلوہ پکانے والا ہوں۔ میں نے عرض کیا حضرت اس کے بغیر چارہ نہیں براہ کرم یہ کام آپ کو کرنا ہی پڑے گا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ گرما گرم حلوے کا پیالہ سامنے موجود ہے لیکن اس میں گھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ میں نے پھر عرض کیا حضور بغیر دیسی گھی کے حلوہ میں نہیں کھاؤں گا۔ کہنے لگے اچھا یہ چھاگل لے جا اور سمندر سے پانی بھر لا تا کہ میں وضو کر لوں۔ میں گیا اور پانی لے آیا انہوں نے چھاگل کو میرے ہاتھ سے لیا اور چھاگل کا پانی حلوے پر انڈیل دیا۔ دیکھا تو یہ پانی نہ تھا گھی تھا۔ اس سے پہلے میں نے کبھی اس سے بڑھ کر لذیذ اور مزیدار حلوہ نہیں کھایا تھا۔ یہ قوتِ تصرف کہ پانی کو گھی بنا دیا۔ اللہ نے اپنے ولی کو عطا فرمائی تھی۔ اب مولانا جامیؒ نے دونوں میں سے کسی کو مشرک نہیں فرمایا نہ مانگنے والوں کو نہ دینے والوں کو۔

یہ قوتِ تصرف اللہ کی ذاتی بزرگوں کی ہے عطائی	یہ شیطانی ٹولے نہیں مانے گے ہیں جو شیطان کے بھائی
ازلی بد بخت نہیں مانیں گے مانے گی ساری خدائی	اُس کو ضائع نہیں کرتے شیطان کی ہے جو کمائی

ولیوں کے حسد و بغض میں جل کر ہو گئے خود شیطان سیدھی سادھی بات تھی نہ ان کی سمجھ میں آئی
فرعون و نمرود، شداد، ابو جہل نے کیا کیا نبیوں سے اِنسے بڑھ کر یہ شیطان ولیوں کو مُشرک کہنے کی دیں دوہائی
نبی مشرک نہ ولی مشرک نہ مشرک کوئی مرید منافقت گمراہی اور شیطانی ان کے حصے میں آئی
شیطان بھی بنا تھا مواحد یہ بھی بنتے ہیں مواحد توحید توحید کرتے کرتے ہو گئے شیطانی توحید کے راہی
ابھی کھلا ہے دروازہ توبہ کا۔ولی اللہ ہیں موجود جو چاہے لے لے فیض و برکت بھاگ جائے گی گمراہی

س :۔ جان دے دینا مگر شرک نہ کرنا۔ احمد معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تُو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اگر چہ کوئی تجھے قتل کر ڈالے یا جلا ڈالے؟

ج :۔ کفارِ قریش کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اس درجے کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابیوں سے لڑتے جھگڑتے اور انہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ بعض کو آگ پر لٹا دیتے تھے کسی کو پتھروں پر گھسیٹتے کسی کو گرم ریت پر لٹا کر اوپر پتھر رکھ دیتے کسی کو سنگسار کر دیتے اور آگ میں جلا دیتے۔ الغرض تکلیفیں دینے اور پریشان کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے تھے۔ اور کسی قسم کی کمینی حرکت سے باز نہ آتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالکل بے بس تھے تکلیفیں برداشت کرتے تھے۔ جوابی کاروائی نہ کرتے تھے۔ ایسے حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر لوگ چاہے تمھیں قتل کر ڈالیں یا آگ میں جلا دیں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور اللہ کے سواء کسی کی عبادت نہ کرنا۔

حدیث کا مطلب صاف سمجھ آ رہا ہے کہ کفار کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ اللہ کی عبادت چھوڑ دیں اور دوبارہ بتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں۔ اس لئے وہ پریشان کرتے تھے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا کہ کفار تمھارے ساتھ کچھ بھی کریں آگ میں جلا دیں یا قتل کریں، پتھر ماریں یا گرم ریت پر گھسیٹیں اللہ کی عبادت کرنا۔ دکھوں اور کفار کی ایذا رسانیوں سے گھبرا کر بتوں کی عبادت بالکل نہ کرنا۔ عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کرنا۔

اِس حدیث مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ اے اہلِ سنت والجماعت اے اولیاء کرام کے معتقد و مریدین، اے پیرانِ عظام اور مشائخ حضرات کے مرید و حضرات انبیاء اولیاء کی تعظیم و

احترام نہ کرنا۔ انکو نذرو نیاز بالکل نہ پیش کرنا۔ ہدیے اور تحفے نہ دینا ان کی صحبت سے بچنا۔ ان سے مرید ہو کر نورِ ایمان حاصل نہ کرنا کیونکہ یہ سب کچھ شرک ہے۔ اے اُمت مرحومہ کو گمراہ کرنے والو کچھ عقل کرو، حیا کرو تُمھیں تو ایمان نصیب نہیں دوسروں کے ایمان کا خیال کرو۔ حشر میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

قرآن وحدیث کا مطلب بگاڑ کر غلط بیانی سے سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہو کچھ تو خدا کا خوف کرو ضد چھوڑو۔ ایمان و اسلام نہ چھوڑو۔ اے خدا وند کریم ان گمراہ فرقوں کو ہدایت اور سمجھ عطا فرمادے۔ حالانکہ یہ نہ ہدایت چاہتے ہیں نہ مانگتے ہیں۔ باری تعالیٰ ان گمراہ علماء سے اپنے محبوب کی امت کو نجات عطا فرمادے۔ جو قرآنی آیات کو کبھی حدیثوں سے کبھی اپنی عقل سے منسوخ کرتے ہیں جبکہ سرکارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرسکتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ بے دین مفتی وعلماء قرآن کو بدلنے کے در پہ ہیں۔ یہ لاکھ کوششیں کریں من گھڑت ترجمے اور تفسیریں لکھیں۔ جب تک اللہ کے ولی موجود ہیں مسلمانوں کو صحیح ترجمہ اور قرآنی تعلیم دیتے رہیں گے۔ مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اگر ایمان بچانا ہے۔ تو بزرگان دین اللہ کے ولیوں کی کتابیں مطالعہ فرمائیں کسی بھی بے دین فرقے کے علماء و مفتیان کا غلط ترجمہ اور تفسیر نہ پڑھیں کیونکہ یہ قرآن کا ترجمہ اپنے غلط عقائد کے مطابق کرتے ہیں۔

س :۔ اللہ کو مان کسی سے نہ ڈر اگر کوئی شخص شرک سے بیزار ہو کر غیر اللہ کو ماننا چھوڑ دے ان کی نذر نیاز ماننے کو برا جاننے لگے۔ اس میں کچھ نقصان مال و جان یا اولاد کا پہنچ جائے تو اس پر صبر کرے اور اپنی بات پر قائم رہے یعنی اولیاء اللہ کی مخالفت کرتا رہے کیونکہ یہ توحید ہے؟

ج :۔ شرک کی تعریف کئی دفعہ پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ مختصراً عرض ہے۔ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا یعنی اللہ کی ذات قدیم ہے باقی سب حوادث ہے۔ اگر کسی ہستی کو اللہ کے سواء قدیم سمجھے تو شرک ہے۔ اللہ کی صنعت میں شریک کرنا یعنی زمین وآسمان جن وانسان فرشتے پہاڑ، سمندر وغیرہ اللہ نے بنائے ہیں کوئی سمجھیں کہ اس میں کچھ کسی اور نے بنائے ہیں تو یہ بھی شرک ہے۔ تیسرا اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا یعنی اللہ کی عبادت

کریں اوراس کے سواء کسی غیر اللہ کی پوجا کرے اور عبادت کے لائق سمجھے یہ بھی شرک ہے۔

اس کے علاوہ کسی نبی یا ولی کی بزرگی کو ماننا فرمانبرداری و اطاعت کرنا فیض و برکت حاصل کرنا، سجدہ تعظیم کرنا، نذر و نیاز پیش کرنا نورِ ایمان حاصل کرنا اللہ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے مرید ہونا اور رہنمائی حاصل کرنا یہ کسی طرح بھی شرک نہیں عین قرآنِ پاک کے مطابق ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور اولوالامر کی اطاعت وفرمانبرداری کا قرآن میں حکم ہے اور آپ کی تعظیم کرنے کی اللہ نے تعلیم فرمائی ہے کہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ اور حجرۂ نبوی ﷺ کے باہر سے حضور ﷺ کو پکارنے اور آپ ﷺ کو اس طرح بلانے سے جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ قرآنِ پاک میں اس کی ممانعت فرمائی اور خدا کی طرف سے آپ ﷺ کے احترام و تعظیم کی ساری اُمت کو تعلیم دی۔

باقی رہا خدا کے سواء کسی سے نہ ڈرنا تو ہر شخص اپنے سے اونچے منصب والوں سے بادشاہوں سے وزیروں سے موذی جانوروں سے دہشت گرد بم پھٹانے والے مولویوں سے زمین کے زہریلے کیڑوں، سانپوں اور بچھوؤں، شیر ببر اور بھیڑیوں سے ڈرتا ہے۔ ہجرت کی رات حضور ﷺ کفار کے شر اور نقصان کے ڈر سے رات کو اندھیرے میں گھر سے نکلے اور غارثور میں چھپ گئے یعنی غارِ ثور میں پناہ لی۔ غزوہ اُحد میں بھی جب کفار کا غلبہ ہوا۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو آپ ﷺ اور چند صحابہ سمیت غار میں پناہ لی۔ غزوہ خندق میں کفار کے ڈر سے خندق پر حضور ﷺ کے حکم کیمطابق صحابہ رات کو پہرہ دیتے تھے کہ کفار خندق عبور کر کے شہر میں آکر نقصان نہ پہنچائیں۔

تو کیا یہ فطری طریقہ سے اس طرح ڈرنا شرک ہو جائے گا کیسی بیوقوفی کی بات ہے۔ ایسی حماقت کی بات آج تک کسی نے نہیں کی۔ ایسا کسی نے نہیں سنا کہ کسی جن یا شیطان نے کسی مومن کو اس لئے قتل کیا ہو یا جلایا ہو کہ وہ ایمان اور اسلام سے پھر جائے کیونکہ شیطان کسی کی جان کا دشمن نہیں۔ صرف ایمان کا دشمن ہے۔ جبکہ گمراہ مولوی اُمت کی جان اور ایمان دونوں کے دشمن ہیں۔ کہ قرآن اور حدیث کا مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔ جو آیتیں اور حدیثیں کفار اور کفار کے بتوں کے بارے میں آئی ہیں ان کو مسلمان قوم اور نبیوں اور ولیوں پر لگا کر مسلمان کو گمراہ کرتے ہیں۔ کافروں کو کافر نہیں کہتے مسلمانوں کو کافر کہتے

ہیں۔ بتوں اور بتوں کے ماننے والوں کو مشرک نہیں کہتے۔ وہی آیات بدل کر جو بتوں اور کافروں کے بارے میں آئی ہیں نبیوں ولیوں اوران کے ماننے والوں پر لگا کر ان کو کافر ومشرک کہتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت ہی مذہب برحق ہے:۔

آج تمام دینوں اور تمام شریعتوں میں دین اسلام ہی حق کا دین ہے۔ باقی سب کفر ہے۔ عیسائی، یہودی اور داؤدی سب کفر میں گرا دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا اس لئے وہ کافر ہیں اور اسلام میں بھی بہت سارے فرقے ہیں ان میں اہلسنت والجماعت کا مذہب حق ہے۔ باقی سب بے دین ہیں۔ کیونکہ یہ حیلے بہانے سے قرآن کا انکار کرتے ہیں کوئی مطلب بدل کر کوئی حدیث قرآنی آیت کو منسوخ کر کے کوئی اولیاء اللہ کی مخالفت کر کے کوئی اولیاء کرام کا انکار کر کے، کوئی سجدہ تعظیم کا انکار کر کے جبکہ سجدۂ آدم علیہ السلام اور سجدہ یوسف علیہ السلام کھلم کھلا ثبوت موجود ہے۔ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب کا انکار کر کے کوئی نبیوں کو مشرک کہہ کر کوئی مزارات مقدسہ کو بت خانہ کہہ کر جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ اس طرح یہ لوگ قرآن کی مخالفت اور انکار کرتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کون ہیں:۔

صرف اولیاء اللہ اور اُنکے ماننے والے ہی اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان ہی لوگوں کے عقائد اور اعمال صحیح ہیں۔ اسی لئے اُن کو ولایت نصیب ہوتی ہے۔ یہ سارے قرآن کو مانتے ہیں۔ کسی آیت کا انکار نہیں کرتے وہی مطلب لیتے ہیں جو اللہ کو منظور ہے اپنی عقل سے ترجمہ ادل بدل نہیں کرتے قرآن و حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اور صحیح عمل کرتے ہیں۔ اسی لئے ان لوگوں کو اللہ کی معرفت نصیب ہوجاتی ہے

مولویوں کے تمام فرقے اللہ کے ولیوں کا انکار اور مخالفت کرتے ہیں یہ اپنے مولویوں کو ولی کہتے ہیں۔ چھوٹے مولوی بڑے مولوی کو ولی مانتے ہیں۔ اُس کی جھوٹی سچی تحریروں پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن کی کسی ایک آیت کا منکر اللہ کا دوست نہیں ہوسکتا یہ تو کئی کئی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور قرآن کی آیت حدیث

سے منسوخ ہوسکتی ہے۔ایسی بے دینی کی باتیں اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں ان کو خدا کا خوف نہیں ہے۔

مدرسوں میں پڑھ کر کسبی علم حاصل کر کے نہ کوئی نبی ہوا ہے اور نہ کوئی اللہ کا ولی بن سکتا ہے۔ کیونکہ نبیوں اور ولیوں کا علم کسبی نہیں عطائی ہے۔ جیسا کہ سورۂ کہف میں خضر علیہ السلام کا علم۔ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو اللہ کی معراج نہ ہوئی ہو اور اُس کا شقِ صدر نہ ہوا ہو۔یعنی اس کا سینہ نہ کھولا گیا ہو۔اللہ کی معراج اور شقِ صدر یہ شرطِ نبوت ہے اس کے بغیر نبی نہیں ہوسکتا یہی شرطِ ولایت ہے۔شقِ صدر اور اللہ کی معراج مراتب میں فرق ہے۔نبوت فرض عبادت کی حیثیت رکھتی ہے اور ولایت نفلی عبادت کی حیثیت رکھتی ہے۔ سلوک اللہ کی طرف سے ایک ہے۔ چند کتابیں پڑھ کر مولوی عالم فاضل مفتی بن سکتے ہیں لیکن ولی نہیں۔ کیونکہ ولایت اللہ کا انتخاب ہے اُس کا کوئی کورس نہیں۔ راستہ موجود ہے کہ کسی کامل مرشد اللہ کے ولی سے مرید ہو کر نورِ ایمان حاصل کر کے اُن کی تعلیم کے مطابق چلتے رہو اور نفس پرستی چھوڑ کر تزکیہ نفس کرتے رہو۔ اس راستے پر چلنے والوں میں سے اللہ جسے چاہتے ہیں انتخاب فرما کر ولایت عطا فرماتے ہیں۔ اللہ سے علم ہے علم سے اللہ نہیں۔ علم جتنا مرضی پڑھ لو اللہ نہیں ملتا۔ کیونکہ دیکھیں گمراہ فرقوں میں بڑے سے بڑے علماء موجود ہیں کوئی فرقہ بھی علماء سے خالی نہیں بلکہ سب فرقے جو گمراہی کی علامت ہیں بنائے ہی بڑے بڑے علماء نے ہیں کسی چھوٹے مولوی یا ان پڑھ کا کام نہیں بلکہ وہ یہ کام کر ہی نہیں سکتا۔ یہ بڑے عالم ہی گمراہی کا نئے سے نیا فرقہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ جاہل ان پڑھ گمراہ ہوگا تو وہ اپنی حد تک اپنی جان اور ایمان کو خطرے میں ڈالے گا۔لیکن جب ایک عالم گمراہ ہوتا ہے تو ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اسی لئے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ عالموں کے فتنہ سے ڈرو کیونکہ جب یہ گمراہ ہوتے ہیں تو پوری قوم کو گمراہ کر دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرے دین کو گمراہ علماء برباد کریں گے۔

اگر علم سے اللہ ملتا تو بڑے بڑے مولوی سب ولی ہو جاتے لیکن علم سے اللہ نہیں ملتا اللہ سے علم مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو ولایت یا نبوت عطا فرماتے ہیں تو علم لُدنی اور دنیا جہان کا علم الہامی طریقے سے عنایت فرما دیتے ہیں قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ کے ولی خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے کہہ رہے ہیں کہ اللہ مجھے علم دیتے ہیں میں اس کے مطابق عمل کرتا ہوں اپنی مرضی سے میں کوئی کام نہیں کرتا۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میرا بندہ نفلی عبادت سے میرے قریب ہو جاتا ہے تو اُس کے ہاتھ پاؤں اور زبان میں بن جاتا ہوں مجھ ہی سے وہ پکڑتا ہے مجھ ہی سے وہ چلتا ہے اور مجھ ہی سے وہ کلام کرتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا جب ایسا ہو جاتا ہے تو پھر میں اپنے بندے کو قوتِ ارادی عطا فرماتا ہوں۔ جس طرح میں جو ارادہ کرتا ہوں وہ ہو جاتا ہے اسی طرح جب میرا ولی بھی کوئی ارادہ کرتا ہے وہ بھی ہو جاتا ہے۔ اسی لئے نبیوں اور ولیوں کو معجزہ اور کرامت دکھانے کیلئے دعا نہیں کرنا پڑتی ارادہ کرتے ہیں وہ اللہ ہی کا ارادہ ہوتا ہے کام ہو جاتا ہے۔ مخلوق کے اندر نفسانی ارادے پیدا ہوتے ہیں نبیوں اور ولیوں میں اللہ کے ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ جس طرح جنت میں ہر جنتی کو قوتِ ارادی نصیب ہوگی۔ کہ جنتی جو ارادہ کرے گا وہ ہو جائے گا جنتی چاہے گا کہ میں وہ پھل کھاؤں تو ٹہنی جھک جائے گی اور جنتی بیٹھے بیٹھے درخت پر چڑھے بغیر پھل توڑے گا کسی کو ملنا چاہے گا تو وہ تختہ جس پر بیٹھا ہوگا جہاز کی طرح اُڑ کر اُس شخص کے پاس پہنچ جائے گا اور اُس تختے میں انجن بھی نہیں ہوگا۔

جنت میں یہ قوتِ ارادی ہر جنتی کو نصیب ہوگی لیکن زمین پر یہ قوتِ ارادی اور تصرف کی قوت صرف نبیوں اور ولیوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اور ان کی یہ قوت ذاتی نہیں عطائی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس کو مان لینا اور اس پر یقین رکھنا ولیوں کا اس قوت سے مخلوق کی حاجتیں پوری کرنا، مسلمانوں کا ولیوں کے سامنے اپنی حاجت پیش کرنا ولیوں کا کسی کو بہت منافع دلوا دینا جیسا کہ نفحات شریف میں ایک سوداگر کا واقعہ درج ہے۔ اس طرح کے کام دیکھ کر ولی مان کر ان سے عقیدت رکھنا، سجدہ تعظیم کرنا، نذر نیاز پیش کرنا سب سعادت مندی کے کام ہیں۔ دین و دنیا کی خوش بختی ہے قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ کسی طرح بھی شرک نہیں۔ بس یہی اولیا کرام اور ان کے سلاسلکے لوگ اہل سنت والجماعت ہیں یہی حق پر ہیں۔ اسلام اور مسلمان قوم کی دین کے بارے میں خدمت کر رہے ہیں۔ قیامت تک یہی اللہ کے ولی صاحبِ خدمت بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی ہدایت دینا ہوگی ان ہی صاحبِ خدمت بزرگوں کے پاس بھیجیں گیا ور مسلمان ان سے صراطِ مستقیم اور نورِ ایمان حاصل کر کے اللہ کی معرفت حاصل کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائیں۔

سچے خواب :۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو نبی آخرالزماں اور نبوت کو ختم کرنے والے فرمایا کہ ان کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نبوت کا زمانہ گذر جانے کے بعد سچے لوگوں کے سچے خوابوں کو وحی کا قائم مقام فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد نبوت میں سے کچھ نہیں ہے مگر سچے خواب۔ سچے خواب نبوت کے علم کا حصہ ہیں۔ احادیث مبارکہ کی کتب میں بہت روایتیں درج ہیں کہ سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کو اللہ تعالیٰ سچے خوابوں کے ذریعے بھی علم عطا فرماتے رہیں گے۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کا انجام :۔

امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے کہ گذرے ہوئے اللہ کے ولیوں میں ایک صاحب نے کہا کہ میرا ایک پڑوسی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا ایک رات میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے دائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا ایک پڑوسی ہے۔ جو ان دونوں حضرات کی شان میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کرتا ہے اور مجھے پریشان کرتا ہے حضور ﷺ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ جا کر میرے اس بے ادب گستاخ ہمسایہ کو قتل کردو۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے بارے میں سوچا کہ میں خود جاؤں اور رات خواب میں جو کچھ دیکھا ہے اس کی اپنے ہمسایہ کو خبر کردوں جب میں اس کے محلہ میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُسکے گھر سے رونے پیٹنے کی آوازیں آرہی ہیں۔ میں نے حال پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ رات کسی نامعلوم شخص نے اُسے قتل کر دیا۔ تب میں خواب کے سچا ہونے اور نبوت کے علم کا حصہ ہونے پر عین الیقین ہوگیا۔

مخالفت اخیار میں گنوائے جان وایمان
ان نقیب الاولیاء کا کیا کیا نقصان

فضیلت شیخین کا اقرار کرنا پڑا:۔

دلائل النبوۃ میں درج ہے کہ اولین میں ایک بزرگ نے کہا کہ لڑکپن میں میرے ایک استاد تھے جو رافضی تھے اور رافضیوں کے مذہب کی رہنمائی کرتے یعنی انکے ذاکر تھے اس کی صحبت اور تربیت کے اثر سے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کے کلمات کہتا ایک دن خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف متوجہ ہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دائیں طرف ایک بزرگ بیٹھے ہیں اور بائیں طرف بھی ایک بزرگ تشریف فرما ہیں دونوں کی صورتیں بارعب ہیں لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے جا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام کر رہے ہیں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روبرو ہو گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام کروں ۔ان دونوں مصاحبوں میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شخص کا ہم نے کیا بگاڑا ہے کہ ہمیں بُرا بھلا کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے پکڑنے کا ارادہ فرمایا تو ڈر کر میں نیند سے بیدار ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میری داڑھی اور آبرو کے بال گر پڑے ہیں ۔ چہرہ مسخ ہو گیا ہے ۔مخنسوں جیسی شکل ہوگئی میں بہت پریشان ہو گیا۔حکیموں طبیبوں سے بہت علاج کروایا لیکن بے سود چار ماہ اسی طرح گذر گئے ایک دن ایک مہمان میرے گھر آیا شکل دیکھ کر پوچھا تجھے کیا ہو گیا ہے اُس نے سمجھا شاید مجھے کسی عورت سے عشق ہو گیا جس کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے ۔میں نے ساری صورتِ حال بیان کی ۔اُس نے کہا سبحان اللہ ۔تُو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے توبہ کیوں نہ کی ۔خیر اب توبہ کرلو معافی مانگ لو شاید تُم نہیں جانتے کہ روحِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو درود و سلام بھیجا جاتا ہے ۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچ جاتا ہے ۔ یہ سن کر میں نے وضو کیا مصلیٰ بچھایا اور دو رکعت نماز ادا کی اور کہا اے خداوندِ کریم میں نے توبہ کی اپنے گناہوں سے بے ادبی اور گستاخی سے اور ابو بکر ص اور حضرت عمر ص کی فضیلت کا قائل ہو گیا ہوں میری توبہ قبول فرما اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میری خطائیں معاف فرما دے اس کے بعد ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا میرے چہرے اور آبرو کے بال نکل آئے اور میرا بگڑا ہوا چہرہ ٹھیک ہو گیا

حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کے دشمن کا غیبی قتل:۔

امام مستغفریؒ نے نقل کی ہے کہ ایک بزرگ نے کہا ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور حساب گاہ حشر میں سب لوگوں کو جمع کیا گیا ہے۔ میں پل صراط سے گزر کر آگے بڑھا اچانک دیکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حوض کوثر کے کنارے تشریف رکھتے ہیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام لوگوں کو حوضِ کوثر سے پانی پلا رہے ہیں ان کے سامنے گیا تا کہ مجھے بھی پانی پلائیں مگر انہوں نے انکار کر دیا اور مجھے پانی نہ دیا میں بہت پریشان ہو گیا۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری سفارش فرما دیں کہ حسنین پاک مجھے پانی دے دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ پانی نہیں دیں گے۔ کیونکہ تیرے پڑوس میں ایک شخص ہے جو علیؑ پر لعنت کرتا ہے اور تو اُسے روکتا نہیں میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں علی کے دشمنوں سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی مخالفت کروں گا تو مجھے قتل کر دیں گے۔ میں کمزور ہوں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ننگی چھری دے کر مجھے فرمایا جا اور دشمن علی علیہ السلام کو قتل کر دے میں گیا اور خواب میں ہی میں نے اُسے قتل کر دیا جب پلٹ کر واپس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا میں نے کر دیا اس شقی و بدنصیب ازلی بدبخت کو قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے حسینؑ اس کو پانی دے دو۔ امیر المومنین امام حسینؑ نے مجھے پانی دے دیا۔ میں نے ان سے پیالہ لیا یاد نہیں پانی پیا یا نہیں اس کے بعد میں جاگ اُٹھا۔ بہت ڈرتے ہوئے وضو کیا نماز میں مشغول ہو گیا۔ جہاں تک کہ صبح ہوگئی اچانک لوگوں کی آوزیں آنا شروع ہوگئیں کہ فلاں شخص کو سوتے میں کسی نے قتل کر دیا۔

پنج تن پاک کے دشمنوں کا آخر یہی انجام ہے
ان منافقوں بے دینوں کا ایماں ہے نہ اسلام ہے

والدہ نے خواب میں کیا دیکھا:۔

بعض سادات کی زبانی سنا گیا کہ شروع میں جب اسمٰعیلی فرقہ ظہور میں آیا اور سلف صالحین کو اپنی کتابوں اور زبانی کافر و مشرک ٹھہرانے لگے۔ نیاز و فاتحہ کو شرک نبیوں اور ولیوں کو بتوں سے مثالیں دینے لگے اور مسلمان قوم پر مشرکوں والی آیات لاگو کرنے لگے اور ایسی بے باکی اور جرت سے اسلام کے خلاف ایسا نیا دین متعارف کروایا جو قرآن وحدیث کے بالکل خلاف تھا۔ تو اس فرقے کے بانی مولوی اسمٰعیل کی والدہ نے خواب دیکھا کہ ایک بڑا لشکر چلا آرہا ہے۔ پوچھا اس لشکر کے سردار کون ہیں لوگوں نے بتایا کہ اس لشکر کے سردار حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ والدہ صاحبہ نے کہا میں ان کی اولاد سے ہوں حضرت علیؑ میری طرف توجہ کیوں نہیں فرماتے۔ لوگوں نے بتایا کہ آپؑ توجہ نہیں فرمائیں گے۔ کیونکہ آپ پچھلے سال سے دس محرم کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امام مظلوم کی نیاز فاتح نہیں کرتیں۔ اس لئے آپ علیہ السلام ناراض ہیں۔ روتی ہوئی خواب سے بیدار ہوئی اور اپنے بیٹے کے غلط عقائد اور ترکِ فاتحہ وغیرہ سے توبہ کی۔

س۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے فرمایا اللہ کیساتھ شریک ٹھہرانا {یعنی اس کی عبادت کرنا} حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا؟

ج:۔ اللہ کی ذات ازلی اور قدیم ہے۔ اس کی صفات ازلی اور ذاتی ہیں اگر کسی اور بادشاہ یا فقیر کو اللہ کا شریک ٹھہرائے یعنی کسی کو اللہ کے بغیر قدیم جانے اس کی صنعت اور عبادت میں کسی کو شریک بتائے یا مانے اور کسی غیر اللہ کو عبادت کے لائق سمجھے تو یہ شرک ہے۔ حدیث مبارک میں ہر طرح کے شرک کا رد ہے۔ جو مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں کرتا جو بتوں کے بندے اگرچہ ذات وصفات کے ازلی ہونے میں بتوں کو خدا کی مانند نہیں مانتے لیکن بتوں کی پوجا تو کرتے ہیں اور بتوں کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہی لازم آتا ہے کہ بتوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ کیونکہ جس کے ذات وصفات ازلی اور ذاتی نہ ہوں وہ عبادت کا حقدار نہیں ہوسکتا کیونکہ جس کی صفات ذاتی نہ ہوں تو وہ محتاج ہے۔ کہ اس نے وہ

صفات کسی سے حاصل کی ہے جس سے حاصل کی ہے وہ اعلیٰ وافضل ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔
جس طرح قرآن پاک میں ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ کہ جب آپ علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ علیہ السلام کی والدہ نمرود کے ڈر سے کہ وہ آپ علیہ السلام کو شہید کروا دے گا۔ ایک غار میں چھوڑ آئیں رات کا وقت تھا ستارے چمک رہے تھے آپ علیہ السلام نے سوچا کہ یہ ستارے کتنے روشن ہیں شاید یہی میرے مالک ہیں۔ تھوڑی دیر بعد چاند نکل آیا تو آپؑ نے سوچا یہ زیادہ روشن ہے یہ میرا مالک ہے۔ رات ختم ہوگئی سورج نکل آیا چاند بھی غائب ہوگیا تو آپؑ نے سوچا کہ یہ سب سے روشن ہے اس کی روشنی اور حرارت سب سے زیادہ ہے۔ یہ میرا مالک ہوگا جب سورج غروب ہوگیا تو آپؑ نے سوچا کہ یہ تو سب زوال پذیر ہیں کسی کے محتاج ہیں میرے مالک نہیں ہو سکتے۔ میرا مالک تو وہ ہوگا جسے کبھی زوال نہ ہو کسی کا محتاج نہ ہو سب صفات ذاتی ہوں ازلی ہوں وہ عطا کرنے والا ہو کسی سے کچھ لینے والا نہ ہو۔ وہ اللہ کی ذات ہے۔ تو اولیاء کرام کا کوئی سلسلہ اور مریدین یہ صفات کسی نبیؑ یا ولیؒ میں ذاتی نہیں مانتے ان کو جو قوت تصرف اختیارات معجزہ کرامت دکھانے کی صلاحیت نصیب ہے وہ سب اللہ کی عطا کردہ ہے۔
قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا کوڑھی کو صحت مند کرنا، پیدائشی اندھے کو دیکھنے والا بنا دینا، یوسف علیہ السلام کا کرتہ مبارک آنکھوں پر پھیرنے سے یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا واپس آجانا، موسیٰ علیہ السلام کا اپنے ڈنڈے کو اژدھا بنا دینا یہ سب قدرت اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی۔
اس کا مان لینا اور نبیوں کا معجزہ دکھا دینا عین حق ہے شرک نہیں۔

سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو اختیارات اپنی مخلوق کو عطا فرمائے ہیں ان اختیارات سے وہ خدا نہیں بن سکتے کیونکہ وہ اختیارات مخلوق کے ذاتی نہیں ہیں۔ اللہ جب چاہیں ختم بھی کر سکتے ہیں جو دے سکتا ہے وہ لے بھی سکتا ہے۔ اور اللہ کے دیئے ہوئے اختیارات کو مخلوق کا استعمال کرنا یہ کسی طرح بھی شرک نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے چیونٹی اور مکھی کو چلنے پھرنے اُڑنے دیکھنے کھانے پینے کی قدرت بخشی ہے۔ ان اختیارات کو

وہ جب چاہیں استعمال کرتی ہیں۔اب ان کا اپنی مرضی سے دیکھنا اڑنا، کھانا وغیرہ کیا شرک ہے۔اسی طرح انسان کا کھانا پینا دیکھنا، چلنا، سونگھنا وغیرہ اللہ نے بندے کے اختیار میں دے دیا۔ بندہ جب چاہے آنکھیں بند کرے جب چاہے کھول لے چاہے کھڑا ہو جائے، چاہے بیٹھ جائے اب بندے کا ان اختیارات کو استعمال کرنا کیا شرک ہے اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبیوں اور ولیوں کو عام لوگوں سے اضافی اختیارات عطا فرما دیئے۔جس طرح بادشاہوں اور وزیروں کو رعایا سے زیادہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔قاضی یعنی شیشن جج چور کا ہاتھ کاٹنے کا اختیار رکھتا ہے۔قاتل کو قتل کے بدلے قتل کروا سکتا ہے۔لیکن عام آدمی یہ کام نہیں کرسکتا کیونکہ یہ اُس کے اختیار میں نہیں جب کہ جج کو حکومت نے اختیارات عطا کیے ہیں۔اس پر کوئی جرم نہیں کہ قاتل کو پھانسی کیوں دی اس سے کوئی نہیں پوچھے گا۔کیونکہ اس نے فیصلہ قانون کے مطابق دیا ہے۔اور عام آدمی اگر کسی کا ہاتھ کاٹے یا قتل کرے وہ مجرم ٹھہرے گا اور عدالت سے سزا پائے گا۔اور اب یہ مجرم اگر کہے کہ بھائی کوئی کسی کو سزا نہیں دے سکتا یا یہ کہے کہ میں نے کسی کا ہاتھ کاٹا تو جج نے میرا ہاتھ کٹوا دیا۔اب جج کا بھی ہاتھ کاٹو اس نے بھی جرم کیا ہے۔تو اس مجرم کو سب لوگ بیوقوف اور گنوار کہیں گے کہ اس کو ذرا بھی عقل وسمجھ نہیں۔کیونکہ جج کو تو حکومت نے اختیار دیا ہے۔اُس نے قانون کے مطابق اپنا اختیار استعمال کیا کوئی جرم نہیں کیا۔ بالکل اسی طرح نبیوں ولیوں کو اللہ نے اختیارات دنیاوی کاموں میں اور روحانی تصرف عطا فرمایا ہے۔قوتِ ارادی ان کو نصیب ہوتی ہے اللہ کے عطا کردہ اختیارات کا استعمال اور اُن اختیارات کو ماننا عین حق ہے کسی طرح بھی شرک نہیں۔

اگر کوئی بات نبیوں یا ولیوں کے اختیارات سے باہر ہوگی تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کریں گے جس طرح قرآنِ پاک سے ثابت ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی نافرمان قوم کو غرق کرنے کے لئے اللہ سے دعا کی۔کہ باری تعالیٰ اس قوم کو غرق کردے۔اتنی لمبی تبلیغ کے باوجود یہ ایمان نہیں لاتے تو اللہ نے اُس قوم کو غرق کر دیا۔اب دیکھیں قوم کو غرق کرنا نوح علیہ السلام کے اختیار میں نہیں تھا۔اس لئے دعا کی۔ چاند کے دوٹکڑے کرنا، سورج کو واپس پلٹانا، انگلیوں سے چشموں کا جاری ہونا، مُردہ بچے کو زندہ کر دینا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں تھا اس کے لئے دعا نہیں کی خود ہی کر دیا۔

بندہ بندے کا دارو:۔

مخلوق کی حاجتیں پورا کرنے کے اختیارات اور طاقت اللہ تعالیٰ کو ہے اور یہ طاقت اللہ کی ذاتی ہے۔ اللہ نے کسی سے حاصل نہیں کی اللہ کی ذات ہمیشہ سے ہے پیدا نہیں ہوئی اسی طرح اس کی تمام صفات بھی ہمیشہ سے ہیں۔ کہیں سے یا کسی سے حاصل نہیں کیں اللہ کی تمام صفات اللہ کی طرح ازلی اور ذاتی ہیں۔ ہمیشہ سے ہیں ہمیشہ رہیں گی کبھی ختم نہیں ہوں گی۔

بندہ بندے کا دارو یہ ضرب المثل بھی زمانے میں مشہور چلی آرہی ہے۔ کہ بندے کا علاج کرنے والا بھی بندہ ہے پڑھنے والا بھی بندہ پڑھانے والا بھی، کپڑے سینے والا بھی بندہ سلوانے والا بھی بندہ، پھانسی چڑھنے والا بھی بندہ چڑھانے والا بھی بندہ، سخی بھی بندہ محتاج بھی بندہ، نیک بھی بندہ بدمعاش بھی بندہ، اللہ کا ولی بھی بندہ فرقے بنانے والے مولوی بھی بندے، مسجد میں بم پھینکنے والا بھی بندہ شہید ہونے والے نمازی بھی بندے، کھانا کھلانے والا بندہ اور کھانے والا بھی بندہ۔ عید الفطر سے ایک دن پہلے ہلال کمیٹی کے مولویوں کو حلوہ کھلانے والا بھی بندہ اور حلوہ کھا کر بیمار ہونے والے مولوی بھی بندے، کھجوریں کھلانے والا بھی بندہ اور زیادہ کھا کر شہید ہونے والے امام مسلم بانی مسلم شریف یہ بھی بندے، بادشاہ بھی بندہ فقیر و محتاج بھی بندہ یہ سب اختیارات اللہ نے اپنے بندوں یعنی عام مخلوق کو بخش دیئے ہیں۔ اب ان میں اپنے اختیارات سے مداخلت نہیں فرماتے۔ جس طرح مولویوں نے حلوہ زیادہ کھا لیا اور بیمار ہو گئے اور افواہ اڑا دی کہ حلوہ زہریلا تھا لیبارٹری ٹیسٹ کے بعد پتہ چلا کہ حلوہ بالکل صحیح تھا۔ زیادہ کھانے سے بیمار ہوئے ہیں۔ اب زیادہ حلوہ کھانے سے مر بھی تو سکتے تھے۔ جیسے امام مسلم فوت ہو گئے ان مولویوں کو کوئی بھی مشرک نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے کھانے کے اختیار کو استعمال کیا۔ جتنا مرضی کھائیں یہ اُن کے اختیار میں تھا۔ حالانکہ اللہ رسول ﷺ کا حکم ہے کہ بھوک رکھ کر کھاؤ اس کے باوجود نہ مولوی مُشرک نہ مقتدی مُشرک کیونکہ انہوں نے اپنے کھانے کے اختیار کو استعمال کیا جو اللہ نے اُن کو دیا ہوا ہے۔

اگر اللہ کے نبی اور اللہ کے ولی اپنے روحانی اختیارات جو اللہ نے اُنکو عطا فرمائے ہیں استعمال فرمائیں اور اُن اختیارات کے استعمال سے کچھ بھی ظہور پذیر ہو اور معتقدین اُس کو تسلیم کر لیں تو یہ بھی

مشرک نہیں ہوں گے۔

یہ قرآن ہے جھوٹ نہیں:۔

قرآنِ پاک میں ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں اللہ کے حکم سے پیدائشی اندھے کو اور کوڑھ کے مریض کو صحت یاب کر دیتا ہوں اور مُردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتا ہوں۔

اے گل نئیں مسجد مندر دی اے گل اے اپنے اندر دی کر صحبت مست قلندر دی پھر پل وچ مولا ویکھی جا

رب رب کر دیاں رب نہ ملیا بندے آن ملایا لگا پتہ جد مولویاں نوں سولی پکڑ چڑھایا

اللہ فرماتے ہیں سچے بندوں کے ساتھ لگے رہو میرے انعام والے بندوں کے راستے پر چلو۔میرے انعام والے بندے تُمھارے بہترین دوست ہیں۔میں یعنی اللہ مومن بندے کے دل میں سماجاتا ہوں۔

میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے عارفانہ کلام میں سیف الملوک میں فرماتے ہیں۔

سچے مرد صفائی والے جو کچھ کہن زبانوں مولا پاک منیندا اوہو پکی خبر اسانوں

کم نہیں ایہہ انبر کردہ سراُسدے بدنامی سب کم کردے اللہ دے بندے حکم کریندا سائیں

نیل ندی فرعون نہ کھاہدا نہ قارون زیمناں موسیٰ دی بددعا نے کیتا غرق دوہاں بے دیناں

غور فرمائیں غرق ہونے والے بندے اور غرق کرنے والا بھی بندہ اللہ کا نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام

ہمت بندیاں دی ہر جائی کر دی کم ہزاراں پھلاں بھوراں شمع پتنگاں یار ملائے یاراں

ہر مشکل دی گُنجی یارو بندیاں دے ہتھ آئی بندے دعا کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

قلم ربانی ہتھ بندے دے لکھے جو جی چاہوے بندے نوں رب قوت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

بندے دے ہتھ کاج نے سارے آپ خداوند سٹے دنیا باغ ولی وچ مالی بوٹے لاوے چاہے پٹے

مرد قلندر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی بندے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اللہ کے عاشق تو ہیں ہزاروں ونوں میں پھرتے ہیں مارے مارے

میں تو اُس کا بندہ بنوں گا جس کو اللہ کے بندوں سے پیار ہو گا

کی محمد ﷺ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وفا کرنے والا بندہ جس کی وفا کرنی ہے وہ بھی اللہ کا بندہ اور رسول ﷺ اور اللہ تعالیٰ۔لوح بھی اور مقدر لکھنے والا قلم بھی بندے کے سپرد فرما رہے ہیں کہ جو چاہے تقدیر لکھے۔

پروانے کیلئے شمع اور بلبل کو پھول بس صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

اب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بندے ہیں۔ خدا کے رسول ﷺ بھی بندے ہیں۔جس نے بندے کا بھید پا لیا وہ جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام عزرائیل علیہ السلام و اسرافیل علیہ السلام ہو گئے۔جس نے بندے کا بھید پالیا۔وہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلی علیہ السلام بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلمان رضی اللہ عنہ ہو گئے۔ جو اس بھید کو سمجھنے سے عاری رہے وہ شیطان ونمرود، فرعون وشداد، ابولہب اور ابوجہل ہو گئے اگر یہ بندے کے دشمن بندے کے پتر بن جائیں تو دنیا میں نہ کوئی گمراہی اور شیطانی ہو گی اور نہ کوئی بے دینی اور پریشانی ہو گی۔

مقصدِ کائنات انسان کی تعظیم ومحبت :۔

کائنات کو بنانے اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب اے سید المرسلین اگر میں آپ ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو میں نے اس کائنات کو بھی پیدا نہیں کرنا تھا۔یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کیلئے سید البشر اور افضل البشر سید الکونین ﷺ کیلئے ایک بندے کے پیار ومحبت اور عشق میں اس کائنات کو تخلیق فرمایا۔کائنات کو پیدا کرنے کی وجہ ایک اللہ کا محبوب بے مثل بے مثال بندہ اللہ کی محبت اللہ کا پیار اللہ کا عشق اللہ کا محبوب کائنات کی بنیاد کائنات کا اول وآخر کائنات کی رنگینی سب کچھ اللہ کا مقبول بارگاہ بندہ ﷺ ہی ہے۔جس کو اس شان کا بنایا کہ اُس جیسا دوسرا کوئی بنایا ہی نہیں۔جس طرح اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں اللہ کی ذات صنعت اور عبادت میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔اسی طرح اپنے محبوب کو بھی بے مثل بے مثال بنایا۔

جیسا کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر۔آپ ﷺ کو پیدا فرمانے کے

بعد کائنات کو پیدا کرنے کا مقصد آپ ﷺ کی شان اور مرتبہ کا اظہار آپ ﷺ کی مقبولیت اللہ کے دربار میں کتنی ہے۔ اللہ آپ ﷺ سے کتنا پیار فرماتے ہیں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تُم چاہتے ہو کہ میں یعنی اللہ تُم سے پیار کروں تو میرے محبوب کی اطاعت کرو۔ یہ انسان کی بہترین تکمیل یعنی انسانی صورت اللہ کو کتنی پسند ہے۔ خود فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا یعنی پہلے خود انسانی صورت اپنائی پھر اس کے مطابق بندوں کو پیدا فرمایا۔ اور کسی مخلوق کو سوائے آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم کے کسی کو اپنی صورت پر نہ بنایا اور نہ فرمایا۔

سب سے پہلے سب سے افضل و اعلیٰ انسان کو پیدا فرمایا اس کے بعد زمین و آسمان، سمندر، پہاڑ جن و ملائکہ، چاند، ستارے، سورج، پھل اور رزق، دریا اور چشمے وغیرہ بنائے۔ پھر آدم علیہ السلام کو بنانے کا قصد فرمایا۔ فرشتوں کو حکم فرمایا کہ مٹی اکٹھی کرو۔ بتِ آدم بناؤ آدم علیہ السلام کا۔ فرشتوں نے بُت بنا دیا اور یہ نہ پوچھا کہ بت کس طرح کا بنائیں فرشتوں کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ آدم علیہ السلام کا بُت کیسا بنائیں کتنے سر ہوں کتنی ٹانگیں کتنے ہاتھ اور آنکھیں وغیرہ بنائیں بغیر پوچھے بنا دیا۔ فرشتوں کو یہ تصور کس طرح ہو گیا کہ آدم علیہ السلام کس طرح کے ہونگیں۔ فرشتوں نے اندازے اور خیال کے مطابق آدم علیہ السلام کو نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ صورتِ آدم اختیار فرما کر سامنے کھڑے تھے اور فرمایا اس طرح کا بناؤ جیسا تم لوگوں کے سامنے کھڑا ہے۔ اب یہ زمین و آسمان میں دوسری انسانی صورت تھی پہلی صورت سرکارِ دو جہاں ﷺ کی جو خیالِ یزداں میں تھی۔ فرشتوں اور باقی مخلوقات کے سامنے نہ تھی۔ اس طرح پہلی انسانی صورت جسے دیکھ کر فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا بت بنایا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے خود اختیار فرمائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو صورت چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو سفید بادلوں کی صورت میں نظر آئے اور فرمایا میں تمھارا رب ہوں موسیٰ علیہ السلام کو درخت سے آواز دی میں تمھارا رب ہوں اور درخت سے ذات کا نور جھڑ رہا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کو معراج میں خوبصورت انسانی صورت میں دیدار سے مشرف فرمایا۔ اس انسانی صورت سے اچھی خوبصورت مکمل اعلیٰ صفات کی مالک خوب سیرت اللہ کی پسندیدہ اور کوئی صورت نہیں۔ اس صورت کی اللہ نے تعریف فرمائی کہ میں نے اس کی بہترین تکمیل فرمائی ہے کیونکہ اس کا دل اپنا

گھر بنانا تھا اس لئے اپنے گھر کے آس پاس کے تمام محلے اور بازار بھی نہایت خوصورت بنائے تا کہ سارا ماحول صاف ستھرا اور وی آئی پی ہو۔ جب بُت تیار ہو گیا تو اب بُت سے آدم علیہ السلام اور انسان بننے والا ہے۔ دوسرا مرحلہ تعظیم کا شروع ہونے والا ہے کہ یہ انسان جو زندہ ہونے والا ہے۔ میں اس میں اپنی روح داخل کرنے والا ہوں۔ جب میں اس میں اپنی روح پھونکوں تو فرشتوں سے فرمایا تم میرے اس بندے نبی آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دینا تا کہ میرا خلیفہ آنکھ کھولتے ہی اپنی عزت وتکریم کو دیکھے کہ اُس کی کیا شان ہے میرے نائب کا کیا مرتبہ ہے۔ کہ اللہ کی ساری مخلوق آدم علیہ السلام کو سجدہ کر رہی ہے۔ مخاطب فرشتے نظر آ رہے ہیں لیکن حکم تمام مخلوق کو تھا۔ درخت، پتھر، جانور، سمندر پہاڑ، چانداور سورج، جن، فرشتے، ارواح سب نے سجدہ کیا۔ کیونکہ اللہ نے اپنا نائب بنایا تھا۔ تمام مخلوقات پر حاکم کیا تھا اس لئے تمام مخلوق نے سجدہ کیا۔ اگر حکم صرف فرشتوں کو ہوتا تو ابلیس کو لعنتی نہ کیا جاتا کیونکہ وہ جنوں سے تھا فرشتہ نہیں تھا۔ فرشتے نوری مخلوق ہیں اور ابلیس لعین ناری یعنی آگ سے پیدا ہوا ہے۔ تمام مخلوق پر سرداری عطا فرمائی تھی سب پر حاکم بنایا تھا اس لئے سجدہ کروا کے تسلیم کروایا کہ واقعی یہ تمھارا حاکم ہے۔ میرے بعد اس کا تمام مخلوق میں مرتبہ بلند ہے۔ اس کی اطاعت وفرمانبرداری، عزت واحترام اور تعظیم کرنا جیسا کہ بعد میں ظہور ہوتا رہا کہ نبیوں اور ولیوں کو تصرف ہر مخلوق پر رہا۔ مثلاً چاند کو اشارہ فرمایا تو چاند قدموں میں آ رہا ہے درخت کو اشارہ کیا تو چل کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سجدہ کر رہا ہے۔ چوپائے سجدہ کر رہے ہیں، پتھر سجدہ کر رہے ہیں، فرشتے دربانی کر رہے ہیں، سمندر، دریا، ہوا، چرند، پرند، جن وانس سب پر اللہ کے نائب کی حکومت ہے۔ سب اطاعت گذار اور فرمانبردار ہیں۔ اس قدر قدرتِ تصرف اور اختیارات، عزت وتعظیم دیکھ کر شیطان حسد وبغض میں جلنے لگا اور آدم علیہ السلام کے مرتبہ اور اختیارات کو تسلیم نہ کیا اور سجدہ تعظیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ابلیس جانتا تھا کہ یہ سجدہِ تعظیم ہے سجدہِ عبادت نہیں۔ عبادت سے اُسے انکار نہیں تھا۔ اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ لیکن آدم علیہ السلام کے مرتبہ سے حسد وبغض پیدا ہو گیا کہ تمام تر عزت وتعظیم قدرتِ تصرف، مخلوق پر حکومت، اختیارات تو اللہ نے آدم علیہ السلام کو عطا فرما دیئے ہیں۔ جبکہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ سب کچھ میرا حق تھا کیونکہ میں نے عبادت بہت کی ہے اور آدم علیہ السلام نے کوئی عبادت نہیں کی۔ شیطان نے

عبادت کے تکبر میں اپنا انتخاب آپ کرلیا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں۔لیکن اللہ نے آدم علیہ السلام اپنے نبی کا انتخاب کیا کہ میرا بندہ اشرف مخلوق تمام مخلوقات سے افضل ہے۔

دوگروہ:۔

اُسی وقت سے ہی دوگروہ بن گئے۔ایک گروہ اللہ کے مقبول بندوں یعنی نبیوں اور ولیوں کی تعظیم کرنے والا ان کے اختیارات ،قدرتِ تصرف اوران کے تمام حقوق تسلیم کرنے والا۔دوسرا شیطانی گروہ سجدہ تعظیم نہ کرنے کی وجہ سے لعنتی ہوگیا اورنبیوں اور ولیوں کے اختیارات ،قدرتِ تصرف اور جو طاقت اللہ نے اُن کوعطا فرمائی تھی ان سب چیزوں کا منکر ہوگیا اوراُن کے مرتبے کو ماننے سے انکار کرنے لگا۔

یہ شیطانی گروہ روزِازل سے ہی نبیوں اورولیوں کا اپنے حسد وبغض کی وجہ سے دشمن ہوگیاان کے مرتبہ اورخداداداختیارات کا انکارکرتا آرہاہےاورکرتا رہے گا۔اس گروہ کے انکار سے نبیوں ولیوں اوران کے ماننے والوں کے دین وایمان اور مرتبے میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ یہ خود گمراہ سے گمراہ تر ہورہے ہیں۔جس طرح شیطان کے سجدہ نہ کرنے سے آدم علیہ السلام کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا۔وہ بدستوراللہ کے نبی اورنائب ہیں۔

روحوں کا سجدۂ تعظیم:۔

تذکرے اورسیر کی کتابوں میں درج ہے کہ جب فرشتوں نے سجدہ کیاتو کچھ روحیں بھی فرشتوں کیساتھ سجدے میں چلی گئیں اور کچھ شیطان کو دیکھ کرکھڑی رہیں سجدہ کافی لمبا تھافرشتے اورروحیں جب سجدے سے اُٹھے تواوپر سے لعنت کا طوق آرہا تھا اس کے ڈر سے دوبارہ سجدہ میں چلے گئے شیطان بدستور کھڑارہااور کچھ روحیں جو پہلے سجدے کے وقت کھڑی تھیں لعنت کا طوق آتا ہوادیکھ کرسجدے میں چلی گئیں کہ یہ طوق ہمارے گلے میں نہ پڑ جائے اور کچھ جو پہلے سجدہ میں گئی تھیں شیطان کو دیکھ کرکھڑی ہو گئیں سجدہ نہ کیا کہ شایداس میں بہتری ہے۔

اُسی وقت روز ازل ہی روحوں کی گروہ بندی ہوگئی جن روحوں نے دونوں سجدے کیے۔ وہ

مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوتی ہیں مسلمانی پر زندگی گذار کر ایمان کے ساتھ فوت ہو جاتی ہیں جنہوں نے پہلا سجدہ کیا دوسرا نہ کیا۔

وہ پیدا مسلمانوں میں ہوتی ہیں بعد میں کافر ہو جاتی ہیں ان کا خاتمہ کُفر پر ہوتا ہے۔ تیسرا گروہ جنہوں نے پہلا سجدہ نہ کیا دوسرا کر دیا وہ پیدا تو کفار کے ہاں ہوتی ہیں لیکن ان کا وصال اسلام پر ہوتا ہے۔

اب مسلمانوں میں جو فرقے گمراہ ہو جاتے ہیں یہ وہی روحیں ہیں جنہوں نے پہلا سجدہ کیا اور دوسرا نہ کیا۔ پیدا مسلمان ہوتے ہیں اسلامی تعلیم حاصل کرتے ہیں بعد میں سجدہ تعظیم نہ کرنے کی نحوست آڑے آ جاتی ہے اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ نبیوں ولیوں کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ اور اسی طرح مخالفت کرتے کرتے جہنمی ہو کر مر جاتے ہیں۔ غور فرمائیں جن روحوں نے روز ازل سجدہ تعظیم کیا نبیوں اور ولیوں کے خداداد اختیارات وتصرف کو تسلیم کرتے ہیں۔ جن روحوں نے روز ازل شیطان کا ساتھ دیا اور سجدہ تعظیم نہ کیا قدرتِ تصرف اور نبیوں ولیوں کی عزت واحترام کا انکار کیا وہ اب بھی انکار کرتے ہیں وہاں بھی شیطان کا ساتھ دیا یہاں بھی شیطان کے ساتھی ہیں قبر وحشر میں دوزخ میں بھی اس کے ساتھی ہونگے۔ اللہ اُمتِ مرحومہ کو ان کے شر سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

کائنات کو پیدا کرنے کا مقصد انسان کی تعظیم اور محبت ہے۔

تعظیم بیان ہو چکی اب محبت کے بارے میں عرض ہے پوری کائنات کی بنیاد ہی محبتِ انسان ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے محبوب کو پیدا نہ فرماتا تو میں اس کائنات کو ہی پیدا نہ فرماتا۔ پھر فرمایا کہ اے مومنین اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تم سے محبت کرے تو آپ میرے محبوب حضرت نبی کریم ﷺ سے محبت کرو اور اطاعت کرو۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ کا فرمانِ پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے اتنا پیار ہے کہ جتنا ماں باپ بھی اپنی اولاد سے نہیں کرتے یعنی جتنا پیار ماں باپ اپنی اولاد سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس سے کہیں زیادہ پیار اپنی مخلوق سے کرتے ہیں۔

جس طرح قصص الانبیاء میں ذکر ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم غرق ہو گئی پھر سیلاب ختم ہو گیا تو جو لوگ کشتی میں بچ گئے انہوں نے چھوٹی چھوٹی بستیاں آباد کر لیں۔ اور دنیا کے کام دھندے میں مصروف ہو

گئے مختلف لوگوں نے مختلف پیشے اختیار کر لیے۔ ہر ضرورت کی چیز بنانے لگے۔ ایک دن نوح علیہ السلام ایک بستی کی طرف جا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح علیہ السلام ان بستی والوں سے کہو کہ جن جانوروں سے کھیتی باڑی کرتے ہو ان کو ذبح کر دو اور یہ نہ فرمانا کہ اللہ کا حکم ہے بلکہ اپنی طرف سے کہنا کیونکہ یہ سب آپ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں۔ جب آپؑ بستی میں پہنچے تو آپؑ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ جن جانوروں سے تم کھیتی باڑی کا کام کرتے ہو ان کو ذبح کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کیا یہ اللہ کا حکم ہے آپؑ نے فرمایا نہیں میں اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں کہ ان جانوروں کو جو کھیتی باڑی میں کام آتے ہیں ان کو ذبح کر دو۔ لوگوں نے عرض کی کہ حضور یہ جانور کھیتی باڑی کے کام کیلئے سدھائے گئے ہیں۔ ان پر بہت محنت ہوئی ہے ان کی جگہ دوسرے جانور ذبح کر دیتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح بس رہنے دو اور اگلی بستی کی طرف جاؤ۔

دوسری بستی کمہاروں کی تھی وہ مٹی کے برتن بناتے تھے سب نے کافی کافی کچے برتن بنا بنا کر پکانے کیلئے تیار کئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؑ سے فرمایا ان کو بھی اُسی طرح اپنی طرف سے کہہ دو کہ یہ کچے برتن جو پکانے کیلئے تیار کر رکھے ہیں ان سب کو توڑ دیں۔ جب آپؑ نے فرمایا تو انہوں نے بھی وہی سوال کیا کہ کیا اللہ کا حکم ہے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں میں اپنی طرف سے کہتا ہوں تو وہ پھر عرض گذار ہوئے کہ اے اللہ کے نبیؑ یہ ہمارے سال بھر کی روزی ہے ان پر بڑی محنت ہوئی ہے۔ بڑی مشکل سے یہ برتن تیار ہوئے ہیں۔

اللہ کا حکم آیا اے نوح علیہ السلام ان کو بھی چھوڑ دو اور اگلی بستی کی طرف چلو۔ آپؑ اس بستی سے باہر نکلے تو آگے میدان تھا آپ وہاں سجدے میں پڑ کر عرض گذار ہوئے کہ اے باری تعالیٰ آپ مجھے کیا سمجھانا چاہتے ہیں تو آواز آئی اے میرے نبیؑ یہ آپ کے اُمتی آپ کے عقیدت مند ہیں آپؑ سے پیار کرتے ہیں تو کسانوں نے اپنے جانور آپؑ کے کہنے پر ذبح نہیں کیے۔ کیونکہ ان کو اپنے جانوروں سے پیار ہے اور کمہاروں نے اپنے برتن نہیں توڑے اسلئے کہ ان کو بھی اپنے برتن پیارے ہیں اور ان سے کہیں زیادہ مجھے اپنی مخلوق پیاری تھی جو میں نے آپ کے کہنے پر ہلاک کر دی۔ کیونکہ آپ کی محبت ساری مخلوق کی محبت پر

غالب تھی۔جس طرح فرمایا کہ میں اپنے محبوب کو پیدا نہ فرماتا تو کائنات کو پیدا نہ فرماتا یعنی کائنات ساری کی ساری ایک طرف اور اللہ کا محبوب سید المرسلین ایک طرف۔ بالکل اسی طرح ساری مخلوق کی محبت ایک طرف اور نوحؑ کی محب پھر بھی اللہ کے جی میں زیادہ تھی کہ نبی کے کہنے پر اتنی پیاری ساری مخلوق ہلاک کر دی۔غور فرمائیں اللہ کے دربار میں نبی کی کیا شان وعزت اور عظمت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر مجھے خبر ملے کہ کعبہ شریف کو آگ لگ گئی ہے تو میں بجھانے کیلئے بھاگ پڑوں گا اور راستے میں پتہ چل جائے کہ ایک انسان کی جان جا رہی ہے تو میں کعبے شریف کو جلتا چھوڑ کر اُس انسان کی جان بچانے کی کوشش کروں گا۔اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ وہ انسان اگر مومن ہوگا تو بچاؤں گا اور اگر کافر ہوگا تو نہیں بچاؤں گا یہ نہیں فرمایا بلکہ انسان فرمایا مومن ہو چاہے کافر ہو۔کعبہ شریف پر انسان کو فوقیت دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب تک اپنے مال اولاد اور جان سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہیں کرو گے تمھارا ایمان کامل نہیں ہوگا اور فرمایا میرے اہل بیت کی محبت جز وایمان ہے۔پیار ومحبت سے حضرت علی علیہ السلام کا چہرہ مبارک دیکھنا عین عبادت ہے اور جو شخص اپنے ماں باپ کے چہرے کو محبت سے دیکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔غور فرمائیں انسانی محبت کی کیا کیا فضیلتیں ہیں۔

اولیاءکرام کی انسان سے محبت:۔

اللہ اور اللہ کے نبیوں کی انسان سے محبت کے بعد دیکھتے ہیں کہ اولیا کرام کو انسانوں سے کس قدر محبت تھی۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے کامل ولی تھے۔بلخ کی بادشاہی چھوڑ کر درویشی اختیار کی۔کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ایک رات نیند سے بیدار ہوئے آدھی رات کا وقت تھا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نہایت منور چہرے والے کمرے کے ایک کونے میں بیٹھے کچھ لکھ رہے ہیں۔اور مکان اُس کے چہرے کی روشنی سے جگمگا رہا ہے آپ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیا لکھ رہے ہیں۔اُس نے جواب دیا میں رحمت کا فرشتہ ہوں اور جو انسان اللہ کے عاشق ہیں اُن کے نام لکھ رہا ہوں۔آپؒ نے دریافت

فرمایا کہ کیا میرا نام ان لوگوں میں ہے۔فرشتے نے فہرست دیکھ کر بتایا کہ نہیں۔اللہ کے عاشقوں میں آپ کا نام نہیں۔آپؒ نے فرمایا تو میرا نام اُن لوگوں میں لکھ لو جو اللہ کے بندوں سے پیار کرتے ہیں۔آپ کا نام لکھ کر فرشتہ غائب ہو گیا۔کچھ عرصہ بعد دوبارہ اُسی طرح پھر وہی فرشتہ نظر آیا تو آپؒ نے پوچھا اب کیا لکھ رہے ہو تو فرشتے نے جواب دیا اللہ کے عاشقوں کے نام لکھ رہا ہوں اور جن میں آپ کا نام سرِ فہرست ہے۔ اللہ کے بندوں سے پیار کرنے والے ہی اللہ کے عاشق ہیں۔اور قرآن وحدیث میں اسی کی تعلیم ہے کہ آپس میں پیار و محبت سے رہو۔قرآن پاک میں ہے کہ کھاؤ پیئو سہتا اور پچتا لیکن زمین پر فساد نہ کرو۔

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محبت کے دم سے یہ دنیا حسیں ہے محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

محبت کا وعدہ وفا کرنے والو نمازِ محبت ادا کرنے والو

محبت ہی دنیا محبت ہی دیں ہے محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

میاں محمد بخش صاحب کا اپنا انداز ہے۔سیف الملوک میں فرماتے ہیں۔

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے

درد منداں نوں تانگ سجن دی سُتیاں آن جگاوے

ایک اور واقعہ:۔

تذکرے میں ذکر ہے۔کہ ایک اللہ کے ولی بارہ سال عبادت کرتے رہے اور اللہ سے کوئی دعا نہ مانگی۔اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ اے میرے بندے تو نے میری بہت عبادت کی ہے۔میں تجھ سے بہت خوش ہوں بتا کیا چاہتا ہے تا کہ میں تجھے عطا کروں۔اُس ولی اللہ نے عرض کی کہ باری تعالیٰ میرا جسم حشر میں اتنا بڑا کر دینا کہ اُس سے دوزخ بھر جائے اور کسی ایک آدمی کی بھی گنجائش نہ رہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب بندے دوزخ تو میرے غضب کی جگہ ہے جن پر ناراض ہوں گا اُن کو دوزخ میں ڈالوں گا۔تجھ سے تو میں بہت خوش ہوں جن پر میں خوش ہوتا ہوں اُن کی جگہ جنت ہے۔میں تجھے دوزخ

میں ڈالوں یہ نہیں ہوسکتا۔ اس اللہ کے ولی نے عرض کی کہ پھر اس کے سواء میری کوئی آرزو نہیں۔

بارہ سال پھر عبادت کرتا رہا۔ بارہ سال کے بعد دوبارہ آواز آئی اے میرے بندے کیا چاہتا ہے۔ اس اللہ کے ولیؒ نے پھر وہی آرزو بارگاہِ ایزدی میں پیش کی تو ربِ کریم نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا وہ پھر خاموش ہوگیا اور عبادت میں مشغول ہوگیا۔ بارہ سال بعد پھر کریم ذات کی رحمت جوش میں آئی اور پوچھا اے میرے محبوب کیا چاہتا ہے تو اُس عاشق نے وہی عرض کیا کہ باری تعالیٰ حشر میں میرا جسم اتنا بڑا کر دینا کہ دوزخ بھر جائے۔ اللہ تعالیٰ نیفرمایا میرے بندے آخر تو ایسا کیوں چاہتا ہے تو وہ عاشق عرض گذار ہوا کہ اے خداوندِ قدوس میں اسلئے ایسا چاہتا ہوں کہ مجھے کسی طرح بھی یہ گوارہ نہیں کہ میرے محبوب نبی صلی اللہ وآلہٖ وسلم کا کوئی ایک اُمتی بھی دوزخ میں جائے۔ جب سارا دوزخ مجھ سے بھر جائے گا تو پیارے نبی کی پیاری اُمت خود بخود جنت میں چلی جائے گی کیونکہ دوزخ میں کوئی جگہ ہی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے میرا وعدہ ہے میں حشر میں تجھے خوش کر دوں گا۔ تُو جو چاہتا ہے میں وہ کر دوں گا۔ کیا سمجھے؟ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دوست اور عاشق کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ اور اس کے جسم سے دوزخ کو بھر دیں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا میں تجھے حشر میں خوش کر دوں گا تو اس کی خوشی دوزخ جانے میں نہیں اس ولی اللہ کی خوشی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے جنت جانے میں ہے۔ تو حشر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن لوگوں کو اپنی اُمت تسلیم فرمائیں گے اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے سامنے سب کو جنت میں داخل فرما دیں گے وہ خوش ہوجائے گا۔ پھر اللہ اس اپنے دوست کو مخاطب کر کے فرمائیں گے کہ ہم نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا کہ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیاری اُمت کو جنت بھیج دیا اب تجھے جو میرے محبوب کی اُمت سے جو محبت تھی اس کے صدقے میں تجھے بھی جنت میں داخل کرتا ہوں تاکہ انکے ساتھ رہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان پاک ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوگی اُسی کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت:۔

بخاری، مشکوٰۃ میں درج ہے۔ حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نیا نیا مسلمان ہوا تو

وہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا تو قیامت کے بارے سوال کرتا کہ قیامت کب آئے گی۔ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے قیامت کیلئے کیا تیاری کر لی ہے کہ جب آتے ہو قیامت کے بارے میں ہی پوچھتے ہو وہ صحابی پریشان ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور ﷺ تیاری تو کچھ بھی نہیں یہی چند روز کی نمازیں ہیں اور تو کوئی نیکی نہیں ہے لیکن سرکار ﷺ ایک بات ہے مجھے آپ ﷺ سے بہت محبت ہے۔یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا تیرا سارا کام ہو گیا کیونکہ جس کو جس کسی سے محبت ہو گی اُس کا حشر اُسی کے ساتھ ہو گا۔محبت ایسا پاک جذبہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا۔اور عشق ایسی آگ ہے جو اللہ کے سواء سب کو جلا دیتی ہے

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آپس میں محبت :۔

ایک جنگ سے واپسی پر رات کے اندھیرے میں دس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر سے علیحدہ ہو گئے اور راستہ بھول گئے اور کسی انجانے ریگستان میں جا نکلے۔جب سورج نکلا تو یہ جان کر اور بھی پریشان ہوئے کہ ریگستان میں دور دور تک آبادی اور پانی کا نام ونشان نہ تھا راشن پانی ختم ہو گیا بھوکے پیاسے سفر کرتے رہے۔آخر کار پیاس نے غلبہ کیا اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے باقی چلتے رہے کہ شاید پانی تک پہنچ جائیں لیکن پانی نہ ملا اور تمام صحابیؓ یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بے ہوش ہو ہو کر گر گئے اچانک آگے سے ایک قافلہ آ گیا ان کے پاس پانی تھا جو آدمی سب سے بعد میں گرا تھا اُس کو ہلایا تو اُسے ہوش آ گئی۔قافلے والوں نے کہا لے بھائی پانی پی ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ تو پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہوا ہے۔اُس نے کہا بالکل ٹھیک۔ہم دس صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔سب پیاس سے بے ہوش ہوئے ہیں میں پانی نہیں پیئوں گا۔کیونکہ اگلا صحابی مجھ سے زیادہ پیاسا ہے۔پہلے اُس کو پانی پلا دو۔قافلے والے بھاگ کر اُس کے پاس پہنچے۔وہ بھی زندہ تھا اُسے ہلایا تو وہ بھی ہوش میں آ گیا جب اُسے پانی پینے کیلئے کہا تو اُس نے بھی وہی کہا کہ اگلا آدمی مجھ سے زیادہ پیاسا ہے وہ مجھ سے پہلے بے ہوش ہوا تھا میں نہیں پیئوں گا پہلے اُسے پانی پلا دیں۔وہ قافلے والے اسی طرح ہر آدمی کے پاس گئے سب نے

وہی ایک ہی جواب دیا۔ جب آخری آدمی کے پاس جو سب سے پہلے بے ہوش ہوا تھا پہنچے تو وہ شہید ہو چکا تھا پھر وہ پیچھے بھاگے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سارے ہی شہید ہو چکے ہیں۔ ایسی محبت کی مثالیں کسی قوم اور کسی دیں میں نہیں ملتیں کہ کوئی آدمی دوسرے کی خاطر جان دے دے۔ یہ صرف دینِ اسلام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ، اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اور مومنین میں ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن جب سے نفرت پھیلانے والے فرقے پیدا ہو گئے ہیں تو مسلمان مسلمان کا دشمن ہے ایک دوسرے کا گلہ کاٹتے ہیں۔ محبت کی برکت سے زمانے پر غالب تھے۔ اب نفرت کی نحوست سے ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ مسلمان خدا سے ڈرتے ہیں تو زمانہ ان سے ڈرتا تھا۔ اب یہ خدا سے نہیں ڈرتے آپس میں لڑتے ہیں تو ساری دنیا سے ڈرتے ہیں۔ کچھ ازلی بدبخت ایسے ہوتے ہیں کہ انکے نصیب میں عشق ومحبت نہیں۔ نفرت ومنافقت ہوتی ہے۔ وہ دین کے اور نہ دنیا کے۔

عشق کرم دا ازلی قطرہ تیں میں دے وس ناہیں اکناں لھبدیاں عمر گذاری اکناں دے وچ راہیں

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محبت کی نہیں جاتی محبت ہو ہی جاتی ہے محبت دل کی گہرائیوں میں اپنا گھر بناتی ہے

یہ سچ ہے کہ محبت اختیاری نہیں اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ ان جیسا زمانہ میں کوئی نہیں۔ جن کو اللہ تبارک وتعالی نے انسانوں کی محبت اپنے بندوں کی محبت، نبیوں اور ولیوں کی محبت اپنی اور اپنی سب مخلوق کی محبت عطا فرمائی ہے وہی لوگ اللہ کے پجاری قرآن کے قاری حدیث وسنت کے عامل اور مردِ کامل ہیں۔ تمام اُمتِ مسلمہ کو کاملین کی محبت نصیب ہو یہی دینِ اسلام ہے۔

س:۔ پکارنا عبادت ہے اس لئے اللہ کے سوا کسی کام کیلئے بھی کسی کو نہ پکارو۔ ورنہ شرک ہو جائے گا؟

ج:۔ اس کا جواب پیچھے بالتفصیل گزر چکا ہے۔ مختصراً عرض ہے کیوں کہ تقویت الایمان میں بار بار وہی سوال کبھی کوئی آیت لکھ کر کبھی کوئی حدیث لکھ کر دہرائے گئے ہیں۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ دنیاوی کاموں کیلئے اللہ نے انسانوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے۔ ایک شخص دوسرے سے اپنی غرض پوری کرتا ہے۔ غنی اور محتاج اللہ نے بنائے ہیں۔ سخی اور فقیر گمراہ اور ہدایت والے بھی اللہ نے ہی بنائے ہیں۔ اس

دنیا میں سب انسان ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ مثلاً سخی آدمی محتاج کا محتاج ہے کیونکہ اگر کوئی محتاج ضرورت مند سخی کے پاس نہ آئے تو وہ سخاوت کس پر کرے گا اور اللہ کا دوست کس طرح بنے گا۔ کیونکہ حدیث پاک ہے کہ سخی اللہ کا دوست ہے۔ چاہے فاسق فاجر ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح کھانے والا کھلانے والے کا محتاج ہے۔ جس طرح حدیثوں میں ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک کوئی مسافر یا مہمان نہ آتا جب کوئی کھانا کھانے والا آجاتا تو اُس کے ساتھ کھانا کھاتے۔ اگر کوئی نہ آتا تو آپ کسی مسافر یا بھوکے کو تلاش کر کے لاتے اور اُس کے ساتھ کھانا کھاتے۔ یہ دنیا کا نظام اللہ تعالیٰ نے اس طرح کا بنایا ہے کہ ہر شخص محتاج ہے لینے والا دینے والے کا اور دینے والا لینے والے کا۔

اسی طرح دین کا نظام ہے کہ کوئی طالب علم دین کا علم حاصل کرنے کیلئے مولوی صاحب کے پاس آئے گا وہ اُس کو دین کا علم پڑھائے گا اگر طالب علم ہی نہ ہو تو مولوی صاحب کس کو پڑھائے۔ اس طرح نبیؑ اور ولیؒ ہیں کہ لوگ ان سے نورِ ایمان حاصل کرنے کیلئے آئیں گے تو وہ ایمان عطا فرمادیں گے۔ کیونکہ یہ نعمت صرف انہی کے پاس ہے اور عطا کرنے کی طاقت اور توفیق اللہ نے ان لوگوں کو عطا فرمائی ہے۔

اب سوال کرنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم اللہ سے علم حاصل کرے مولوی سے نہ کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانا کھلانے کیلئے مسافر کو نہ بلائیں اللہ کو بلائیں نبیؑ ہدایت دینے کیلئے مخلوق کو نہ پکاریں اللہ کو پکاریں اور مخلوق دین وایمان حاصل کرنے کے لئے نبیوں اور ولیوں کے پاس نہیں اللہ کے پاس جائیں۔

غور فرمائیں چوروں، ڈاکوؤں اور جرائم پیشہ لوگوں کے خلاف شکایت کرنے کیلئے تھانے اور کچہری میں جانا پڑے گا۔ حکومت کے لوگوں کو ان کے خلاف مدد کیلئے پکارنا پڑے گا۔

صرف اور صرف عبادت کیلئے اللہ کو پکاریں گے کیونکہ عبادت اللہ کے سواء کسی کی نہیں ہوسکتی۔ عبادت کے علاوہ دینی یا دنیاوی کاموں کے لئے کسی کو پکارنا، مدد طلب کرنا اور مدد کردینا، حاجت پریشانی کے وقت نبیوں اور ولیوں کو پکارنا اور ان کا حاجت پوری کردینا عین حق ہے شرک نہیں۔ قرآنِ پاک سے ثابت ہے کہ کوڑھ کے مریض اپنے مرض سے پریشان ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے تھے تو آپؑ نے اُن کی حاجت روائی

فرماتے اوران کا کوڑھ کا مرض ختم ہو جاتا تھا۔ جب پیدائشی اندھے آپ کو پکارتے مدد مانگتے تو آپ ان مشکل کشائی فرماتے ان کا اندھا پن دور فرماتے اوران کونظر آنے لگتا اگر کوئی کہے کہ چلو زندگی میں تو وہ کر سکتے تھے۔ فوت ہونے کے بعد پکارنا شرک ہے۔ توغور فرمائیں زندگی میں بھی وہ لوگ اللہ کے بندے تھے اللہ نہیں تھے اگر زندگی میں پکارنا اور حاجت پیش کرنا جائز ہے تو دونوں حالتوں میں جائز ہے۔

س:۔ حضرات انبیاء اولیاء کی روحوں کیلئے علم غیب ثابت کرنے کی وجہ سے شرک لازم آتا ہے۔ کیونکہ وہ مزارات سے دور سے ہی اپنی حاجتوں کیلئے پکارتے ہیں یہ شرک ہے؟

ج:۔ یہ پاک روحیں یعنی انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی روحیں زندگی میں یعنی اس مٹی کے جسم کی قید میں ہوتے ہوئے غیبی باتوں کو جانتی تھیں جیسا کہ قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ اے لوگو تم جو کچھ کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو میں اس کا جاننے والا ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا۔ اور اللہ کی شان نہیں کہ وہ گمراہوں کو غیبی باتوں کی اطلاع کرے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے علم غیب عطا فرماتا ہے۔ پس یہ ارواحِ مقدسہ یعنی پاک اور بزرگ روحیں جب اس مٹی کے ڈھیر یعنی جسم سے آزاد ہو جاتی ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ سے ان کو زیادہ قربت اور نزدیکی حاصل ہو جاتی ہے۔ چونکہ علم اور الہامی علم کا تعلق روح سے ہے جسم سے نہیں تو قیدِ جسمانی سے آزاد روحوں کا ادراک اور علم بھی ان روحوں سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ جو ابھی جسمانی قید اور تنگیوں میں ہیں۔ اس کو مان لینے سے کہ علم کا تعلق روح سے ہے اور فوت ہونے کے بعد وہ عطائی علم روح کو نصیب رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ختم نہیں فرماتے تو یہ کسی طرح بھی شرک نہیں مثلاً قبر میں سوال جواب روح سے ہوتے ہیں۔ مومن بندے سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب رسول اور دین کیا ہے۔ تو وہ صحیح جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور میرے رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ میرا دین اسلام ہے۔

ثابت ہوا کہ فوت ہونے کے بعد بھی ارواحِ مقدسہ کو علم غیب نصیب رہتا ہے ان کو قریب سے پکارو یا دور سے وہ لوگ سن لیتے ہیں اور حاجت روائی فرماتے ہیں قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں آپ لوگوں کا درود مجھ پر پڑھنا بلند آواز سے میں سن لیتا ہوں اور اگر اتنا آہستہ پڑھو کہ

آپ کا ساتھی نہ سن سکے تو وہ فرشتے مجھ تک پہنچا دیتے ہیں

غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز بغداد شریف میں منبر پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں کہ میرا قدم تمام دنیا کے ولیوں کے کندھوں پر۔ یہ اعلان تمام دنیا کے ولیوں نے سنا۔ خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز عرض کرتے ہیں بلکہ میری آنکھوں اور میرے سر پر آپ ؓ کے قدم۔

اس طرح انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا دونوں صورتوں میں یعنی زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی دور و نزدیک سے سن لینا ثابت ہے تو پھر ان کو دور سے پکارنا اور اپنی حاجت پیش کرنا عین حق ہے کسی طرح بھی شرک نہیں۔

بخاری شریف جہاد کا باب:۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اُمت شرک نہیں کرے گی۔ اس کی آزمائش مال و دولت ہے اس میں پڑ کر گمراہ ہونگے یعنی ایک دوسرے سے دولت اکٹھا کرنے میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے۔

علمِ حادث اور علمِ قدیم:۔

علم کی دو قسمیں ہیں۔ علمِ قدیم:۔ یہ اللہ کا علم ہے کیونکہ اللہ کی ذات قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے قائم ہے پیدا نہیں ہوئی اس طرح اس کا علم بھی قدیم ہے۔ کہ وہ بھی ذات میں ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا کہیں سے یا کسی سے اللہ نے حاصل نہیں کیا اس کا یہ علم ازلی اور ذاتی ہے۔

علم حادث:۔

یہ نبیوں اور ولیوں کا علم ہے کیونکہ نبی اور ولی خود بھی حادث ہیں یعنی پیدا ہوئے ہیں اور ان کا علم بھی حادث ہے کہ اللہ نے اُن کو عطا فرمایا۔ اُن کا ازلی یا ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں اور ولیوں کو علم عطا فرمانا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس کو مان لینا اور بزرگوں میں علم حادث ثابت کرنا

عین ہدایت ہے۔اچھے صحیح عقائداورایمان کی علامت ہےشرک یا کفر بالکل نہیں۔

س :۔ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں کسی سے کیا کام کہ اس کومناتے پھریں جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام بن جاتا ہےتو وہ اپنے ہرکام کاواسطہ اسی سے رکھتا ہے جولینا ہے اُسی سے لیتااور مانگتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں مانگتا؟

ج :۔ ہم لوگ خدائے بزرگ وبرتر کے بندے اور حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی اُمت ہیں۔قرآن وحدیث اورجس پراپنے بزرگانِ دین اولیاء کرام متفق ہیں یعنی فقہ وغیرہ کے حق ہونے پرایمان رکھتے ہیں۔اس لئے ہم لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کوملاتے ہیں۔حضور ﷺ کے صحابہ کرام کوتمام اُمت سے افضل واعلیٰ اوران کے عقائداوراعمال کوسب سے صحیح سمجھتے ہیں اور خود نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہمارا ایمان اورعقیدہ یہ ہے۔آپ خدا کے بعدسب سے زیادہ علم جاننے والے زمین وآسمان دین ودینا کاعلم جاننے والےسب سے زیادہ اللہ کےقریب سب سے زیادہ اختیارات قوتِ تصرف رکھنےوالےسب سے بڑے بزرگ اورافضل ترین اللہ کے بندے اورسیدالمرسلین ہیں۔یعنی

بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پھر آپ ﷺ کے اہل بیت پنج تن پاک کواپنی جان سےبھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔کیونکہ سرکارِدو جہاں ﷺ کا فرمان پاک ہے۔کہ اہل بیت کی محبت جزوایمان ہے۔معجزہ وکرامت کے حق ہونے کااقرارکرتے ہیں تمام بزرگانِ دین اولیاء کرام جن عقائدکے قائل ہیں ہمارےلوگ بھی اس کوحق جانتے اورمانتے ہیں۔

یہ سوال کرنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم اللہ کوبادشاہ مانتے ہیں تو اُس کے ہوتے ہوئے نبیوں اورولیوں کو ماننے کی کیا ضرورت ہےسب کچھ اُسی سے مانگیں یہ عقیدہ بالکل غلط بلکہ کفر ہے کیونکہ دین سارے کا ساراحضور ﷺ نے ہی امت کوسکھایا ہے۔نماز کس طرح پڑھنی ہے انکے نام اوررکعتیں سرکار ﷺ نے بتائی ہیں حج کیسے کرنا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سےسیکھ لوکہ حج کیسے کرنا ہے۔اللہ بادشاہ ہے اکیلا عبادت کے لائق ہے یہ نبی ﷺ نے ہی بتایا ہے۔قرآن اللہ کا کلام ہے وحی کے ذریعے

نازل ہوتا ہے یہ بھی نبی کریم ﷺ نے ہی فرمایا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ اس فرقے کے لوگ نہ اللہ کو جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے کیا کرتا ہے کیا کہتا ہے نہ دنیاوی بادشاہ کو جانتے ہیں یہ بالکل ہی نچلے طبقے کے لوگ ہیں۔ ان کی تو دنیاوی بادشاہ تک کبھی بھی رسائی نہیں ہوسکتی۔ اللہ اور اس کے رسول تک رسائی یہ تو بہت بڑی اور دور کی بات ہے۔ دنیاوی بادشاہ تک اگر رسائی ہو بھی جائے تو پھر بھی بادشاہ سے اس کی شان کے لائق سوال ہوگا۔ یہ سوال نہیں ہوگا کہ میرا بستر بچھا دو مجھے گرم گرم کھانا لا کر دو میرے کھیت کو پانی دے دو کھیت میں ہل چلا دو ایسا کرنا یا کہنا آدابِ شاہی کے خلاف ہے۔ اس سے تو ثابت ہوگا کہ وہ بادشاہ نہیں بلکھملا زم ہے جو غلام بادشاہ سے ایسا سوال کرے ایسا احمق و بیوقوف پاگل آج تک کسی نے نہ دیکھا نہ سنا۔ کہ غلام کا جوتا ٹوٹ جائے تو وہ بادشاہ سے کہے جلدی میرے لیے نیا جوتا لاؤ اس کو پالش کروا یسے بے ادب گستاخ اور احمق غلام کو بادشاہ فوراً مروا دے گا کہ یہ شاہی آداب سے ناواقف ہے۔

حقیقت یہ ہے:

کہ وہ نہ اہل غلام جو کہ شاہی آداب سے واقف نہیں پہلے منظورِ نظر غلام سے جس پر بادشاہ انعام و کرام اور شفقت فرماتا ہے۔ جس سے محبت کرتا ہے اور خود پوچھتا رہتا ہے کہ میرے بندے تو کیا چاہتا ہے تو اس سے التجا اور منت وسماجت کرکے بادشاہ تک رسائی حاصل کرنے میں اپنا وسیلہ بنائے گا۔ پھر اُس مقبولِ بارگاہ غلام کے ذریعے اپنی حاجتیں ضرورتیں دکھ اور مصیبتیں اور درخواستیں بادشاہ تک پہنچائے گا۔ اس طرح یہ کام صحیح ہوگا۔ اب بادشاہ اس غلام کو نہ اہل اور بے وقوف نہیں سمجھے گا۔ پس اُمت مرحومہ کا حضرات انبیاء اور اولیاء کا وسیلہ اختیار کرنا اور ان سے التجا کرنا اس طریقہ پر ہے اور یہی حقیقت ہے ان لوگوں سے بیعت کا تعلق کرکے ان کی رہنمائی میں ان کی پیروی کرنا ان کو نظر و نیاز پیش کرنا۔ گزرے ہوئے بزرگوں کے عرس فاتحہ کرنا یہ سب کچھ ان کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ہے۔ تاکہ جو لوگ یعنی عام گنہگار لوگ جو اللہ تعالیٰ سے دور ہدایت سے دور نورِ ایمان سے مرحوم پڑے ہوئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے

قرب اور حضوری سے شرف یاب فرما دیں۔ اور اُن کو ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیں۔ اپنے اس مرتبہ اور تعلق کے سبب سے جو انہیں خدا کی بارگاہ میں حاصل ہے۔ ہم لوگ بارگاہ نبوی ﷺ اور بارگاہِ ولایت کا وسیلہ اختیار کرنے والوں کو اللہ کے مقرب اور مقبولِ بارگاہ جانتے ہیں۔ یہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے جس طرح آدم علیہ السلام کو سجدہ کر کے ان کے وسیلے سے مقرب ہو گئے اور شیطان نے وسیلہ اختیار نہ کیا۔ بادشاہ کے ہوتے ہوئے اس کے نائب کو تسلیم نہ کیا تو لعنتی اور مردود ہو گیا۔ اللہ سمجھ عطا فرمائیں۔

س :۔ حدیث قدسی ہے اللہ فرماتے ہیں اے ابن آدم بے شک تیرے گناہ زمین کے برابر ہوں اور تو نے شرک نہ کیا ہو میں بخش دوں گا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ توحید کی برکت سے گناہ معاف ہوتے اور شرک کی نحوست سے اچھے کام ناکارہ ہو جاتے ہیں اور اللہ کی مقابل کسی کا زور نہیں چلتا کہ اپنے اختیار سے کسی کی سفارش کرے؟

ج :۔ اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ گناہ کسی انسان کے جتنے بھی ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دیں گے لیکن شرک کو نہیں بخشیں گے کیونکہ شرک کرنے سے آدمی مسلمان ہی نہیں رہتا۔ اس لئے کُفر نا قابلِ معافی ہے اور گناہ جتنے بھی ہوں قابلِ معافی ہیں شرک کفر ہے۔ مشرک اگر توبہ کر لے اور اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت اور صاحبِ حکم کی اطاعت اختیار کر لے تو شرک معاف ہو جاتا ہے جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مثال سب کے سامنے ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے بخشش کے حقدار ہو گئے۔ زندگی میں ہی اُن کے لئے بخشش کی بشارتیں آ گئیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ توبہ کرنے سے شرک قابلِ معافی جرم ہے۔ اور شرک کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ نبیوں اور ولیوں کی بے ادبی اور گستاخی ایسی بدبختی اور ایسا جرم ہے کہ اس کی معافی نہیں ہے۔ اپنے دوستوں کی بے ادبی کرنے والوں سے سخت ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور اُن بے ادبوں کو توبہ کی توفیق ہی نہیں دیتے۔ شیطان مردود کی مثال سامنے ہے کہ اُس نے کوئی شرک نہیں کیا صرف اللہ کی عبادت کرتا تھا اللہ کو واحد مانتا تھا اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ شیطان مشرک ہے۔ بلکہ بے ادب اور متکبر ہے اس نے اپنی عبادت سے مغرور ہو کر آدم علیہ السلام کو سجدہِ تعظیم نہ کیا بے ادبی کی اور مردود ہو گیا۔

جب اللہ نے پوچھا کہ ابلیس تو نے سجدہ تعظیمی کیوں نہیں کیا تو کہنے لگا کہ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں اور آج کل کے گمراہ بے ادب فرقے کہتے ہیں کہ نبی ہماری مثل ہے۔ کھاتا ہے پیتا ہے سوتا ہے جاگتا ہے شادیاں کرتا ہے بالکل ہمارے جیسا ہے۔ یہ بھی شیطان کی طرح ادب کو شرک اور بے ادبی کو توحید کہتے ہیں۔

بے ادبی کی نحوست:۔

بے ادبی شرک سے بڑی بدبختی ہے کہ اس کی نحوست سے شیطان کی ہزاروں سال کی عبادت ناکارہ ہوگئی۔ حالانکہ شیطان نے کوئی شرک نہیں کیا۔ اللہ کے نبی علیہ السلام کی بے ادبی کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے جہنمی ہوگیا۔ توبہ کی توفیق نہ اب تک ملی ہے نہ کبھی ملے گی۔

حقدارِ عبادت جاننا شرک ہے:۔

جو لوگ ولیوں کے معتقد ہیں۔ کوئی سلسلہ بھی اپنے پیر کو عبادت کا حقدار نہیں مانتا۔ یہ لوگ اللہ کے نبیوں اور ولیوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ نذر و نیاز عرس فاتحہ اختیارات کرامت و معجزہ کو قرآن و حدیث کے مطابق مانتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ان کو حق دیا ہے۔ اس کے مطابق شفاعت کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں شفاعت کا باب درج ہے۔ جس میں شفاعت کے بارے حدیثیں درج ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء عظام اور مومنین اللہ کے دربار میں روزِ محشر سفارش کریں گے کیونکہ اللہ نے اُن کو یہ حق دیا ہے اور لاکھوں گناہگار مسلمان ان کی سفارش سے جنت میں جائیں گے۔ اس طرح اللہ کے عطا کردہ نبیوں اور ولیوں کے حقوق و اختیارات کو ماننے اور اس کے مطابق عقائد رکھنا یہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے یہ کسی طرح بھی شرک نہیں۔

اپنے زور سے حمایت و شفاعت کرنا:۔

ایسا غلط عقیدہ کسی فرقے کا بھی نہیں ہے کہ کوئی نبی یا ولی اپنے زور سے اللہ کا مقابلہ کر کے گناہگاروں

کو بخشوا دیں گے یہ تو مسلمانوں پر الزام ہے۔ اہل سنت والجماعت جو کہ نبیوں اور ولیوں پر شفاعت کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ اس لئے ہے کہ بارگاہ خداوندی میں ان کو منصب شفاعت نصیب ہے۔ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ نے ان کو یہ حق عطا فرمایا ہے اس بارے میں قرآنی آیات اور حدیث مبارکہ پیچھے درج ہو چکی ہیں۔ اہلِ سنت والجماعت صحیح عقیدہ اور دینِ حق پر ہیں۔ یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے وسیلہ سے شفاعت طلب کرنا اس بنا پر سمجھتے ہیں کہ اللہ نے یہ اختیارات ان کو عطا فرمائے ہیں ان کے ذاتی نہیں ہیں کہ وہ اللہ سے زور آزمائی اور برابری کر کے بخشش کروائیں گے۔

شفاعت اختیار وارادہ سے ہے:۔

حضرات انبیاء اولیاء کا خدا کی بارگاہ میں شفاعت و دعا کرنا اس دنیا میں ہو اور چاہے آخرت میں ہو ان کے اختیار اور ارادہ سے ہے۔ اور اُس دعا اور شفاعت کو قبول کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دعا فرمائی کہ اسلام قبول کر لیں۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارادے سے فرمائی ورنہ اس کے لئے وحی تو نہیں آئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کریں۔ آپ نے اپنے ارادے سے دعا فرمائی اسی طرح آخرت میں بھی اللہ کے نبی اور ولی اپنے ارادے سے جس کی چاہیں گے شفاعت فرمائیں گے اور اللہ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں گے۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ولیوں کو یہ حق اور اختیار عنایت فرمایا ہے۔

س:۔ فاسق و فاجر یعنی گناہگار موحد مشرک متقی سے ہزار درجہ بہتر ہے؟

ج:۔ یہ سوال تو بالکل کم عقلی اور کم علمی کا ہے کیونکہ مشرک کافر ہوتا ہے۔ اور متقی پرہیزگار مومن کو کہتے ہیں اب ایک آدمی ایک وقت میں ایک ہی عقیدہ پر ہوگا۔ یعنی اگر وہ مومن ہے تو مشرک نہیں ہوگا اور اگر مشرک ہے تو مومن ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ مومن اور مشرک ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لیکن عقل کے اندھوں کو نظر نہیں آتا۔ ان پر وہی مثال صادق آتی ہے کہ ایک نہایت بے وقوف

آدمی ایک اللہ کے ولی کی مجلس میں آتا اور چپ چاپ بیٹھا رہتا۔ جب مجلس برخواست ہوتی تو چلا جاتا۔ ایک دن اُس اللہ کے ولی نے اُس آدمی سے آنے کا مقصد پوچھا کہ آپ روزانہ آتے ہیں مجلس میں پورا وقت بیٹھ کر چپ چاپ چلے جاتے ہو۔ کبھی کوئی مسئلہ کوئی الجھن کوئی بات نہیں پوچھتے۔ وہ گنوار بولا سرکار ایک مسئلہ پوچھوں آپ نے فرمایا ضرور پوچھ وہ کہنے لگا کہ روزہ کس وقت افطار کرنا چاہیے بزرگوں نے فرمایا جب سورج غروب ہوجائے تو روزہ افطار کرنا چاہیے یعنی کھولنا چاہیے وہ گنوار بولا سرکار اگر سورج غروب ہی نہ ہو تو پھر۔ آپ نے فرمایا ازل سے لے کر آج تک سورج طلوع بھی ہوتا ہے اور غروب بھی ہوتا ہے ایسا تو کبھی بھی نہیں ہوا کہ سورج غروب ہی نہ ہو۔ آپ اس گنوار کی جہالت کو سمجھ گئے آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ روزانہ مجلس میں جس طرح تشریف لاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اُسی طرح ٹھیک ہے۔ کیونکہ سوال پوچھنے کیلئے عقل چاہیے علم اور ہدایت چاہیے جو ان سوال کرنے والوں کے پاس نہیں ہے ان کے پاس صرف انبیاء اولیاء سے حسد وبغض مخالفت وکینہ ہے جس کی وجہ سے یہ ایسے سوال کرتے ہیں۔ القصہ مختصر مواحد گناہگار تو ہوسکتا ہے لیکن مومن کبھی بھی مشرک نہیں ہوسکتا۔

ایک مثال حدیث پاک سے:۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک عالم ستر زاہدوں سے بھی مرتبے میں بلند ہے۔

علماء اس حدیث کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ عالم سے مراد مولوی اور زاہدوں سے مراد پیر ولی بزرگ ہیں مولوی صاحب کا مرتبہ سبحان اللہ۔ ستر ولیوں سے بھی مرتبہ میں بلند ہے پھر اگر کوئی پوچھے کہ مولوی صاحب تھوڑی سی اور تشریح فرمائیں کہ جو مولوی مرتبے میں ستر ولیوں سے بلند ہے وہ بھلا دیو بندیوں میں ہے، بریلویوں میں، اہل حدیثوں میں وہابیوں اور تبلیغی جماعت میں دعوت اسلامی یا جماعت اسلامی میں ماشاء اللہ اس قدر بلند مرتبے والے مولوی کا تعلق کس فرقہ سے ہے۔ کیونکہ سب فرقے ایک دوسرے کو کافر اور مشرک وغیرہ کہتے ہیں تو وہ بلند مرتبہ مولوی جو ستر ولیوں سے افضل اور بلند مرتبہ ہے وہ کس کافر یا مشرک فرقے سے ہے۔ اس سوال پر مولوی صاحبان خاموشی اختیار فرماتے ہیں۔ کیونکہ اس

طرح مولوی صاحب ایک ہی وقت میں ایک طرف ستر ولیوں سے مرتبہ میں بلند بھی ہیں اور دوسری طرف کافر ومشرک بھی۔

انبیاءکرام اور اولیاءعظام کا علم :۔

نبیوں اور ولیوں کا علم عطائی ہے۔ یہ کسی مدرسے میں نہیں پڑھتے۔ اللہ علم عطا فرماتے ہیں مثلاً وحی الہام اور مکاشفہ کے ذریعے۔ جبکہ مولوی مدرسوں میں پڑھتے ہیں۔اس طرح کا علم کافر ومشرک مسلمان سب پڑھ سکتے ہیں۔لیکن نبیوں اور ولیوں کا علم اللہ کی عطا کے بغیر پڑھنے سے نہیں آتا۔تو حدیثوں میں علماء اللہ کے ولیوں کو کہا گیا ہے مولویوں کو نہیں۔قرآنِ پاک سورۂ کہف اللہ کا ولی فرمارہا ہے کہ اللہ مجھے الہام کے ذریعے علم عطا فرماتے ہیں۔ میں اس پر عمل کرتا ہوں اپنی مرضی اور اندازے سے کوئی کام نہیں کرتا۔اس لئے علماء وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نبیوں کی طرح علم عطا فرمائیں۔تو وہ اللہ کے ولی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عقل سلیم اور سمجھ عطا فرمائیں۔

س :۔ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔صرف اتنا اختیار ہے کہ جس چیز کو دیکھنا چاہیں آنکھیں کھول کر دیکھ لیں نہ دیکھنا چاہیں بند کرلیں؟

ج :۔ اس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ جینا مرنا رزق کا ملنا اور رزق سے محروم ہونا وغیرہ جو کچھ کہ عالم غائب میں ہے اس کو جاننے کی کنجیاں اور اس پر تصرف کرنا یہ سب کچھ حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔اللہ کا یہ علم اور تصرف ذاتی ہے۔انبیاء اولیاء کا علمِ غیب اور تصرف عطائی ہے۔اللہ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔جو کچھ اس عالم میں ہے اس کے علم اور تصرف کی کنجی حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ایسا ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ظاہری چیزوں کو دیکھنے سننے اور خرید وفروخت کرنے کا اختیار اہلِ ظاہر یعنی عام آدمیوں کافر ومسلم سب کو دیا ہے تو بالکل اسی طرح جو کچھ عالم غیب میں ہے اس کے علم اور تصرف کا اختیار انبیاء اور اولیاء کو دیا ہے۔ آیت قرآنی سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ تم میں سے غیب کی اطلاع نہیں دیتا مگر رسولوں میں سے جن کو چن لیا ہے غیب کی اطلاع

دیتا ہے۔سورۂ تکویر میں فرمایا۔تمھارا صاحب غائب جانتا ہے اور بتانے میں بخیل بھی نہیں ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ معراج کے وقت جب اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ آمنے سامنے تشریف فرما ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت حضور ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھا جس کی ٹھنڈک قلب تک محسوس کی اور جان لیا جو کچھ زمینوں میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے۔

اس طرح قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو علم غیب اللہ نے عطا فرمایا تھا۔ ولایت ظِلِ نبوت ہے یعنی ولایت نبوت کا سایہ ہے مراتب میں فرق ہے اللہ کا سلوک ایک ہے اللہ نبیوں کو بھی علم عطا فرماتے ہیں اور ولیوں کو بھی عطا فرماتے ہیں۔کتنا علم عطا فرماتے ہیں۔ یہ دینے والا جانے اور لینے والا جانے۔مطلب اس بات سے ہے کہ اللہ علم غیب اپنے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرماتے ہیں۔لیکن ناسمجھ مولوی آیاتِ قرآنی کا مطلب نہیں سمجھتے۔جو آیتیں علم غیب کے جاننے کی دلیل ہیں ان کا الٹا مطلب لیتے ہیں اور علم غیب نہ جاننے کیلئے دلیل بناتے ہیں جس طرح حدیث افک۔

حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تہمت کا واقعہ:۔

علم غیب کا انکار کرنے والے لوگ اُم المومنین اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت کا واقعہ دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو پورا مہینہ پریشان کیوں رہے پہلے ہی دن صحابہ سے فرمادیتے کہ تمہیں مغالطہ ہوا ہے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ جس کو تہمت میں ملوث کر رہے ہو دونوں بے قصور ہیں۔الزام لگانے والے بھی صحابہ تھے۔آپ ﷺ وحی کے آنے تک پریشان رہے جب وحی آئی تب تسلی ہوئی اس سے ثابت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں تھا۔نعوذ باللہ

حقیقت کیا ہے:۔

پڑھنا کسب ہے سمجھ عطا ہے اگر اللہ تعالیٰ سمجھ عطا نہ فرمائیں تو پڑھنے سے سمجھ نہیں آتی۔سرکارِ دو جہاں ﷺ کا فرمان ہے علم سب سے بڑا حجاب ہے یعنی پردہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے رستے میں اللہ

اور بندے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور بندے کو اللہ کی معرفت اور معراج نہیں ہونے دیتا۔ دوسرا علم نور ہے جو نبیوں اور ولیوں کو اللہ عطا فرماتے ہیں جس سے اللہ کی معرفت اور معراج، قدرت تصرف ذات کی پہچان اور قرب نصیب ہوتا ہے۔ اس واقعہ تہمت کی وضاحت کیلئے حدیث درج کرتا ہوں غور فرمائیں انشاء اللہ سمجھ آجائے گی۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں روحانیت میں موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ ہمارے وہ باپ ہیں کہ جنت میں دانہ آپ نے کھایا اور ہم زمین پر تکلیفیں مصیبتیں اور پریشانیاں برداشت کرتے پھرتے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا بالکل ٹھیک۔ آپ میری اولاد میں صاحب کتاب رسول ہیں۔ تورات آپ پر نازل ہوئی ہے اور یہ میرا ممنوعہ شجر کا دانہ کھانے کا واقعہ آپ نے تورات میں پڑھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ جی ہاں تو آدم علیہ السلام نے فرمایا آپ یہ بتائیں کہ تورات اللہ تعالیٰ نے کب لکھی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی پیدائش سے چالیس سال پہلے۔ آدمؑ فرمانے لگے جب اللہ نے چالیس سال پہلے لکھ کر رکھا ہوا تھا تو میرا اس میں کیا قصور ہے۔

ضد چھوڑ کر سمجھ سے کام لیں کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چالیس سال پہلے تورات اللہ نے لکھی اور نازل موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی۔ آدم علیہ السلام کو علم ہے کہ توراۃ میں کیا لکھا ہوا ہے یہی علم غیب ہے جس کو آدم علیہ السلام جانتے ہیں۔

اسی طرح قرآن پاک تورات سے ہزاروں سال پہلے لکھ کر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں محفوظ فرما دیا تھا۔ آدم علیہ السلام سے ہزاروں سال بعد حضور نبی کریم ﷺ زمین پر تشریف لائے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پیدا فرمایا۔ چالیس سال بعد اعلان نبوت اور اس کے تیرہ سال بعد مکہ شریف سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور یہ واقعہ مدینہ منورہ میں پیش آیا۔ آپ ﷺ کو علم ہے کہ قرآنِ پاک میں کیا لکھا ہوا ہے آپ ﷺ نے ان آیات کا جو اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اور پاکیزگی کے بارے میں تھیں۔ انتظار فرمایا جب وہ آیات نازل ہوئیں تب الزام لگانے والے صحابہ کو اسلامی قانون کے مطابق کوڑے مارے اور وہی سزا دی جو اللہ نے تہمت لگانے والوں کیلئے مقرر فرمائی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے قانون کو اللہ کے حکم اور منشاء کے مطابق نافذ کرنے والے ہیں اگر آپ ﷺ کو علم غیب نہ ہوتا تو آپ ﷺ الزام

لگانے والوں کو سچا مان کر اسلامی قانون کے مطابق الزام میں ملوث صحابی اور اُم المومنین اماں عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو سنگسار فرماتے نعوذ باللہ کیونکہ اسلام میں شادی شدہ زانی کی سزا سنگسار ہے آپکا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرنا آپکے علم غیب جاننے کی دلیل ہے۔

یہ سچ ہے کہ ہر چیز کی ملکیت خدا ہی کے دست قدرت میں ہے اس سے نبیوں ولیوں کا علم غیب جاننا شفاعت کرنا، مُردوں کو زندہ کرنا، کوڑھی اور پیدائشی اندھے کو صحت یاب فرمانا ان تمام اختیارات کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ اللہ کے اختیارات اور علم ذاتی ہے نبیوں اور ولیوں کو اللہ نے عطا فرمایا ہے اسکو مان لینا کسی طرح بھی شرک نہیں ہے۔

دنیاوی چیزوں کو دیکھنا اللہ نے عام لوگوں یعنی کافر و مسلمان سب کو اختیار بخش دیا کہ جب چاہیں آنکھیں کھول کر دیکھ لیں نہ چاہیں آنکھیں بند کرلیں۔ اس اختیار کے ہوتے ہوئے رات کے اندھیرے میں پاس پڑی ہوئی چیز نظر نہیں آتی۔ دن کے وقت دیوار کے پیچھے نظر نہیں آتا۔ آسمان پر ستارے دن کو موجود ہوتے ہیں لیکن نظر نہیں آتے چاہے آنکھیں کھول کر دیکھ لیں ظاہری چیزوں کو دیکھنے کا بھی کلی اختیا اللہ کو ہے کچھ مخلوق کو عطا فرمادیا۔ اسی طرح غیب کی چیزوں کو دیکھنے اور جاننے کا کلی اختیار صرف اللہ کو ہے۔ اور اس کا یہ علم ذاتی ہے۔ اور کچھ علمِ غیب اپنے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرمایا ان کا یہ علم غیب یعنی غائب چیزوں کو جان لینا عطائی علم ہے۔ نبیوں اور ولیوں کے اس علم کا انکار قرآن وحدیث کی مخالفت ہے ان کی مخالفت کفر ہے۔

س :۔ اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت کسی کو نہیں بخشی۔ کہ وہ جب چاہیں غیب کی باتیں جان لیں؟

ج :۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کیلئے یہ کہنا کہ وہ جب چاہیں غیب کی باتیں معلوم نہیں کر سکتے اس کی دلیل میں کوئی قرآنی آئیت یا حدیث نہیں ہے جس طرح سجدہ تعظیم کی منسوخی میں کوئی آیت اور حدیث نہیں ہے جو آیتیں کافروں کے بتوں اور کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کو اَدل بدل کر کے ان سے غلط مطلب لے کر ترجمہ اور تفسیر غلط بیان کر کے اپنا گمراہی کا مقصد پورا کرتے ہیں۔ نبیوں اور ولیوں کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں۔

کیونکہ جو چیز ثابت کرنا چاہو اس کے ثبوت میں قرآن وحدیث سے ثبوت ہو یا صحابہ کرام اور اولیاء کرام کے فرمان سے کوئی ثبوت ہو۔ اپنی عقل سے جھوٹی باتیں بنا کر عقلی دلیلوں سے قرآن وحدیث کو جھٹلانا بالکل گمراہی ہے اس سے آدمی کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک سے ثبوت:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں تمھیں خبر دیتا ہوں ان چیزوں کی جو تم کھاتے ہو اور گھر وں میں ذخیرہ کرتے ہو۔

سورۂ یوسف:۔

یوسف علیہ السلام کا قاصد آپ کا کرتہ لے کر مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوتا ہے ابھی راستے میں ہے تو یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں سے فرماتے ہیں اگر تم مجھے وہمی نہ کہو تو مجھے آج یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے باپ تمھارا پرانا وہم نہیں گیا۔ تھوڑی دیر بعد قاصد پہنچ گیا۔ یوسف علیہ السلام کی اطلاع دی اور کرتہ تبرک بھی پیش کیا۔ جس سے آپ علیہ السلام کی مشکل آسان ہوگئی بینائی آ گئی تو یہ اس قاصد اور یوسف علیہ السلام کی خبر بغیر وحی کے آپؑ نے اپنے بیٹوں کو دی۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ:۔

جب حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو قریش کے نوجوانوں کی ایک ٹولی نے آپؓ کا پیچھا کیا۔ آپ نے اپنا ترکش دکھایا جو تیروں سے بھرا ہوا تھا اور فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ میں تم لوگوں سے بڑھ کر زبردست تیر انداز ہوں جب تک میرے ترکش میں ایک تیر بھی باقی ہے تم میرے قریب نہیں آسکتے۔ قریش کے نوجوانوں نے کہا کہ جو ذخیرہ یعنی مال اناج وغیرہ۔ آپؓ نے مکہ میں چھوڑا ہے۔ اس کا پتہ بتا دیں ہم وعدہ کرتے ہیں آپؓ کا پیچھا چھوڑ دیں گے اور واپس چلے جائیں گے۔ آپؓ نے اُس اناج اور غلہ وغیرہ کا پتہ بتا دیا وہ واپس چلے گئے۔ جب صہیب رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

اقدس میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی تین بار فرمایا کہ صہیب رضی اللہ عنہ تو نے غلے سے خوب فائدہ اٹھایا اس پر یہ آیتِ قرآنی نازل ہوئی۔ اور لوگوں میں کوئی اللہ کی مرضی اور خوشنودی کیلئے اپنی جان بیچ دیتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔{شرح صدور}

منافق کے مرنے کی خبر:۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ اچانک تیز ہوا کا جھونکا آیا آپ نے فرمایا یہ تیز ہوا کا جھونکا ایک منافق کی موت کی خبر دیتا ہے۔ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اُسی روز اور اُسی وقت بڑے نفاق والا بڑا منافق مرا تھا۔

جلد مرنے کی خبر۔

حبیب ابن اسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کا باپ بھی انکے پیچھے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آ گیا اور عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لڑکا میرے ہاتھ پاؤں ہے اس کے سواء میری خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا اے حبیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے ساتھ واپس چلا جا کیونکہ اسکی زندگی بہت کم ہے اس مختصر وقت میں اس کی خدمت کر لے۔ یہ جلد فوت ہو جائے گا۔ حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے ساتھ واپس چلا گیا اور اُس کا باپ اسی سال فوت ہو گیا۔{شرح صدور}

اگر کہا جائے کہ صرف وحی سے ہی نبیوں کو علم ہوتا ہے تو یہ بالکل جھوٹ اور حماقت کی بات ہے۔ کیونکہ نبیوں کو علم وحی الہام مکاشفہ اشراقِ باطن اور ادراکِ قلبی سے بھی ہوتا ہے۔

حضرت امام باقرؓ نے غیبی خبر دی:۔

کتاب شواہد میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا ہم پچاس آدمی تھے۔ جو امام باقر علیہ السلام کے حضور حاضر ہوئے۔ اچانک ایک شخص کوفہ سے آیا جس کا کام چھوہارے بیچنا تھا۔ اُس نے امام باقر علیہ السلام کی خدمت

میں عرض کی کہ کوفے میں لوگ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کے ساتھ ایک ربانی فرشتہ ہے جو کافر کو مومن سے اور آپ کے دوستوں کو آپ کے دشمنوں سے جدا کر دیتا ہے اور آپ کو اس کا شناسا کر دیتا ہے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے پوچھا تیرا پیشہ کیا ہے۔ اس نے کہا گیہوں بیچتا ہوں آپ نے فرمایا جھوٹ ہے۔ اس نے کہا کبھی کبھی جو بھی بیچتا ہوں آپؑ نے فرمایا ایسا بھی نہیں ہے بلکہ تیرا پیشہ تو چھوہارے بیچنا ہے اس شخص نے عرض کی حضور آپؑ کو کس نے خبر دی۔ آپؑ نے فرمایا ایک ربانی فرشتہ ہے جو مجھے میرے دوست اور دشمن کی خبر دیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا تو فلاں بیماری سے مرے گا۔ راوی نے کہا کہ جب میں کوفہ پہنچا تو اس شخص کا حال پوچھا لوگوں نے بتایا کہ وہ مر گیا ہے اُس کو مرے ہوئے آج چوتھا دن ہے۔ اور جس بیماری سے مرنا امام باقر علیہ السلام نے فرمایا تھا اُسی سے مرا۔

امام رضا علیہ السلام نے کپڑا اور درہم عطا فرمائے:۔

کتاب شواہد میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ریان بن الصلّت نے مجھ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم حضرت امام رضا علیہ السلام سے اجازت مانگو کہ میں آپؑ کے پاس حاضری کیلئے آ جاؤں۔ میں اُمید رکھتا ہوں۔ کہ امام صاحبؑ اپنے کپڑوں میں سے ایک کپڑا مجھے عطا فرمائیں۔ اور اپنے نام کے درہموں میں چند درہم مجھے دیں۔

راوی کہتا ہے کہ جب میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی کوئی بات ان کی خدمت میں کہی نہ تھی کہ آپؑ نے خود ہی فرمایا کی ریان بن الصلّت چاہتا ہے کہ وہ میرے پاس آئے اور اُمید رکھتا ہے کہ میں اُسے کپڑا پہناؤں اور جن درہموں پر میرے نام کا سکہ ہے ان میں سے کچھ درہم اس کو دوں۔ ریان حاضر ہوا تو آپؑ نے کپڑا اور تیس (30) درہم اس کو دیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس کا واقعہ:۔

غزوہِ بدر میں کفار کے ستر آدمی گرفتار اور ستر مارے گئے تھے۔ اُن ستر گرفتار ہونے والوں

میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن کے ایک بھتیجے اور ایک بھانجے بھی شامل تھے۔ ان قیدیوں کے بارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مشورہ کیا۔ اور یہ طے پایا کہ ان سے جرمانہ لیا جائے۔ اور جن کے پاس رقم نہ ہو وہ دس دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سیکھا دیں اسکے بعد ان کو رہا کر دیا جائے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے دونوں ساتھیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ چچا جرمانہ دو اپنا بھی اور اپنے ساتھیوں کا بھی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔ کہ بھتیجے میرے پاس اتنی بڑی رقم نہیں ہے کہ سب کا جرمانہ ادا کرسکوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا وہ رقم جو آتے وقت چچی کو دیکر اور سمجھا کر آئے ہو کہ اگر میں جنگ میں مر گیا تو اس رقم کو بیٹے اور بیٹیوں میں اس طرح تقسیم کرنا۔ اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا نے کہا کہ اُس وقت تو ہمارے پاس کوئی بھی نہیں تھا میرے اور تیری چچی کے سوا اس بات کو کوئی بھی نہیں جانتا۔ اے میرے بھتیجے تو واقعی اللہ کا نبی ہے کیونکہ نبیوں کو ہی خفیہ باتوں کا علم ہوتا ہے۔ اب غور فرمائیں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ہی علم غیب کا اظہار فرما دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو ایسی طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے کہ وہ جب چاہتے ہیں قلبی ادراک کے ذریعے کسی چیز کے بارے میں علم حاصل کر لیتے ہیں انکے اس علم غیب کو ثابت کرنا اور مان لینا عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی قدس اللہ سرہ العزیز کا تصرف:۔

آپؒ کا مزار پاک خانقاہ شریف میں ہے۔ جو کہ سمہ سٹہ کے قریب ہے۔ آپؒ خواجہ نور محمد مہارویؒ چشتیاں شریف والوں کے مرید اور رشتہ دار ہیں وقت کے قلندر تھے۔ ایک روز آپ اپنی خانقاہ یعنی آستانہ عالیہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے پاس ایک ریچھ تھا جس سے وہ تماشا دکھا کر بھیک مانگ کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے کہنے لگا جی میں قلندر ہوں ریچھ کو نچاتا ہوں آپ کو ریچھ کا ناچ دکھانے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک۔ ریچھ کا ناچ دکھا۔ قلندر نے ریچھ کو جتنے کرتب اور ناچ ریچھ کو سکھائے تھے سب دکھائے۔ محکم الدین سیرانیؒ تماشا دیکھ

کر بہت خوش ہوئے فرمانے لگے ریچھ کو ایک طرف باندھ دو۔ اور میرے سامنے آ کر بیٹھ جاؤ تو نے اپنا تماشا دکھایا میں بھی اپنا تماشا دکھاتا ہوں کیوں تو بھی قلندر اور ہم بھی قلندر۔

وہ فقیر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ یونہی اُس نے آنکھیں بند کیں کیا دیکھتا ہے کہ کسی ملک کا دارالخلافہ ہے۔ امیر وزیر، جرنیل سب لوگ جمع ہیں اور بادشاہ کا انتخاب کر رہے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ ایک پرندہ چھوڑا ہوا ہے وہ ہوا میں اڑ رہا ہے جس کے سر پر بیٹھ جائے گا وہ بادشاہ ہوگا یہ فقیر بھی ان لوگوں میں کھڑا ہو گیا اور وہ پرندہ آ کر اس کے سر پر بیٹھ گیا اور یہ فقیر بادشاہ بن گیا۔ وزیروں نے اس کی شادی کر دی۔ بچے ہو گئے خوشی بخوشی بڑی کامیابی سے حکومت چلانے لگا۔ بارہ سال حکومت کرتا رہا۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ملک کا حاکم بنا رہا بہت خوش تھا۔ ایک دن اپنے سپاہیوں کیساتھ شکار کیلئے جنگل کی طرف گیا۔ آگے جنگل میں ایک خوبصورت ہرن دکھائی دیا۔ بادشاہ نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا۔ گھوڑا اتنا تیز دوڑا کہ سپاہی پیچھے رہ گئے۔ اچانک ہرن بادشاہ کی نظر سے غائب ہو گیا۔ مایوس ہو کر بادشاہ اپنے سپاہیوں طرف پلٹا۔ لیکن سپاہیوں کا اتہ پتہ نہ ملا۔ جنگل میں ایک بزرگ نظر آئے ان سے پوچھا کہ بابا جی میرے سپاہی کہیں دیکھے ہیں۔ وہ بزرگ بولے بادشاہ سلامت سپاہی تو میں نے نہیں دیکھے آپ کا ریچھ اور گدڑی حاضر ہیں۔ قلندر بولا خواجہ صاحب یہ کیا کر دیا ابھی میں بادشاہ تھا ایک سیکنڈ میں میری حکومت، میرے سپاہی، میرا گھوڑا، میرے بیوی بچے کہاں غائب ہو گئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا تو نے ہمیں خوش کیا تھا میں نے تجھے خوش کر دیا اب جاؤ اور اپنا کام کرو۔

اس طرح کے بیشمار واقعات معتبر کتابوں میں درج ہیں۔ بزرگوں کو قدرت تصرف یعنی اس طرح کے عجیب وغریب کام دکھانے کی طاقت اللہ نے عطا فرمائی ہے اور بزرگ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق جو چاہتے ہیں کرتے ہیں جس طرح عام آدمیوں کو حواس خمسہ عطا فرمائے ہیں ان کو لوگ مسلمان و کافر اپنی مرضی سے استعمال میں لاتے ہیں اسی طرح نبیوں ولیوں کو غیب کی خزانوں پر قدرتِ تصرف اللہ عطا فرماتے ہیں ان سے طلب کرنا اور ان کا عطا کرنا عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے شرک نہیں ہے۔

کروڑلعل عیسن قدس اللہ سرہ العزیز کا تصرف:۔

ان کا اسم مبارک لعل عیسن ہے اور کروڑ اس لیے کہتے ہیں کہ انہوں نے کروڑ دفعہ قرآن پاک کو ختم کیا ہے۔ یہ بھی ان کے کرامت ہے ورنہ عام آدمی کروڑ دفعہ قرآن پاک کو ختم نہیں کر سکتا۔ آپؒ کا مزار اقدس ضلع لیہ کی تحصیل کروڑلعل عیسن جس کا نام آپکے نام مبارک پر رکھا گیا ہے شہر میں مخلوق کی زیارت گاہ ہے۔

دو آدمی سرکار لعل عیسنؒ کی زیارت کی غرض سے دور دراز سے آرہے تھے۔ راستے میں رات ہوگئی اور اندھیرے میں وہ پریشان ہوگئے کہ شاید ہم راستہ بھول گئے ہیں کسی اونچے ٹیلے پر چڑھ کے دیکھا تو اُنہیں نزدیک ہی روشنی نظر آئی وہاں پہنچے تو ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے ان سے عرض کی سرکار ہم نے کروڑ جانا ہے۔ ہمیں راستہ بتادیں وہ بزرگ جو پیر سہاگ کے نام سے مشہور ہیں وہ فرمانے لگے کہ آپ نے کروڑ جانا ہے یا توڑ جانا ہے۔ انھوں نے کہا سرکار توڑ ہی پہنچا دیں۔ آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرلو جب تک میں نہ کہوں آنکھیں نہ کھولنا۔ یونہی آنکھیں بند کیں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ انھوں نے احرام باندھا ہوا ہے اور کعبہ شریف کا طواف کررہے ہیں۔ وہ بہت خوش ہوئے با قاعدہ عمرہ حج ادا کر کے فارغ ہوئے۔ تو سہاگ پیرؒ نے فرمایا آنکھیں کھول دو اور فرمایا یہی راستہ کروڑلعل عیسن کے آستانہ کی طرف جاتا ہے سیدھے چلے جاؤ۔ یہ قدرتِ تصرف اللہ کی عطا کردہ ہے اس کو شرک کہنے والے اور ماننے والوں کو مشرک کہنے والے بچارے احمق ہیں سمجھ نہیں رکھتے۔

س:۔ حضرت رسول کریم ﷺ کو کئی بار اتفاق ہوا کہ کچھ باتیں دریافت کرنے کی خواہش کی اور وہ معلوم نہ ہوئیں؟

ج:۔ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ان کی قدر و منزلت نہایت عالی شان ہے۔ یہی وہ گروہ ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غضب کا اظہار ہوتا ہے اور جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں ان ہی کے واسطہ اور وسیلہ سے کرتے ہیں ان کا تعلق اللہ کی بارگاہ سے ایسا ہے کہ جیسے دل کا تعلق روح کے ساتھ ہے۔ انبیاء کرام اللہ کے مقبول بندے اور محبوب ہیں اور خدا ان کا محبوب و مطلوب ہے اور مخلوق میں سے

کوئی بھی نہ نیک جنوں میں سے نہ اچھے انسانوں میں سے نہ مقرب فرشتوں میں سے حضرات انبیاء علیہ السلام کی فضیلت ومقبولیت اور محبوبیت کا مقام ومنصب کسی کا بھی نہیں۔ اور سید کائنات احمدِ مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے امام اور سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تمام نبیوں اور رسولوں کے ساتھ ایسے ہے جیسی نسبت تمام اعضاء کے ساتھ دل کی ہے۔ دل ہے تو سب اعضاء کام کرتے ہیں دل نہ ہو تو سب ختم۔

اور سب نبیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ٹھہرایا ہے اس جہان میں بھی اور روزِ حشر بھی۔ گناہوں کی بخشش کا درجوں اور مرتبوں کی بلندی کا آخرت میں حاجتیں پوری ہونے کا اور اللہ کی بارگاہ میں سوال اور دعا کرنے کا تمام مخلوق اور انبیاء کرام کا وسیلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ اگر آپ کا کوئی سوال پورا نہیں فرمایا گیا۔ تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت تھی اور حکمت الٰہی کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی فرمائی گئی۔ جبکہ بیشمار دعاؤں کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی سوال کو پورا نہ فرمایا گیا تو حق تعالیٰ نے وہ پردہ اور بھید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھول دیا کہ یہ سوال کیوں پورا نہیں کیا گیا۔ اس میں کیا حکمت ومصلحت تھی۔

حضرت موسیٰ اور دیدارِ الٰہی:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں قرآن پاک میں کہ جب سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے شوق نے غلبہ کیا اور اس شوقِ دیدار کو ضبط نہ کر سکے تو عرض کیا اے پروردگار مجھے اپنا دیدار دکھا تاکہ میں اپنی ظاہری آنکھوں سے تجھے دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے تُو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دیدار کرانے کا وعدہ عالم عقبیٰ میں فرمایا ہے اس واسطے کہ ہر انسان کی پیدائش اس دنیا میں آزمائش ہے اس کے وجود کی یعنی جسم کی ساخت کمزور بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی طاقت اور حوصلہ اس میں نہیں ہے۔ بے پردہ اللہ کا دیدار اگر ہو تو دیکھنے والے پگھل کر فنا ہو جائیں جس طرح معمولی تجلی سے کوہ طور سرمہ ہو گیا تھا۔

یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال کا جواب تھا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشنودی اور راضی کرنے

کیلئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اس گروہ انبیاء کے ساتھ سلوک ہے اس خفیہ بھید کو ظاہر فرمایا۔ کہ اے موسیٰ علیہ السلام سامنے والے پہاڑ کی طرف دیکھ اس پر میں اپنی تجلی ظاہر کرونگا۔ اگر یہ پہاڑ تجلی کو برداشت کر کے اپنی حالت پر قائم رہا تو پھر تو بھی میرا دیدار کر سکے گا۔ پھر فرمایا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ جس وقت پروردگار نے اس پہاڑ پر تجلی فرمائی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر گئے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار میں ایمان لایا کہ تُو تمام عیبوں سے پاک ہے۔ اور سب سے پہلا ایمان لانے والا میں ہوں کہ تُو نے جو کچھ فرمایا سب برحق ہے۔ انبیاء واولیاء میں سے کسی میں تیرے جمال باکمال کے دیدار کی طاقت نہیں۔ اور سر کی آنکھوں سے اس جہان میں کوئی تجھے نہیں دیکھ سکتا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی دل جوئی فرماتے ہیں اور یہ کہنا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض کاموں کے معلوم کرنے کی حاجت ہوئی اور وہ معلوم نہ ہوئے یہ بالکل حماقت کم عقلی اور کم علمی ہے۔ اکثر روایتوں سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس بات کو معلوم کرنے کا ارادہ فرمایا فوراً مکاشفہ یا وحی کے ذریعہ سے وہ بات معلوم ہو گئی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ کے بغیر بھی ہونے والی بات کی خبر آ گئی۔ مثلاً

غزوہِ بدر میں تعداد کی کمی ہتھیاروں کی کمی کھانے پینے کی چیزوں کی کمی کی وجہ سے پریشانی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی کہ باری تعالیٰ اگر آج یہ تیرے نام لیوا مٹھی بھر انسان تیرے بندے اگر ختم ہو گئے تو قیامت تک تیرا نام لینے والا زمین پر کوئی نہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فوراً فتح کی خوشخبری سنائی اور غزوہِ بدر میں سب کمیوں اور کمزوریوں کے باوجود شاندار فتح نصیب ہوئی۔ جس سے مسلمانوں کی شان بلند ہوئی۔ اور پورے عرب پر رعب چھا گیا۔

غزوہ احد میں عرض کرنے کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اس میں نقصان ہوگا۔ اور وہ درّہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھا دیا کہ یہاں سے حملہ ہوگا اور کافی جانی نقصان ہوگا بالکل اسی طرح ظہور پذیر ہوا کہ ستر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے۔ اور فتح ہو جانے کے باوجود اس درے سے کفار نے پیچھے سے حملہ کر کے درے پر موجود چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کر کے اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا اور بہت نقصان پہنچایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ:۔

اس واقعہ میں حضور نے دعا نہیں کی۔ اس کی دو وجوہات تھیں پہلی وجہ یہ تھی کہ اس معاملہ کا تعلق عدالت اور قانونِ شریعت سے تھا۔ کہ دونوں فریقوں میں سے ایک فریق کو تو سزا ملے گی الزام لگانے والوں کو یا جن پر الزام لگایا گیا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم تھا کہ الزام لگانے والے جھوٹے ہیں۔ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ صحابی جن پر الزام تھا سچے ہیں۔ کیونکہ قرآن میں ان کی صفائی اور بزرگی و پاکیزگی کی آیتیں موجود تھیں ان کا انتظار فرمایا۔ الزام لگانے والوں کی جھوٹی شہادتیں نہ لیں اور دونوں میں سے کسی کو بھی سزا نہ دی صدیقِ اکبرؓ نے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سختی سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو آپ نے فرمایا اے باپ میں بے قصور ہوں الزام لگانے والے جھوٹے ہیں۔ میں پُرامید ہوں کہ اللہ میری پاکیزگی کی صداقت اور شرافت و بے گناہ ہونے کی گواہی دیں گے اور کچھ دن بعد وحی آ گئی اور سارا حال روشن ہو گیا کہ اُم المومنین تہمت سے بالکل بری ہیں اور الزام لگانے والوں کو کوڑے مارے گئے۔

س:۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس کچھ ایسا علم ہے کہ میں جب چاہوں اس سے غائب کی بات معلوم کرلوں اور آئندہ کی بات معلوم کرنا میرے قابو میں ہے سو وہ بڑا جھوٹا ہے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے؟

ج:۔ اگر وہ شخص نبی یا ولی ہے تو اسکا علم نبوت کے نور سے یا ولایت کے نور سے ہے اور یہ علم اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو یعنی نبیوں اور ولیوں کو عطا فرمایا ہے اس نور سے یہ حضرات گزرے ہوئے زمانے کے اور آنیوالے زمانے کے حالات کو جان لیتے ہیں انبیاء اپنی اُمتوں کو اور اولیاء اپنے مریدوں کو اس سے آگاہ کر دیتے ہیں تاکہ انکا ایمان و اعتقاد صحیح ہو جائے اور وہ امتی یا مریدین ان حالات کے معاملہ میں بیدار ہو جائیں اور راہِ خدا طے کرنے میں زیادہ مشغول ہو جائیں۔

یہ لوگ سچے ہیں اللہ نے قرآن میں ان کی سچائی کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ سچے لوگوں کے ساتھ لگے رہو نبیوں اور ولیوں کا اپنے ارادے سے غیب کی بات جان لینا اور کوئی کام کر دینا قرآن پاک سے ثابت ہے۔

حضرت سلیمانؑ اور آپ کا صحابی:۔

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے درباریو مُلک سباء کی ملکہ بلقیس ہمارے پاس آ رہی ہے اس کو بیٹھانے کیلئے اُسی کا تخت چاہیئے۔ تو اُس کے پہنچنے سے پہلے اُس کا تخت کون حاضر کرے گا۔ ایک طاقتور جن نے کہا میں آپ علیہ السلام کی مجلس برخواست ہونے تک تخت لے آؤں گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں وہ تو جلد پہنچ رہی ہے اس سے جلدی چاہیئے۔ آپ کے صحابی آصف بن برخیا نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی علیہ السلام میں پلک جھپکتے ملکہ بلقیس کا تخت حاضر کر دوں گا آپ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حاضر کر دو۔ آصف نے ہاتھ سے اشارہ کیا تخت سامنے حاضر تھا۔

اب غور فرمائیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے نورِ نبوت سے جان لیا کہ ملکہ بلقیس پہنچنے والی ہے۔ آپؑ پر نہ وحی آئی اور نہ الہام ہوا۔ نورِ نبوت سے ادراک ہوا جس سے آپ علیہ السلام نے جان لیا کہ ملکہ جلد پہنچنے والی ہے اور یہ کام آپ علیہ السلام نے اپنے ارادہ سے کیا۔ اور اس نورِ نبوت سے جو اللہ نے آپ علیہ السلام کو عنایت فرمایا تھا اور صحابی نے بھی اپنے ارادے سے جان لیا اس کو بھی الہام یا اللہ کی طرف سے آواز نہیں آئی کہ اتنی جلدی تم تخت لا سکتے ہو۔ یہ دونوں سچے ہیں۔ ایک نبی علیہ السلام ہے دوسرا ولی ہے۔ دونوں کے قابو میں ہے۔ کہ غیب کی بات جان لیں یہ اختیارات اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔ دونوں بزرگوں نے کوئی خدائی دعویٰ نہیں کیا۔ انبیاء اور اولیاء کے اختیارات کا انکار واقعی کفر ہے کیونکہ یہ قرآن پاک کی مخالفت ہے۔

صحیح عقیدہ:۔

جو شخص حضرات انبیاء اور اولیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مومن ہے اہل ایمان سے ہے یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو گزرے ہوئے اور آنے والے حالات معلوم کرنے پر اللہ نے قدرت اور طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ یہ شانِ ایمان ہے اور ان ہی گزرے ہوئے اور آنے والے حالات میں سے اصحابِ کہف اور ذوالقرنین کا قصہ، دجال کا خروج

اور امام مہدی علیہ السلام کا ظہور، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور قیامت کا قائم ہونا یہ سب غیبی خبریں ہیں جو ان حضرات نے دی ہیں۔ اور یہ سب برحق اور سچ ہیں۔ یہ غیبی باتیں جان لینے کی قدرت حق تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے۔ اس کو ماننے والے مومن اور نہ ماننے والے قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔

س:۔ الہام ومکاشفہ میں خطا واقع ہوسکتی ہے۔ وحی میں غلطی نہیں ہوتی اور وحی کا آنا پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہوتا

ج:۔ حضرات انبیاء واولیاء کے جس علم میں دوسری مخلوق شامل نہیں۔ اس کے اسباب تین ہیں وحی، الہام اور مکاشفہ۔ وحی انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔ الہام ومکاشفہ انبیاء اور اولیاء کے درمیان عام ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو غیبی خبریں دی ہیں وہ وحی الہام اور مکاشفہ تینوں طریقوں سے جس پر معراج کی رات والی حدیث ثبوت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے نبیوں کو دیکھا جو بیت المقدس میں جمع ہو گئے تھے۔ میں نے ان کی امامت کی اور سب انبیاءؑ نے اس نماز میں میری اقتداء کی۔ یعنی میرے پیچھے نماز پڑھی اس کے بعد میں آسمانوں پر گیا اور آسمانوں کے عجائبات دیکھے۔ میں نے سدرہ کے درخت کو دیکھا جس کا ایک ایک پتہ ایسا ہے جیسے ہاتھی کے کان اور میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا جیسے کہ وہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دیکھنا ظاہری آنکھوں سے تھا۔ مشاہدہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم سمیت ان سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے خواب یا وحی کے ذریعے علم حاصل نہ کر رہے تھے باقائدہ دیکھ رہے تھے۔ قرآن پاک میں اللہ فرمارہے ہیں ہر چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسی طرح دیکھا جس طرح کہ وہ تھی نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پھری۔ اب اس مشاہدہ میں شک کرنا ایسا ہے جیسے قرآن پاک میں شک کرنا۔ قرآن پاک میں شک کرنا کفر ہے۔

اس طرح الہام ومکاشفہ اور مشاہدہ پاک اہل بیت اور بڑے بڑے اولیاء کرام سے ثابت ہے وہ عین حق ہے۔ جن میں کوئی خطا ہونے کا احتمال نہیں ہے۔ کیونکہ وہ عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ اس کی دلیلیں اور شہادتیں بے شمار ہیں مثال کے طور پر چند درج کی جاتی ہیں۔

حضرت علی کا مکاشفہ:۔

حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ سے لشکر بلایا تو لوگوں نے بہت کہنے سننے کے بعد لشکر کو بھیجا لشکر کے پہنچنے سے پہلے آپؓ نے فرمایا کوفہ سے جو لشکر آرہا ہے اس میں بارہ ہزار ایک آدمی شامل ہیں۔آپؓ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں لشکر کی گزرگاہ پر جا کر بیٹھ گیا اور ایک ایک سپاہی کو گنتا رہا۔واللہ جو کچھ آپؓ نے فرمایا تھا اُس سے نہ ایک آدمی کم ہوا نہ زیادہ پورے بارہ ہزار اور ایک آدمی ہوئے۔{شرح صدور}

حضرت علی کا دوسرا واقعہ:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نہروان کی طرف توجہ کرنے کے وقت فرمایا یہ لوگ اس جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک کہ ان میں جو لڑنے والے ہیں وہ مارے نہ جائیں۔ان میں سے دس سے کم آدمی زندہ بچیں گے باقی سب مارے جائیں گے اور میرے اصحاب دس سے کم شہید ہونگے اس کے بعد آپ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے کہ جس پر آپ نے چڑھائی کی تھی اور اتنا قتل و غارت کیا کہ دشمنوں کے صرف نو آدمی زندہ بچے اور آپؓ کے اصحاب میں سے صرف نو آدمی شہید ہوئے۔{شرح صدور}

پوشیدہ چیز کا پتہ بتا دیا:۔

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ محرم کے ایام عاشورہ میں حضرت خواجہ عبدالخالق کی خدمت میں ایک جماعت حاضر تھی۔اور خواجہ صاحب معرفتِ الٰہی کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے۔اچانک ایک نوجوان زاہدوں کی طرح خرقہ پہنے ہوئے کندھے پر مصلیٰ ڈالے ہوئے آیا اور ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ خواجہ صاحب نے اُس کو دیکھا تو یہ نوجوان تھوڑی دیر کے اٹھا اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔اس کا کیا مطلب ہے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ زنار اتار دے اور ایمان لے آ۔جوان نے کہا خدا کی

پناہ۔ جو میرے پاس زنار ہو خواجہ صاحب نے ایک خادم کو اشارہ کیا خادم نے اُٹھ کر اس شخص کے سر سے خرقہ اتار لیا اور خرقہ کے نیچے سے چھپا ہوا زنار ظاہر ہوا اس نو جوان نے فوراً زنار توڑ دیا اور ایمان لے آیا۔

اب دیکھیں خواجہ عبد الخالق نے چھپی ہوئی زنار کو مکاشفہ کے ذریعے دیکھ لیا اور آدمی مسلمان ہو گیا۔ انبیاء اور اولیاء سے اسی طرح تبلیغ ہوئی ہے۔

دوسرے کی نیت کا حال معلوم ہو گیا:۔

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ نے اپنی کتاب فواتح الجمال میں فرمایا کہ میں جب شیخ عمارؒ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور آپ سے اجازت لیکر مجاہدہ میں مشغول ہوا اور یاد الٰہی کی غرض سے تنہائی اختیار کی تو میرے جی میں خطرہ گزرا کہ میں ظاہری علم حاصل کر چکا ہوں اور اب علوم غیبی کا دروازہ کھلے گا تو پھر یہ کتابیں میرے کس کام کی ہوں گی۔ لہٰذا میں یہ کتابیں خطیب علماء کو پہنچا دونگا تا کہ وہ ان سے پڑھ کر تقاریر کریں گے اور میرا نام روشن کریں گے۔ جب اس ارادہ سے تنہائی میں مجاہدہ نفس میں مشغول ہوا تو یک سوئی نصیب نہ ہوئی۔ خیالات پراگندہ عجیب وغریب وسوسے آنے لگے۔ تنہائی سے نکل آیا شیخ نے فرمایا پہلے نیت درست کر لو اس کے بعد تنہائی اختیار کرنا۔

شیخ کے نورِ باطن کا جلوہ میرے دل پر چمکا تو میں نے کتابوں کو وقف کر دیا۔ کپڑے فقرا کو دے دیئے۔ صرف ایک جبہ جو میں پہنے ہوئے تھا اسے صرف رہنے دیا۔ پھر یہ نیت کی کہ خلوت گاہ یعنی تنہائی کی جگہ میری قبر ہے اور یہ جبہ میرا کفن ہے۔ اب اس جگہ سے نکلنا میرا ممکن نہیں ہے میں نے ارادہ کر لیا کہ باہر آنے کے لئے اگر کوئی ضرورت غالب ہوئی تو میں یہ جبہ پھاڑ ڈالوں گا۔ تا کہ پردہ باقی نہ رہے۔ اور پھر ننگا باہر نکلنے کے قابل نہیں رہوں گا۔ جب یہ ارادہ کیا یعنی مکمل طور پر دنیا کی ہر چیز کو دل سے نکال دیا تو جب یہ نیت میں نے دل میں کی تو شیخ نے فرمایا اب ٹھیک ہے تو نے نیت درست کر لی ہے۔ اب تنہائی اختیار کر اس کا فائدہ نصیب ہو گا۔ جب تک دل میں دنیا کی محبت بھری ہوئی ہے تو دنیا یعنی مخلوق سے علیحدگی اور تنہائی اختیار کرنا ریا کاری ہے۔ کہ سر اللہ کے دروازے پر اور دل دنیا کے دروازے پر اس طرح کبھی بھی ذات کا

تعلق نصیب نہیں ہوتا۔شیخ کے فرمان کے مطابق نیت ٹھیک کر کے جب تنہائی اختیار کر کے عبادت اور مجاہدہِ نفس شروع کیا تو شیخ کی ہمت طاقت روحانی اور توجہ سے روحانی فیض و برکت کے دروازے مجھ پر کھل گئے۔نیت تو انسان کے جی میں چھپی ہوئی چیز ہے۔اس کا جان لینا غیب کی بات جان لینا ہی تو ہے یہ قدرت اللہ نے اپنے ولیوں کو بھی عطا فرمائی ہے۔اس طرح غیب کی بات جان لینا عین قرآن و ایمان کے مطابق ہے۔عین حق ہے یہ جان لینا نہ جھوٹ ہے اور نہ خدائی دعویٰ ہے۔اللہ اسلام اور ایمان کی سمجھ عطا فرمائیں۔

بغیر پوچھے علاج بتا دیا:۔

کتاب شواھد۔ ایک شخص نے کہا میں نے حضرت زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک رقعہ لکھا اور ان سے ایک مسئلہ پوچھا اور یہ بھی خیال کیا کہ اُسی رقعہ میں ان سے یہ بھی پوچھوں کہ چوتھے روز والے بخار کا کیا علاج ہے۔مگر لکھنا بھول گیا۔انھوں نے مجھے تحریر فرمائی کہ تیرے مسئلے کا جواب تو یہ ہے اور تُو چوتھے روز والے بخار کے بارے علاج پوچھنا چاہتا تھا اور لکھنا بھول گیا اس کا علاج ہم خود ہی لکھ دیتے ہیں کہ کاغذ کے ٹکڑے پر یہ آیت کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا لکھ کر بخار والے کی گردن میں باندھ دے۔میں نے ایسا ہی کیا اور بخار والے مریض نے شفا پائی۔

شواہد معتبر کتاب ہے اس کے حوالہ پر غور فرمائیں کہ مرید کی نیت کا بزرگوں کو دور سے بھی علم ہو جاتا ہے اور تکلیف دور فرما دیتے ہیں۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں کو دور سے مدد کیلئے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ وہ ہماری بات سن رہے ہیں یہ شرک ہے۔عقل سے کام لیں۔اس واقعہ میں تو مرید نے پکارا بھی نہیں نیت کی تھی لیکن لکھنا بھول گیا۔تو آپ نے خود بخود اس کا علاج لکھ دیا۔اور فرمایا کہ تم پوچھنا چاہتے تھے اور بھول گئے اس لئے میں نے لکھ دیا۔

اللہ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو یہ توفیق بخشی ہوئی ہے کہ وہ حیات میں وفات میں نزدیک سے دور سے بولنے سے نیت کرنے سے دلوں میں کیا ہے سب جان لیتے ہیں اور جو کرنا چاہتے ہیں کر دیتے ہیں جو نہیں چاہتے نہیں کرتے

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دور سے تو صرف اللہ سن سکتے ہیں۔ نبی یا ولی نہیں سن سکتے اگر رتی ایمان کی اور معمولی سی عقل نصیب ہو تو پھر سمجھ میں آ جائیگا۔ کہ یہ کہنا کفر ہے۔ کہ صرف اللہ دور سے سن سکتے ہیں۔ یہ تو صریحاً کفر ہے۔ کیونکہ اللہ ہر وقت ہر جگہ موجود ہے وہ کبھی کسی جگہ سے دور نہیں ہوتے۔ اللہ کے مطابق ایسا عقیدہ صریحاً کفر کی علامت ہے۔ ایسی بات بے دین لوگ کرتے ہیں۔ جن کے عقائد اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق بھی غلط ہیں۔ نبیوں اور ولیوں کے مطلق بھی غلط ہیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق بھی ان کے عقائد بالکل غلط ہیں۔ کہتے ہیں کہ حدیث قرآن کی آیت کو منسوخ کر سکتی ہے۔ اس کی دلیل میں نہ کوئی قرآنی آیت ہے جس سے واضح ہوتا ہو کہ اللہ نے فرمایا ہو کہ قرآنی آیت کو میرے نبی ﷺ کا کلام منسوخ کر سکتا ہے اور نہ کوئی حدیث ہے کہ سرکارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا ہو کہ میری حدیث قرآن کی آیت کو منسوخ کر سکتی ہے۔ بلکہ بڑے گمراہ مولوی کی من گھڑت بات ہے کہ حدیث قرآن کی آیت کو منسوخ کر سکتی ہے یہ بالکل کفر کا کلمہ ہے یہ کہنا کہ کوئی بات قرآن کو منسوخ کر سکتی ہے کھلم کھلا کفر ہے۔ کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس میں کوئی غلطی اور شک کی گنجائش نہیں یہ سارے کا سارا صحیح اور عین حق ہے۔ اس کو کسی کا کلام منسوخ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ سب سے اعلیٰ کا کلام ہے اور سب سے اعلیٰ کلام ہے۔

قُربِ قیامت ہے ایسے بے دین لوگ پیدا ہونگے جو قرآن کی مخالفت کریں گے۔ حیلے بہانے سے قرآن کو جھٹلانے کی کوشش کریں گے۔ ایسے ہی ناپاک لوگوں کی ناپاک کوشش ہے کہ قرآن کو حدیث منسوخ کر سکتی ہے نعوذ باللہ۔ ایسے غلیظ بے دینوں کے شر سے اللہ تعالیٰ قرآن اسلام اور مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین

ابوداؤد اور مشکوٰۃ کی حدیثوں میں صحیح حدیث مبارک درج ہے اور یہ بے دین نہیں مانتے۔

حدیث:۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا اور اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے۔ یا اللہ کا کلام اللہ کے بعضے کلام کو اور میرا کلام میرے بعضے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے۔

یہ بے دین گروہ اس حدیث کے مقابلے میں اپنے گمراہ مولوی کی من گھڑت بات کو مانتے ہیں یہ نیا بے دین گروہ نہ قرآن کو مانتا ہے نہ حدیث کو مانتا ہے۔قرآن وحدیث کا انکار بالکل بے دینی اور گمراہی ہے۔

س :۔ کچھ لوگوں کا خیال اور عقیدہ ہے کہ نبیؑ اور ولیؒ اپنے ارادے اور خواہش سے کچھ نہیں کر سکتے یعنی ان کو کوئی اختیار نہیں کہ کچھ کر سکیں؟

ج :۔ نبیوں اور ولیوں کا اپنی خواہش اور ارادہ سے کام کرنے اور خداداد اختیار سے معجزہ اور کرامت دکھانے کے واقعات پیچھے بالتفصیل گذر چکے ہیں۔ جو قرآن و حدیث اور معتبر کتب سے ثابت ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا، پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو صحت بخشنا۔سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی رضی اللہ عنہ کے بچے کو زندہ کرنا، چاند کو دوٹکڑے کرنا،غروب ہو جانے کے بعد سورج کو واپس پلٹانا۔سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا اپنے ارادے اور خواہش سے ملکہ بلقیس کا تخت پلک جھپکتے لا کر حاضر کر دینا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کو آواز دینا اور سینکڑوں میل دور ساریہ کا آواز سن کر لشکر سے ہوشیار ہو جانا۔اس طرح کے بیشمار واقعات درج ہیں۔مزید تشریح اور ثبوت کے طور پر حدیث مبارک اور صحیح کتابوں کے حوالہ جات درج کیئے جاتے ہیں

حدیث مبارک :۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے بعض برگزیدہ بندے ایسے ہیں کہ اگر کسی کام کے لئے قسم کھالیں کہ خدا کی قسم اللہ ایسا ہی کرے گا تو اللہ اُن کو اُن کی قسم میں سچا کر دیتا ہے یعنی اُس کام کو پورا کر دیتا ہے۔

اب غور فرمائیں کہ برگزیدہ بندے اپنی خواہش سے جو کہتے ہیں اللہ پورا فرماتے ہیں یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے اور سوال کرنیوالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرر ہے ہیں۔اللہ ایسے لوگوں کو سمجھ اور ہدایت عطا فرمائیں۔آمین

درخت چلنے لگا تھا روک دیا:۔

کتاب کا نام شواہد۔اس کتاب میں درج ہے کہ ایک شخص نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ مومن کا اللہ پر کیا حق ہے۔آپؑ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا میں نے تین بار یہی سوال دریافت کیا تیسری بار جب سوال کیا تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اگر اس کھجور کے درخت کو کہیں کہ ہمارے پاس آجا تو وہ چلا آئے۔جس درخت کی طرف آپؑ نے اشارہ فرمایا تھا۔میں نے دیکھا کہ آپؑ کے فرماتے ہی وہ درخت حرکت میں آ گیا۔تا کہ آپؑ کی طرف آئے۔پھر آپؑ نے اُس کیطرف رک جانے کا اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ۔یہ تو میں نے نہیں چاہا تھا کہ تو میرے پاس چل کر آئے۔ درخت وہیں ٹھہر گیا۔

بارگاہِ الٰہی میں حقیقتاً ان حضرات کا مرتبہ ایسا ہے کہ ادھر منہ سے بات نکالی اُدھر اُس کا اثر ظاہر ہوا لیکن بزرگوں کی مخالفت کرنے والے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُن کی کوئی خواہش نہیں چلتی یہ غلط عقائد کے لوگ ہیں۔قرآن وحدیث کی مخالفت کرتے ہیں ایسا کرنا گمراہی اور بے دینی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سفر:۔

قصص الانبیاء و دیگر معتبر کتب میں درج ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملنے کی خواہش ہوتی جو کہ مکہ شریف میں رہتے تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام گھڑی بھر میں ملک شام سے مکہ شریف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس پہنچ جاتے اُن سے ملاقات کرتے اور اُسی دن جب واپس جانا چاہتے تو دو گھڑی میں واپس شام پہنچ جاتے۔یہ آپؑ اپنے ارادے اور خواہش سے اتنا لمبا سفر چند سیکنڈ میں طے فرماتے۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ شریف میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر تشریف لائے تو آپ علیہ السلام شکار کے لئے گئے ہوئے تھے گھر پر موجود نہ تھے۔آپ علیہ السلام کی بیوی گھر میں موجود تھی۔ابراہیم علیہ السلام نے ان سے گذر اوقات کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگی کہ بڑی

مشکل سے گزارا ہوتا ہے کبھی کبھی فاقہ بھی ہو جاتا ہے۔ آپؑ تشریف رکھیں اسمٰعیل علیہ السلام آتے ہی ہونگے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں چلتا ہوں میرا پیغام اسمٰعیل علیہ السلام کو دے دینا کہ گھر کا دروازہ تبدیل کر دیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام کی بہو نے پھر عرض کی کہ آپ ٹھہر جائیں اپنے بیٹے سے مل کر جائیں لیکن آپ علیہ السلام واپس شام چلے گئے اسی طرح آپ علیہ السلام شام سے مکہ شریف اور مکہ سے شام کا سفر گھڑی پل میں کر لیتے تھے۔ اتنا لمبا سفر کرنے سے نہ آپ علیہ السلام کو تھکاوٹ ہوتی تھی اور نہ مہینہ دو مہینے کا وقت صرف ہوتا تھا اپنے اختیار اور تصرف سے مہینوں کا سفر گھڑی بھر میں کر لیتے تھے۔ یہ قدرتِ تصرف اللہ نے اُن کو عطا فرمائی ہوئی تھی اور بدعقیدہ لوگ اس عطائی قوت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ انبیاء اولیاء سے حسد و بغض کی وجہ سے ایسے کام کرتے ہیں۔

س :۔ اے نبی کہہ دیجیئے کہ آسمان اور زمین کے رہنے والوں میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا اتنا بھی نہیں جانتے کہ کب مریں گے یہ جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ نیک لوگ جانتے ہیں کہ قیامت ایک روز آئیگی اور کوئی نہیں جانتا کب آئیگی۔ اگر ہر چیز کا معلوم کر لینا ان کے اختیار میں ہوتا تو یہ بھی معلوم کر لیتے؟

ج :۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے اُس کا یہ علم ذاتی ہے ازلی ہے۔ باقی تمام مخلوق کا علم عطائی ہے یعنی انبیاء اولیاء کو اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ ان کا علم غیب نہ ازلی ہے اور نہ ذاتی ہے مثلاً قرآن پاک سورۂ تکویر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ تمھارے صاحب یعنی نبی کریم ﷺ غیب جانتے ہیں اور بتانے میں بخیل بھی نہیں۔ یعنی غیب کا علم جو جانتے ہیں اس کو ظاہر بھی فرماتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے انبیاء اولیاء کا عطائی علمِ غیب ثابت ہے۔ اللہ کا علم قدیم اور انبیاء اولیاء کا حوادث۔ اوپر والے سوال میں انبیاء اولیاء کے عطائی علم کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ ان کا عطائی علمِ غیب ثابت ہے۔

غزوۂ بدر:۔

احادیث مبارکہ کی معتبر کتب سے ثابت ہے غزوۂ بدر میں جنگ شروع ہونے سے پہلے نبی

کریم ﷺ نے میدان میں لکیریں لگا دیں تھیں کہ اس لکیر پر ابو جہل کا سر ہوگا دوسری لکیر لگائی کہ اس پر ولید کا سر ہوگا تیسری لکیر لگائی کہ اس پر عتبہ کا سر ہوگا اور چوتھی لکیر پر شعبہ کا سر ہوگا کہ یہ قتل ہونگے یعنی یہ آج مریں گے اور اس جگہ مریں گے آپ ﷺ علم غیب کا اظہار فرما رہے ہیں جو اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہوا تھا۔ صحابیؓ کہتے ہیں جنگ ختم ہونے کے بعد سب نے دیکھا ان کافروں کے سر ان ہی لکیروں پر پڑے ہوئے تھے کوئی انچ برابر بھی اِدھر اُدھر نہ تھا۔

اب غور فرمائیں یہ کہنا کتنی غلط بات ہے کہ کسی کو نہیں پتہ کون کب مرے گا اور کس جگہ مرے گا اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پتہ تھا کہ یہ کافر آج مریں گے اور اس جگہ مریں گے آپ ﷺ کا یہ فرمانا اندازے سے نہیں تھا صحیح علم غیب جاننے سے تھا کیونکہ وہ کافر اُسی دن مرے قتل ہوئے اور اُسی جگہ ان کے سر تھے جو جگہ آپ ﷺ نے بتائی تھی اس طرح نبیوں کے بالخصوص نبی کریم ﷺ کے علم غیب جاننے کا انکار کرنا، قرآن وحدیث کا انکار ہ یہ صریحاً گمراہی اور بے دینی ہے۔

دوسرا ثبوت:۔

قرآنِ پاک کی نازل ہونے کی ترتیب اور ہے اور جس طرح قرآن اب موجود ہے۔ اس کی ترتیب اور ہے یعنی سب سے پہلے سورۂ اقراء نازل ہوئی وہ قرآن پاک کے آخری سپارے میں ہے اور سورۂ البقر بعد میں نازل ہوئی وہ پہلے سپارے کے شروع میں ہے۔ قرآنِ پاک جس ترتیب سے زمین پر موجود ہے۔ سورتوں کی یہ ترتیب آسمانی ہے۔ آسمانوں پر لوح محفوظ پر قرآنِ پاک اسی ترتیب سے لکھ کر رکھا ہوا تھا۔ بالکل آسمانی ترتیب کے مطابق یہاں سرکار ﷺ نے لکھوایا۔ یہ آسمانی ترتیب کو جاننا علم غیب ہے۔ اگر آپ ﷺ غیب نہ جانتے ہوتے تو آخری سپارے کی سورتیں پہلے سپارے میں ہوتیں۔ لمبی سورتیں مدنی ہیں بعد میں نازل ہوئی تھیں آپ ﷺ نے اپنے علم غیب سے جان لیا کہ قرآنِ پاک کی قدرتی ترتیب کیا ہے اور قرآنِ پاک کو اس ترتیب سے لکھوایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس ترتیب کو قائم رکھا کیونکہ صحابہ اجمعینؓ حضور ﷺ کے علم غیب پر عین الیقین تھے۔ نبیوں اور ولیوں کے علم اور اختیارات پر

اعتراض کرنے اور انکار کرنے والے گمراہ فرقے بعد میں پیدا ہوئے ہیں اور ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے کہ نبوت کا زمانہ دور ہونے سے امتوں میں گمراہ لوگ اور فرقے پیدا ہوتے رہے ہیں۔

قرآنِ پاک کی آیتیں اور ترتیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی سے نہیں سنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کا اگر انکار مان لیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علمِ غیب نہیں تھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآنِ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام ہے اللہ کا کلام نہیں ہے یہ کفار کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت کے کافر یہود و نصاریٰ ایسی بکواس کرتے تھے۔ کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوچ کر کلام بناتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کی روشن دلیل ہے۔

یہ عین حق ہے کہ ہر قسم کا علم اللہ تعالیٰ کا ذاتی ہے اور نبیوں ولیوں کو وحی الہام اور مکاشفہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں یہ بالکل صحیح عقیدہ ہے۔ جو کہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔

علم غیب اور عقیدہ اہل سنت والجماعت :۔

علامہ تفتازانی نے شرح عقائد میں لکھا ہے کہ غیب کے جاننے میں اللہ منفرد تنہا اور مستقل بالذات ہے۔ بندوں کیلئے اس کے حصول کی طرف کوئی راہ نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ وحی الہام یا مکاشفہ کے ذریعے بتا دے اور وہ انبیاء کی نسبت سے معجزہ اور اولیاء کی نسبت سے کرامت کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

قیامت کب آئے گی :۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے موجود ہیں یہ تمام اولاد آدم کو نبیوں نے ہی بتایا ہے۔ حالانکہ نبیوں اور ولیوں کے علاوہ کسی نے بھی نہ اللہ کو دیکھا ہے۔ نہ فرشتوں کو دیکھا ہے نہ دیکھ سکتے ہیں۔

نبیوں اور ولیوں کے علمِ غیب جاننے کا انکار کرنے والے لوگوں نے کیا اللہ اور اس کے فرشتوں کو خود دیکھا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں اول و آخر، ظاہر و باطن میں ہوں۔ جب اللہ ظاہر ہے تو یہ اللہ کو کیوں نہیں دیکھتے اور اللہ کا کلام کیوں نہیں سنتے اللہ سے باتیں کیوں نہیں کرتے۔

فرشتے کندھوں پر بیٹھے ہوئے ہیں نہ ان کو نظر آتے ہیں نہ ان کی باتیں سن سکتے ہیں نہ ہی ان کے قلم کاغذ نظر آتے ہیں اور نہ محسوس ہوتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کو آنکھیں، کان اور ناک چکھنے اور چھونے کی حس عطا فرمائی ہوئی ہے ان حواس خمسہ کے باوجود یہ اللہ کو نہیں دیکھ سکتے کیونکہ عام لوگوں کو اللہ نے یہ علم عطا نہیں فرمایا اور اپنے نبیوں اور ولیوں کو یہ علم عطا فرمایا ہے۔ جس سے وہ اللہ اور اس کے فرشتوں کو جو عام لوگوں سے غائب ہیں دیکھ لیتے ہیں۔ یہ بھی علم غیب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمھیں لیلۃ القدر یعنی قدر والی رات کے بارے میں بتانے کیلئے گھر سے مسجد نبوی میں آیا تھا۔ دو صحابیوں کو آپس میں جھگڑتا دیکھ کر مجھے بھول گیا کہ کونسی رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے حالانکہ نبیوں کو کوئی بات نہیں بھول سکتی نبی خطا اور نسیان سے پاک ہوتے ہیں قدر والی رات کے نہ بتانے میں حکمت یہ تھی کہ اُمت پورا مہینہ عبادت میں سُستی نہ کرے اگر بتانا مقصود ہوتا تو اگلے رمضان شریف میں دوبارہ دیکھ کر بتا دیتے کیونکہ اس کی فضیلت میں یہ بھی ہے کہ اس رات جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کو فرشتے اور جبرائیل علیہ السلام سب نظر آتے ہیں تو آپ اُن کو دیکھ کر بتا دیتے کہ یہ قدر والی رات ہے لیکن بتانا مقصود نہیں تھا کیونکہ نہ بتانے میں حکمت تھی اس لئے نہ بتایا۔ یہ نہیں کہ آپ کو معلوم نہ تھا۔

اسی طرح قیامت کی سب علامات بیان کیں لیکن مقررہ وقت نہ بتایا۔ اس کے نہ بتانے میں بھی حکمت تھی حکمت یہ تھی کہ مخلوق کی دنیا میں رغبت ختم نہ ہو۔ دنیا کی رنگینی چہل پہل قیامت کے آنے سے برسوں پہلے ختم نہ ہو۔ مخلوق سب کام دھندے چھوڑ نہ دے کہ اب کیا فائدہ اتنے سال رہ گئے یا اتنے مہینے رہ گئے اب محنت کس لئے کرنی ہے قیامت آنے سے ایک منٹ پہلے بھی مخلوق اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف ہوگی اور اچانک قیامت ظاہر ہو جائے گی زمین پھٹنے لگے گی پہاڑ روئی کی طرح اڑنے لگیں گے۔ آسمان ٹوٹنا شروع ہو جائے گا اور زمین پر گرے گا۔ یہ خوفناک منظر شروع ہو جائے گا اور زمین پر گرے گا یہ خوفناک منظر شروع ہونے سے ایک منٹ پہلے بھی مخلوق قیامت سے بے خبر ہوگی نہ بتانے میں یہی حکمت تھی یہ نہیں کہ آپ ﷺ کو معلوم نہ تھا۔

حاصل کلام۔

اہلِ ظاہر میں سے ہر شخص کو علم ظاہر کا اور اہلِ باطن کو علم باطن کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور کبھی کبھی ذاتِ باری تعالیٰ اپنے قانون کے خلاف اپنی قدرت کا اظہار فرماتے ہیں جس طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا ہوئے اُنکے ماں باپ تھے بچے کے پیدا ہونے کیلیئے ماں باپ کا ہونا اللہ کا قانون ہے اور ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قانون کیخلاف باپ کے بغیر پیدا فرمادیا یہ اُسکی قدرت ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کرسکتا ہے اپنے قانون پر پابند رہنا اللہ کی شان ہے مجبوری نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص سے پاک ہے اسکے باوجود اللہ کے اکثر کام قانون کے مطابق ہیں اور بہت ہی کم قانون کے خلاف قدرت کا اظہار ہے جیسے آٹے میں نمک بالکل اسی طرح اہلِ ظاہر زیادہ چیزوں کو دیکھتے ہیں اور بہت کم چیزیں ایسی ہیں جن کو نہیں دیکھ سکتے۔ جن چیزوں کو دیکھ نہیں سکتے ان کے نظر نہ آنے میں اللہ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔ فرشتوں کے نظر نہ آنے میں کیا حکمت ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ جو عام انسان تنہائی میں کرتا ہے وہ فرشتوں کے سامنے کیسے کرتا۔ اس طرح چند چیزوں کے نظر نہ آنے سے یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ انسانوں یعنی اہل ظاہر کو کچھ بھی نظر نہیں آتا حالانکہ زیادہ نظر آتا ہے اور بہت ہی قلیل ایسا ہے جو نظر نہیں آتا۔

اهل باطن کا معامله بھی بالکل اسی طرح کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو اور ولیوں کو دنیا و آخرت کا بہت زیادہ علم غیب عطا فرمایا اور بہت ہی کم ایسا ہے جو عطا نہ فرمایا۔ اکثر علم غیب اللہ نے جو نبیوں ولیوں کو عطا فرمایا انھوں نے اس کا اظہار بھی فرمایا اہل باطن کو قیامت کا علم نہ ہونے یا کسی حکمت کے تحت اظہار نہ فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کو کسی چیز کا بھی علم نہیں تھا۔ بہر حال قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نبیوں اور ولیوں کو علم غیب نصیب تھا۔ کتنا نصیب تھا یہ اللہ جانے اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے۔

س :۔ قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ ہی مینھ برساتا ہے اور جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا بے شک اللہ ہی ان باتوں کی خبر رکھنے والا اور جاننے والا ہے؟

ج:۔ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام غیبی باتوں کا علم حق تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے اور اللہ کا یہ علم ذاتی ہے اللہ کے سواء زمین وآسمان والوں میں سے ذاتی طور پر اس کا علم کسی کو بھی نہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ نے کسی کو عطا بھی نہیں فرمایا اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور ولیوں کو علم عطا کرنے کی نفی کہیں نہیں فرمائی۔

قرآنِ پاک:۔ یہ وہی اللہ ہے کہ اس کے سواء کوئی معبود نہیں ہے جاننے والا غیب اور ظاہر کا۔

یہ اللہ کی شان ہے کہ وہ دونوں عالم یعنی عالمِ ظاہر اور عالمِ باطن کی باتیں جانتا ہے اور یہ علم اُس کا ذاتی ہے اس کے باوجود اللہ نے ظاہری چیزوں کو جاننے کی قوت یعنی دیکھنے سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے ان پانچ حواسوں جو صفتِ انسانی ہے ہر انسان کو عطا فرمائی ہے اسی طرح باطنی اشیاء کو جاننے کا علم اپنے خاص بندوں کو عطا فرمایا ہے۔

کاہنوں اور نجومیوں کا علم:۔

علم غیب کے مخصوص حق تعالیٰ کیلئے ہونے کا مقصد ومطلب یہ ہے کہ کاہن اور نجومی علم غیب کو قطعی طور پر نہیں جان سکتے نہ ہی اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرماتے ہیں اور نہ وہ علم غیب کو کہانت اور نجوم کا علم پڑھ کر حاصل کر سکتے ہیں۔ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کاہنوں اور نجومیوں کے علم کی نفی فرمارہے ہیں نہ کہ نبیوں اور ولیوں کے عطائی علم غیب کی۔

کیونکہ کاہنوں اور نجومیوں کے بارے میں قرآنی آیت پیچھے بھی گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میری شان کے لائق نہیں۔ میں ان لوگوں کو جو کہ گمراہ ہیں علم غیب عطا کروں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ قرآن پاک میں جس جگہ بھی علم غیب عطا کرنے کی یا علم غیب جاننے کی نفی آئی ہے۔ وہ گمراہ لوگوں کے بارے میں آئی ہے۔ تعویذ، گنڈے والے اور نجومیوں کے بارے میں ہے۔

نبیوں ولیوں کو علم غیب عطا کرنے کے بارے میں آیتیں نازل ہوئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نبیوں میں سے چن لیتا ہوں جن کو علم غیب عطا فرمانا ہوتا ہے۔

ایمان کیا ہے:۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے جن چیزوں کی خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے آپ نے جن چیزوں کی خبریں دیں وہ ساری کی ساری ظاہر نہیں ہیں کچھ ظاہر ہیں اور کچھ غیب ہیں۔جس طرح اللہ، فرشتے فرشتوں کی شکلیں ان کے کام جنت دوزخ ،قرآن اور اس کی ترتیب ، علاماتِ قیامت ،قبروں کا حال، عذابِ قبر وغیرہ یہ سب کچھ غیب سے ہے اور اللہ نے یہ علم غیب سرکار ﷺ کو عطا فرمایا اور حضور ﷺ نے اس کا اظہار فرمایا ان تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

کفار بھی ظاہری چیزوں کا انکار نہیں کرتے تھے۔حضور ﷺ کو صادق اور امین مانتے تھے۔لیکن جو چیزیں ان کو نظر نہیں آتی تھیں۔ان کا انکار کرتے تھے۔

غیب کی باتیں جاننا:۔

حضور ﷺ کا غیبی باتیں جاننا قلبی ادراک ،قوتِ نبوت ، مکاشفہ روحانیت اور باطنی قوتوں سے تھا۔ ظاہری قوتوں سے نہ تھا کیونکہ ظاہری قوتوں میں حضور ﷺ باقی لوگوں کے برابر تھے۔جسطرح محکمہ موسمیات والے بارش کی خبریں دیتے ہیں۔سورج اور چاند گرہن کی خبریں دیتے ہیں طوفان کب آئے گا،سمندر میں طوفان کب آئے گا زلزلہ کس علاقے میں زیادہ اور کس علاقے میں کم آئے گا اور کب آئیگا۔ ڈاکٹر بتادیتے ہیں ماں کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی۔ پیٹ میں بچہ بیمار ہے یا صحت مند دور سے آواز سن لینا اور جواب دینا۔اب عام آدمی دنیا کے ایک کونے سے آواز دیتا ہے تو دوسرا آدمی دنیا کے دوسرے کونے میں سن لیتا ہے اور آواز دیتا جواب دیتا ہے۔

کیا یہ سب علم غیب ہے؟

اس طرح سائنسدان ڈاکٹر اور نجومی وغیرہ غیب جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ سب غائب کی خبریں دے

رہے ہیں۔ پیشگوئیاں کرتے ہیں اور سچی ہوتی ہیں۔ اس طرح ان کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ ہو گیا۔ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ علم ظاہری قوتوں سے ہے اس میں سب برابر ہیں۔ بلکہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے غیب جاننے والے نبی ﷺ نے اس سب کچھ کی خبر دی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ آخری زمانے میں کفار پیش گوئیاں کریں گے اور وہ سچی ہوا کریں گی۔ پہلے زمانے میں نبی اور ولی پیش گوئیاں کرتے تھے وہ سچی ہوتی تھیں۔

یہ سب کچھ ظاہری قوتوں سے ہوتا ہے اور باطنی قوتوں کی وجہ سے نبی ساری مخلوق سے ممتاز ہیں جیسے اللہ کی معراج جنت و دوزخ کے بارے فرمانا فرشتوں کا اور ان کی صورتیں بتانا، ساتوں آسمانوں میں اور عالم ملکوت میں جو عجائبات ملاحظہ فرمائے ان کی خبریں سنائیں۔

یہ علم غیب اللہ نے بالخصوص اپنے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرمایا سائنسدان اور نجومی اس علم کو حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ ساری بحث اور قرآنی آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ اپنے نبیوں اور ولیوں کو جتنا بتانا چاہیں بتا دیتے ہیں۔ لیکن کاہنوں نجومیوں اور سائنسدانوں کو علم غیب میں سے کچھ بھی نہیں بتاتے

باطنی علم کب سے ہے:۔

باطنی قوتوں کا علم نبیوں اور ولیوں کو پیدا ہونے کے وقت سے ہے کیونکہ اس علم کا تعلق روح سے ہے۔ تو روح کو یہ علم اللہ تعالیٰ پیدائش کے وقت عطا فرما دیتے ہیں۔ جس طرح آدم علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی ان چیزوں کے نام بتا دیئے۔ جو فرشتوں کو معلوم نہ تھے۔ تو اللہ کی عطا کی ہوئی یہ قوت اور باطنی علم بشریت کے شبہوں اور خطروں کے اندھیرے کے نیچے چھپے رہتے ہیں۔ پھر جب اللہ کی رحمت شامل حال ہوتی ہے تو انسان کسی مرشد کامل سے نورِ ایمان حاصل کر کے ریاضت اور قلبی ذکر فکر سے قلب کی صفائی کرتا ہے۔ تو قلب کی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور قلب نورِ ایمان سے روشن ہو جاتا ہے اس طرح اُس کی باطنی آنکھیں یعنی دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں جس سے عالم ملکوت، جبروت، لاہوت اور جو کچھ ان عالموں یعنی جہانوں

میں ہے دیکھ لیتے ہیں۔نبیوں کا یہ سارا کام پیرومرشد کے بغیر اللہ تعالیٰ خود کر دیتے ہیں۔ کیونکہ نبیوں کا تعلق بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے ہوتا ہے۔ باقی مخلوق کا اللہ سے تعلق پیرومرشد کے وسیلے سے ہوتا ہے۔

شقِ صدر:۔

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں اس کی وضاحت کی ہے۔ کہ انبیاء اولیاء سب کا شقِ صدر ہوتا ہے۔ جس سے قلب سب کثافتوں سے پاک ہو کر منور ہو جاتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ کا تین بار شقِ صدر ہوا۔ انبیاء اور اولیا میں سے ہر ایک کا شقِ صدر ہوتا ہے اور ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ نبیوں کا جاگتے میں ہوتا ہے اور ولیوں کا سوتے میں یعنی خواب میں ہو جاتا ہے۔قرآن میں فرمانِ الٰہی ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے جس پر چاہتا ہے یہ فضل فرماتا ہے۔ کیونکہ نبوت اور ولایت کا کوئی کورس نہیں ہے۔ اللہ کا انتخاب ہے جس کو چاہے اپنے فضل سے چن لے۔

عجائبات چشمِ دید:۔

زمانے میں بہت سی چیزیں ایسی عجیب وغریب ہوتی ہیں۔ کہ آنکھوں والا اپنے آنکھوں دیکھے عجائبات کو بیان کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کے بارے میں اُسے علم نہیں ہوتا مثال کے طور پر کسی ان پڑھ آدمی کو انجن کھول کر دکھا دیں اور پھر اُس سے پوچھیں کہ اس میں کیا دیکھا تو وہ کچھ بھی نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ اس میں سے وہ کسی پرزے کا نام ہی نہیں جانتا نہ اس پرزے کے کام کو جانتا ہے۔ اسی طرح کسی گونگے کو مٹھائی کھلا دو پھر اس سے ذائقہ دریافت کرو تو اس کا ذائقہ بتانے سے قاصر ہے۔ کیونکہ اس کی زبان ہی نہیں اسی طرح اندھا ہاتھی کو دیکھ کر کیا بتائے گا کہ وہ کیسا ہے۔ اسی طرح اہل ظاہر یعنی عام انسان اہل باطن یعنی انبیاء اولیاء کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتے اور انکے بتانے سے بھی علم باطن کو سمجھ نہیں سکتے اپنی اس لاعلمی کیوجہ سے اس علم کا یعنی علمِ لدُنی عطائی علم کا انکار کرتے ہیں اللہ سمجھ عطا فرمائیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ سوکھا ہوا اور سبز برابر نہیں ہو

تے ازلی بدبختی جب زور پکڑتی ہے تو عام مسلمان نبیوں اور ولیوں کو اپنے جیسا سمجھنے لگتے ہیں۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں کیونکہ نبی اور ولی عالمِ باطن میں بھی بہت کچھ دیکھ لیتے ہیں مثلاً قبر میں مردے کا عذاب جنت میں جنتیوں کو اور دوزخ میں دوزخیوں کو جس طرح حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک قبر کو دیکھ کر فرمایا کہ اس مردے کو عذاب ہو رہا ہے یہ پیشاب کرتے وقت احتیاط نہ کرتا تھا۔ پیشاب کے چھینٹے پاؤں وغیرہ پر پڑتے تھے اس لئے عذاب میں مبتلا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سبز ٹہنی اس کی قبر پر رکھ دی اور فرمایا عذاب ختم ہو گیا جب تک ٹہنی ہری رہے گی عذاب نہیں ہو گا عذاب ہو رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نظر آ رہا تھا ختم ہو گیا یہ بھی نظر آ رہا ہے۔اس سے آگے بھی نظر آ رہا ہے کہ جب تک ٹہنی سبز رہے گی عذاب نہیں ہو گا۔ یہ بھی علم ہے کہ جب ٹہنی سوکھ گئی پھر عذاب شروع ہو جائیگا۔

اہل ظاہر یعنی عام مسلمان اور مولوی ان چیزوں کو دیکھنے کے معاملے میں اندھے ہیں۔اس معذوری کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ کسی کو بھی نظر نہیں آتا اور اہل باطن کے باطنی علم کا انکار کرتے ہیں۔انکار کرنے والے مولویوں اور ناسمجھ مسلمانوں کے پاس قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت نہیں۔جس سے نبیوں اور ولیوں کے علم غیب اور اختیارات کی نفی کر سکیں۔ان کے علم اور اختیارات کے ثبوت میں معتبر کتب سے ثبوت پیشِ خدمت ہیں۔

لڑکا ہی پیدا ہوا:۔

شواہد میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ میں نے حضرت ہادیؒ سے دعا چاہی کہ لڑکا پیدا ہو آپ نے فرمایا جب بچہ پیدا ہو تو اُسکا نام محمد رکھنا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو لڑکا تھا میں نے اس کا نام محمد رکھا

لڑکی پیدا ہوئی:۔

شواہد میں ہی لکھا ہے کہ ایک دوسرے آدمی نے بھی حضرت ہادیؒ سے دعا کی عرض کی کہ مجھے بھی اللہ

بیٹا عطا فرمائیں۔آپ نے فرمایا بہت سی لڑکیاں لڑکوں سے اچھی ہوتی ہیں جب بچہ پیدا ہوا تو وہ آپ کے فرمان کے مطابق لڑکی تھی۔

شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز:۔

آپؒ کے والد صدیقی یعنی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ کافی عمر ہوگئی تھی اور آپ کے اولاد نہ تھی ایک دن غوث پاک کی خدمت میں عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں میرے اولاد نہیں ہے خاندانی شرافت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے منظورِ نظر مرید تھے۔آپؒ نے فرمایا دعا کریں گے اللہ اولاد عطا فرمائیں گے۔آپؒ کی دعا برکت سے اللہ نے بڑھاپے میں آپ کو خوشی دکھائی اور ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔سارے گھر والوں کو بہت خوشی ہوئی آپ خوشی خوشی بچی کو لیکر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سرکار آپ کے کرم سے اللہ نے بچی عطا فرمائی ہے۔اس کا نام تجویز فرما دیں۔ جناب غوثؒ فرمانے لگے میں نے تو لڑکے کی دعا کی تھی لڑکی نہیں ہوسکتی۔غور سے دیکھیں اس کا نام شہاب الدین ہے۔سب اہلِ مجلس اور آپ کے والد دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ واقعی لڑکا ہے۔گھر سے لڑکی لیکر آئے تھے اور دربار غوث سے لڑکا لیکر گھر گئے یہ وہی لڑکا تھا جو بڑا ہو کر طریقت کے آسمان پر شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے نام سے مشہور ہوا۔ جب شیخ شہاب الدینؒ جوان ہوئے تو سارا جسم مردوں کی طرح تھا سینہ عورتوں کی طرح تھا آپ کے پستان عورتوں کی طرح تھے۔

جاگتے ہوئے زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:۔

نفحات شریف میں درج ہے کہ ایک روز سیدنا غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مجلس میں ارشاد فرما رہے تھے کہ عراق کے مشہور بزرگ شیخ علی ہیتیؒ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو نیند آ گئی غوث پاکؒ نے لوگوں سے فرمایا چپ رہنا اور آپ گدی سے اُٹھے اور شیخ علی ہیتیؒ کے سامنے ادب

سے کھڑے ہو گئے اور ان کے چہرے کی طرف دیکھتے رہے۔ جب شیخ علی ہیتیؒ جاگے تو آپؓ نے فرمایا کہ آپؓ نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہے شیخؒ نے کہا ہاں آپ نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم بجالانے کی وجہ سے کھڑا رہا آنحضرت ﷺ نے آپ کو کیا وصیت فرمائی شیخ علیؒ نے عرض کی کہ آپؓ کی ملازمت اور خدمت میں رہنے کا حکم فرمایا ہے اب میری ساری زندگی آپؓ کے قدموں میں گزرے گی۔ شیخ علی ہیتیؒ جو کچھ خواب میں دیکھ رہے تھے۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ جاگتے میں دیکھ رہے تھے

لوگوں کے دلوں پر تصرف کا اختیار:۔

نفحات شریف میں لکھا ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ایک مرید جمعہ کے دن حضرت کے ہمراہ مسجد میں گیا تو کسی آدمی نے بھی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو سلام نہ کیا میں بہت حیران ہوا کہ آج کیا ماجرہ ہے ورنہ لوگوں کا سلام کرنے کیلئے اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ مسجد تک پہنچنا مشکل ہو جاتا تھا ابھی میرے جی کا یہ خطرہ ختم نہ ہوا تھا کہ غوث پاکؒ نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اب لوگ سلام کیلئے حضرت کی طرف ٹوٹ پڑے۔ میرے اور شیخ کے درمیان حائل ہو گئے اور مجھے سرکار سے دور کر دیا اب میں نے سوچا اس سے وہی حال بہتر تھا۔ آپؓ نے فرمایا تُو ہی تو چاہتا تھا۔ تمھیں اس کا علم نہیں کہ لوگوں کے دل قدرتِ خداوندی سے میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں چاہوں تو ان کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر لوں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں۔

اختیارات کی دلیل:۔

حاجت کے وقت فوری جواب دے دینا اور غیب کی بات بتا دینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ علم غیب کو جان لینا نبیوں اور ولیوں کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہتے ہیں جان لیتے ہیں۔ جیسے سرکار ﷺ کا قبر میں مردے کے حال سے واقف ہو جانا اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا شیخ علی ہیتیؒ کے خواب کو دیکھ لینا یہ وحی یا الہام نہ تھا بلکہ جو اختیارات اللہ نے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرمائے ہوئے ہیں ان اختیارات سے دیکھ

لیا تھا۔ اور کسی واقعہ کے متعلق معلوم نہ ہونا یا اظہار نہ کرنا یا دیر سے ظاہر کرنا کہ اُس میں کوئی حکمت پوشیدہ تھی۔ جس طرح اماں عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا ہار گم ہو گیا تلاش کرتے کرتے بہت دیر ہو گئی وہاں قافلے والوں کے لئے وضو کا پانی نہیں تھا صبح کی نماز بھی قضا ہو گئی کیونکہ بغیر وضو کس طرح پڑھیں پھر قافلے نے تیاری کر لی جب اماں عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی سواری کا اونٹ اٹھایا تو ہار اس کے نیچے پڑا ہوا تھا ہار مل گیا اور ساتھ ہی سرکار پر تیمم والی آیتیں وحی کے ذریعے نازل ہو گئیں۔ اب تیمم والی آئیتوں کا شانِ نزول یہ واقعہ تھا۔ سب اصحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شکریہ ادا کیا کہ اسلام اور مسلمانوں پر آپ کے پہلے بھی بہت احسانات ہیں۔ اب یہ احسان بھی آپ کے خاندان کے حصہ میں آ گیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیٹی کی وجہ سے تیمم کی سہولت مسلمانوں کو نصیب ہو گئی کہ اگر نمار کے وضو کے لئے پانی نہ ملے تو نماز قضا نہ کرو تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔

اس طرح کے واقعات میں سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کا علم غیب کا اظہار نہ فرمانا کسی حکمت کے تحت ہوتا تھا۔ اس سے یہ مطلب لینا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کو علم نہیں تھا یہ ایمان اور عقائد کی کمزوری ہے جو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ فرشتوں کو ہر صورت میں پہچان لینا یہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے اختیار میں اور علم میں تھا۔ جیسا کہ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کبھی اپنی اصلی صورت میں اور کبھی انسانی صورت میں تشریف لاتے تھے۔ ایک دفعہ جب صحابہ نے وحیہ کلبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صورت میں دیکھا تو سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا یہ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام تھے۔ اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف انسانی صورت میں ہی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ جانتے تھے۔ کہ یہ فرشتہ ہے بلکہ ہر صورت میں آپ پہچان جاتے تھے۔

اسی طرح ذات باری تعالیٰ کو سب نبی عَلَیْہِ السَّلَام پہچان جاتے تھے کہ جس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ اظہار فرمائیں۔

بخاری شریف:۔

رویتِ ذات باب میں درج ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا کہ حشر میں اللہ آواز دیں گے کہ اپنے

اپنے آقا مولا کے ساتھ ہو جاؤ تو سب نبی علیہ السلام سجدہ کر دیں گے لیکن اللہ کے ولی اور مریدین کھڑے رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ جانی پہچانی صورت اختیار کریں گے۔ تو پھر وہ بھی سجدہ کر دیں گے جانی پہچانی صورت مرشد کامل کی ہوگی۔ یعنی مومنین مخصوص صورت میں ہی پہچانتے ہیں اور نبی ہر صورت میں پہچان لیتے ہیں کہ اللہ جو بھی صورت اختیار کریں وہ پہچان جاتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث مبارک ہے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج میں نے ایک بڑا عجیب وغریب واقعہ دیکھا کہ میں کوہ قاف کے پہاڑوں سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بت کے سامنے سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے اے میرے اللہ! اے میرے اللہ! وہ متواتر اسی طرح کہے جا رہا ہے اور بت سے متواتر آواز آرہی ہے یا عبدی یا عبدی یا عبدی یعنی ہاں میرے بندے، ہاں میرے بندے اور آواز وہی تھی جو میں وحی کے وقت سنتا ہوں اسی آواز میں مجھے وحی عطا فرمائی جاتی ہے جو میں آپکے پاس لے کر آتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ واقعی اللہ کی ہی آواز ہے اللہ فرماتے ہیں کہ میرے سوا اور کوئی اللہ نہیں میری رحمت گوارا نہیں کرتی کہ میرا بندہ مجھے پکارے اور میں جواب نہ دوں۔ یہاں دیکھیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً اپنے اختیار سے علم حاصل کر لیا اور علم کا اظہار بھی جبرائیل کے سامنے کر دیا۔ یہ علم کیا وحی کے ذریعے آیا تھا وحی یعنی جبرائیل علیہ السلام تو حیرانی سے پوچھ رہے تھے۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے بلکہ نورِ نبوت سے مکاشفہ کے ذریعے فوراً علم حاصل کر لیا اور جبرائیل علیہ السلام کی تسلی فرما دی۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ باتیں اللہ کے اختیار سے ہوتی ہیں ان حضرات انبیاء اولیاء کے اختیار سے نہیں تو یہ بات غلط ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات ان کو عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ علم غیب اور تصرف کے اختیارات حاصل ہونے کے باوجود یہ لوگ اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ کہ اگر کسی بات کے ظاہر کرنے میں اللہ کی رضا ہے تو ظاہر کر دیتے ہیں اور اگر کسی کام کے ہونے میں اللہ راضی نہیں تو نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ قرآن وحدیث کے خلاف ہے کہ ان لوگوں کو علم اور اختیارات نصیب نہیں ہوتے بلکہ یہ بالکل سچ ہے کہ علم مکاشفہ نبیوں اور ولیوں کی ملکیت ہے اور ان کے اختیار میں ہے۔

اظہار منع ہے۔

اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کا قول درج فرمایا ہے کہ غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں کہ اگر شریعت کی لگام میرے منہ میں نہ ہوتی یعنی ان غیبی باتوں کو ظاہر کرنے سے شریعت منع نہ کرتی تو یقینا میں تمھیں خبر دیتا کہ تم جو کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو تمہارا ظاہر اور باطن یعنی تمہارے اندر اور باہر جو کچھ ہے میں سب جانتا ہوں تم لوگ میرے سامنے شیشے کیطرح ہو جس طرح سفید شیشے کی بوتل میں صاف پانی بھر کر اس میں سیاہ کوئلہ پھینک دیں تو وہ صاف نظر آئے گا کہ اوپر جا رہا ہے نیچے جا رہا ہے یا ایک جگہ کھڑا ہے آپ لوگوں کی حالت میرے سامنے ایسی ہے لیکن اسکو ظاہر نہ کرنے میں اللہ کی حکمت ہے۔

حکمتِ الٰہی :۔

وحی اور الہام کا تعلق آسمان سے ہے لیکن انبیاء اولیاء کی ضرورت کے وقت خبر کے آنے میں دیر نہیں ہوتی اگر حکمت الٰہی کے تحت کبھی دیر ہو جاتی ہے تو ایسی بات ہے جس پر عام انسان کی عقل کی رسائی نہیں۔

س :۔ قیامت جیسی چیز کہ اس کا آنا بہت مشہور ہے اور نہایت یقینی ہے اس کے وقت کی خبر کسی کو نہیں پھر اور چیزوں کی خبر کہ کس کو فتح ہو گی اور کس کو شکست ہو گی۔ اس بات کے جان لینے کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ اور یہ جان لینا کہ کسی کا باپ کون ہے اور اس کا رنگ کیسا ہے ان باتوں کی خبر کیا ہو گی؟

ج :۔ یہ باتیں مخلوق کے کہنے اور ظاہراً دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں۔ عام لوگوں کو ظاہری چیزوں کا علم دیکھنے سے یا کسی استاد سے پڑھ کر یا کسی عالمِ دین سے پوچھ کر مشینری وغیرہ کے بارے میں کسی انجینئر سے سیکھ کر یا کسی بیماری کے بارے میں حکیم ڈاکٹر سے تشخیص کروا کر ہی علم ہوتا ہے یعنی پتہ چل جاتا ہے اور لوگ جاننے لگ جاتے ہیں۔

لیکن انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا معاملہ اور ہے ان لوگوں کو خالق کے فرمانے سے نورِ نبوت اور نور

ولایت سے دلوں کے مکاشفہ اور مشاہدہ سے غیب کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اور یہ کہنا کہ قیامت جو کہ مشہور چیز ہے اس کا علم نہیں تھا تو کسی بات کا بھی علم نہیں تھا تو اس طرح نبیوں اور ولیوں کے علم غیب کی نفی کرنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ نورِ مکاشفہ ان لوگوں کے اختیار میں ہوتا ہے مثالیں پیچھے گذر چکی ہیں۔ جیسے آنکھوں کا نور ہر انسان کی مِلک ہے کہ وہ جب چاہے آنکھیں کھول لے نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ ﷺ کو قیامت کا علم نہیں تھا یہ اس گروہ کے لوگوں کی عقل سمجھ اور ایمان کی کمی کی وجہ ہے یہ چند کتابیں پڑھ کر عالم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور بدعقیدگی کی وجہ سے نبیوں کے علم غیب کا انکار کر کے ایمان ضائع کرتے ہیں۔ اور مخلوق کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ حالانکہ احادیث مبارکہ کی معتبر کتب روایات حمیدی اور ملا علی قاری کی روایتوں سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم بھی عطا فرما دیا تھا اور دانیال علیہ السلام نے بھی آج تک کے حالات اور قیامت تک کے حالات لکھ کر فرمایا کہ اس کے بعد قیامت ہے۔ روزانہ اخباروں اور رسالوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ بالخصوص رائل ٹی وی چینل پر دیکھ سکتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے بھی زیادہ قیامت کے علم کا اظہار فرمایا ہے۔ مثلاً صحاح ستہ کی حدیثوں میں ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا میں قیامت سے ایک دن پہلے بھیجا گیا ہوں آدھا دن میں نے اُدھار امانگ لیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور ﷺ آدھے دن سے کیا مراد ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا پانچ سو سال۔

صحاح ستہ کے علاوہ حدیثوں میں درج ہے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت محرم کے مہینے میں ہوگی اور دن کے بارے میں فرمایا کہ جمعہ کے دن قیامت کا اظہار ہوگا ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث مبارکہ درج ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبیوں کو قیامت کا علم تھا اور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ علمِ قیامت عطا فرمایا تھا جتنا بتانا تھا بتا دیا اور جس قدر نہیں بتانا تھا پوشیدہ رکھا۔ قیامت کے بارے میں جو آیات ہیں کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے وہ کاہنوں اور نجومیوں کے علم کی نفی میں ہے کہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ حضرات انبیاء اولیاء نے لوگوں کی فتح اور شکست کی خبریں دی ہیں۔ ان کا یہ علم الہام ومکاشفہ سے تھا اندازے سے نہ تھا۔ بہت سے اخبار وآثار اس کے ثبوت کے دلائل میں ہیں۔

غزوہ خندق کا واقعہ:۔

واقدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ غزوہ خندق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فارس کے بادشاہ کے محل کے بارے میں فرمایا کہ جس طرح کا ہے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو فرمایا اس کی تصدیق کی کہ واقعی کسریٰ کا محل اسی طرح کا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقیناً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ {شرح صدور}

شام فتح ہوگا:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ملک شام یقیناً میری اُمت کے ہاتھوں فتح ہوگا اور ہرقل رومی بادشاہ روم کی طرف بھاگ جائے گا اور تم لوگ شام کے حکمران ہو جاؤ گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ایران اور شام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح ہو گئے اور آج تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔

کئی غیبی خبریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیں:۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے فرمایا ایک وقت ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو طاقتور کر دے گا کہ تمام دنیا میں تمھارا رعب ہوگا بڑے بڑے بادشاہ تمھارے نام سے خوفزدہ ہونگے اور کوئی بادشاہ تم سے جھگڑا کرنے کی جرات نہیں کرے گا ملک یمن یقیناً فتح ہوگا۔ کسریٰ مارا جائے گا اور اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

فاتح خیبر۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کے ساتویں سال غزوہ خیبر کیلئے مدینہ منورہ سے نکلے تو آپ نے معرکہ خیبر میں پہلی مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ گئی یہودیوں سے خوب

جنگ ہوئی لیکن فتح نہ ہوئی۔ اسلامی لشکر فتح حاصل کیئے بغیر واپس چلا آیا۔ ان دنوں رسول اللہ ﷺ کے سر میں دردِ شقیقہ یعنی آدھے سر کا درد تھا آپ ﷺ خیمے سے باہر تشریف نہ لائے اور حکم دیا کہ جنگ جاری رکھی جائے دوسرے روز پھر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جھنڈا اٹھایا اور پہلے سے بھی سخت جنگ کی گئی مگر فتح حاصل نہ ہوسکی اور لشکر واپس آ گیا

بارگاہِ رسالت میں یہ خبر پہونچی تو حضور ﷺ نے فرمایا **حدیث** البتہ کل میں جھنڈا ایک ایسے حملہ کرنے والے اور لوٹ کر نہ آنے والے کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کو دوست رکھتے ہیں وہ نہیں لوٹے گا واپس یہاں تک کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اس روز وہاں موجود نہ تھے۔ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمام اصحاب امیدوار تھے کہ وہ شخص جسے اب جھنڈا عطا فرمایا جائے گا ان ہی میں سے ہوگا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ماموں کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نظر کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اس آرزو میں کہ شاید وہ شخص میں ہی ہوں گا پھر کچھ دیر بعد اٹھ گیا۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا امارت وسرداری کو میں ہرگز دوست نہیں رکھتا۔ مگر اُس دن کو میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ اللہ اور رسول ﷺ اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور میدان جہاد سے نہیں لوٹے گا یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں فتح ہو تو میرے دل میں بھی بہت آرزو تھی کہ حضور ﷺ میرا انتخاب فرمائیں لیکن ایسا نہ ہوا۔

آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت علی علیہ السلام کو لے آؤ آپ ؑ کو دردِ چشم یعنی آنکھیں دکھتی تھیں۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اسی وقت صحت ہوگئی فوراً درد آشوب چشم کی تکلیف دور ہوگئی پھر تمام عمر کبھی بھی ان کی آنکھیں دکھنے نہیں آئیں اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا اپنی

زرہ پہنائی اور اپنی تلوار ذوالفقار ان کے ہاتھ میں دی اور دعا فرمائی اے اللہ ان کو گرمی اور سردی میں تو ان کیلئے کافی ہوجا۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے اتنا فرمادینے کے بعد گرمی اور سردی نے کبھی مجھ پر اثر نہ کیا۔لوگ کہتے ہیں کہ سخت گرمی میں آپ روئی کی بھری ہوئی قبا پہنتے تھے اور اس سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوتی اور سردی میں آپؑ ہلکا باریک کرتہ پہن کر نکلتے اور سردی کوئی تکلیف نہ دیتی۔

الغرض امیر المومنین پوری شان وشوکت کے ساتھ قلعہ خیبر پر حملہ آور ہوئے کہ لشکر کا پچھلا حصہ ابھی پہنچنے بھی نہیں پایا تھا کہ آپ علیہ السلام قلعہ میں داخل ہوچکے تھے۔آپؑ کے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آپ علیہ السلام قلعہ کے قریب پہنچے تو ایک یہودی نے آپ پر ایسی ضرب لگائی کہ ڈھال آپ کے ہاتھ سے گر گئی۔آپؑ نے قلعے کا لوہے کا دروازہ اکھاڑ لیا اور اپنی ڈھال بنالیا یہ ڈھال اسی طرح آپ کے ہاتھ میں رہی۔یہاں تک کہ آپؑ نے قلعہ فتح کرلیا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس پھاٹک کو آپؑ نے اپنی پشت پر رکھ کر قلعے کے باہر خندق پر پل بنادیا۔پھر تمام صحابہؓ اس پل سے گذر کر قلعہ میں داخل ہوگئے۔جب فارغ ہوگئے تو آپؑ نے اس لوہے کے پھاٹک کو پھینک دیا۔ابورافعؓ کہتے ہیں کہ ہم ستر جوان گئے تا کہ پھاٹک کو اُلٹ دیں۔مگر اُسے الٹا نہ سکے۔{شرح صدور}

قرآن وحدیث کے مقابلہ میں عقلی دلیل:۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول پر سب اولیاء کرام اور صحیح عقیدے کے بڑے بڑے عالم سب متفق ہیں کہ قرآن وحدیث کے مقابلے میں عقلی دلیل دینا کفر ہے کیونکہ اس طرح عقلی دلیل دینا قرآن وحدیث کو غلط ثابت کرنا ہے۔ایسا کہنا اور کرنا گمراہی کی علامت ہے۔یہ گمراہی آج کل عام ہے اور چھوت کی بیماری کی طرح پھیل رہی ہے۔جس سے مولوی یا ان پڑھ آدمی کو قرآن پاک سے سجدہ تعظیم کے بارے دکھاؤ۔کہ دیکھو آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ تعظیم کیا اور اللہ نے حکم دیا۔اللہ کبھی شرک کا حکم

نہیں فرماتے اور فرشتے کبھی مشرک نہیں ہوتے۔

یعقوب علیہ السلام نبی ہیں آپ کی بیوی اور گیارہ بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ تعظیم کیا۔ اللہ نے منع نہیں کیا نہ ہی اس کی منسوخی کی کوئی آیت نازل ہوئی۔ نبی نہ شرک کرتے ہیں نہ کرواتے ہیں۔ نہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہمارا دل نہیں مانتا کہ آدمی آدمی کو سجدہ کرے ہماری عقل تسلیم نہیں کرتی۔ ایک نیا گمراہ گروہ یہ کہتا ہے کہ قرآن کی آیت کو حدیث منسوخ کر سکتی ہے۔ یہ اس لئے کہ قرآن کی آیت تو بنا نہیں سکتے۔ من گھڑت حدیث قرآن کے خلاف بنا لیتے ہیں اور عقلی دلیلوں سے قرآن کی آیت کو منسوخ کرتے ہیں۔

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے بعد گمراہ علماء حدیثیں بنائیں گے اور میری طرف منسوب کریں گے۔ ان حدیثوں کو قرآن پر پیش کرنا۔ اگر اس کے مطابق ہوں تو مان لینا اگر مخالف ہوں تو رد کر دینا۔ حدیث الہام مکاشفہ سب کو قرآن پر پیش کر کے پرکھیں گے۔ اگر اس کے مطابق ہو تو صحیح ہے ورنہ شیطان کی بات ہے اور وہ بڑا العنتی اور مومنوں کا دشمن ہے۔

حدیث:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں عالمِ دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں۔ کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالمِ دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔ {ابوداؤد۔ روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ}

س:۔ کسی کا تندرست ہونا، بیمار ہونا کسی کا مرنا اور جینا، اولاد ہونا اور نہ ہونا، کسی کا امیر یا غریب ہونا حمل میں بچہ ایک ہے یا دو نر ہے یا مادہ ان چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہی ہے کسی دوسرے سے انکی اُمید رکھنا اور مان لینا شرک ہے؟

ج:۔ حضرات انبیاء اولیاء نے لوگوں کی صحت اور بیماری کے بارے خبریں دی ہیں۔ یہ سب چیزیں ان کے علم میں ہوتی ہیں۔ انھوں نے ایسی خبریں دیں اور وہ سچ ثابت ہوئیں۔ بیشمار واقعات معتبر کتابوں میں درج ہیں۔ دلیل اور ثبوت کے طور پر چند واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

بڑے بڑے کام کرو گے:۔

ہجرت نبوی ﷺ کا نواں سال تھا۔حضور ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دل کا عارضہ ہو گیا۔آنحضرت ﷺ ان کی عیادت کیلئے تشریف لائے سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر مکہ میں رہنا چاہتا ہوں تا کہ فوت ہو کر یہاں دفن کر دیا جاؤں۔آپ ﷺ نے فرمایا تم ابھی نہیں مرو گے۔تم زندہ رہو گے تمھارا مرتبہ اور بلند ہوگا اچھے اچھے کام تم سے ظہور میں آئیں گے۔تم سے ایک قوم کو بہت بڑا فائدہ ہوگا اور ایک قوم کو بہت بڑا نقصان ہوگا۔

آپ ﷺ کے اتنا فرما دینے کے بعد معمولی علاج سے صحت یاب ہو گئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ حکومت تک حیات رہے اور عراق آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔آپ رضی اللہ عنہ کی زیرِ کمان کافروں سے بڑی بڑی جنگیں ہوئیں۔بڑے بڑے کام آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے ہوئے۔مسلمان قوم کو بہت نفع اور کافروں کا بڑا نقصان ہوا۔جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا وہ سب کچھ اُسی طرح پورا ہوا۔{سیاح ستہ}

پیٹ کے درد کا نسخہ:۔

نفحات شریف میں لکھا ہے کہ شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے شیراز جانے کا ارادہ کیا یہاں اس کے مالی حالات اچھے نہ تھے تو اُس مرید نے شیخ جمال الدینؒ سے التماس کی کہ شیراز کا بادشاہ آپؒ کا معتقد ہے۔اس کے نام مجھے کوئی رقعہ لکھ دیں اور میری سفارش کر دیں کہ کوئی اچھا کاروبار یا نوکری مجھے دے دیں شیخ نے کاغذ کا ایک ٹکڑا منگوا کر اس پر لکھ دیا۔شہد اور سیاہ زیرہ۔یہ کاغذ کا ٹکڑا لپیٹ کر اُس مرید کو دیدیا اور فرمایا اس کو کھولنا نہیں اسی طرح جا کر بادشاہ کو دے دینا تمھارا کام ہو جائے گا۔

جب وہ مرید شیراز پہنچا اور بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر بادشاہ سے ملنا چاہا تو لوگوں نے بتایا کہ بادشاہ بیمار ہے اس کے پیٹ میں شدید درد ہے۔ملاقات مشکل ہے کیونکہ بادشاہ تکلیف سے پریشان ہے۔مرید نے کہا اجازت طلب کر کے دیکھ لو اگر بادشاہ اجازت دیدے تو مجھے ملاقات کا موقع دیدینا۔

درباریوں میں ایک غلام نے جا کر عرض کی کہ ایک پردیسی آدمی ملاقات چاہتا ہے۔ بادشاہ نے اجازات دیدی۔ مرید نے حاضر ہو کر بادشاہ کو سلام کیا تو بادشاہ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ کہا قزوین سے آیا ہوں بادشاہ نے اس سے شیخ جمال الدینؒ کا حال پوچھا تو اُس نے وہ رقعہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ بادشاہ نے رقعہ کھول کر دیکھا تو اس میں تحریر تھا۔ شہد اور زیرہ سیاہ۔

بادشاہ نے کہا کہ شیخ نے نورِ فراست سے کرامت کا اظہار فرمایا ہے کہ میری بیماری کو جان کر اس کا علاج لکھدیا ہے۔ ان چیزوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ درباریوں نے وہ چیزیں لا کر پیش کیں۔ بادشاہ نے ان چیزوں کو کھایا تو فوراً درد سے نجات پائی بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس مرید کا جیسا اُس نے چاہا کام کر دیا۔

اللہ کے ولی کے اس علم کو کونسا علم کہیں گے کہ بیمار شیراز میں ہے اور حکیم قزوین میں ہے۔ ظاہری کوئی رابطہ نہیں مرید روزگار کیلئے بادشاہ کے نام رقعہ لکھوا رہا ہے کئی دن کے بعد شیراز پہنچے گا اُس وقت جب رقعہ لکھ رہے ہیں۔ بادشاہ صحت مند اور تندرست ہے۔ شیخ کو علم ہے کہ جس دن یہ رقعہ لیکر شیراز پہنچے گا بادشاہ بیمار ہوگا اُس کو کیا بیماری ہوگی۔ شیخ کو اس کا بھی علم ہے اس کا علاج لکھدیا یہ بھی علم ہے کہ اس دوائی سے بادشاہ صحت یاب ہو کر مرید کا کام کر دے گا یہی عطائی علم غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو علم اور اختیارات عطا فرماتے ہیں۔ ان کے علم اور اختیارات کو مان لینا عین ایمان ہے اور انکار گمراہی ہے قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے بارے فرمایا:۔

ابن مسعود عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی وفات شریف سے ایک مہینہ پہلے ہم لوگوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں اکٹھا کیا اور بہت دعا خیر فرمائی اور بہت وصیتیں فرمائیں اور ہمیں خدا کے سپرد کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جدائی قریب آ گئی ہے اللہ کی طرف اور جنت کی طرف واپس جانا ہے۔

وفات شریف کی خبر:۔

جب رسول اکرم ﷺ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیج رہے تھے تو اُس وقت حضور ﷺ نے ان کو بہت لمبی وصیت کی۔اس کی بعد فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ آج کے بعد اگر میری اور تیری ملاقات ہونے والی ہوتی تو میں مختصر وصیت کرتا لیکن یہ لمبی وصیت اس لئے ہے کہ ہم دونوں قیامت کے دن تک پھر اکٹھے نہ ہوں گے۔اور ایسا ہی ہوا کہ معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں ہی تھے کہ حضور ﷺ نے وفات پائی۔

حضرت مولا علی مشکل کشاء شہید ہوں گے:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم مدینے سے دور ایک مقام پر بیمار ہو گئے۔تو لوگوں نے کہا کہ یہاں آپ نہ ٹھہریں اگر یہاں فوت ہو گئے تو دیہاتی آپ علیہ السلام کا کفن دفن اور نماز جنازہ پڑھیں گے۔آپ علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لیجائیں تا کہ آپ علیہ السلام وہاں فوت ہوں اور مدینے کے لوگ آپ کا کفن دفن کریں اور نماز جنازہ پڑھیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں فوت نہیں ہونگا رسول خدا ﷺ نے مجھے خبر دی ہے کہ سر کے زخم سے شہید ہونگا اور سر کے خون سے میری داڑھی سرخ ہو جائے گی۔اس وقت میرا سفر آخرت ہوگا۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ برسوں پہلے کی خبر دے رہے ہیں۔

اے فاطمہ علیہا السلام سب سے پہلے تُم مجھ سے ملو گی:۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام روایت فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے حضور ﷺ نے مجھے خبر دی کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک بار میرے ساتھ تلاوت قرآن کرتے تھے اس سال دو بار میرے ساتھ قرآن کا دورہ کیا میں نے جان لیا کہ اسی سال میرا وصال ہوگا یہ سن کر میں رونے لگی جب آپ ﷺ نے میرا رونا دیکھا تو فرمایا اے میری جان کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تو خاتونِ جنت ہے اور میرے اہلِ خاندان میں سے جو سب سے

پہلے مجھے ملے گا وہ تم ہو گی جب میں نے یہ سنا تو ہنس پڑی اور جیسا حضور ﷺ نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ اُسی سال حضور ﷺ کا وصال مبارک ہوا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام آپ ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد وصال فرما گئیں۔

ٹُو تین دن بعد مرے گا:۔

شواہد میں لکھا ہے کہ حضرت ہادی رضی اللہ عنہ ایک خلیفہ کے بیٹے کی دعوت میں تھے اور تمام لوگ جو اس دعوت میں شامل تھے آپ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کی وجہ سے خاموش بیٹھے ہوئے تھے اس مجلس میں ایک بے ادب جوان تھا۔ جو آپ کی تعظیم کا لحاظ کیئے بغیر بہت باتیں کر رہا تھا اور قہقھے لگا لگا کر ہنس رہا تھا۔ جس طرح عام لوگوں کی مجلس میں بیہودہ لوگ ہنستے ہیں۔ حضرت ہادی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف توجہ کی اور فرمایا اے شخص تو کس طرح منہ کھول کھول کر ہنس رہا ہے تجھے خدا کا خوف نہیں اللہ کی یاد سے غافل ہے حالانکہ تین دن کے بعد تو اہل قبور یعنی مر جانے والوں میں ہوگا یعنی مر جائے گا وہ جوان ان بے ادبیوں سے باز آیا۔ آپ ؓ سے معافی مانگی کھانا کھا کر باہر آیا تو بہت غمگین تھا۔ دوسرے دن بیمار ہوا بہت علاج معالجہ کیا لیکن بے سود تیسرے دن مر گیا۔ الہام کے بغیر بھی اللہ کے ولیوں کو نورِ ولایت سے غیب کی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔

تین دن بعد موت:۔

ایک روز امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص کی طرف دیکھ کر فرمایا اے اللہ کے بندے فوراً اپنے گھر جا اور جس طرح چاہتا ہے اس کی وصیت لکھوا دے اور اُس چیز کیلئے تیار ہو جا جس کا انکار نہیں ہو سکتا یعنی مرنے کے لیے تیار ہو جا تیرے صرف تین دن باقی ہیں۔ واقعی تین دن بعد وہ شخص فوت ہو گیا۔

حکیم اجمل خاںؒ دہلوی کا واقعہ:۔

ایک دیہاتی دیسی گھی کا گھڑا سر پر اٹھائے دہلی شہر میں بیچنے کے لئے آیا۔ بازار میں کسی نے بھی اس

دیہاتی سے گھی نہ خریدا۔ وہ پھرتا پھرتا حکیم صاحب کے دواخانہ کے سامنے آ گیا اور حکیم صاحب سے کہنے لگا کہ بالکل خالص دیسی گھی ہے۔ خرید لیں۔ آپؒ نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر فرمایا کہ ٹھیک ہے گھی ہم خرید لیتے ہیں۔ تو ایسا کر گھی کی رقم اور گھی واپس گھر لے جا ہم پھر کسی دن منگوا لیں گے ایک آدمی ساتھ کر دیا کہ اس کا گھر دیکھ آؤ اور راستے میں گھی کا گھڑا سر سے اتارنے نہ دینا۔ وہ دونوں چلے گئے تو حکیم صاحب کا ایک دوست کہنے لگا کہ گھی کی رقم بھی دے دی اور گھی اس کے گھر سے پھر کسی دن لانے کا کیا مطلب۔ ابھی کیوں نہ لیا خواہ مخواہ ایک آدمی ساتھ بھیجا۔ وہ آج بھی سفر کی تکلیف اٹھائے گا کہ دیہاتی کا گھر دیکھ کر آئے گا اور پھر کسی دن جا کر گھی لائے گا۔ حکیم صاحبؒ نے فرمایا اس کام میں ایک راز ہے جب وہ آدمی واپس آئے گا تو معلوم ہو جائیگا۔ کچھ دیر بعد جب وہ آدمی واپس آیا تو اس کی بات سن کر سب حیران ہو گئے۔ اُس نے بتایا کہ گھر پہنچ کر اس دیہاتی نے گھڑا سر سے اتار کر رکھا اور چارپائی پر بیٹھ گیا۔ رقم نکال کر اپنی بیوی کو دی اور بتایا کہ یہ رقم اس گھی کی ہے اور یہ آدمی کسی دن آ کر لے جائے گا۔ اتنا کہا اور فوت ہو گیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا مجھے پتہ چل گیا تھا کہ گھڑا سر سے اتارنے کے بعد یہ دیہاتی ایک دو منٹ زندہ رہے گا اسی لئے میں نے اُسے گھڑا سر سے اتارنے نہ دیا۔

بالکل اسی طرح آجکل ڈاکٹر اور حکیم بتا دیتے ہیں کہ یہ مرض لاعلاج ہے اس مریض کی خدمت کر لو چند دن میں یہ فوت ہو جائے گا اور کئی دفعہ تو مقررہ وقت بتا دیتے ہیں کہ دس دن میں یا بیس دن میں یا شام کو ہی فوت ہو جائے گا اور بالکل اسی طرح ہوتا ہے۔

نبیوں اور ولیوں کا علم تو ڈاکٹروں اور حکیموں سے بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔ انکو اللہ ایسا نور عطا فرماتے ہیں جس سے یہ جو چاہیں معلوم کر لیتے ہیں۔ حدیث پاک سے ثابت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا علم نور ہے وہ انہی لوگوں یعنی انبیاء اولیاء کے علم کے بارے میں ہی ہے اور دوسرا علم بڑا حجاب ہے یہ عام لوگوں اور مولویوں وغیرہ کا علم ہے۔ انبیاء اولیاء کا علم بہت وسیع ہے جو اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ صرف حسد اور بغض کی وجہ سے بدعقیدہ لوگ مخالفت کرتے ہیں۔

کئی پشت کے بعد ایسا فرزند پیدا ہوگا:۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت گیا۔ جب انکی آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ میں نے انکو سلام کیا میرے سلام کا جواب دے کر پوچھا آپ کون ہیں۔ میں نے کہا میں محمد بن علی بن حسین علیہ السلام ہوں۔ کہا اے فرزند آگے آجا میں آگے بڑھ گیا۔ میرے ہاتھ چومے اور چاہا کہ میرے پاؤں بھی چوم لیں۔ لیکن میں پیچھے ہٹ گیا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے میں نے کہا علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر میں نے پوچھا اے جابر یہ کیونکر ہوا ہے کہا ایک روز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ تو اس وقت تک زندہ رہے گا کہ تو میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند سے ملاقات کرے گا ان کو لوگ محمد بن علی بن حسین علیہ السلام کہیں گے خدائے تعالیٰ اس میرے فرزند کو نور و حکمت عطا فرمائے گا اس کو میرا سلام پہنچا دینا۔ {شرح صدور}

لڑکا ہونے کی بشارت:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ بنو حنفیہ کے قیدیوں میں سے ایک لونڈی تمھارے حصہ میں آئے گی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اے علی علیہ السلام اُس اپنے بیٹے کا نام محمد رکھنا اور اُسے کنیت سے پکارنا نام سے نہیں۔ جب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں یمامہ فتح ہوا تو مال غنیمت میں لونڈیاں اور غلام آئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک لونڈی حضرت علی علیہ السلام کو دے دی۔ اس لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام امیر المومنین علی علیہ السلام نے محمد رکھا۔ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ظہور پذیر ہوا۔

خلافت:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تیس سال خلافت رہے گی پھر بادشاہت شروع ہوگی۔ اسی

طرح ہوا خلافتِ راشدہ تیس سال رہی۔ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت تک تیس سال پورے ہو گئے۔ خلافت ختم ہوگئی اور بادشاہت شروع ہوگئی۔

بنی عباس کی حکومت بنی اُمیہ سے بڑھکر ہوگی :۔

حضرت امام باقر علیہ السلام مسجدِ نبوی شریف میں تھے ان ہی دنوں حضرت علی بن حسین علیہ السلام نے وفات پائی تھی۔ داؤد بن سلیمان اور منصور دوانقی مسجد نبوی میں آئے۔ داؤد تو حضرت باقر علیہ السلام کے پاس آ گیا اور منصور دوانقی دوسری جگہ جا بیٹھا۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا دوانقی میرے سامنے کیوں نہیں آتا۔ داؤد نے ایک عذر پیش کیا کہ اس وجہ سے نہیں آیا امام باقر علیہ السلام نے فرمایا زیادہ دیر نہیں ہے کہ دوانقی مخلوق پر حکمران ہو جائے گا وہ مشرق ومغرب کا مالک ہو گا لمبی عمر پائے گا اور اتنے خزانے جمع کریگا کہ اس سے پہلے کسی نے ایسا نہ کیا ہوگا۔ داؤد اٹھا اور اس نے یہ خوشخبری دوانقی کو سنائی۔

اب دوانقی آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے آپ علیہ السلام کے پاس آنے سے آپ علیہ السلام کی عظمت وجلالتِ قدر کے سوا کسی چیز نے نہ روکا۔ پھر عرض کیا کہ مجھ سے داؤد نے ایک بات کہی ہے اس میں کیا راز ہے۔ فرمایا بالکل سچ ہے ایسا ہی ہوگا پھر منصور دوانقی نے پوچھا کہ ہماری حکومت کیا آپ کی حکومت سے پہلے ہوگی فرمایا ہاں پہلے ہوگی پھر پوچھا کہ میرے بعد میرے فرزندوں میں سے کسی فرزند کو پہنچے گی یا مجھ پر ہی ختم ہوجائیگی۔ فرمایا پہنچے گی پھر عرض کیا کہ ہماری حکومت کی مدت دراز ہوگی یا بنوامیہ کی حکومت کی بہت زیادہ ہوگی فرمایا تمھاری حکومت کی مدت بہت دراز ہوگی اور یقینا ایسا ہوگا کہ تمھارے لڑکے ملک کو لیں گے اور اس سے کھلیں گے جیسے کہ لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں اور کہیں گے کہ یہ حکومت مجھے میرے والد سے پہنچی ہے۔ جب حکومت منصور دوانقی کو مل گئی تو لوگوں کو حضرت امام باقر علیہ السلام کی باتوں پر بڑا تعجب ہوا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

یہی علم غیب کا علم ہے اب آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے بلکہ نور ولایت سے سب کچھ جان لیا اور برسوں پہلے بیان فرما دیا۔ جس طرح فرمایا تھا بالکل اُسی طرح ہوا اللہ تعالیٰ نبیوں کی طرح اپنے

ولیوں کو بھی علم اور اختیارات عطا فرما دیتے ہیں اس علم کو مان لینا یا ولیوں میں ثابت کرنا عین قرآن و حدیث کیمطابق ہے کسی طرح بھی شرک نہیں بلکہ شرک کہنے والے ناسمجھ لوگ ہیں شیطان کے دھوکے میں آکر ایسا کہتے اور کرتے ہیں {شرح صدور}

حمل کی خبریں:۔

حضرات انبیاء اولیاء نے پیٹ کے بچوں کے متعلق خبریں دی ہیں کہ حمل میں ایک بچہ ہے یا دو بچے ہیں۔لڑکا ہے یا لڑکی اور یہ باتیں ان کے اختیار میں تھیں۔انھوں نے الہام کے بغیر خود بخود جان لیا اور اظہار فرما دیا۔مثال کے طور پر چند واقعات درج ہیں۔

پیٹ میں دو بچے ہیں:۔

شواہد میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میری بیوی حاملہ تھی میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا اور عرض کیا کہ دعا کیجیئے کہ خدا تعالیٰ مجھے لڑکا عطا فرمائے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا تیری بیوی کو دو بچے پیدا ہوں گے۔میرے جی میں فوراً خیال آیا کہ میں ایک بچے کا نام محمد اور دوسرے کا نام علی رکھوں گا۔ جب میں اجازت لیکر جانے لگا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک بچے کا نام علی اور دوسرے کا نام اُم عمر رکھنا۔جب بچے پیدا ہوئے تو دیکھا کہ ایک بچہ لڑکا تھا اور دوسری لڑکی تھی میں نے اُسی طرح ایک کا نام علی اور بچی کا نام اُمِ عمر رکھا۔ ایک دن میں نے اپنی ماں سے پوچھا امِ عمر کیسا نام ہے تو اُس نے کہا میری ماں کا نام اُمِ عمر تھا۔

لڑکی پیدا ہوئی:۔

شواہد میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا میرے ہاں بچی بچہ پیدا ہونے والا تھا میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دعا چاہی کہ لڑکا پیدا ہو تو امام نے فرمایا بہت سی لڑکیاں لڑکوں سے اچھی ہوتی ہیں جب بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی۔

حسد بغض کو چھوڑ کر نبیوں اور ولیوں کے علم غیب کو مان لیں۔اب تو یہ علم ویسے بھی غیب کا علم نہیں رہا۔

کیونکہ اب تو ڈاکٹر لوگ بھی یہ سب باتیں بتادیتے ہیں۔

سوال کے تمام پہلو مکمل ہو چکے ہیں کہ نبیوں اور ولیوں نے صحت یاب ہونے یا مرنے اولاد ہونے نہ ہونے کسی کے امیر یا غریب ہونے بچہ ہوگا یا بچی احادیث مبارکہ اور معتبر کتابوں سے ثابت ہے اس کو مان لینا عین ایمان ہے کوئی شرک نہیں۔

س:۔ انسانوں کے خیالات اور ارادے جان لینا کسی نبی یا ولی کے علم و اختیار میں نہیں تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کے ایماندار ہونے یا منافق ہونے کو جان سکیں؟

ج:۔ حضرات انبیاء اولیاء نے لوگوں کے جی کی بات وسوسے اور ان کے خطرات کی خبریں دی ہیں۔ یہ سب کچھ وہ جانتے تھے اپنے اس علم کا انھوں نے اظہار بھی فرمایا اور یہ برحق ہے۔

جی کی بات خود ہی بتادی:۔

والصبہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میں چاہتا تھا کہ میں آج نیکی اور برائی تقدیر وغیرہ کے بارے میں سب کچھ پوچھوں گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں اس وقت کافی لوگ حاضر تھے۔ میں لوگوں میں سے گذر کر آگے آگے ہو رہا تھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ جاؤں لیکن لوگوں نے مجھے روکدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور رہو۔ میں نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہو جاؤں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والصبہ رضی اللہ عنہ کے واسطے دوست ترین ہستی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے والصبہ رضی اللہ عنہ قریب آجا میں قریب ہو گیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک زانوں میرے زانوں سے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے والصبہ رضی اللہ عنہ میں خود ہی ان باتوں کے متعلق بتادوں جو تو مجھ سے پوچھنے کیلئے آیا ہے یا تُو خود سوال کرے گا میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خود ہی فرمادیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تُو اس غرض سے آیا ہے کہ نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی میرے سینے پر رکھدی اور فرمایا اے والصبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیکی اور بدی کے متعلق اپنے دل سے فتویٰ لے۔ نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل اور تیرا نفس قرار و اطمینان پکڑے اور تسلی

ہو جائے۔ بدی اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکتی رہے اور تجھے تسلی اور قرار نصیب نہ ہو۔

اس حدیث مبارک میں کس قدر وضاحت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سوال کر رہے ہیں کہ میں تیرے سوالوں کا جواب خود بتا دوں یا تُو پوچھے گا تو والصبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی خود فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بخود سب کچھ بیان فرما دیا۔ یہ کتنا غلط عقیدہ ہے کہ نبی خیالات اور ارادے نہیں جان سکتے۔ بالکل احادیث مبارکہ کی مخالفت ہے ایسا عقیدہ رکھنے سے انسان ایمان ضائع کر کے منافق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ منافق بھی تو یہی کہتے تھے کہ ہم اوپر اوپر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں اور دل سے کفار کے ساتھ ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ اللہ ایمان عطا فرمائیں منافقت سے بچائیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی غیب دانی:۔

شواہد میں ہے کہ جندوب بن عبداللہ لکھتے ہیں کہ جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا اور مجھے اس بات میں کہ حق آپ کیساتھ ہے ذرا بھی شک نہ تھا لیکن جب ہم نہروان میں اترے تو میرے دل میں شک پیدا ہوا کہ ہمارے مقابلے میں قرآن پڑھنے والے اور نیک لوگ ہیں۔ ان کو مار ڈالنا بری بات ہے۔ میں لشکر کے درمیان سے باہر نکل آیا میرے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا میں نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور اپنی ڈھال کو اس پر رکھ دیا اور اس کے سایہ میں بیٹھ گیا اچانک حضرت علی علیہ السلام اس جگہ تشریف لائے اور پوچھا کہ کچھ پانی ہے جو مشکیزہ میرے پاس تھا میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ اُسے لیکر اتنا دور چلے گئے کہ میری نظر سے غائب ہو گئے پھر واپس آ کر وضو فرمایا اور میرے ساتھ اُس ڈھال کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اچانک ایک سوار حاضر ہوا اور آپ کے بارے میں پوچھنے لگا۔ میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین علیہ السلام یہ سوار آپ کو ڈھونڈ رہا ہے آپ نے فرمایا اُسے بلا لے میں نے بلا لیا۔ اُس سوار نے حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین علیہ السلام مخالف لوگ نہروان سے گذر گئے اور پانی کو چھوڑ گئے۔ آپؑ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ گذر گئے ہوں اور پانی سے دور چلے گئے ہوں اس سوار نے دوبارہ عرض کیا کہ خدا کی قسم مخالف گذر چکے ہیں آپ نے فرمایا ہرگز نہیں

وہ بالکل اسی جگہ ہیں۔آپ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک دوسرا آدمی آیا اور کہا کہ مخالف لوگ وہاں سے گذر گئے ہیں۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز نہیں گزرے اس شخص نے قسم کھا کر کہا میں دیکھ کر آرہا ہوں کہ ان کے جھنڈے اس جگہ نہیں ہیں۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی قسم کھا کر فرمایا نہیں گزرے ہیں وہ یہاں سے نہیں گزر سکتے کیونکہ ان کے مرنے اور خون بہنے کی جگہ یہی ہے۔وہ اسی جگہ مریں گے اس کے بعد آپ کھڑے ہوگئے۔میں نے دل میں کہا اللہ کا شکر ہے کہ کون سا فریق حق پر ہے اور کونسا حق پر نہیں ہے اسے تولنے کا ترازو میرے ہاتھ میں آگیا ہے اس سے میں امیر المومنین علیہ السلام کا حال معلوم کرلوں گا۔یا تو اللہ کی طرف سے آپ کو علم حاصل ہوگیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ جان لیا ہے۔میں نے اپنے دل میں کہا اے خداوندِ کریم اگر میں دیکھ لوں کہ مخالفین نہروان سے گزر گئے ہیں تو سب سے پہلا شخص جو ان سے لڑے گا وہ میں ہونگا اور اگر نہیں گزرے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے تو جنگ وقتال میں ان کے ساتھ رہونگا۔

جب ہم لشکر کی صفوں سے گزرے تو دیکھا کہ جھنڈے بدستور کھڑے ہیں اور لہرا رہے ہیں۔اب حضرت علی علیہ السلام نے مجھے پیچھے سے پکڑا اور جھنجھوڑا پھر فرمایا اے جندوب کام کی حقیقت تم پر روشن ہوگئی میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا پھر اپنے کام میں مشغول ہوجا۔میں فوراً جنگ میں کود پڑا اور جوش و خروش سے لڑنے لگا اور عین الیقین ہوگیا کہ واقعی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام واقعی حق پر ہیں۔

میں نے مخالف لوگوں میں سے ایک کو مار ڈالا دوسرے کو زخمی کر دیا اور اُس نے مجھے زخمی کر دیا پھر زخموں کی تاب نہ لا کر ہم دونوں گر پڑے۔میرے ساتھیوں نے مجھے اٹھا لیا اور واپس خیموں میں لے گئے۔میں بے ہوش رہا اُس وقت ہوش میں آیا جب امیر المومنین علیہ السلام جنگ سے فارغ ہو چکے تھے۔اب دیکھیں مخبر حلفاً کہہ رہے ہیں کہ مخالف جا چکے ہیں۔لیکن امیر المومنین علیہ السلام حلفاً فرما رہے ہیں کہ وہ نہیں گزر سکتے کیونکہ ان کے مرنے کی جگہ یہی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم دیکھ کر آرہے ہیں کہ اُس جگہ مخالفین کے جھنڈے نہیں ہیں۔آپؑ بغیر دیکھے فرما رہے ہیں کہ جھنڈے اسی جگہ لہرا رہے ہیں۔جب جندوب نے جا کر دیکھا تو جو کچھ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ بالکل حق اور سچ تھا مخبر جھوٹے تھے اس طرح اللہ کے

ولیوں کے علم کا انکار جہالت اور منافقت ہے الہام کے علاوہ بھی اللہ کے ولی نورِ ولایت سے جان لیتے ہیں اس علم کو مان لینا اور یقین رکھنا عین اسلام اور ایمان ہے کسی طرح بھی شرک نہیں۔

دوزخی ہونا بتلا دیا:۔

نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ میں سے ایک شخص جسے لوگ قرمان کہتے تھے وہ خندق کی لڑائی میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ گھر میں رہ گئے تھے مدینہ کی عورتوں نے اُس سے کہا کہ کیا تُو بھی عورت ہے جو اس جہاد میں شریک نہیں ہوا اور گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سن کر اُس کو ایسی غیرت آئی کہ گھر سے نکل آیا اور مشرکوں سے لڑنے لگا اور لڑائی میں بڑا جوش دکھایا لوگوں نے اس کا حال حضور ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔

لوگوں کو اس بات پر بہت تعجب ہوا کہ جہاد کرنے والا اور دوزخی سمجھ سے باہر ہے۔۔قرمان نے کہا مر جانا بھاگ جانے سے بہتر ہے۔ اور اتنا لڑا کہ قریش کے سات آدمی قتل کر ڈالے اور خود قرمان بھی سخت زخمی ہو گیا صحابہؓ میں سے بعض اسکے پاس سے گزرے اور کہا تم کو شہید ہونا مبارک ہو۔

اُس نے کہا خدا کی قسم میں نے دین کیلئے ان لوگوں کو قتل نہیں کیا میں تو اس لئے لڑا ہوں کہ کفار اگر قابض ہوئے اور زیادہ دن شہر کو گھیرے رہے تو یہ میرا کھجوروں کا باغ اجاڑ دینگے۔ جب قرمان کی تکلیف بڑھ گئی اور زخموں کی تاب نہ لا سکا تو اپنی تلوار سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ بعض صحابہؓ نے اس کی حقیقتِ حال یعنی خودکشی کو نہ جانتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے جا کر عرض کیا کہ قرمان سات مشرکوں کو مار کر شہید ہوا ہے۔ تو آپ نے بس اتنا فرمایا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے بعد جب خودکشی کر لینے کی حقیقت آپ ﷺ سے بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا

حدیث:۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ اسکے بعد فرمایا البتہ خدا اس دین کی

تائید اور مدد کبھی گناہگار شخص کے ذریعہ بھی کرتا ہے۔

اب دیکھیں حضور ﷺ نے وحی اور الہام کے بغیر غیب کی خبر بتادی کہ قرمان دوزخی ہے۔اس طرح نبیوں اور ولیوں کے علم غیب کو جان اور مان لینا قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے اور یہی صحیح دین اور عقیدہ ہے۔

قطب عالم کا تین آدمیوں کے آنے والے حالات بتادینا:۔

نفحات شریف میں ہے کہ عبداللہ نام کے ایک عالم نے کہا کہ میں طالب علمی کے زمانہ میں بغداد شریف گیا اور ابن سقا اس وقت بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ تھے ہم دونوں عبادت میں مشغول رہتے تھے اور جب کبھی وقت مل جاتا تو کسی بزرگ کی زیارت کیلئے چلے جاتے۔اس وقت بغداد شریف میں ایک بزرگ تھے جن کے بارے میں لوگ کہتے تھے کہ یہ قطبِ عالم ہیں اور یہ بھی کہتے کہ جس وقت چاہتے ہیں ظاہر ہوجاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب ہوجاتے ہیں پس میں یعنی عبداللہ ابنِ سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت جوان تھے اور اسی مدرسے کے طالب علم تھے قطب عالم کی زیارت کو چلے گئے۔ابنِ سقا نے راستہ میں کہا کہ میں ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے۔عبداللہ نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا تا کہ دیکھوں وہ کیا کہتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے وہ مسئلہ بتادیں گے۔شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی پناہ جو میں کوئی مسئلہ اُن سے پوچھوں میں تو صرف ان کی زیارت کیلئے جارہا ہوں اور میں ان کی نظرِ کرم اور برکتوں کا منتظر ہوں۔جب ہم لوگ ان کی جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ آپؒ اپنی نشست گاہ پر تشریف فرما ہیں ابن سقا کی طرف غصے سے دیکھا اور فرمایا ابن سقا تجھ پر افسوس تو مجھ سے ایسا مسئلہ دریافت کرے گا جس کا میں جواب نہ دے سکوں۔تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور یہ بھی سن لے میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تیری طرف لپک رہی ہے۔یہ اس لئے کہ تو نے میرے علم کا انکار کیا ہے۔پھر عبداللہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تو مجھ سے ایک مسئلہ پوچھے گا اور دیکھے گا میں کیا جواب دیتا ہوں وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔یقینا دنیا تجھے تیرے دونوں کانوں تک گھیرے گی یعنی تو دونوں کانوں تک دنیا میں ڈوب جائے گا۔یہ اس لئے

کہ تو نے میری بے ادبی کی ہے۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا آپ کو اپنے پاس بٹھایا اور بہت عزت فرمائی۔ اور فرمایا **کہ اے عبدالقادر رضی اللہ عنہ تو نے ادب کر کے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کر دیا** اور فرمایا کہ تو نے جس ادب کی نگہداشت کی اس سے تو نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کر دیا۔ گویا کہ میں تجھے بغداد میں دیکھ رہا ہوں کہ تو منبر پر چڑھا ہے اور اللہ کے حکم سے بے ساختہ کہہ رہا ہے کہ میرا یہ قدم اللہ کے کل ولیوں کی گردن پر ہے میں تیرے وقت کے تمام ولیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تیرے اکرام و جلال کیلئے سب نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دی ہیں۔ اتنا فرمانے کے بعد وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ اس کے بعد پھر کبھی ہم نے انھیں نہیں دیکھا اور اس بزرگ نے جو کچھ غوث الاعظم کے بارے فرمایا اسی طرح اس کا ظہور ہوا اور ابن سقا نے تحصیل علم میں بڑی کوشش کی۔ علم ظاہر میں اپنے تمام ساتھیوں پر فوقیت لے گیا۔ خلیفہ نے اسے ملک روم کا سفیر بنا کر بھیج دیا۔ روم کے بادشاہ نے عیسائی عالموں سے اس کا مناظرہ کرایا تو اس نے عیسائی عالموں کو لاجواب کر دیا اور بادشاہ کی نظر میں برگزیدہ ٹھہرا۔ بادشاہ کی ایک خوبصورت لڑکی تھی یہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور بادشاہ سے رشتہ طلب کیا بادشاہ نے کہا کہ اس شرط پر منظور ہے کہ تو عیسائی ہو جائے۔ ابنِ سقا عیسائی ہو گیا اور بادشاہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔ اب ابن سقا نے قطب عالم کا کلام یاد کیا اور سمجھا کہ ان کے علم کے انکار کی یہ سزا ہے کہ میں کافر ہو گیا ہوں۔ عبداللہ کا یہ ماجرہ ہوا کہ جب وہ فارغ التحصیل ہو کر دمشق پہنچا تو نورالدین شہید نے اسے محکمہ اوقاف کی وزارت پر مقرر فرمایا اور جائیداد اوقاف کی اشرفیاں دیکھ کر انکار نہ کر سکا۔ اسطرح دنیا و دولت میں اپنے دونوں کانوں تک ڈوب گیا اور قطبِ عالم کی وہ بات پوری ہو گئی۔ جو انھوں نے عبداللہ کے حق میں فرمائی تھی۔

حضرت غوثِ اعظم کا واقعہ:۔

حضرت غوث الثقلین سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خداداد عزت وقدر اور مرتبہ کا ماجرا اس طرح ہوا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی خانقاہ شریف میں برسر منبر ارشاد فرما رہے تھے اور بڑے

بڑے مشائخ بزرگانِ وقت میں سے پچاس کے قریب بزرگان دین خدمت میں حاضر تھے اوران میں سے شیخ علی ہیتیؒ، شیخ ابوسعید قیلویؒ، شیخ ابوالخیب سہروردیؒ، شیخ بقابن بطوؒ، شیخ ابوالسعودؒ، شیخ جاکرؒ اور شیخ الںبان موصلیؒ ودیگر مشائخ کبار موجود تھے۔ کہ باتیں کرتے کرتے غوث الاعظم نے زبان مبارک سے فرمایا۔

”میرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔“

عراق کے قطب زمانہ حضرت علی بن ہیتیؒ منبر پر آئے اور آپ کے قدم مبارک اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لئے اور آپ کے دامن کے اندر آ گئے اور تمام مشائخ نے اپنی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دیں اور شیخ ابوسعید قیلویؒ نے کہا کہ جب شیخ عبدالقادر جیلانیؓ نے فرمایا کہ **میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے** تو حق سبحان تعالیٰ نے آپ پر تجلی فرمائی اور حضرت رسولِ کریم ﷺ نے مقرب فرشتوں کے ہاتھ سے آپ رضی اللہ عنہ کو خلعت پہنائی۔ اور یہ ان کے اگلے پچھلے اولیاء اللہ کے سامنے پہنایا۔ جو ان میں وصال فرما چکے تھے روحانی طور پر اور جو زندہ تھے اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور ان اولیاء اللہ کی صفیں اس وقت ہوا میں قائم تھیں اور روئے زمین پر کوئی ولی باقی نہ رہا۔ کہ سب نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔ عجم کے ایک شخص نے سر تسلیم خم نہ کیا اس کی ولایت سلب ہوگئی۔

انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے علم کا انکار صرف ازلی بدبخت ہی کرتے ہیں ورنہ اہل ایمان انکی زیارت سے اللہ کے ولی ہو جاتے ہیں اور جتنا زیادہ کوئی ادب و احترام کرتا ہے اتنا ہی اسکے مراتب اللہ کے ہاں بلند ہو جاتے ہیں

س :۔ انبیاء اولیاء کے علم کے منکر لوگ کہتے ہیں کہ جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا تو اور کسی کا حال کیسے جان سکتا ہے۔ الغرض اللہ کے سوا آئندہ کی بات اپنے اختیار سے کوئی نہیں جان سکتا؟

ج :۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہ آیت ایک متعصب جھگڑا کرنے والے اور کفر پر اصرار کرنے والے کیلئے اس کے سوال کہ قیامت کب آئے گی کے جواب میں نازل ہوئی۔ اس کا سوال علم حاصل کرنے کیلئے نہ تھا بلکہ سرکار ﷺ سے دشمنی اور تکبر کی وجہ سے تھا کیونکہ وہ اپنی کمینی

حرکتوں سے حضور ﷺ کو پریشان کرتا تھا جس طرح وہ سرکار ﷺ کو آپکے علم کو نہیں مانتا تھا اسی طرح اللہ رسول ﷺ نے بھی اسکی ہر بات میں نہ کا جواب دیا۔ جس طرح مثل مشہور ہے کہ موتی حیوانوں کے آگے نہیں رکھے جاتے کیونکہ حیوان موتیوں کی قدر نہیں جانتے اسی طرح علم کی باتیں ایمان اور ہدایت والوں کیلئے ہوتی ہیں۔ بیوقوفوں، متکبروں، ذلیلوں اور ازلی بدبختوں کیلئے نہیں ہوتیں۔ جس طرح قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انھوں نے اللہ سے داؤ کیا اور اللہ نے ان کے ساتھ داؤ کیا اور اللہ بہتر داؤ کرنے والا ہے۔ بالکل اسی طرح کفار کے ظلم تکبر اور دشمنی کی وجہ سے اللہ اور رسول نے ان سے منہ پھیر لیا اور ٹال مٹول سے کام لیا تا کہ ان کے کفر کا اندھیرا اور بڑھے اور ان کی بے ادبی کے سبب سے ازلی بدبختی کے قلم نے انکے حق میں جو کچھ لکھ دیا ہے وہ وہاں تک پہنچ جائے۔ ورنہ مومنین نے جب کچھ بھی پوچھا تو آپ نے تسلی بخش جواب دیا۔ جس طرح غزوۂ بدر اور غزوہ اُحد میں پہلے ہی بتا دیا کہ نتیجہ کیا ہوگا۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ:۔

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ مبادی اور مقاصد۔

مبادی:۔

مبادی وہ علوم ہیں کہ قرآن وحدیث کو پڑھنا اس کا ظاہر مطلب سمجھنا یعنی عربی کا ترجمہ کر لینا اور علم لغت اور صرف ونحو وغیرہ جس سے عربی کا ترجمہ کرنا اپنی زبان میں آجاتا ہے۔

مقاصد:۔

وہ علوم ہیں جو اعمال اخلاق اور عقائد سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ سب علم معاملہ ہے کہ کوئی کام کس طرح کرنا ہے نبیوں ولیوں قرآن وحدیث کے متعلق عقائد کیا رکھنے ہیں۔ علم مکاشفہ ایک نور ہے یہ نور راہ سلوک طے کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور راہ سلوک طے کرنے کیلئے مرشد کامل اور ان سے بیعت کرنا لازمی شرط ہے اس کے بعد مکاشفہ کا علم حاصل ہوتا ہے جس سے چیزوں کی حقیقتیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور حق تعالی کی

ذات وصفات اور اللہ کے کاموں کی پہچان حاصل ہوتی ہے اس علم کو علم حقیقت اور علم وراثت نبوی کہتے ہیں۔

حدیث پاک:۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جس نے سیکھے ہوئے علم پر عمل کیا اس کو اللہ ایسی چیزوں کا علم بخشش فرماتا ہے جسکو پہلے وہ نہیں جانتا تھا۔

یعنی علم ظاہری سے جس شخص نے جو کچھ کہ جانا اور پڑھا ہے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ ایسا علم عطا فرماتا ہے جو اس نے نہ کہیں پڑھا نہ سنا۔ اللہ سے ڈرو وہ تمھیں علم عطا کرے گا۔ قرآن پاک میں یہ اسی علم کی طرف اشارہ ہے علم ظاہر اور علم باطن جو کہے جاتے ہیں اسکے یہی معنے ہیں اور ان دونوں علوم کی آپس میں ایسی نسبت ہے۔ جیسی بدن کو روح کے ساتھ ہے جس طرح روح کے نکل جانے سے جسم بیکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علم باطن اگر علم ظاہر سے علیحدہ ہو جائے تو یہ بھی بیکار ہو جاتا ہے۔

ایک عارف کا فرمان:۔

احمد بن عطا اللہؒ کتاب حکم میں فرماتے ہیں حقیقی نفع بخش علم وہ علم ہے جو اپنی شعاعیں سینے کے اندر پھیلاتا ہے اور قلب کو فراخ اور روشن کر دیتا ہے شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں جس طرح سورج کی شعاعیں زمین پر پڑتی ہیں اور پھیل کر سارے جہان کو روشن کر دیتی ہیں بالکل اس طرح باطنی علم دل کے پردے اٹھا دیتا ہے حجاب ختم کر دیتا ہے یعنی جو پردے چیزوں کی حقیقت کو سمجھنے اور جاننے کے لیے رکاوٹ ہیں ان پردوں کو دل سے دور کر دیتا ہے جس سے باطنی آنکھیں یعنی دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اب یہ باطنی آنکھیں رکھنے والے اختیار رکھتے ہیں۔ کہ جب جس چیز کی حقیقت کو دیکھنا چاہیں دیکھ لیں۔

صاحب مقام حضرات کی شان:۔

قطب عالم شیخ العارفین حضرت مخلص الرحمن قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ ولایت یعنی اللہ کا ولی

جب کامل ہو جاتا ہے تو کشف اور مکاشفہ ولی اللہ کی ملکیت ہو جاتا ہے۔اس کے اختیار میں ہو جاتا ہے جیسے کہ ظاہری آنکھوں سے دیکھنا ہر آنکھوں والے کے اختیار میں ہوتا ہے۔اس وقت اس ولی اللہ کو کہا جائے گا کہ وہ صاحبِ مقام ہے۔اور یہ صاحبِ مقام حضرات اہل بیت میں سے جیسے امام حسین علیہ السلام، امام زین العابدین علیہ السلام، امام باقر علیہ السلام، امام رضا علیہ السلام اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں سے جتنے لوگ بھی ولایت کو پہنچے ان کے علاوہ حضرات اولیاء اللہ ہیں۔جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، حضرت معروف کرخیص، حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ اور ان کے سوا اسی جماعت اولیاء اللہ کے اور حضرات ہیں۔ یہ بزرگانِ دین صاحب مقام ہیں۔کشف اور مکاشفہ کا پورا اختیار رکھتے ہیں اور یہ ان لوگوں کی مِلک ہے۔ جب چاہیں جو چاہیں باطنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ یہ اولیاء کرام وقت کی پابندی کے بغیر گزرے ہوئے حالات اور آنے والے واقعات کو اپنی باطنی نظر سے دیکھ لیتے ہیں اور ان حالات و واقعات کا علم حاصل کر لیتے ہیں۔جیسے کہ اہل ظاہر سے ہر شخص کو کامل اختیار ہے کہ حواس خمسہ کی قوت کے کامل ہو جانے کے بعد جس چیز کو چاہے جس وقت چاہے دیکھنا سننا سونگھنا چھونا اور چکھنا اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔

لیکن بعض چیزوں کا نظر نہ آنا جیسے رات کے اندھیرے میں دیوار کے پیچھے یا فرشتے اور جن وغیرہ۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ یہ بالکل اندھے ہیں انہیں کچھ بھی نظر نہیں آتا کیونکہ یہ چند چیزیں ہیں جو نظر نہیں آتیں بہت زیادہ چیزیں ایسی ہیں جو نظر آتی ہیں اور ہر وقت اپنے اختیار سے دیکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے علم کی وجہ سے سمجھے کہ نبیوں اور ولیوں کو قیامت کا علم نہیں ہے تو اس کا مطلب بھی یہ نہیں ہوسکتا کہ حضرات کو کسی چیز کا بھی علم نہیں ہے ایسا سمجھنا بالکل جہالت اور گمراہی ہے۔ بلکہ نبیوں اور ولیوں سے حسد و بغض اور نفرت کی علامت ہے۔ایسے عقائد بے دینی پر مبنی ہیں۔اس بے دین گروہ نے جو انکار کہ انھوں نے حضرات انبیاء اولیاء کی نذر و نیاز کے جائز ہونے کا اور ان حضرات سے التجا کرنے کا ان کے غیبی باتیں جاننے اور عطائے الٰہی سے جہان میں تصرف کرنے کا کیا ہے وہ اس لئے ہے کہ حضرات انبیاء اولیاء کی یہ ہی فضیلتیں ہیں۔جن کی وجہ سے لوگ ان سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔اور

اپنے عقائد کو صحیح سمجھتے ہیں۔مخالفت کرنے والے مولوی اور لوگ بزرگوں کی فضیلتوں کا انکار اور مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ خوش عقیدہ لوگ شرک کے ڈر سے بزرگوں سے عقیدت نہ رکھیں اور ان کی برکتوں سے محروم رہیں۔اس طرح جب لوگ شرک اور کفر کے ڈر سے بزرگوں سے دور رہیں گے تو یہ گمراہ لوگ جو کہ شیطان کے مددگار ہیں۔مسلمانوں کے عقائد اور ایمان کو خراب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ شیطان صرف ایمان کا دشمن ہے کسی کی جان کا دشمن نہیں لیکن یہ بے دین اور منافق گروہ مسلمانوں کی جان اور ایمان دونوں کے دشمن ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب نبی ﷺ کے صدقے انبیاء اولیاء سے محبت اور عقیدت رکھنے والے مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھیں۔آمین

س:۔ کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے کوئی استخارہ کا عمل کرتا ہے تو یہ بات ہوسکتی ہے کہ وہ شخص سچا ہے یا مکار اور مسلمانوں کو دھوکا دے رہا ہے؟

ج:۔ کشف کا دعویٰ تو انبیاء کرام علیہ السلام نے کیا جس کا ثبوت قرآن میں ہے۔اور اولیاء عظام صحابہ کرام کے کشف کا ثبوت احادیث مبارکہ اور معتبر کتابوں میں ہے۔تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔مختصراً عرض ہے۔

قرآنِ پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔اور میں تمھیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔عیسیٰ علیہ السلام کو قوم سے یہ فرمانا کہ تمھارے پیٹوں میں کیا ہے یعنی تم کیا کھا کر آئے ہو حرام کھا کر آئے ہو یا حلال۔گھروں میں کیا کچھ جمع کیا ہوا ہے۔اس طرح وحی اور الہام کے بغیر غیبی چیزوں کو جان لینا کشف ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس دیوار کے سامنے میں نے جنت کو دیکھا۔یعنی کشف ومکاشفہ سے یعقوب علیہ السلام نے مصر سے قاصد کے روانہ ہونے کی خبر کنعان میں دے دی اور یہ بھی بتا دیا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے۔یہی علم کشف ومکاشفہ ہے کیونکہ یہ خبر وحی اور الہام کے بغیر ہی آپ نے فرمائی۔

احادیث مبارک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہاڑ کی طرف سے حملہ کرنیوالے لشکر کو دیکھ کر ساریہ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کر دیا۔جبکہ ساریہ رضی اللہ عنہ مدینے شریف سے میلوں دور تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی شریف میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

اس طرح انبیاء اولیاء سے کشف کا علم قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے کشف کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے۔ قرآن وحدیث کا انکار ازلی بدبخت لوگوں کا کام ہے۔

استخارہ کا عمل:۔

استخارہ کی نماز بذاتِ خود عبادت ہے۔ امت کے نیک لوگوں کا معمول ہے۔ استخارہ کے ذریعے چھپے ہوئے حالات و واقعات کو جان لینا استخارہ کرنے والے کی مراد ہوتے ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز استخارہ کی تعلیم فرماتے تھے۔

حدیث استخارہ:۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمیں جس طرح قرآن پاک کی سورتیں سکھاتے تھے۔ اسی طرح نماز استخارہ کی تعلیم فرماتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر یہ دعا مانگے۔

استخارہ کی دعا:۔

دعا حدیث کی کتابوں میں دیکھ لیں ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

اے اللہ میرے لئے جو تیرے علم میں بہتر ہے۔ میں تجھ سے اس کی بہتری طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے قدرت چاہتا ہوں۔ اور تجھ سے تیرا فضلِ عظیم چاہتا ہوں اس لئے کہ تو قادر ہے اور میں نہیں ہوں اور تو عالم اور غیبوں کا جاننے والا ہے۔ میں جاہل اور نادان ہوں اے میرے اللہ اگر یہ کام میرے لئے دین و دنیا اور میرے انجام کار کیلئے بہتر ہے تو اس کام کو آسانی کے ساتھ میرے لئے مقدر کر دے۔ اور اس کام میں مجھے برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین و دنیا اور میرے انجام کیلئے بُرا ہے تو تُو اس کام کو مجھ سے اور مجھے اس کام سے دور رکھ اور میرے لئے بہتری کو مقدر کر دے۔ جہاں بھی ہو مجھے اس پر خوش رکھ۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ دعا کرنے والا اپنی حاجت کا نام لے یعنی کہے کہ میری یہ حاجت ہے۔ کشف واستخارہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں عیسیٰ علیہ السلام کا کشف بیان فرما رہے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ حدیث پاک میں استخارہ کی تعلیم فرما رہے ہیں۔ اس طرح کشف واستخارہ کی مخالفت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والا گروہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں۔

شاید سچا ہو:۔

نبی کریم ﷺ کے بارے میں شاید سچا ہو کہنا بے دینی ہے۔ کیونکہ اس طرح تو کفار نے بھی سرکار ﷺ کے بارے میں نہیں کہا۔ وہ بھی آپ ﷺ کو صادق اور امین مانتے تھے۔ تو یہ کیسے مسلمان ہیں جن کو نبی ﷺ کے سچے ہونے میں شک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مادہ پرست اور منکرینِ خدا یعنی دہریے ہیں۔ یہ نہ اللہ کو مانتے ہیں نہ رسول ﷺ کو مانتے ہیں۔ تو پھر ولیوں کی بات ہی کیا۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مادہ خود بخود شکلیں بدلتا رہتا ہے ختم نہیں ہوتا۔ انکے عقیدے کے مطابق مٹی سے پیدا ہونے والی چیزیں دوبارہ مٹی ہو جاتی ہیں۔ جس طرح انسان حیوان اور درخت وغیرہ۔ نبیوں اور ولیوں کے متعلق بھی ان کا یہی عقیدہ ہے کہ مر گئے مٹی ہو گئے۔ مزارات میں کیا رکھا ہے وہاں کیا لینے جاتے ہو۔ اسی طرح پانی سے بننے والی چیزیں دوبارہ پانی ہو جاتی ہیں۔ جس طرح بھاپ، برف، بادل بارش، دریا پھر سمندر میں چلے جاتے ہیں۔

یہ لوگ اللہ کا صرف نام لیتے ہیں مانتے نہیں۔ اگر اللہ کو مانیں تو قرآن پاک اللہ کی کتاب ہے۔ اس پر یقین رکھیں تو قرآن پاک میں نبیوں اور ولیوں کا علم غیب جاننا، مُردوں کو زندہ کرنا، کوڑھی کو صحت مند، پیدائشی اندھے کو دیکھنے والا کر دینا، مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مار کر اڑا دینا، زندگی اور موت کی سالوں پہلے خبریں دے دینا جنتی ہے یا دوزخی، قبر میں مردے کو عذاب ہو رہا ہے یا نہیں۔ یہ سب غائب کی خبریں قرآن ثابت کرتا ہے کہ اللہ نے یہ اختیارات اور علم اپنے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرمائے ہیں۔ ان سب چیزوں کا انکار اصل میں اللہ تعالیٰ کا ہی انکار ہے۔ ایسے لوگوں کا کفر فرعون، نمرود اور شداد سے بھی بڑھ کر ہے اس

فرقے کے لوگ سب کچھ اپنے مولویوں کو مانتے ہیں اللہ رسول ﷺ قرآن و حدیث نبیوں اور ولیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ ابوداؤد کی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

حدیث:۔

اور میں تمھیں عالمِ دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالم دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔

س :۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسوں کو بلاتا ہے کہ جن سے وہ قیامت تک دعا کا جواب نہ پائے گا اور یہ قیامت تک اس کے بلاوے سے غافل و بے خبر ہیں یعنی وہ مشرک مسلمان بڑے احمق ہیں کہ اللہ جیسے قادر و علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں۔ خواہ ولی ہوں خواہ نبی؟

ج :۔ قرآن پاک کی یہ آیت کافروں اور ان کے بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کافر کتنے گمراہ ہیں کہ اللہ کو چھوڑ دیا اور بتوں کو اللہ بنالیا۔ اب بتوں کو بے شک قیامت تک پکارتے رہیں بلاتے رہیں بت کوئی جواب نہیں دیں گے۔ کیونکہ بت نہ سنتے ہیں نہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہین۔ بتوں کو نہ دعا سننے نہ قبول کرنے کی قدرت ہے نہ مراد پورا کرنے کی طاقت ہے۔

اس آیت میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے بارے میں کہ ان سے دعا نہ کراؤ۔ ان کو نہ پکارو۔ یہ تمہاری بات نہیں سنتے ان سے کوئی التجا نہ کرو یہ کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ ایسی کوئی بات اللہ نے نہیں فرمائی۔ کیونکہ حضرات انبیاء اور اولیاء نہ بت ہیں نہ بتوں کی طرح بے جان ہیں۔ نہ بتوں کی طرح مسلمانوں نے خود بنائے ہیں بلکہ ان کو اللہ نے پیدا فرمایا ہے۔ مراتب عطا فرمائے ہیں۔ تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں جس سے یہ معجزات اور کرامات کا اظہار فرماتے ہیں بتوں سے نبیوں ولیوں کو تشبیہہ دینا کتنی گمراہی اور جہالت کی بات ہے۔ اگر نبی اور ولی اللہ کے نزدیک بتوں کی طرح ہوتے تو ان کو بھی توڑنا جلانا، توہین و تذلیل کرنا جائز ہوتا اور اللہ کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔ جبکہ نبیوں اور ولیوں کی نافرمانی اور توہین کرنے والوں پر اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوئے۔

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نبیوں اور ولیوں کے دشمنوں کو اللہ نے اپنے دشمن کہا۔ ان کے دوستوں کو اپنے دوست فرمایا اور مومنین سے فرمایا یہ تمھارے بھی دوست ہیں انکے ساتھ لگے رہو۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میرے ولی کو بری نظر سے دیکھتا ہے اس کیلئے میرا اعلانِ جنگ ہے مجھ سے لڑنے کیلئے تیار رہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی علیہ السلام کا دشمن میرا دشمن ہے۔ اے اللہ تو بھی اس کو دشمن رکھ۔ پھر فرمایا علی علیہ السلام کا دشمن کافر ہوگا یا منافق مومن ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ مومن علی علیہ السلام کا دوست ہے۔ حضرات انبیاء اور اولیاء کو ماننے والے ان سے عقیدت رکھنے والے مومنین ہیں۔ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور بتوں کو ماننے والے مشرک ہیں کافر ہیں۔ اس طرح نبیوں اور ولیوں کو بتوں سے کوئی نسبت نہیں اور نہ ہی ان کے ماننے والوں کو کافروں اور منافقوں سے کوئی نسبت ہے۔

قادرِ علیم کو چھوڑ کر نبیوں اور ولیوں کو پکارنا:۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جھوٹا نبی مسیلمہ کذاب زور پکڑ گیا تھا اس کے ماننے والے ہزاروں لوگ ہو گئے تھے اور کچھ دیہاتی نئے نئے مسلمان مرتد ہو کر اُس کے ساتھ مل گئے تھے۔ تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ جنگ کیلئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چھ ہزار کا لشکر دے کر بھیجا تا کہ اس فتنے کو ختم کیا جائے۔ میدانِ جنگ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھی ساٹھ ہزار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف چھ ہزار تھے۔ اس کے ساتھی بہت ہی جوش وخروش سے لڑ رہے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا نبی ﷺ وصال کر گیا ہے اور ہمارا نبی ہمارے ساتھ ہے۔ اس مشکل وقت میں سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متفق ہو کر نبی کریم ﷺ کو پکارا اور زور دار نعرہ لگایا کہ یا محمد ﷺ ہماری مدد فرماؤ یہ نعرہ لگاتے ہی ایک دم جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ مسیلمہ کذاب مارا گیا اور اس کے بہت سے ساتھی بھی قتل ہو گئے۔ باقی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

اب دیکھیں اس جنگ میں سب ایسے صحابہؓ تھے جن کے بارے میں جنتی ہونے اور اللہ کے راضی

ہونے کی بشارتیں آ چکی تھیں۔ انھوں نے قادر اور علیم کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور آج تک کسی مسلمان نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، مہاجرین، انصار اور بدری صحابہ کو مشرک نہیں کہا۔ صحابہ کرام اور اولیاء عظام بزرگان دین سب ہدایت والے مسلمانوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔ یہ عین حق ہے شرک نہیں اور نہ ہی حماقت ہے۔

شفا شریف میں نقل :۔

تحقیق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پیر میں موچ آ گئی ان سے کہا گیا کہ جو تمھیں تمام انسانوں میں زیادہ محبوب ہے اُسے یاد کرو۔ پس انھوں نے بلند آواز سے کہا۔ یا محمد ﷺ مدد۔ فوراً تکلیف دور ہوگئی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو آج تک کسی نے مشرک نہیں کہا۔ بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرک کہنے والا خود مسلمان ہی نہیں ہوتا۔

کتاب استیعاب :۔

حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں کا روضہ۔ کیا ہماری مدد نہیں کرینگے کیا ہماری نہیں سنیں گے۔ یہ بھی حضور ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ﷺ کے روضہ اقدس سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مزارات سے مدد مانگ رہے ہیں۔ اس طرح مزارات سے مدد مانگنا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ بعد وصال حضور ﷺ کو مدد کیلئے پکارنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کی سنت ہے۔ علامہ حصن حصین بسند صحیح حدیث نقل فرمائی ہے۔

''ترجمہ: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو { تصحیح العقائد }''

محبت سلف صالحین :۔

حدیث۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری سنت یعنی میرے قول و فعل کو اور خلفائے راشدین یعنی ابو

بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیدر علیہ السلام کی سنت کو اختیار کرنا تم پر لازم ہے آپ ساری اُمت کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ جس طرح میری سنت پر عمل کرنا ضروری ہے اُسی طرح میرے خلفاء کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

حدیث :۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرے صحابی رضی اللہ عنہ چمکنے والے راستہ بتانے والے ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کے پیچھے چلو گے راہ پاؤ گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے اولیاء عظام نے قرآن و حدیث کے معانی اور مطالب بیان کیئے ہیں ان کے عقیدت مندوں نے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ جو عقائد ان بزرگوں کے تھے انھیں کے مطابق انکے اعمال اور عقائد ہیں۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے التجا کر کے مدد کے طلب گار ہوتے تھے تابعی اسی طرح صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عرض گذار ہوتے تھے۔ اس طرح انکے بعد آنیوالے تابعین سے اور ان کے بعد والے اولیاء کرام ان کے نقش قدم پر ہیں۔ اس طرح یہ گروہ عین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقشِ قدم پر ہیں۔ یہی گروہ بالکل حق پر ہے ان کو کافر و مشرک کہنے والے خود دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

س :۔ مزارات میں حضرات انبیاء اولیاء پکارنے والوں کی پکار سنتے ہی نہیں ان کو پکارنا اور مدد مانگنا شرک ہے۔ دوسرا وہ کچھ بھی کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتے ؟

ج :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ اُس کو پہچان لیتا ہے جب وہ سلام کرتا ہے تو اُسے پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے۔ سوال کرنے والے کہتے ہیں کہ مزارات میں انبیاء اولیاء پکارنے والوں کی بات نہیں سنتے۔ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ عام مسلمان اپنی قبر میں سنتا بھی ہے دیکھتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے تو انبیاء اولیاء کی کیا شان ہے وہ انکی سمجھ سے باہر ہے۔

غزوہ بدر۔ غزوہِ بدر میں مشرکین مکہ کے بڑے بڑے سردار ابوجہل، عتبہ وغیرہ مارے گئے تھے۔ جب جنگ سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان مرے ہوئے قریشی سرداروں کی لاشوں کے پاس جا کر

ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم کفر و شرک اور ہماری مخالفت سے باز نہیں آتے تھے اب اپنے انجام کو پہنچ گئے ہو صحابہؓ نے عرض کیا حضور ﷺ یہ تو قتل ہو چکے ہیں مر چکے ہیں کیا یہ سنتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ آپ لوگوں سے یعنی زندہ لوگوں سے بہتر سنتے ہیں۔ اب سوچیں کہ نبیوں اور ولیوں کے متعلق ایسا سوال کرنے والے کتنے احمق ہیں کہ مرنے کے بعد کافر سن رہے ہیں عام مسلمان سن اور دیکھ رہے ہیں اور اپنی قبروں سے سوال اور سلام کا جواب دے رہے ہیں لیکن نبی اور ولی نہیں سن رہے یہ صرف ان لوگوں کے حسد و بغض کا نتیجہ ہے جو کہ منافقوں کو ان لوگوں سے ہوتا ہے {وفاء الوفاء}

حدیث پاک:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت کوئی شخص قبر کی طرف سے گزرتا ہے تو مردہ اُس کو پہچان کر اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ {وفا الوفا}

حدیث پاک:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب لوگ مردے کو دفن کر کے واپس جاتے ہیں تو مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ {ترمذی شریف}

حدیث مبارک:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی قبروں کے پاس اُحد سے واپسی پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں تم زندہ ہو اللہ کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا جب ان کو سلام کیا جائے تو یہ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پس قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی ان کو سلام کرے گا یہ اُسکو سلام کا جواب دیں گے۔ {طبرانی نے اوسط میں۔ بیہقی}

سوچیں اور سمجھیں:۔

اگر ان لوگوں کی بات مان لیں جو کہ احادیث مبارکہ کے خلاف ہے کی اہل مزار نہیں سنتے تو بھی ان کو پکارنا شرک نہیں ہوسکتا۔ مثال کے طور پر کوئی آدمی کسی دوسرے ناواقف آدمی کو آواز دے اور وہ بہرہ ہو آواز دینے والا یہ سمجھ کر آوازیں دے رہا ہے کہ وہ سن رہا ہے۔ حالانکہ وہ بہرہ ہے سننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا تو کیا آواز دینے والا مشرک ہو گیا ذرا سوچیں اس میں شرک کی کونسی بات ہے اب آواز دینے

والے نے بہرے کو نہ تو ذات میں شریک کیا ہے کہ یہ قدیم ہے پیدا نہیں ہوا ہمیشہ سے قائم ہے اور نہ ہی اللہ کی صنعت میں شریک کیا کہ آسمان وزمین سمندر پہاڑ وغیرہ میں سے کچھ اس نے بنایا ہے نہ ہی اُس کی عبادت کی ہے تو پھر شرک کیسے ہو گیا۔اُس نے صرف نہ سننے والے کو سننے والا سمجھا یا کسی غریب آدمی کو کوئی دولتمند سمجھ لے اس کو لاعلمی کہہ سکتے ہیں۔شرک کسی طرح بھی نہیں۔

حاضر وناظر:۔

عام آدمیوں کی دیکھنے اور سننے کی طاقت فوت ہونے کے بعد زندگی سے زیادہ ہو جاتی ہے جس طرح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ مردہ ہر آنے جانے والے کو دیکھتا ہے۔پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے۔ جبکہ زندگی میں دیوار کی دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا۔فوت ہونے کے بعد قبر کے اندر سے ہزاروں من مٹی کے آر پار مردہ دیکھ رہا ہے۔چلنے والے آدمیوں کے جوتوں کی آواز سن رہا ہے اور جب کوئی آدمی قبرستان والوں کو سلام کہتا ہے تو دو تین سو فٹ دور قبر والا مردہ بھی سن اور دیکھ رہا ہے۔جبکہ زندہ اس قبر سے نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ سلام کی آواز سن سکتا ہے

بالکل اسی طرح انبیاء اولیاء کی بھی سننے اور دیکھنے کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔کیونکہ زندگی میں بھی ان کی یہ طاقت عام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے۔کہ جو چیزیں عام لوگوں کو نظر نہیں آتیں نبیوں اور ولیوں کو نظر آ جاتی ہیں۔فوت ہونے کے بعد ان کی یہ طاقت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔جس طرح عام مسلمانوں کو زندگی میں دیوار کے دوسری طرف نظر نہیں آتا۔فوت ہونے کے بعد نظر آنے لگ جاتا ہے اسی طرح نبیوں اور ولیوں کو زندگی میں ہزاروں میل دور سے نظر آتا ہے اور آواز بھی سن لیتے ہیں تو فوت ہونے کے بعد جب ان کی یہ قوت بڑھ جاتی ہے تو ساری زمین سے یہاں سے بھی کوئی پکارے سن لیتے ہیں۔مثال کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھارا درود خود سن لیتا ہوں اور جو بالکل آہستہ پڑھو کہ آپ کا ساتھی بھی نہ سن سکے تو وہ فرشتے مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔دوسری جگہ فرمایا کہ میں اپنے آخری اُمتی اور اُس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں ورکس جگہ پیدا ہوگا اس کا رنگ کیسا ہوگا کالا ہوگا یا گورا ہوگا کس زمین میں دفن ہوگا میں

اس کو جانتا ہوں۔ اور فرمایا میں عیسیٰ علیہ السلام کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھ رہا ہوں۔ میں دجال کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ رضی اللہ عنہ کو سینکڑوں میل دور سے دیکھ کر آواز دینا اور ساریہ کا آواز سن لینا معتبر کتابوں سے ثابت ہے۔

قرآن اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی اور ولی پیدا ہونے سے پہلے بھی دیکھ لیتے ہیں کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے۔ جس طرح سورۂ فیل میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نے دیکھا ہم نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش مبارک سے کئی سال پہلے کا ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدائش سے پہلے بھی زمین پر دیکھ رہے ہیں۔ کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے۔

حدیث مبارک میں ثابت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے کسی ولی سے میری ملاقات کرائی جائے۔ تا کہ میں اس کو دیکھوں کہ اتنی فضیلت والی اُمت کیسی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے امام غزالیؒ کی روح کو موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تمھارا کیا نام ہے تو امام صاحب نے اپنا نام اپنے باپ کا نام اپنے دادا کا نام اور پیدا ہونیکی جگہ سب کچھ بتا دیا تو موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے میں نے تو صرف تمھارا نام پوچھا ہے اور تو یہ سب کچھ کیوں بتا رہا ہے تو امام غزالیؒ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؑ آپؑ سے اللہ نے دریافت فرمایا تھا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تمھارے ہاتھ میں کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ میرا عصا ہے اس کو میں ہاتھ میں رکھتا ہوں اور بکریوں کیلئے درختوں کے پتے اس سے جھاڑتا ہوں۔ اس طرح مختلف کاموں میں استعمال کرتا ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے صرف اتنا دریافت فرمایا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے بھی کافی کچھ اضافی بتایا تھا۔ لمبی حدیث ہے مختصراً عرض کیا ہے۔

اس طرح انبیاء اولیاء کا پیدائش سے پہلے پیدا ہونے کے بعد اور وصال کے بعد دور و نزدیک سے سن لینا اور دیکھ لینا عین قرآن و حدیث کے مطابق ہے کسی قسم کا بھی شرک نہیں۔ اور انکے عقیدت مندوں کا ان کے سننے اور دیکھنے کی طاقت کو تسلیم کر لینا عین حق ہے۔ شرک نہیں کیونکہ یہ سننے اور دیکھنے کا علم اللہ نے ان لوگوں کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ کی عطا کردہ طاقت کا اظہار اور اس کو مان لینا شرک نہیں ہوسکتا۔

برزخ:۔

حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایمان والوں کی روحوں کا مقام عالمِ علیین ہے اور گناہگاروں کی روحیں عالم سجین میں رہتی ہیں۔ علیین جنت کا مقام ہے اور سجین دوزخ کا مقام ہے۔ ان دونوں جہانوں کو برزخ کہتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی:۔

قسم ہے ان کی جو ایمانداروں کی جان ایسی آسانی سے نکالتے ہیں۔ جیسے کہ بندھن کو کھولتے ہیں اور ان کارکنانِ قضاوقدر کی قسم جو زمین وآسمان کے درمیان تیرتے رہتے ہیں۔ پھر اوپر سے جو حکم ہوتا ہے اس کے سننے کو لپکتے ہیں جیسا حکم ہوتا ہے اس کے مطابق دنیا کا انتظام کرتے ہیں۔

فضیلت والے لوگ انتظام کرتے ہیں:۔

فضیلت والے لوگوں کی صفات یہ ہیں کہ عالم ملکوت کے نور کے سمندروں میں تیر کر مقام قدس میں پہنچتے ہیں۔ اور عالم ناسوت یعنی دنیا کا انتظام اور تدبیر کرتے ہیں اور اس کام کے کرنے پر قائم ہیں۔

ارواح اہل ایمان کا مقام:۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو بہشت کے درختوں پر اڑتا پھرتا اور کھاتا پیتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن جب ایمان والوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو پھر ان پرندوں کی روحیں ان کے بدنوں میں آجائیں گی۔

قرب وجوارِ الٰہی:۔

حضرات انبیاء اولیاء کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت معتقدین اولیاء کرام کے عقائد یہ ہیں کہ

یہ حضرات بارگاہ حق سبحانہ تعالیٰ کے جوار وقرب میں ہیں اور اسی مقام سے اپنے التجا کرنے والوں کا کلام سنتے اور بارگاہِ خداوندی سے ان کی حاجتیں پوری کراتے ہیں۔ اتنی دور سے ان حضرات کا سن لینا محال نہیں کیونکہ اتنی دور کے فاصلے سے نہ سننا یہ جسموں کیلئے ہے۔ کیونکہ جسم دور کی آواز نہیں سن سکتے اور روح کے متعلق ایسا سوچنا گناہ ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ مومنوں کی روحیں ساتویں آسمان پر حاضر ہونیکے باوجود منکر نکیر فرشتوں کے سوال وجواب کیلئے پھر قبر میں آتی ہیں۔ اب ساتویں آسمان سے قبر میں فرشتوں کو دیکھ لینا اور پل بھر میں اتنا بڑا سفر کر کے قبر میں حاضر ہو جانا مادہ پرستوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ روح کی پرواز فرشتوں سے بھی تیز ہے اور انبیاء اولیاء کی روحیں فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ اسی لئے فرشتوں کو حکم ہوا تھا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو فرشتوں نے سجدہ کیا اور سجدہِ آدم علیہ السلام کی برکت سے ان کے مراتب بلند ہو گئے۔ شیطان نے سجدہ نہ کیا وہ لعنتی ملعون ہو گیا اور آج تک شیطان اور اس کے ساتھی سجدہ تعظیم کا انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک سے سجدہ تعظیم ثابت ہے اور اس کی منسوخی کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ قبر میں سوال وجواب کے علاوہ برکت والے دنوں اور برکت والی راتوں میں جیسے جمعہ کے دن جمعہ کی رات اور شب قدر یعنی قدر والی رات ہے وہ روحیں اس جہان میں اترتی ہیں اور اپنے اپنے مقام پر چلی جاتی ہیں اور یہ اترنا اور چڑھنا جسموں کیلئے ہزار برس میں بھی نہیں ہو سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک:۔

ایک عام مومن مسلمان کی روح کو دیکھنے سننے اور آنے جانے کی ایسی قدرت وطاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ وہ پل بھر میں ساتویں آسمان سے زمین پر آ جاتی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک ہماری روحوں سے لاکھوں درجے مراتب میں علم میں لطافت میں سننے اور دیکھنے میں عزیز تر اور لطیف ترین ہے تو عام مومنوں کی بحث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح لایا جا سکتا ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے مومنین اور پہلے نبیوں کی روحیں پل بھر میں جتنا فاصلہ طے کرتی ہیں۔ یعنی ساتوں آسمانوں تک اترتی چڑھتی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات جسم کے ساتھ ایک آن میں عرشِ معلیٰ پر گئے اور

آئے۔صحیح احادیث کی کتابوں میں درج ہے کہ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو بستر ابھی گرم تھا دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔مومنین کی روحوں سے بڑھ کی تو آپ ﷺ کے جسم کی پرواز تھی۔تو وصال کے بعد آپ ﷺ کی روح کی طاقت و پرواز سننے اور دیکھنے کی طاقت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

یہ شرک نہیں:۔

حضرات انبیاء اولیاء کو دنیا میں سننے دیکھنے اور تصرف کرنے کی طاقت عام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے اوران حضرات کے دنیا سے رحلت فرمانے کے بعدان کو پکارنا اور مدد چاہنا اس سے شرک لازم نہیں آتا لیکن سوال یہ ہے کہ ان حضرات کو التجا کرنے والوں کی پکار سننے کی قوت اور انکی حاجتیں پوری کرنیکی قدرت ہے یا نہیں

حضرت عمر کی آواز:۔

ایک دفعہ جمعہ کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔کہ اچانک آپ نے خطبہ پڑھنا چھوڑ دیا اور دو تین بار یہ فرمایا۔اے ساریہ رضی اللہ عنہ پہاڑ پہاڑ پہاڑ۔اس کے بعد آپ خطبہ میں مشغول ہو گئے اور خطبہ پورا کیا لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آج دیوانہ ہو گئے تھے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا اے عمر رضی اللہ عنہ آج آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ خطبہ پڑھتے پڑھتے یہ بات کہی اورلوگوں کی زبان اپنے اوپر کھلوائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُس وقت میں نے دیکھا کہ ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوراس کا لشکر پہاڑ کے قریب کافروں کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہے۔اور کافر لشکر اسلام کو آگے سے اور پیچھے سے گھیرتے جاتے ہیں۔یہ حالت دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے وہ الفاظ کہے اور اس طرح جنگ جیت لینے کی حکمت بتائی تاکہ ساریہ رضی اللہ عنہ اوراس کا لشکر پہاڑ کو پیچھے رکھے تاکہ کافروں کے شر اور جنگی چال سے بچ جائے

ساریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس وقت نہاوند میں لڑ رہے تھے جو مدینے شریف سے ایک مہینہ کا راستہ تھا۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی اور اسلامی لشکر کو فتح ہوگئی۔

دور کی پکار سن لی:۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بہت دور بھیجا تھا۔ ایک دن اچانک آپؓ نے مدینہ منورہ میں پکارا۔ اے پکارنے والے میں حاضر ہوں۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی اس پکار کو لوگوں نے اس وقت تک نہ جانا جب تک اس لشکر کا سردار فتح سے ہمکنار ہو کر واپس مدینہ شریف نہ آ گیا۔ فاتح لشکر کی گنتی ہو رہی تھی۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لشکر کے سردار سے فرمایا ابھی یہ کام چھوڑ دو پہلے مجھے اس شخص کا حال بتاؤ جسے تم نے پانی میں دھکا دیا تھا۔

لشکر کے سردار نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس شخص کے ساتھ کسی قسم کی شرارت کا ارادہ نہیں تھا واقعہ یہ ہوا کہ ایک پہاڑی نالے کو عبور کرنا تھا اور اس کی گہرائی کا علم نہ تھا اور نہ ہی پانی کی ٹھنڈک کا اندازہ تھا۔ دریا کی گہرائی معلوم کرنے کیلئے ہم نے اُسے پانی میں اتارا۔ پانی اور ہوا کی ٹھنڈک کی وجہ سے اُسے بہت تکلیف ہوئی اور وہ فریاد کرنے لگا۔ اے عمر میری مدد کرو یا عمر مدد یا عمر مدد۔ ہم نے دیکھا کہ اچانک ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس نے اس آدمی کو دریا سے نکال کر باہر رکھ دیا۔ لیکن سردی اس پر اثر کر چکی تھی اور وہ شہید ہوگیا۔ جب یہ ماجرا لوگوں نے سنا تو پھر جانا کہ حضرت عمرؓ کا فرمانا کہ میں تیرے پاس ہوں میں حاضر ہوں اس مظلوم فریادی کی پکار کا جواب تھا۔

دنیا بھر کا حال روشن:۔

نفحات شریف میں ہے کہ ہرات شہر میں زاہد عبداللہ ایک شخص تھا جس نے وصال کا روزہ پے در پے برابر تیس برس تک رکھا۔ بہت مشہور اور مقبول ہوئے ایک رئیس نے اپنی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا۔ نکاح کے بعد بارہ سال تک وہ اس کے گھر کنواری رہی۔ جب شیخ الاسلام حضرت احمد جامؒ ہرات میں تشریف لائے تو اُس زاہد نے اپنی بیوی سے کہا میرے نئے کپڑے لا تا کہ میں احمد کے پاس جاؤں لوگ

کہتے ہیں کہ بزرگ مرد ہے۔ ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ اس کا کیا حال ہے اس کی بیوی نے کہا اگر امتحان غرض ہے تو ان کے پاس مت جا خبردار یہ شخص وہ نہیں جو تو نے سمجھا ہے اگر تمھارے دل میں یہ جذبہ ہے کہ وہ تمھیں جو حکم دیں گے وہ بجالاؤ گے تو بیشک جاؤ اگر آزمائش کا ارادہ ہے تو مت جاؤ نقصان اُٹھاؤ گے۔ زاہد نے کہا تُو بھلا کیا جانتی ہے تُو میرے کپڑے لا۔

زاہد نے نئے کپڑے پہنے اور شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا حضرت نے فرمایا تو نے کس ارادہ سے ہمارے سلام کا ارادہ کیا ہے تجھے معلوم ہے کہ اُس عورت نے تجھے کیا کہا تھا۔ پھر خود ہی جو بات عورت نے کہی تھی ظاہر کر دی اور فرمایا جو میں حکم کروں مانوں گے۔

زاہد نے کہا جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا واپس چلا جا قصائی سے گوشت لے اور بقال بنئے سے انگور کا شیرہ اور دیسی گھی خرید۔ گوشت اور حلوہ پکا اور اپنی بیوی کو ساتھ لیکر روزہ افطار کر اور اپنی عورت کے حقوق سے جو اس بارہ سال میں تجھ پر فرض تھا اُسے ادا کر پھر حمام میں جا کر غسل کر۔ جس چیز کا تو اتنے برسوں سے طالب ہے اور تیس سال کی عبادت ریاضت سے حاصل نہ کر سکا اگر اسی گھنٹے میں تجھے حاصل نہ ہو تو آنا اور احمد کا دامن پکڑ لینا۔

زاہد نے اپنے جی میں کہا کہ حضرت مجھے ایسے کام کا حکم دے رہے ہیں۔ جس کے ادا کرنے کی مجھ میں ہمت اور طاقت نہیں میری حالت یہ ہے کہ ان تیس سالوں میں میں نے اپنے اندر کوئی مردانہ قوت نہیں دیکھی پھر کنواری عورت سے میں کس قوت سے برتاوا کروں گا۔

حضرت احمد جامؒ نورِ فراست سے جان گئے کہ زاہد کیا سوچ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا جا تیرا کام سمجھ پر آسان ہو جائیگا ڈرمت اگر ضرورت پڑے کوئی کمزوری محسوس ہو تو احمد کو یاد کرنا۔ حضرت نے جو کچھ فرمایا تھا اُسی طرح کیا۔ گوشت اور حلوہ تیار کیا روزہ کھولنے کے وقت میاں بیوی نے مل کر کھانا کھایا۔ کھانا کھاتے ہی زاہد کے اندر ایک حرکت پیدا ہوئی چاہا کہ ابھی مباشرت میں مشغول ہو جاؤں عورت نے کہا کہ اتنا تو صبر کرو کہ میں کھانے سے فارغ ہو جاؤں۔ کھانے سے فارغ ہو کر جب مشغول ہونے کا ارادہ کیا تو اب اپنے میں کوئی قوت نہ پائی۔ زاہد نے حضرت شیخ احمد کو یاد کیا اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ حضرت اُس وقت مجلس

میں تشریف فرماتھے آپ مسکرائے اور وہیں بیٹھے بیٹھے یہ فرمایا اے زاہد اپنے کام میں مشغول ہوجاؤ ڈرمت ٹھیک ہوگا۔ زاہد یہ سن کر خوشی خوشی اپنے کام میں مشغول ہوا اور اس کا مقصود حاصل ہوگیا اور حمام پر جاکر غسل کیا۔ جب غسل سے فارغ ہوا تو اس وقت جو کچھ شہر کے اندر تھا سب کچھ اس پر ظاہر ہوگیا۔ جب زاہد دوبارہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ نے فرمایا احمد کا کیا قصور ہے تیری ہمت ہی اس شہر کی چاردیواری سے زیادہ نہ تھی اس لئے اتنا ہی روشن ہوا جو چاردیواری کے اندر تھا۔ ورنہ شہر کی چاردیواری کے بدلے اگر دنیا کی چاردیواری بھی ہوتی تو دنیا بھر میں جو کچھ تھا وہ تجھ پر منکشف ہوجاتا۔

سرکار غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی عالی شان کرامت:۔

ایک درویش نے کہا کہ میں اور شیخ علی ہیتیؒ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر تھے کہ بغداد کے رئیسوں میں سے ایک رئیس حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے میرے سردار آپؒ کے نانا جان رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی دعوت کی جائے اور وہ بغیر کسی مجبوری کے دعوت قبول نہ کرے تو اُس نے بے شک ابوالقاسم کی نافرمانی کی۔ میں آپ کو اس وقت اپنے گھر میں دعوت دیتا ہوں۔

حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر مجھے اللہ تعالیٰ سے اجازت مل گئی تو میں آجاؤں گا۔ پھر آپ تھوڑی دیر سر جھکائے رہے اور فرمایا میں آتا ہوں پس آپ خچر پر سوار ہوئے۔ حضرت شیخ علی ہیتیؒ نے دہنی رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب۔ یہاں تک کہ ہم میزبان کے گھر پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ بغداد شریف کے تقریباً تمام علما اور مشائخ اور خاص خاص لوگ وہاں موجود ہیں۔ دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر طرح طرح کی نعمتیں چنی گئیں۔ پھر دو شخص ایک ڈھکا ہوا بڑا ٹوکرا اٹھالائے اور دسترخوان کے آخر میں رکھ دیا اسکے بعد صاحب خانہ نے کہا اجازت ہے کھانا شروع کریں۔ حضرت سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے آپؒ نے نہ خود تناول فرمایا اور نہ دوسروں کو اجازت دی۔ آپؒ کے رعب اور وقار سے مجلس کی یہ حالت تھی کہ وہ بے حس و حرکت چپ چاپ بیٹھے تھے یہ دیکھ کر حضرت شیخ علی ہیتیؒ نے میری طرف اشارہ کیا کہ اٹھو کہ ہم اس ٹوکرے کو سامنے لے آئیں۔ اس کو ہم دونوں نے اٹھایا بہت بھاری تھا ہم نے

حضرت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے روبرو رکھدیا۔فرمایا اسے کھولا جائے ہم نے اُسے کھولا اس میں صاحب خانہ کا لڑکا پڑا ہوا تھا جو پیدائشی اندھا فالج کا مارا ہوا اور جذامی بھی تھا حضرتؓ نے لڑکے سے فرمایا۔**اللہ کے حکم سے تندرست ہوکر کھڑا ہوجا** آپؓ کا اتنا فرمانا تھا کہ وہ لڑکا تندرست وتوانا چست و چالاک ٹوکرے سے باہر کھڑا تھا۔اب وہ بالکل صحت مند تھا اُس کو نہ فالج نہ جذام اور نہ ہی اندھا تھا ایسا ہوگیا جیسے اس کو کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔اب حاضرین میں فرط عقیدت سے سبحان اللہ صلی علیٰ کا ایک شور اٹھا اور حضورؓ رلوگوں کے ہجوم سے کچھ کھائے بغیر باہر تشریف لے گئے۔

ایک بڑے بزرگ نے یہ کرامت دیکھ کر کیا فرمایا:۔

راوی کہتا ہے کہ پھر ہم حضرت ابوسعید قیلوی کے پاس گئے اور یہ قصہ ان سے بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو اللہ کے عطا کردہ اختیارات سے اندھوں کو بینا کوڑھیوں کو اچھا اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔{نفحات شریف}

جسمانی یا روحانی:۔

حضرات انبیاء اولیاء میں سننے اور دیکھنے کی قوت اور تصرف کی قدرت زندگی میں عام لوگوں سے زیادہ تھی۔تو وہ ان کے بدنوں کی قوت وقدرت نہیں تھی بلکہ ان کی پاک روحوں کی قوت اور قدرت تھی

اگر جسمانی قوت مانی جائے تو اس قوت کو بڑھانے میں تو دنیادار لوگ بہت کوشش کرتے ہیں ورزش وغیرہ کے ذریعے پہلوان اور کھلاڑی وغیرہ بڑا بڑا کمال حاصل کر لیتے ہیں۔تو پھر یہ لوگ حضرات انبیاء اولیاء سے زیادہ کرامات دکھائیں زیادہ کامل ہوں۔حالانکہ انبیاء اولیا اس جسمانی قوت کو کم کرنے کیلئے رمضان شریف کے فرض روزے اور نفلی روزے رکھ کر ریاضتیں مجاہدے ذکر وفکر اور مراقبہ کرکے کوششیں کرتے ہیں اس طرح نفس کی کمزوری سے روح میں طاقت اور پرواز آتی ہے۔نفسانی خواہشات کو ختم کرتے ہیں تو روح کو عروج ہوتا ہے اور پیرومرشد کے وسیلہ سے اللہ کی معرفت کو پہنچ جاتے ہیں تو پھر ایسے

باکمال کام ان سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان حضرات کا نام اہل باطن رکھا گیا ہے۔ تمام امت کے نزدیک دور سے سننے دیکھنے کی قوت اور تصرف کی قدرت یہ روحانی صفات ہیں جسمانی صفات نہیں۔

ارواح کو فنا نہیں:۔

ارواح کو آدمی کے مرنے کے بعد اور جسموں کے فنا ہو جانے کے بعد بقا ہے یعنی روحیں فنا نہیں ہوتیں آدمی کے فوت ہونے کے بعد بھی اپنی صفات اور قوت تصرف کے ساتھ قائم رہتی ہیں۔ کیونکہ ان کو موت نہیں یہ جسم میں داخل کی جاتی ہیں اور موت کے وقت نکال لی جاتی ہیں۔ اور اجسام سے آزاد ہو جانے کے بعد روحوں کی سننے دیکھنے اور آنے جانے کی قوت بہت بڑھ جاتی ہے۔ یہ اس لئے کہ حضرات انبیاء اولیاء بدنوں کی قید سے آزاد ہو کر پروردگارِ عالم کے قرب میں رہتے ہیں اور ہمیشہ کی زندگی سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور ذات کے انوار سے یعنی نورانی جلوہ گری سے مسرور ہوتے رہتے ہیں۔ جس سے ان کے مراتب اور بلند ہوتے رہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات کے بعد پکارنا اور وسیلہ ٹھہرانا:۔

طبرانی معجم کبیر میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کوئی حاجت تھی اور وہ حاجت پوری نہیں ہوتی تھی کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس شخص کی طرف بالکل توجہ نہیں فرماتے تھے۔ یہ شخص اپنا ماجرہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور اپنی حاجت کے بارے عرض کی انھوں نے کہا وضو کر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کر اور اس طرح دعا کر یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور رحمت والے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرا کر تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو وسیلہ بنا کر اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ آپ میرے حق میں توجہ فرمائیں تا کہ میری حاجت پوری ہو جائے۔

اس کے بعد دربار خلافت میں جا اور اپنی حاجت عرض کر اس شخص نے ایسا ہی کیا اس کے بعد حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آیا دربان اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرش خاص پر بٹھا کر اس کی حاجت پوچھی اور حل کر دی اور فرمایا اگر پھر بھی کبھی کوئی حاجت ہوتو مجھے بتانا میں تیری حاجت روائی کر دیا کروں گا۔ وہ شخص خوشی خوشی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا اللہ آپ کو اچھی جزا دے کہ تو نے میری حاجت روائی کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری سفارش کی اور انھوں نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور شفقت فرمائی۔
عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں کہا بلکہ ایک دفعہ میں نے دیکھا تھا کہ ایک اندھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے دعا کی التجا کی کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں پس اس پر میں نے قیاس کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنا مقصد حاصل کرنے اور حاجت پوری ہونے کا سبب ہے جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تھا ویسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہے۔

امام مالک اور خلیفہ جعفر:۔

قاضی عیاض مالکی شفا شریف میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ ابو جعفر اور امام مالک کے درمیان مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مناظرہ ہوا۔ دورانِ گفتگو خلیفہ نے اپنی آواز بلند کی حضرت امام مالک نے کہا اے امیر المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آپ اونچی آواز سے کیوں بولتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ادب سیکھایا اور فرمایا۔ اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور حق تعالیٰ نے دوسری قوم کی تعریف فرمائی بیشک وہ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پست کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ اور پرہیزگاری کیلئے چن لیا ہے۔

بعد وصال وہی ادب واجب:۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام وصال کے بعد بھی آپ کی

زندگی کے ادب واحترام کی طرح ہے یعنی نبیوں اور ولیوں کا احترام جس طرح زندگی میں ہوتا ہے اسی طرح وصال کے بعد بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو آپؒ کے اس فرمانے کا خلیفہ پر بہت اثر ہوا اور وہ رو پڑا۔

دعا میں منہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف:۔

خلیفہ نے عرض کیا کہ اے عبداللہ دعا کے وقت قبلہ کو سامنے رکھوں یا روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو۔ آپ نے فرمایا تو اپنے پیغمبر سے کیوں روگردانی کرتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کا وسیلہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنے سے ان کی لغزش معاف ہوئی پس تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف رُخ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے طلب شفاعت کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تیری شفاعت فرمائیں۔

روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عرض:۔

ابوبکر بن اقطع کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا پانچ دن بھوکا رہا کوئی چیز کھانے پینے کی ہاتھ نہ آئی چھٹے روز بھوک سے نڈھال میں روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔ اتنا عرض کرنے کے بعد میں سو گیا خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں دائیں طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سامنے حضرت علی علیہ السلام تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اُٹھ کر کھڑا ہو جا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں میں اٹھا اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دست بوسی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے ایک روغنی روٹی عطا فرمائی میں اسی وقت خواب میں کھانے لگا آدھی روٹی میں نے خواب میں کھالی اور جب جاگ آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ باقی آدھی میرے ہاتھ میں موجود ہے۔

قبروں میں سے تصرف:۔

نفحات شریف میں ہے کہ شیخ ابوالحسن قرشیؒ نے فرمایا میں چار اولیاء کرام کو جانتا ہوں کہ اپنی قبروں

میں رہتے ہوئے تصرف کرتے ہیں۔ جیسے کہ بزرگ زندگی میں تصرف کرتے ہیں۔ وہ بزرگ یہ ہیں۔ حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت شیخ حیوٰۃ حرانی رضی اللہ عنہ اللہ ان سب بزرگوں سے راضی اور یہ اللہ سے راضی۔

معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ نبی اور ولی اپنے مزارات سے دنیا پر کیا ہورہا ہے دیکھتے ہیں التجا سنتے ہیں تصرف فرماتے ہیں یہ عین دین حق ہے۔قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا مذہب:۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حالت تو عام مُردوں کی ہے کہ وہ ساتویں آسمان سے پل بھر میں زمین پر آجاتے ہیں اور زمین والوں کی باتیں سنتے ہیں اور زمین پر کیا ہورہا ہے وہ دیکھ لیتے ہیں۔جبکہ یہ قوت زندگی میں انھیں نصیب نہ تھی۔اولیاءاللہ تو اللہ کے خاص بندے ہیں جو عام مخلوق سے کہیں زیادہ قوت تصرف رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی تصرف کی قوت وفات کے بعد اور بھی کامل ہوجاتی ہے۔اور وہ اس عطائی قوت سے تصرف کرتے رہتے ہیں۔ان کا دیدار الٰہی میں ڈوب جانا دنیا کی طرف توجہ کرنے سے مانع نہیں ہوتا۔اویسی طریقہ کے لوگ ظاہر مرشد کے بجائے اپنے باطنی کمالات کی تکمیل اولیاء اللہ کی روحوں کی تعلیم وارشاد سے کرتے ہیں اور دوسرے حاجتوں اور مطلبوں والے بھی ان سے اپنی مشکلوں اور مصیبتوں کا حل طلب کرتے ہیں۔اور کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کے بندے فرماتے ہیں کہ اے سوال کرنے والے اگر تُو جسم سے یہاں تک آتا ہے تو میں جان سے تیری مدد کو آتا ہوں۔

میں انتقال کے بعد بھی مدد کرونگا مولانا جلال الدین رومیؒ:

{شرح صدور} حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ المعروف مولانا رومؒ نے اپنی آخری بیماری میں اپنے اصحاب سے وصیت فرمائی کہ میرے دنیا سے جانے کے بعد غمناک نہ ہونا۔ کیونکہ حضرت منصورؒ کے نور نے وصال کے ڈیڑھ سوسال بعد شیخ فرید الدین عطارؒ پر تجلی کی۔اور حضرت منصورؒ شیخ کے رہنما ہوئے تم لوگ جس حال میں رہو میرے ہو کر رہنا اور مجھے یاد کرنا میں جس لباس میں بھی رہوں گا تمھارا مددگار رہوں گا۔

قرآن وحدیث اور معتبر کتابوں کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرامؑ اور اولیاء عظامؒ مخلوق کی پکار دور ونزدیک سے زندگی میں بھی سنتے ہیں اور زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی پکارنے والوں کی مدد اور حاجت روائی فرماتے ہیں۔ یہ عقیدہ کہ بزرگوں کو یاد کرنا مدد طلب کرنا، بزرگوں کا مدد کرنا اور وصال کے بعد رہنمائی فرمانا بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ قوت مثلاً دیکھنا سننا مدد کرنا بزرگوں کو عطا فرمائی ہے ان چیزوں کی بزرگوں سے امید رکھنا اور ان کا مدد کر دینا صحیح دین اور عقیدہ ہے۔ اولیاء کرام کے نقش قدم اسی راہ پر ملتے ہیں۔ معرفت الٰہی حاصل کرنیکا یہی راستہ اور طریقہ ہے۔ اولیاء اللہ سے اللہ ملتا ہے کتابوں سے اللہ کسی کو نہیں ملا کیونکہ اللہ سے علم ہے علم سے اللہ نہیں اسی لئے بلھے شاہ نے فرمایا کہ

علم وبس کریں اویار اکو الف تیرے درکار

یعنی جب اللہ مرشد کامل کے تعلق اور نظر کرم سے مل گئے تو علم خود بخود اللہ عطا فرما دیں گے۔ ورنہ علم جتنا پڑھ لو حافظ قاری مفتی بن جاؤ اللہ نہیں ملے گا۔ معرفت الٰہی نصیب نہیں ہوگی۔

س :۔ انبیاء اولیاء سے حاجتیں مانگ کر بھی کہتے ہیں کہ ہم نے شرک نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے صرف دعا کروائی ہے؟

ج :۔ جس طرح ان حضرات کی دعا اور شفاعت بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے جہانوں میں انبیاء اولیاء کے تصرفات بھی جاری ہیں۔ جس طرح مُردوں کو زندہ کرنا، بیماروں کو صحت مند کرنا، سورج کو غروب ہونے کے بعد واپس پلٹانا، چاند کو دو ٹکڑے کرنا اور زمین پر بلانا ایک اشارے سے درختوں کا چلنا آ کر سجدہ کرنا پھر واپس اپنی جگہ پر جانا۔ جس طرح ان حضرات انبیاء اولیاء سے دعا و شفاعت کرانا جائز ہے ٹھیک اسی طرح ان سے حاجتیں طلب کرنا بھی صحیح اور جائز ہے اور حاجتوں کو پورا کرنا ان کے قدرت تصرف سے ہوتا ہے۔ صرف دعا و شفاعت سے ہی نہیں ہوتا۔ اور یہ قدرتِ تصرف اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہے اور انعام فرمایا ہے۔ جو کام ان کے اختیار میں ہوتے ہیں قوتِ تصرف سے کر دیتے ہیں دعا نہیں کرتے۔ جیسے مُردے زندہ کرنا، مٹی کا پرندہ بنا کے پھونک مار کر اڑا دینا، چاند سورج پر تصرف کرنا وغیرہ۔

احادیث مبارک:۔

ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوگئے وہ گھوڑا بہت ہی کاہل اور سست رفتار تھا۔ ہر میدان میں سب گھوڑوں سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوار ہوتے ہی وہ گھوڑا چست و چالاک اور ہوشیار ہوگیا اور ایسا تیز چلنے لگا کہ اب کوئی گھوڑا اُس سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوطلحہ تیرا گھوڑا تو دریا ہے۔

اب دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی دعا نہیں کی کہ باری تعالیٰ اس گھوڑے کو تیز کردے۔ بغیر دعا کے سوار ہوتے ہی گھوڑا سب گھوڑوں سے تیز ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا کیونکہ نبیوں اور ولیوں کو قوت ارادی نصیب ہوتی ہے جو ارادہ کرتے ہیں ہوجاتا ہے یہ معجزہ اور کرامت بھی ارادہ کرنے سے ہو جاتا ہے اس کیلئے بھی دعا نہیں کرنا پڑتی

پھونک مارنے سے زخم اچھا:۔

شرجیل جعفی نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گیا۔ میری ہتھیلی میں پھوڑا ہوگیا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پھوڑا مجھے بہت تکلیف دیتا ہے۔ میں تلوار کا قبضہ اور گھوڑے کی لگام نہیں پکڑ سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا فرمایا اپنی ہتھیلی کھول دو میں نے کھول دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھوڑے کی طرف دیکھا اور مبارک پھونک ہتھیلی پر ماری اس کے بعد اپنی ہتھیلی مبارک میری ہتھیلی پر مل دی۔ یہاں تک کہ وہ پھوڑا بالکل دور ہوگیا اور معلوم بھی نہ ہوا کہ اس پھوڑے اور زخم کا نشان کہاں چلا گیا۔ یہی قوت تصرف ہے جو اللہ کی عطا کردہ ہے۔ {شرح صدور}

جانور پر تصرف کا اثر:۔

نفحات شریف میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت نجم الدین قدس اللہ سرہ العزیز اپنے مریدوں کے

ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔آپ نے دیکھا کہ ہوا میں ایک باز ممولہ چڑی کا پیچھا کر رہا ہے اس کا شکار کرنا چاہتا ہے یونہی آپ کی نظر ممولہ پر پڑی ممولے نے پلٹ کر باز کو پکڑ لیا۔آپ کے تصرف سے فوراً ہی اس میں ایسی طاقت آ گئی کہ شکاری کو شکار کر لیا یعنی مغلوب غالب آ گیا۔اسے تصرف کہتے ہیں کہ اللہ کے ولی اپنے تصرف سے چڑی سے باز مروا دیتے ہیں۔

نبیوں اور ولیوں کی قوت تصرف کا انکار کرنے والے سوچیں کہ کس ضد میں پڑے ہوئے ہیں۔ضد چھوڑ دیں ایمان نہ چھوڑیں۔معجزے اور کرامات قوت تصرف اور قوتِ ارادی کا ہی تو نتیجہ ہے۔جو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عطا فرما دیتے ہیں اور یہ قوت ان کی مِلک ہوتی ہے۔اور وصال کے بعد یہ قوت اور بھی بڑھ جاتی ہے جو کام زندگی میں ان سے نہیں ہو سکتے وہ بھی ہونے لگ جاتے ہیں۔مثال کے طور پر معراج کی رات سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چھٹے آسمان پر پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام وہاں موجود تھے۔زندگی میں موسیٰ علیہ السلام کو معراج کوہ طور پر ہوتی تھی۔اپنے جسم کے ساتھ آسمانوں پر ان کا جانا محال تھا۔وصال کے بعد جبرائیل علیہ السلام سے بھی تیز ہیں۔آدم علیہ السلام پہلے آسمان پر جبرائیل علیہ السلام سے پہلے پہنچے ہوئے ہیں۔یہ سب چیزیں ثبوت دے رہی ہیں کہ ان لوگوں کی سننے دیکھنے پرواز کرنے کی قوت زندگی سے زیادہ ہو جاتی ہے۔

حدیث پاک کا مطلب:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمانا کہ ہم اُس کے غم میں نڈھال ہو رہے ہیں۔اور جعفر رضی اللہ عنہ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔اب دیکھیں زندگی میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جنت میں جا سکتے ہیں اور نہ ہی پرواز کر سکتے ہیں۔یا مولوی صاحب اڑ کر دکھا دیں۔ مر کر مٹی ہو جاتے ہیں کچھ نہیں کر سکتے یہ کفار کا عقیدہ ہے۔قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے۔آج کل مسلمانوں کے کتنے فرقے ہیں جو قرآنِ پاک کی مخالفت کرتے ہیں۔کوئی کہتا ہے کہ قرآن کی آیت کو حدیث منسوخ کر دیتی ہے۔۔کوئی کہتا ہے اللہ ہر کام پر قادر ہے اگر چاہیں تو اب بھی نبی بھیج سکتے ہیں الغرض طرح طرح کی گمراہی کی باتیں کرتے ہیں

حدیث پاک:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں عالمِ دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں۔ کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالمِ دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔{ابوداؤد باب الفتن}

س:۔ بزرگوں سے مانگنا یا عام آدمی سے چندہ مانگنا یہ شرک نہیں لیکن دور سے پکارنا شرک ہے کیونکہ دور سے پکارنے والا شخص یہ سمجھتا ہے کہ بزرگ دور ونزدیک سے برابر سن لیتے ہیں یہ شرک ہے؟

ج:۔ نبیوں اور ولیوں کے دور ونزدیک سے سننے اور مدد کرنے کے کافی واقعات پیچھے گزر چکے ہیں۔ جیسے عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ رضی اللہ عنہ کو آواز دینا اور لشکر کفار سے آگاہ کردینا مولانا روم رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ وفات کے بعد بھی میں ہر حال میں تمھاری مدد کرونگا۔ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کا خرقان میں رات کے وقت شور کردینا کہ لوگو بھاگو لوگو بھاگو ڈاکو قافلہ کو لوٹ رہے ہیں۔ لوگوں کا جاکر قافلے کو بچالینا اور ڈاکوں کو بھگادینا حالانکہ قافلہ شہر سے کافی دور تھا۔ مزید تسلی اور تشفی کے لیے معتبر کتابوں سے حوالہ جات درج کیئے جاتے ہیں۔

تذکرۃ الاولیاء میں درج ہے کہ ایک دفعہ ایک تجارتی قافلہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ راستہ خطرناک ہے ہم تجارت کیلئے جانا چاہتے ہیں۔ آپؒ ہمیں کوئی دعا بتادیں جس سے قافلہ بحفاظت گزر جائے۔ آپؒ نے فرمایا جب کوئی مصیبت آئے تو مجھے یاد کرنا میں تمھاری مدد کرونگا۔ لوگوں نے آپؒ کے فرمان پر کوئی خاص توجہ نہ دی اور اپنا سفر شروع کردیا۔ کچھ دن سفر کرنے کے بعد ڈاکوؤں نے قافلے کو گھیر لیا اور لوٹنا شروع کردیا۔ قافلے والے اللہ کو پکارتے رہے کہ اللہ ہماری مدد کر اور ڈاکو بھی پکارتے رہے کہ اللہ ہماری مدد کر۔

ایک شخص جسکے پاس مال واسباب سب سے زیادہ تھا۔ جب ڈاکو اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اُس نے خواجہ صاحب کو یاد کیا اور زور سے پکارا یا ابوالحسن رضی اللہ عنہ مدد۔ اس طرح اس کا پکارنا تھا کہ وہ مال واسباب سمیت لوگوں اور ڈاکوؤں کی نظر سے غائب ہوگیا۔ یہ دیکھ کر ڈاکو حیران رہ گئے کہ یہ آدمی اور اسکا سامان کہاں غائب ہوگیا۔

جن لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو یاد نہ کیا سب لٹ گئے۔ ڈاکو چلے گئے جب لٹا ہوا قافلہ چلنے لگا تو وہ شخص مال و اسباب سمیت سب کیسا منے آ گیا لوگوں نے پوچھا تو کیسے بچ گیا تو اس نے کہا کہ میں نے خواجہ صاحب کو یاد کیا انھوں نے میری مدد فرمائی اور میں لٹنے سے بچ گیا۔

جب وہ قافلہ خرقان واپس آیا تو قافلے والوں نے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور ہم صدق دل سے خدا کو یاد کرتے رہے ہمارا مال لوٹ لیا گیا۔ لیکن جس شخص نے آپ کو یاد کیا اس کا سامان بچ گیا۔ اسکی کیا وجہ ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے والا لٹنے سے بچ گیا۔ اور اللہ کو پکارنے والے لوٹ لیئے گئے۔

آپ نے فرمایا تم لوگ اللہ کو زبانی طور پر یاد کرتے ہو۔ اور ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوص دل سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ تمھیں چاہیے کہ تم ابوالحسن رضی اللہ عنہ کو ہی یاد کر لیا کرو اور خدا کو صرف زبانی یاد کرنا بے سود ہے۔

جواہر فریدی:۔

بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ رض اور ایک آدمی سفر کر رہے تھے۔ دریا عبور کرنا تھا لیکن کشتی نہیں تھی۔ آپ رض نے اس آدمی سے کہا میرے پیچھے پیچھے چلتا آ اور فرید فرید کرتے آنا۔ آپ رض دریا میں پانی پر چلنے لگے اور وہ آدمی بھی آپ کے پیچھے چلنے لگا۔ جب دریا کے درمیان پہنچے تو وہ آدمی ایک دم ڈوب گیا غوطہ کھا کر جب اوپر آیا تو آپ رض نے پکڑ لیا پوچھا کیا ہوا تو وہ کہنے لگا غلطی ہو گئی۔ میں نے سنا کہ آپ رض اللہ اللہ کر رہے ہیں میں نے بھی فرید فرید چھوڑ کر اللہ اللہ کہنا شروع کیا اور ڈوب گیا۔ آپ رض نے فرمایا ابھی فرید تک تو پہنچے نہیں اللہ تک کیسے پہنچو گے۔ کیونکہ طریقت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصول ہے فنا فی شیخ فنا فی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فنا فی اللہ

کوہ لبنان کا واقعہ:۔

خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید نے کوہِ لبنان پر جانے کی اجازت طلب کی کہ میرا

شوق ہے کہ وہاں جا کر قطبِ عالم کی زیارت کر آؤں۔ سنا ہے وہاں قطب عالم آتے جاتے ہیں۔ خرقان سے وہاں تک ایک ماہ کا دشوار گزار راستہ تھا۔ پہلے تو آپؒ نے منع کیا لیکن اس کے بار بار تقاضا کرنے سے اجازت دیدی۔ وہ شخص ایک ماہ رات دن سفر کر کے وہاں پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑ پر جنارہ رکھا ہوا ہے اور جنارہ پڑھانے والے کا انتظار ہو رہا ہے۔ مرید نے لوگوں سے پوچھا کہ کون جنازہ پڑھائے گا تو انھوں نے بتایا کہ قطب عالم روزانہ پنجگانہ نماز پڑھانے آتے ہیں۔ ان کا انتظار ہے جنازہ بھی وہی پڑھائیں گے۔ یہ سن کر خواجہ صاحب کے مرید کو بہت خوشی ہوئی۔ کہ جلد ہی قطب عالم سے ملاقات اور زیارت ہو جائے گی۔ کچھ ہی دیر بعد لوگوں نے صفیں بنالیں۔ قطب عالم تشریف لائے اور جنازہ پڑھا دیا۔ جب اس شخص نے غور سے دیکھا تو نماز جنازہ کے امام اُس کے مرشد خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اب غور فرمائیں کہ خواجہ صاحب ایک ماہ کا سفر پل بھر میں طے کر لیتے ہیں۔ اور آپ نے دیکھ لیا کہ ان کا عقیدت مند فوت ہو گیا ہے۔ اور ولیوں کی جماعت جنازہ پڑھنے کیلئے آپ کے انتظار میں ہیں۔ اس واقعہ کی تصدیق غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرمانِ پاک سے بھی ہوتی ہے کہ میرا مرید مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ میں اس کے حال سے واقف ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے میں اس کی مدد کرتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ پاک:۔

حدیث پاک ہے کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اس کا مطلب یہ کہ نفس کے ساتھ جہاد کرو اس کی خواہشات کو ختم کر کے نفسانی حجابات سے چھٹکارا حاصل کرلو۔ جب نفسانی حجابات اُٹھ جائیں گے تو زندگی میں ہی دوسری زندگی مل جائے گی۔ عالمِ بالا اور تحت الثریٰ کے حجاب ختم ہو کر روشن ہو جائیں گے۔ جو قوت مومنین کو مرنے کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ انبیاء اولیاء کو زندگی میں ہی حاصل ہو جاتی ہے۔ جس طرح سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہاوند میں ساریہ رضی اللہ عنہ کو جنگ کرتے دیکھ رہے ہیں اور کفار کے لشکر کی جنگی چال سے آگاہ کر رہے ہیں ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لبنان پر جنازہ دیکھ رہے ہیں اور پڑھانے کیلئے پل بھر

میں حاضر ہو رہے ہیں اور جنازہ پڑھا کر پل بھر میں خرقان آستانہ عالیہ میں موجود ہیں۔

حدیث پاک:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے دین کی بھلائی چاہتے ہیں تو اُسے سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔ پڑھنا کسب ہے اور سمجھ عطا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ سمجھ عطا نہ فرمائیں سمجھ نہیں آتی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اب ان حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ نبیوں اور ولیوں کا دُور نزدیک سے دیکھ اور سن لینا مدد کرنا معتبر کتب سے ثابت ہے عین حق ہے۔ یہ بڑے بڑے بزرگ اللہ کے مقرب بندے ہیں ان کے ساتھ لگے رہنے کا اللہ حکم فرماتے ہیں کہ **کونو مع الصادقین**۔اور فرماتے ہیں کہ میرے انعام والے بندوں کے راستہ پر چلو۔ یہ پاک اور برگزیدہ بندے اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہیں یہ نہ شرک کرتے ہیں اور نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا نام دین اسلام ہے۔

س:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی کہہ دیجیئے کہ میں اپنے نفس کیلئے نفع حاصل کرنے اور اپنے نقصان کو دور کرنے کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے۔ اگر میں غیب کا جاننے والا ہوتا تو بہت سی بہتری اکٹھی کر لیتا اور کوئی برائی مجھے نہ چھوتی۔ میں تو ایمان والوں کو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں؟

ج:۔ اس آیت مبارکہ میں اس بات کا اظہار ہے کہ سب اختیارات اللہ کے ذاتی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عطائی ہیں۔ اللہ کی ذات لامحدود ہے اس لئے اُس کے اختیارات بھی لامحدود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اختیارات عطائی ہیں یعنی اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نہیں۔ اسلئے اللہ کے مقابلے میں محدود ہیں۔ اب ان محدود اختیارات کو کلی اختیارات کہنے والا گروہ جاہل اور گمراہ گروہ ہے۔ اور جو کہے بالکل ہی کوئی اختیار نہیں وہ بھی بالکل جاہل اور گمراہ گروہ ہے۔ درمیانہ درجہ رحمت کا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو اختیارات عطا فرمائے ہیں ان کو مان لینا اور ان اختیارات کا اظہار فرما دینا عین دین ہے کسی قسم کا شرک نہیں۔

اس طرح سوال والی آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی اختیار کی نفی ہے عطائی اختیار کی نفی نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ میں خیر وشر نفع ونقصان میں تصرف کروں تو یہ مجھ سے خدا کے دیئے ہوئے اختیار سے ہی ظاہر ہوگا یعنی عطائی اختیار سے نہ کہ ذاتی اختیار سے۔ کیونکہ ذاتی اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے مجھے نہیں۔

ان حضرات کا اختیار جسمانی ہو یا روحانی سب اللہ کی عطا ہے۔ جسمانی اختیار جیسے کھانا پینا دیکھنا سونگھنا وغیرہ اور روحانی اختیار جیسے مردوں کو زندہ کرنا عصا کا اژدھا بنانا چاند سورج پر تصرف قبر میں دیکھ لینا کہ مردہ جنتی ہے یا دوزخی عذاب ہو رہا ہے یا ختم ہو گیا۔ یہ سب اختیارات عطائی ہیں یعنی اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔

آیت کے آخر میں جو وارد ہوا ہے کہ مگر جو اللہ چاہے اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ نے جتنا چاہا اتنے اختیارات عطا فرما دیئے۔ ان لوگوں کے ذاتی اختیار نہیں۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے عقیدت مند بالکل اسی طرح قرآن پاک کے مطابق ان لوگوں کے اختیارات کو عطائی ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات ذاتی ہوتے تو غزوہ اُحد کی پریشانی بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنا ایسا کچھ نہ ہوتا کیونکہ یہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی سے نہیں اللہ کی مرضی سے تھا۔

حاصل کلام:۔

اوپر والے سارے کلام کا حاصل یہ ہے کہ اگر میں خدا ہوتا تو غیب کا ذاتی طور پر جاننا میرے لئے لازم ہوتا اور یقیناً اللہ کی تمام صفات مجھ میں ہوتیں۔ اس لئے کہ خدا کیلئے ان صفات کا ذاتی طور پر ہونا لازمی ہے اور میں ناقص نشانیوں سے پاک ہوتا۔ کیونکہ اللہ کیلئے ناقص نشانیوں سے پاک ہونا لازمی ہے۔ اور یہ فرمانا کہ مجھے برائی نہ چھوتی یعنی شکست بیماری کمزوری وغیرہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا پس میری اُمت میں ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ علم و ذہانت فصاحت و بلاغت چاند کے دو ٹکڑے کرنے مینہ برسانے بیماروں کو اچھا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کے ان گنت کمالات مجھے حاصل ہونے کے باوجود میں خدا نہیں ہوں اگر میں خدا ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی طور پر مجھ میں ہوتیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے پچھلی امتوں کی گمراہی کو دیکھتے ہوئے اس چیز کی نفی کی ضرورت تھی کہ نبی خدا نہیں ہوتا۔

حضور کے خدا ہونے کا گمان نہ ہو:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے حالات و معجزات کثرت سے ظاہر ہوئے ہیں۔ جو انسانی طاقت اور قوت سے بالا تر ہیں۔ اور کسی جاہل کو عیسائیوں اور یہودیوں والا گمان نہ ہو۔ جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے لگے اس طرح مسلمان لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جو سب نبیوں سے اکمل و افضل ہیں ایسا گمان کر لیں اور گمراہی کے راستہ پر چلنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے امت مرحومہ پر رحمت فرمائی کہ مسلمانوں کو عیسائیوں جیسا وہم و گمان ہونے سے پہلے ہی اللہ نے تنبیہہ فرمائی۔

اللہ کا مقام از بس ارفع و اعلیٰ ہے اور حضرات انبیاء اولیاء سے جو کچھ بھی ظاہر ہوا ہے بے شک امتیوں اور معتقدوں کی نسبت سے بہت بلند ہے۔ مگر حق سبحانہ تعالیٰ کی ازلی صفتوں کے اعتبار سے نہایت درجہ نیچے ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے۔

”آسمان عرش سے بہت نیچا ہے۔ لیکن خاک کے ڈھیر سے بہت اونچا ہے۔

قرآن مجید سے عطائی علم غیب کا ثبوت۔

بالکل اسی طرح مولوی قاری مفتی اور عام مسلمان نبیوں اور ولیوں سے مرتبہ میں اتنے نیچے ہیں جتنی زمین آسمان سے نیچے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبیوں اور ولیوں کے عطائی علم غیب اور تصرف کی قوت کی کہیں بھی نفی نہیں فرمائی بلکہ اس کے حق میں اللہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

قرآن پاک:۔

اور اے لوگو اللہ تم کو غیب پر آگاہ نہیں کرتا۔ لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے

چاہتا ہے۔اس آیت میں اللہ کتنا واضح فرما رہے ہیں۔ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں نبی ﷺ ہمارے جیسے ہیں کہ میں کسی عالم مولوی مفتی نجومی تعویز گنڈے کرنے والوں کو علم غیب عطا نہیں فرما تا بلکہ اپنے رسولوں میں سے منتخب کرتا ہوں اور ان کو علم غیب عطا فرما دیتا ہوں۔تو حضور ﷺ سید المرسلین ﷺ ہیں رسولوں کے سردار ہیں یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی فضیلت اور انعام کیلئے دوسرے رسولوں کا انتخاب ہو اور اپنے محبوب کو چھوڑ دیں۔اللہ کی ذات کو یہ کبھی گوارہ نہیں ہوسکتا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو میں اس کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔تو حضور ﷺ کو جو اپنے جیسا کہتے ہیں ان میں شرم علم حیا اور ایمان کی کمی ہے۔

قرآن پاک:۔

غیب کا جاننے والا خدا اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

سورۃ تکویر:۔

تمھارے صاحب یعنی حضور نبی کریم ﷺ غائب جانتے ہیں اور بتانے میں بخیلی نہیں کرتے۔حضرات انبیاءؑ کے علم غیب عطا ہونے کے بعد نبیوں کی قوت تصرف کی خبریں بھی موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔بقول عیسیٰ علیہ السلام اور میں پیدائشی اندھے کو اچھا کرتا ہوں اور کوڑھی کو اور میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔دوسری جگہ قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان۔میں خبر دیتا ہوں جو کچھ کہ تم کھاتے ہو اور جو کچھ کہ اپنے گھروں میں اکٹھا کر کے رکھتے ہو۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں سے جو کچھ ظہور پذیر ہوا۔آپ ﷺ سے بھی وہ سب کچھ ظہور میں آیا۔سب نبیوں کو جو معجزات عطا ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کو وہ سارے کے سارے عطا ہوئے۔جیسے سرکار ﷺ زمین پر تصرف رکھتے ہیں یعنی درخت پتھر حیوان وغیرہ کیلئے جو حکم فرماتے ہیں وہی

ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں آپ ﷺ کو سجدہ کرتی تھیں۔ آسمانوں پر بھی آپ کا تصرف تھا۔ جیسے چاند دو ٹکڑے کرنا، غروب ہونے کے بعد سورج واپس پلٹانا مردے زندہ کرنا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، تھوڑا سا رزق لشکر کو پورا کر دینا، دودھ کے ایک پیالہ سے کافی اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سیر ہو جانا، رومی غالب ہو جائیں، ایران و شام فتح ہوگا۔ مسلمان غالب و قابض ہو جائیں گے۔ اس طرح کی غیبی خبریں دینا۔ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، قربِ قیامت کے حالات کی خبریں دینا جو کسی نے پوچھا جو کسی نے کہا کر کے دکھایا۔ اللہ کسی کو نظر نہیں آتا فرشتے نظر نہیں آتے۔ اللہ اور فرشتوں کے متعلق بتانا یہ سب ایسی چیزیں ہیں۔ جو بشری قوت سے نہایت ہی ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اور حضور ﷺ کو یہ سب کچھ نصیب ہونے کے باوجود آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں اللہ نہیں ہیں۔ یہ سب قوت تصرف اور علم غیب اللہ نے عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی کہہ دو، میں نہیں ہوں مگر ایک رسول دوزخ سے ڈرانے والا اور بہشت کی خوشخبری سنانے والا۔ آنحضرت ﷺ کا نبی ہونے کا اعلان فرمانا اگرچہ سب کیلئے ہے مگر آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا نفع وہی حاصل کریں گے جو آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے۔

سوال والی آیت سے اللہ اور اللہ کے رسول کا مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ کے کسی امتی کو بھی عیسائیوں اور یہودیوں والا وہم نہ ہو۔ حضور ﷺ کی دعا برکت اور کرم سے آج تک کسی امتی کو یہ وہم نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل فرمائیں۔ آمین

س :۔ حضرت محمد ﷺ سب انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے سردار تھے۔ انھیں سے سب نے اسرار کی باتیں سیکھیں؟

ج :۔ اللہ کا شکر ہے کہ نبی کریم کے اختیارات اور علم غیب جاننے پر اعتراض کرنے والے گروہ نے یہ تسلیم کر لیا کہ حضور ﷺ سب نبیوں کے سردار ہیں۔ مولویوں کے سب فرقے زبانی اقرار کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سب نبیوں کے امام اور سردار ہیں۔ لیکن انکے عقائد اس کے خلاف ہیں کیونکہ عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کر دیتے تھے، مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مار کر اڑا دیتے تھے۔ اور مسلمان مولوی کہتے

ہیں کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مکھی کا پر بھی نہیں بنا سکتا۔تو پھر عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارا نبیؑ پورا پرندہ بنا کر اڑا دیتا ہے تو پھر عیسیٰ علیہ السلام نبیوں کے سردار ہیں آپ کے نبی نہیں اور قرآن گواہی دیتا ہے کی عیسیٰ علیہ السلام پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو صحت منداور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ عیسیٰ علیہ السلام غیب کی خبر بتاتے ہیں۔کہ تم کیا کھا کر آئے ہو تمھارے پیٹوں میں کیا ہے اور گھروں میں کیا چھپا کر رکھا ہوا ہے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے۔یہودی کہتے ہیں کہ نبیوں کے سردار موسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ فرعون نے ان کے مقابلہ کیلئے ساری دنیا سے جادوگر منگوائے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور موسیٰ علیہ السلام پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔جادوگر مغلوب ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور فرعون نے جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کٹوائے جان سے مار دیا۔لیکن انھوں نے ایمان نہ چھوڑا۔اور گواہی دیتے رہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی ہیں۔تمھارا قرآن گواہی دیتا ہے اور مسلمانوں کے سارے مولوی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے۔آپ کی یاداشت خراب ہوگئی۔اور کافی وقت اسی طرح گزرا پھر جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آئے اور جادو کا توڑ بتایا اور پھر جادو کا اثر ختم ہوا۔بخاری شریف جو کہ قرآن کے بعد درجہ رکھتی ہے اس میں پورا افسانہ لکھا ہوا ہے۔یہودی کہتے ہیں کہ پھر نبیوں کے سردار تو موسیٰ علیہ السلام ہوئے کہ ساری دنیا کے جادوگران کا کچھ نہ کر سکے اور ایمان لے آئے اور آپ کے نبی کو ایک ہی جادوگر نے بیمار کر دیا اور تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جادوگر کا کچھ نہ کر سکے۔سردار تو قوم سے افضل واعلیٰ ہوتا ہے اس کے اختیارات اور علم قوم سے زیادہ ہوتا ہے۔مولویوں کے غلط عقیدے کی وجہ سے انکے سرداری کے دعوے کو جھوٹا کر دیتے ہیں۔عیسائی اور یہودی تو پھر بھی نبیوں کو ماننے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کا انکار کرنے سے کافر ہوئے ہیں ان کو ہندو جوگی جھوٹا کر دیتے ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک واقعہ:۔

ہندوستان میں ایک جوگی تھا۔اس نے مسلمان مولویوں سے مناظرہ کیا کہ آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ سات بیویاں تھیں اور ان کیلئے وہ باری مقرر فرماتے تھے۔میری سو

بیویاں ہیں میں ہر بیوی کے پاس ہر وقت موجود ہوتا ہوں۔ رات کو چیک کر لینا جس بیوی کے پاس مجھے موجود نہ پاؤ وہ تمھارے لئے حلال ہے اُسے لے جانا مولویوں نے ایک وقت مقرر کیا اور سو مولوی اس وقت مقررہ پر گئے تو جوگی کو ہر بیوی کے پاس موجود پایا مولوی حیران و پریشان واپس آ گئے۔ اور ہندو جوگی کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ یہ خبر سارے ہندوستان میں پھیل گئی۔

یہ واقعہ شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی کی خدمت میں بھی کسی نے عرض کیا تو آپؒ نے فرمایا اُس جوگی کو دعوت دو۔ ہم اُس کے ساتھ مناظرہ کریں گے۔ وہ جوگی آ گیا آپ نے پوچھا تُو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ مرتبے میں میں تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر ہوں کیونکہ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وقت میں ایک بیوی کے پاس ہوتے تھے اور میں ایک ہی وقت میں سو بیویوں کے پاس ہوتا ہوں۔ اسلئے میں قوت اور مرتبے میں بڑا ہوں اور تمھارے مولویوں نے تسلیم کیا ہے۔ آپ اپنے آستانہ پر تشریف فرما تھے اور سامنے پیپل کا بہت بڑا درخت تھا۔ آپ نے جوگی سے کہا اس درخت کی طرف دیکھو۔ جب اُس نے درخت کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ درخت کے ہر پتے پر شیخ عبدالحقؒ بیٹھے ہوئے ہیں کہ دیکھ کر جوگی ہکا بکا رہ گیا کہ درخت کے پتے تو اَن گنت ہیں۔ آپؒ نے فرمایا جو کام غلام کر سکتا ہے آقا کو کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دین اور دین کا قانون سکھایا ہے کہ اگر زیادہ شادیاں کرو تو پھر اس طرح بیویوں سے انصاف کرو۔ کیونکہ نبی معجزاتی زندگی نہیں گزارتے اس طرح گزارتے ہیں۔ جس طرح عام امتی بھی عمل کر سکے۔ جوگی اُسی وقت مسلمان ہو گیا۔

ہندو جوگی کا واقعہ:۔

قطب عالم حضرت مخلص الرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز اپنے آستانہ پر تشریف فرما تھے کہ ایک ہندو جوگی آیا۔ اس کے پاس پنجرہ تھا اور اس میں بہت خوبصورت مینا تھی۔ جوگی نے کہا مہاراج میں بھوکا اور پیاسا ہوں پردیس سے آیا ہوں مسافر ہوں میری منزل ابھی کافی دور ہے مجھے کھانا کھلا دیں۔ آپؒ نے جوگی کو کھانا کھلایا پانی پلایا جب جوگی کھانے پینے سے فارغ ہوا تو آپؒ نے فرمایا اس مینا بیچاری کو چھوڑ

دے اس کو کیوں قید میں ڈالا ہوا ہے۔ جوگی نے کہا مہاراج یہ مینا مجھے بہت پیاری ہے میں نے بڑی محنت سے اسے پالا ہے۔ آپؒ نے فرمایا اچھا مجھے بھی دکھاؤ جوگی سمجھ گیا اور ٹال مٹول کرنے لگا۔ آپؒ نے پنجرے کے قریب آ کر پنجرے پر ایک پھونک ماری پنجرہ ٹوٹ گیا اور مینا ایک خوبصورت لڑکی بن گئی۔۔ آپؒ نے کہا شیطان تُو تو کہہ رہا تھا یہ مینا پرندہ ہے تو نے لڑکی کو قید کر رکھا ہے۔ لڑکی نے بتایا کہ یہ جوگی جادو کے زور سے مجھے مینا بنا لیتا ہے۔ دن بھر پنجرے میں لئے پھرتا ہے اور رات کو لڑکی بنا لیتا ہے اب میں دو تین ماہ سے حاملہ ہوں جوگی آپؒ کے قدموں میں گر گیا۔ توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ اسی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا۔ دونوں مسلمان ہو کر آستانہ عالیہ کے خادموں میں شامل ہو گئے اور وہ جوگی ایسے صحیح عقیدے سے مسلمان اور مرید ہوا کہ اللہ کی معرفت کو پہنچا۔

حقیقت کیا ہے:۔

مسلمانوں کے تمام فرقے بڑے بڑے علماء نے ہی بنائے ہیں۔ حالانکہ مولوی لوگ مسجدوں میں رہتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں قرآن پڑھاتے ہیں۔ ہر وقت عبادت کرتے ہیں لیکن اللہ کی معرفت کو نہیں پہنچتے کیوں نہیں پہنچتے۔ حقیقت یہ ہے کہ راہ طریقت اختیار ہی نہیں کرتے کیونکہ یہ راستہ اولیاء کرام سے بیعت کرنے سے ملتا ہے ان سے بیعت کر کے نور ایمان حاصل کریں اور پھر یقین کے ساتھ انعام والے بندوں کے راستہ پر چلیں۔ نفس کے ساتھ جہاد کریں۔ نفسانی خواہشات ترک کریں پھر کبھی اللہ کی رحمت شاملِ حال ہو گئی تو کچھ نصیب ہو جائے گا جس طرح مولانا رومؒ شمس تبریزؒ سے بیعت ہوئے اور پھر دیوانوں کی طرح پیروی کی اور اللہ کی رحمت سے حق شناس ہو گئے۔ اللہ کے ولی سے بیعت کی ان کی صحبت سے ولایت نصیب ہو گئی۔ لیکن مولوی مولویوں سے مرید ہوتے ہیں اور ولیوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس طرح اپنا جنم برباد کرتے ہیں۔

حقیقت کو سمجھیں:۔

قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا اور نسیان سے پاک ہیں تمام نبیوں کے سردار

اور امام ہیں۔ جو صفات تمام نبیوں میں تھیں وہ تمام صفات حضور نبی کریم ﷺ میں موجود ہیں۔

جو صفت اور قوتِ تصرف کسی ایک نبیؑ سے ثابت ہو وہ سب نبیوں کو نصیب ہوتی ہے۔ یہ چیز قرآن سے ثابت ہے کہ کوئی نبی مشرک نہیں کسی نبیؑ پر جادو نہیں ہوسکتا سب نبیؑ غائب کا علم جانتے تھے۔ اللہ کے سب سے زیادہ قریب اور بزرگ نبیؑ ہوتا ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ نبیؑ زمین پر اللہ کا نائب اور خلیفہ ہوتا ہے۔ زمین پر سب سے زیادہ اختیارات اور قوت تصرف یعنی معجزات دکھانے کی قوت نبیؑ کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ کے کاموں اور قوت کا اظہار نبیؑ سے ہوتا ہے۔ شیطانی کاموں اور شیطان کی استدراجی یعنی شیطانی قوت کا اظہار کاہنوں، جادوگروں اور گمراہ درویشوں سے ہوتا ہے جس سے وہ شعبدے بازی دکھاتے ہیں۔

آدم علیہ السلام اول نبی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے آپ کو علم عطا فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے دریافت فرمایا کہ ان چیزوں کے نام بتاؤ تو فرشتوں نے کہا ہم نہیں جانتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پوچھ لو آدم علیہ السلام سے ہم نے سکھا دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ الہام کے ذریعے صرف آدم علیہ السلام کو ہی علم عطا فرمایا ہے باقی نبیوں کو نہیں عطا فرمایا بلکہ سب نبیوں کو وحی الہام اور مکاشفہ کے ذریعے علم عطا فرمایا۔ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ فرعون نے سارے ملک سے بڑے بڑے جادوگر منگوائے لیکن وہ مغلوب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام غالب رہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جادوگر کہیں سے بھی لے آؤ میرا نبیؑ غالب رہے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف موسیٰ علیہ السلام غالب رہیں گے بلکہ ہر نبی جادوگروں پر غالب رہے گا۔ قرآن گواہی دیتا ہے کہ ہر نبی ﷺ جادوگروں پر غالب رہے گا اور نبیوں کا سردار اور امام مغلوب ہو جائے یہ ہو نہیں سکتا یہ مان لینا کہ حضور ﷺ پر جادو ہو گیا یہ سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ حضور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور جادوگر شیطان کے بندے تو شیطانہ طاقت اور شیطان کا بندہ اللہ کی طاقت اور اللہ کے بندے پر غالب نہیں آ سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو جادوگر نبی کریم ﷺ کو تبلیغ ہی نہ کرنے دیتے۔ یہ یہودیوں نے افسانہ گھڑا اور امام بخاری صاحب کو درج کوا دیا اور مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے اس پر یقین کر لیا۔ اولیاء کرام کے حالات و واقعات سے ثابت ہے کہ انھوں نے اس

جھوٹے افسانے کو بالکل تسلیم نہیں کیا اور امت مسلمہ کو آگاہ کرتے رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طاقت ہیں کوئی شیطانی طاقت ان پر غالب نہیں آسکتی۔

بڑے بڑے اولیاء کرام مثلاً داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ، بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ، خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ تبلیغ کی غرض سے جب ہندوستان میں وارد ہوئے تو ہندو جوگیوں اور جادوگروں نے مقابلے کئے اور مغلوب ہوکر مسلمان ہوگئے۔

ایک گمراہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن کی آیت کو حدیث منسوخ کرسکتی ہے ایسا کہنا بے دینی ہے۔ اور قرآن کی مخالفت سے بے دینی کی راہیں نکلتی ہیں۔

حدیث پاک:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب تم ایسی حدیثیں سنو گے جو تمھارے باپ دادا نے نہ سنی ہونگی ان حدیثوں کو قرآن پاک پر پیش کرنا اگر قرآن کے مطابق ہوں تو تسلیم کرلینا ورنہ چھوڑ دینا۔

اس نئے گمراہ فرقے کی بات کہ قرآن پاک کو حدیث رد کرسکتی ہے۔ یہ نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث پاک میں ہے یہ اس گمراہ ٹولے کی من گھڑت بات ہے اس بات سے تمام فرقوں کو اختلاف ہے۔ صرف اس گمراہ فرقے کے مولوی اور مفتی قرآن وحدیث کی مخالفت اور اپنی ضد پر پکے ہیں۔

حدیث پاک:۔

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں عالم دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالم دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث پاک:۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نکلے تو اُحد والوں پر نماز پڑھی جس طرح مردوں پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر کے پاس آئے اور فرمایا میں تمھارا آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ

ہوں بخدا میں اپنے حوض کی طرف ابھی دیکھ رہا ہوں اور زمین کے خزانے کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں۔اور **خدا کی قسم** مجھے اس کا خوف نہیں تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا یعنی دولت حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگو گے۔{ صحیح بخاری کتاب الجنائز}

سرکار دو جہاں ﷺ خدا کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ میری امت شرک نہیں کرے گی یعنی آپ کو امت کے مشرک ہونے کا ذرا خوف نہیں اور گارنٹی فرما رہے ہیں کہ امت شرک نہیں کرے گی لیکن اب مولویوں کے تمام فرقے اولیاء کرام کے عقیدت مندوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ مزارات پر جاتے ہیں یہ مشرک ہیں کیونکہ ان کے نزدیک مزارات کی طرف سفر کرنا نذر نیاز دینا مزارات کی تعظیم کرنا سب شرک ہے بات یہاں تک ختم نہیں ہوتی ان کے یعنی مولویوں کے نزدیک غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک ہے چاہے عبادت کا سجدہ ہو چاہے تعظیم کا سجدہ ہو اس میں کوئی فرق نہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو آدمؑ غیر اللہ ہیں اللہ نے شرک کا حکم فرمایا۔فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دیا فرشتے مشرک ہو گئے۔یعقوب علیہ السلام اللہ کے نبیؑ ہیں یعقوب علیہ السلام ان کے گیارہ بیٹے اور آپؑ کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کر دیا یوسف علیہ السلام اللہ کے نبیؑ ہیں غیر اللہ ہیں اللہ نہیں ہیں۔اس طرح یعقوب علیہ السلام آپؑ کی بیوی اور گیارہ بیٹے مشرک ہو گئے۔نعوذ باللہ۔حضرت زکریا علیہ السلام اللہ کے نبیؑ ہیں جب یہودی علماء اور انکی قوم ان کو قتل کرنے کے لیے ان کے پیچھے بھاگی تو آپؑ نے درخت سے پناہ مانگی درخت نے پناہ دے دی آپؑ درخت میں چھپ گئے زکریا علیہ السلام نے اللہ سے پناہ نہیں مانگی درخت سے پناہ مانگ کر شرک کیا۔اللہ توبہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ہجرت کی رات غار ثور میں پناہ لی۔اللہ سے پناہ نہ مانگی آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے کتنے دن وحی نہ آئی۔یہ بات یاد رکھیں کہ قرآن پاک گواہی دیتا ہے نبیؑ خطا اور نسیان سے پاک ہوتے ہیں آپ لیلتہ القدر کے بارے میں بتانے کے لئے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو آپ بھول گئے کہ کون سی رات ہے۔تصوف کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے تمام اولیا کرام اپنے پیران عظام کو سجدہ کرتے تھے یعنی سجدہ تعظیم جو قرآن پاک سے ثابت ہے یعنی فرشتوں کا سجدہ اور

یعقوب علیہ السلام کا سجدہ۔ مولویوں کے نزدیک یہ سب شرک ہے۔ یہ ہیں مولویوں کے عقائد اور مولویوں کا علم ۔خدا کی پناہ۔

اب مولویوں کے عقیدے اور علم کے مطابق اللہ شرک کا حکم دینے والا فرشتے، نبیؑ اور اللہ کے ولی شرک کرنے والے ٹھہرے صرف شیطان لعنتی ہے جو مواحد ہے اس نے کوئی شرک نہیں کیا۔ اسی طرح ہر میدان میں مولویوں کو شیطان کا کام پسند ہے شیطان پر انھیں کوئی اعتراض نہیں جو کام شیطان کو پسند ہے مولویوں کو بھی پسند ہے۔

حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے کہ اللہ کبھی شرک کا حکم نہیں فرماتے فرشتے نبیؑ اور اللہ کے ولی کبھی شرک نہیں کرتے۔ سجدہ عبادت اللہ کا حق ہے سجدہ تعظیم نبیوں اور ولیوں کا حق ہے جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ نبیؑ کبھی خطا نہیں کرتے ان کا نقشِ قدم امت کے لئے راہ ہدایت اور صراط مستقیم ہوتا ہے۔

انبیاء کرام کے سردار اور امام :۔

اسرائیلیات اس کتاب کا نام ہے جس میں بنی اسرائیل کے نبیوں کی احادیث درج ہیں اور بائیبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حدیثیں درج ہیں توریت آسمانی کتاب ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ یہ بھی آسمانی کتاب ہے۔ زبور بھی آسمانی کتاب ہے یہ داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ یہ تینوں صاحبِ کتاب رسول بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کی کتابوں کی تبلیغ کے لئے بنی اسرائیل میں ستر ہزار نبی پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے۔

آدم علیہ السلام کی لغزش اور توبہ قبول ہونے کا واقعہ موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں دیکھا تو بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ باری تعالیٰ تیرے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی شان ہے کہ ہمارے باپ آدم علیہ السلام کی توبہ ان کے صدقے میں قبول ہوئی اسرائیلیات میں درج ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ باری تعالیٰ مجھے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں کر دے یعنی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یہ نہیں ہوسکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا کہ باری تعالیٰ اگر میں تیرے محبوب کا امتی نہیں

بن سکتا تو حضور ﷺ کے کسی اُمتی کی زیارت اور ملاقات کرادے تاکہ دیکھ سکوں کہ جس نبی کی ایسی شان ہے کہ نبی بھی اس کے صدقے دعائیں مانگتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوتی ہیں۔تو اس کی امت بھی کیسی شان والی ہوگی۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفقت فرمائی اور امام غزالی رضی اللہ عنہ کی روح سے موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کروادی۔ملاقات کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔اسرائیلیات میں درج ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے امتی بننے کی خواہش اس لئے کی تھی کہ ان کو علم ہو گیا تھا کہ اللہ کا محبوب ﷺ سب نبیوں کا سردار اور امام ہے۔اور بنی اسرائیل کے سب نبیوں سے اللہ نے وعدہ لیا تھا کہ جس کے دور میں بھی میرا محبوب آئے تو اس کو تسلیم کرنا اور اس کے دین میں اس کی مدد کرنا اور سب نبی اپنی اپنی قوم سے وعدہ لیتے رہے کہ جس قوم میں بھی حضور ﷺ مبعوث ہوں تسلیم کر لینا اور ان کی مدد کرنا کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔اب دیکھیں موسیٰ علیہ السلام حضو ﷺ رکو سردار اور امام الانبیاء مان رہے ہیں اور امتی بننے کی سعادت حاصل کرنے کیلئے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے منظور نہ فرمائیں۔ یہودیوں کے رسول موسیٰ علیہ السلام سرکار ﷺ کو سید المرسلین تسلیم کر رہے ہیں۔لیکن موجودالوقت یہودی نہیں مانتے۔کیوں نہیں مانتے وہ اس لئے کہ مسلمان گمراہ اور جاہل مولویوں نے حضور ﷺ کے بارے میں ایسی من گھڑت حدیثیں بنائیں کہ یہودیوں کو نقطہ چینی کا موقع مل گیا۔مثال کے طور پر علما نے حدیثوں اور قرآن کی تفسیروں میں لکھا کہ حضور ﷺ پر جادو ہو گیا تھا آپ ﷺ کو علم بھی نہیں تھا آپ بھول جاتے تھے۔آپ فوت ہو کر مٹی ہو گئے وغیرہ جبکہ نبی خطا اور نسیان سے پاک تھے ہر عیب سے پاک تھے۔غیب کے جاننے والے تھے قوت تصرف سب انبیاء کرام سے زیادہ آپ ﷺ کو نصیب تھی جس جگہ نبی روحانی طور بھی نہ جا سکے آپ ﷺ جسمانی طور پر پہنچ گئے یعنی سب نبیوں کو معراج زمین پر نصیب ہوئی آپ ﷺ جسم سمیت عرش معلیٰ پر معراج کیلئے تشریف لے گئے۔

بائیبل :۔

بائبل میں درج ہے کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں جا رہے تھے راستے میں آپ کی ایک امتی

عورت آپ کے قدموں پر گری۔ قدم بوسی کے بعد عرض کرنے لگی کہ اے میرے نبیؑ میں قربان جاؤں اس ماں کے جس ماں نے آپ کو جنا آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ میں قربان جاؤں اُس ماں کے جو امتِ محمد یہ کو جنے گی۔ آپؑ نے فرمایا سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو کوئی بیان ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جس ہستی کی شان میں اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ اے میرے محبوب میں تجھے پیدا نہ کرتا تو میں نے اس کائنات کو بھی پیدا نہیں کرنا تھا۔ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے کُل عالم میں تیرا ذکر بلند فرمادیا۔

بائیبل میں ہی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ایک گروہ ہوگا جو سماع یعنی قوالی سنے گا اور محفلِ سماع میں ان کو وجد ہوا کرے گا۔ وہ گروہ عین حق پر ہوگا۔

حشر کے دن بھی وہ گروہ جب اللہ کے سامنے پیش ہوگا اس وقت بھی ان کی وہی حالت ہوگی جو وہ وجدانی کیفیت میں گرتے پڑتے ہوئے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے اُن مقبول بندوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے اور وہ مقبولِ بارگاہ لوگ ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی بننے کی دعا کرتے رہے لیکن کسی کی دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوئی۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں نے بھی دعا کی کہ باری تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے مجھے اپنے محبوب کا امتی بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور میری دعا کو قبولیت کا شرف بخشا۔ اللہ کی رحمت اور قبولیت کا دروازہ کھلا دیکھ کر میں پھر عرض گزار ہوا کہ اے میرے رحیم و کریم ذات مجھے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اُس گروہ میں شامل فرمانا۔ جو سماع میں وجد و رقص کریں گے۔ اور حشر میں بھی اُسی حالت میں ہوں گے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے یہ کرم بھی مجھ پر فرمادیا۔

مشکوٰۃ شریف میں درج ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانوں اس وقت تمھاری کیا شان ہوگی جب ایک نبیؑ تمھارے پیچھے نماز پڑھے گا اور تمھارا امام تمھیں میں سے ہوگا۔ یہ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اشارہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہونگے۔ ان کا نام میرے نام پر یعنی محمد ہوگا ان کے والد کا نام میرے والد کے نام پر یعنی

عبداللہ ہوگا۔ قیامت سے پہلے اس کا ظہور لازمی ہے۔ وہ دنیا کو عدل سے بھر دے گا جس طرح کہ اس سے پہلے فسق وفجور اور ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔

مشکوٰۃ باب الفتن :۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی علیہ السلام کی خلافت کے دور میں آسمانوں سے کعبہ شریف کی چھت پر نازل ہونگے۔ امام صاحب اس وقت کعبہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام دوفرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے کعبہ شریف کی چھت پر اتریں گے اور امام صاحب سے سیڑھی طلب کریں گے۔ آپ فرمائیں گے جس طرح آسمان سے آئے ہو اُسی طرح چھت سے بھی آجاؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آسمانوں کا نظام اور ہے اور زمین کا نظام اور ہے۔ زمین پر ہر کام سبب سے ہوتا ہے۔ اب سیڑھی کے وسیلہ سے ہی اتریں گے۔ سیڑھی لائی جائے گی اور سیڑھی کے ذریعے عیسیٰ علیہ السلام نیچے تشریف لائیں گے۔ نماز کا وقت ہوگا۔ امام مہدی علیہ السلام کہیں گے کہ نماز پڑھائیں لیکن آپ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نماز نہیں پڑھائیں گے بلکہ کہیں گے کہ یہ آپ کا حق ہے۔ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ پھر امام مہدی علیہ السلام امامت فرمائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام پیچھے نماز پڑھیں گے تو اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک کا مفہوم مسلمانوں کی سمجھ میں آجائے گا۔ کہ اے مسلمانوں اس وقت تمھاری کیا شان ہو گی جب ایک نبی تمھارے پیچھے نماز پڑھے گا اور تمھارا امام تمھیں میں سے ہوگا۔

اب دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ولی امام مہدی علیہ السلام امامت فرمارہے ہیں اور نبی عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہیں۔ واقعی حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کوئی کیا بیان کرے گا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے ولی کی یہ شان ہے کہ ایک نبی ان کا مقتدی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو اپنے محبوب کے صدقے مولویوں کے شر سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت کو آگاہ فرمایا۔

حدیث پاک :۔ کہ میں تمھیں عالمِ دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالمِ دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔ {ابوداؤد باب الفتن}

حدیث شریف نمبر 1963 بخاری شریف جلد سوئم میں حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازہ۔ کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے پوچھا اس خیر میں کمزوری ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا اس کی کمزوری کیا ہوگی فرمایا کچھ لوگ ہونگے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے ان کی بعض باتیں جانی پہچانی ہونگی۔ لیکن بعض میں اجنبیت محسوس کرو گے میں نے پوچھا کیا اس خیر کے بعد شر آئے گا فرمایا کہ ہاں جہنم کے دروازے پر بلانے والے ہونگے جو ان کی بات مان لے گا وہ اس میں انھیں پھینک دیں گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے کچھ اوصاف بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا وہ ہمارے ہی جیسے ہونگے یعنی مسلمان امتی ہونگے اور ہماری ہی زبان بولیں گے یعنی ہماری حدیثیں بیان کریں گے۔ میں نے عرض کیا پھر اگر میں نے وہ زمانہ پالیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کی اگر مسلمان کی کوئی جماعت نہ ہوئی اور نہ ان کا کوئی امام ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا خواہ تمھیں درخت کی جڑ چبانی پڑے۔ یہاں تک کہ تو اسی حالت میں مرجائے۔ لیکن رہنا اسی حالت پر

حدیث پاک :۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے علماء مثل انبیائے بنی اسرائیل ہوں گے۔ اس حدیث میں علماء سے مراد اگر مولوی لیئے جائیں تو پھر کس فرقے کے مولوی لیئے جائیں۔ کیونکہ ہر فرقہ دوسرے فرقے کو کافر کہتا ہے تو کافر فرقے کے مولوی نبیوں کی مثل نہیں ہوسکتے۔ دوسری چیز کوئی نبی مدرسوں میں پڑھنے نہیں گیا۔ بلکہ اللہ نے سب علم عطا فرمادیا اور مولوی مدرسوں میں پڑھ کر مولوی بنتے ہیں۔

اس طرح مولویوں کا شمار ان علماء میں نہیں ہوسکتا جو مثل انبیاء بنی اسرائیل ہیں یہ حدیث اولیاء کرام کے بارے میں ہے۔ قرآن پاک سورۂ کہف میں اللہ کے ولی خضر علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ کہ اللہ الہام کے ذریعہ مجھے علم عطا فرماتے ہیں اور میں اس پر عمل کرتا ہوں۔ تو اس طرح اللہ کے ولیوں کو نبیوں کی طرح علم عطا ہوتا ہے تو یہ اللہ کے ولی حدیث پاک کے مطابق ایسے عالم ہیں جو بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہیں

جس طرح نبیوں سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔اُسی طرح ولیوں سے کرامات کا اظہار ہوا ہے۔ان ہی لوگوں کو حضور ﷺ مسلمانوں کے امام فرما رہے ہیں ان کے ساتھ رہنے کا حکم فرما رہے ہیں کہ مولویوں کے تمام فرقے چھوڑ کر اللہ کے ولیوں کے ساتھ ہو جانا۔اور اگر اس وقت کوئی ولی اللہ نہ ملے تو پھر بھی مولویوں کے سب فرقے چھوڑ دینا۔اور جنگل کی طرف چلے جانا اور شہروں میں مولویوں کے پاس بالکل مت آنا۔اور جنگل میں اگر کھانے کو کچھ نہ ملے تو درختوں کی جڑیں کھا کی گزارہ کر لینا۔ولیوں کے معتقد رہنا مولویوں کے سب فرقوں سے دور رہنا بے شک موت بھی آجائے تو اسی حالت پر قائم رہنا۔

باطل فرقے:۔

مسلمانوں کے تمام فرقے قرآن پاک کی مخالفت کرتے ہیں۔کوئی نبی ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ علم غیب نہیں جانتے کوئی کہتے ہیں کہ وہ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے کوئی فرقہ کہتا ہے کہ ان کو کوئی اختیارات اور قوت تصرف نہیں کوئی وسیلے کی مخالفت کرتے ہیں۔کہ جو بھی مانگنا ہے اللہ سے مانگو۔کوئی کہتا ہے ولی کچھ نہیں دے سکتے۔کوئی اللہ کے ولیوں کا انکار کرتا ہے۔کہ اللہ کے ولی ہوتے ہی نہیں اور کوئی فرقہ مخالفت کرتا ہے۔کہ ولی اللہ ہوتے ہیں لیکن ان کی کتابیں معتبر نہیں ان پر عمل کرنا گمراہی ہے۔ایک نیا فرقہ ہے جس کی گمراہی سب فرقوں کی گمراہی سے عجیب وغریب ہے وہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن کی آیت کو حدیث منسوخ کر سکتی ہے۔اس طرح گمراہی کے کلمات گمراہ فرقے بے دھڑک کہتے ہیں اور اس باریکی سے کفر بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ پڑھے لکھے لوگوں کی سمجھ میں بھی ان کی گمراہی کی باتیں نہیں آتیں۔اور وہ تسلیم کر کے ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔عام ان پڑھ لوگوں کی تو بات ہی کیا وہ تو بے چارے بے بس ہیں۔کیونکہ خود تو قرآن وحدیث کو پڑھ نہیں سکتے۔ہر بات مولویوں سے پوچھتے ہیں۔اور مولوی صاحبان جو بتا دیں اس پر پکے ہو جاتے ہیں۔کیونکہ وہ بچارے کسی قسم کی تحقیق اور تصدیق نہیں کر سکتے۔

تمام امت مسلمہ کو چاہیے کہ اگر ایمان اور اسلام بچانا چاہتی ہے تو سرکار نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق سب فرقوں کو چھوڑ کر اللہ کے ولیوں کی تلاش کریں ان سے بیعت کر کے ان کی صحبت اختیار

کریں اور اپنا ایمان بچا کر دنیا سے جنت کے حقدار ہو کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ ولیوں کی پہچان عطا فرمائیں ایک بات یاد رکھیں کوئی مولوی یا پیر قرآن کی معمولی سی مخالفت کرے فوراً اُسے چھوڑ دیں۔ کیونکہ قرآن کی مخالفت صریحاً کفر ہے کیونکہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔ یہ برحق اور سچی آسمانی کتاب ہے۔ اس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے۔ کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اس طرح قرآن کی آیت کو تو نہ تبدیل کر سکتے ہیں نہ ہی نکال کر نئی لا سکتے ہیں اور من گھڑت حدیث سے قرآنی آیت کو منسوخ کرنے کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر کوئی حدیث قرآن کی مخالفت میں ہو تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اُسے چھوڑ دو اگر مطابق ہو تو عمل کرو۔ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ احادیث مبارکہ کی نبی کریم ﷺ نے کوئی ذمہ داری نہیں لی۔ کہ میرا کلام ہے میں اس کی حفاظت بھی کرونگا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ گمراہ لوگ من گھڑت حدیثیں بنائیں گے اور میری طرف منسوب کریں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مشکوٰۃ جلد اول اختلاف قرآت کا بیان :۔ (حدیث نمبر 2112)

ابن عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قصہ بیان کرنے والے پر گزرے کہ وہ قرآن پڑھ کر مانگتا تھا عمران نے **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا۔ اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جو شخص قرآن پڑھے وہ اللہ سے سوال کرے۔ عنقریب ایسے لوگ آویں گے وہ قرآن پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے۔

حدیث شریف :۔ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھے۔ اس کے بدلے لوگوں سے مانگ کر کھائے۔ قیامت کے دن آئے گا اس کے چہرہ پر گوشت نہیں ہوگا۔ {روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں}

مشکوٰۃ جلد دوئم :۔ (حدیث نمبر 5089)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا رسول کریم ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں ایسے لوگ

نکلیں گے۔ جو دین کے ساتھ دنیا طلب کریں گے۔ نرمی ظاہر کرنے کے لئے لوگوں کے لئے بھیڑ کی کھال پہن لیں گے انکی زبان شکر سے زیادہ شیریں ہے اور ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہیں یعنی ظالم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا وہ میرے ساتھ مغرور ہوتے ہیں اور کیا وہ مجھ پر جرات کرتے ہیں۔ میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان لوگوں پر ایسا فتنہ مسلط کروں گا۔ جو عقلمند آدمی کو حیران بنا دے گا۔ روایت کیا ترمذی نے۔

مشکوٰۃ جلد اول کتاب وسنت کا بیان :۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا اور اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے اور اللہ کا بعض کلام اللہ کے بعض کلام کو نسخ کرتا ہے {دارِقطنی}

حدیث نمبر ایک :۔

عمران رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرما رہے ہیں کہ وہ قصہ سنانے والے کے پاس سے گزرے وہ قرآن پڑھ کر مانگتا تھا اس جُملے کو عمران رض مختصراً اس طرح بھی بیان کر سکتے تھے کہ وہ ایک مولوی کے پاس سے گزرے جو تقریر کر رہا تھا اور بھیک مانگ رہا تھا۔ مانگنے کا ذریعہ قرآن کو بنایا ہوا تھا جس طرح آج کل مولوی حضرات مانگتے ہیں۔ قرآن سنا کر مانگتے دیکھ کر صحابیِ رض رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح افسوس کیا جس طرح مرنے والے پر کرتے ہیں۔ اور فرمایا بہت جلد ایسے لوگ پیدا ہونگے جو قرآن سنائیں گے اور اس کو مانگنے کا ذریعہ بنائیں گے اور اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ کوئی مولوی ہے جو نہیں مانگتا سب مانگ کر کھاتے ہیں۔ قرآن پڑھاتے ہیں نمازیں پڑھاتے ہیں اور قرآن پڑھنے اور پڑھانے کے عوض مانگتے اور کھاتے ہیں یہی ان کا روزگار ہے۔ بلھے شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے اسی بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

علموں بس کریں او یار　　　اکو الف تیرے درکار

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا علم حاصل کرو جو اللہ سے ملا دے اور اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے۔

ایسے علم سے بس کر جس کو پڑھ کر تو مانگنے والا بن جائے۔ اکثریت مولویوں کی ایسی ہی ہے جو قرآن سنا کر مانگتے کھاتے ہیں یہی ان کا پیشہ ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں

ایہہ راز دیاں گلاں میں کہنوں کہنوں دساں

جس نے پڑھیا الفوں ب اوہ کی جانے ہتھوں دے

جس نے پڑھیا پا سپارہ درد ر ہوگیا منگن ہارا

جس نے پڑھیا پورا قرآن رب رکھے تے رہے ایمان

ایہہ راز دیاں گلاں میں کہنوں کہنوں دساں

حدیث نمبر دو:۔

اس میں مولویوں کے مانگ کر کھانے پر سزا سنائی جا رہی ہے کہ جو مولوی قرآن پڑھ کر سنائے جس طرح شبینہ پڑھتے ہیں۔ راتوں رات سارا قرآن سنا دیتے ہیں۔ صبح اس کی اجرت لیتے ہیں اس اجرت لینے کی سزا یہ ہے کہ قیامت والے دن ان مولویوں کے چہروں پر گوشت نہیں ہوگا۔ ڈراؤنی شکلوں میں آئیں گے۔ تمام فرقوں کے مولویوں کا یہی دھندا ہے۔ مدرسوں میں قرآن پڑھاتے ہیں اور مدرسے سے مِل یعنی فیکٹری کے برابر آمدنی وصول کرتے ہیں شکلوں کے بگڑنے کا ان کو کوئی خطرہ نہیں کہ قیامت میں حشر میں جو ہو سو ہو۔ بھیک مانگنے سے باز نہیں آئیں گے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز اس مانگ کر کھانے والے مولویوں کے بارے فرماتے ہیں۔

پڑھ پڑھ عالم کرن تکبر ملاں کرن وڈیائی ہو

گلیاں دے وچ پھرن نمانے بغل کتاباں چائی ہو

جتھے دیکھن چنگا چوکھا اوتھے پڑھن کلام سوائی ہو

دوہیں جہانیں سوئی مٹھے باہو جنھاں کھادی ویچ کمائی ہو

باہوؒ فرما رہے ہیں کہ دونوں جہانوں میں وہی ذلیل و خوار ہونگے جو اپنی نیکیاں روٹی کے بدلے

بیچ دیتے ہیں یعنی ایک رات میں سارا قرآن پاک پڑھ لینا کتنی بڑی سعادت ہے۔ لیکن صبح ہوتے ہی چند ٹکوں اور روٹی یعنی ایک وقت کے کھانے کے عوض ساری نیکیاں بیچ دینا کتنی بڑی بدبختی اور بیوقوفی ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں کہ ایسے لوگوں کے چہروں پر گوشت نہیں ہوگا۔ یعنی میدان حشر میں ساری مخلوق دور سے پہچان لیں گے کہ یہ وہ بدبخت اور کمینے لوگ ہیں جو قرآن پاک پڑھتے تھے اور اس کا معاوضہ روٹی کی صورت میں وصول کرتے تھے۔ مانگنے والے کی دنیا میں بھی کیا عزت ہوتی ہے یعنی قرآن پڑھ کر سنا کر مانگنے والے دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی ذلیل کہ ان کے چہروں پر گوشت نہ ہوگا۔

حدیث نمبر 3:۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہونگے۔ جو بظاہر دین دار نظر آئیں گے دین بیان کرنے میں زبانیں بہت میٹھی ہوں گی۔ اوپر سے بھیڑیں اور اندر سے بھیڑیے یعنی نہایت ظالم ہونگے دین کی باتیں کریں گے لیکن مقصد دولت لوٹنا ہوگا۔ ایسے ظالم ہوں گے کہ مسلمانوں کی جان ایمان اور دولت لوٹنے میں ذرا ترس نہیں کرینگے۔ اب ایسے ظالم لوگ دھندناتے پھرتے ہیں۔ کوئی پیروں بزرگوں کی شکل میں اور کوئی مولویوں کی شکل میں مسلمانوں کی جان ایمان دولت اور عزت کا شکار کرتے ہیں۔

فرمانِ غوث الاعظمؓ:۔

حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان پاک ہے کہ زمین پر ہزاروں شیطان ولیوں کی صورت بنا کر پھرتے ہیں اور مخلوق کا ایمان عزت اور دولت برباد کرتے ہیں۔ اس لیئے بہت سوچ سمجھ کر پرکھ پہچان کر کے کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہیے۔ ورنہ اگر کوئی ولی نہ ملے تو سب فرقے چھوڑ کر جنگل کی طرف چلے جاؤ اور درختوں کی جڑیں کھا کر گزارہ کرو اور ایمان بچالو۔

حدیث نمبر 4 کی تشریح:۔

قرآنِ پاک اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی ذمہ داری بھی لی ہے کہ قیامت تک میں اس کی حفاظت کرونگا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا ذمہ نہ لیتے تو اس میں شک ہوسکتا تھا کہ جس طرح پہلی امتوں کے علماء نے توریت، زبور، انجیل جو کہ آسمانی کتابیں تھیں ان کو تبدیل کرلیا تھا تو اس طرح شاید مسلمانوں میں کوئی منافق ایسا کام کرگیا ہو۔لیکن یہ کام یعنی قرآن پاک کی کسی آیت کی تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب قرآن پاک کی کوئی آیت تبدیل نہیں ہوسکتی تو پھر منسوخ کیسے ہوسکتی ہے۔ کیونکہ منسوخی کا مطلب تو یہ ہوگا کہ یہ آیت غلط ہے۔تو قرآن پاک اللہ کا کلام ہے ہر عیب اور غلطی سے پاک ہے۔جس طرح اللہ کی ذات ہر عیب ونقص اور کمزوری سے پاک ہے بالکل اسی طرح اللہ کا کلام قرآن پاک ہر عیب وغلطی اور شک سے پاک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صادق اور امین ہیں۔جس طرح مخلوق کے ساتھ سچے اور ایماندار ہیں اسی طرح اللہ کے کلام کے ساتھ بھی سچے اور ایماندار ہیں کہ جس طرح نازل ہوا بالکل اُسی طرح ایمانداری کے ساتھ اُمت تک پہنچا دیا۔

اب غور فرمائیں قرآن پاک اللہ کا کلام ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوگی اللہ نے ذمہ داری لی ہے۔ اس میں کوئی غلطی نہیں کوئی آیت ضعیف نہیں۔جس طرح نازل ہوا قرب قیامت اُسی طرح واپس اٹھالیا جائے گا۔تو پھر قرآن پاک کی کسی آیت کو منسوخ کرنا سوائے منافقت کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

دوسری بات:۔

دوسری بات یہ ہوسکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمادیتے کہ میرا کلام بوقتِ ضرورت اللہ کے کلام کو منسوخ کرسکتا ہے۔تو بھی کسی مسلمان کو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ جبکہ آپ کا فرمان اسکے خلاف ہے کہ میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرسکتا ہے اور نہ ہی کسی صحابیؓ اور نہ ہی کسی اللہ کے ولی کا ایسا کلام ہے کہ حدیث قرآن کی

آیت کومنسوخ کرسکتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء عظام میں سے کسی کا بھی یہ کلام نہیں ہے۔ کہ آیت قرآنی حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوخ ہوسکتی ہے بلکہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن پاک کی آیت کو حدیث منسوخ نہیں کرسکتی ثبوت کے طور پر پیچھے مکمل حدیث درج ہے۔

کس کی بات۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اولیاء عظامؒ سے تو ثابت ہوگیا کہ یہ بات ان میں سے کسی کی بھی نہیں تو پھر یہ بات کس کی ہے صاف ظاہر ہے وہی گمراہ طاقتیں ہیں جو مسلمان ایمان اور قرآن کی دشمن ہیں جو ان کو مٹانے کی شیطانی اور ناکام کوششوں میں مصروف رہتی ہیں۔ سب سمجھ گئے ہوں گے وہ دو طاقتیں شیطان اور یہودی علماء ہیں یہودی اسلام اور قرآن پاک کے خلاف سازشیں بناتے ہیں روپیہ پیسہ خرچ کرکے مسلمانوں کو ساتھ ملا کر مسلمان قوم کو گمراہ کرتے ہیں۔ شیطان عام مسلمانوں کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ یہ سب سے بڑا کافر ہے تو یہ بڑے بڑے علما پر ہاتھ رکھتا ہے جس طرح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

حدیث پاک:۔ کہ میں تمھیں عالمِ دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالمِ دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔ {ابوداؤد باب الفتن}

حد سے بڑھنا:۔

سورۂ حجرات میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو حد سے نہ بڑھو۔ حد سے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتے۔

حد سے بڑھنا یہ کہ کسی چیز کو اللہ حلال فرمائیں اور کوئی مولوی یا پیر اُس کو حرام کہے یا اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام فرمائیں اور کوئی مولوی یا پیر اُسکو حلال کہے۔ یعنی اللہ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ دینا جس طرح

قرآن پاک میں سجدہ تعظیم کا ثبوت ہے اللہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور اس کے دو ثبوت پیش فرمائے ہیں یعنی آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ اور یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور بھائیوں کا سجدہ۔ اب اس سجدہ تعظیم کو ناجائز یا حرام وشرک کہنے والے حد سے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ نہیں فرمایا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آذر سورۂ انعام پچھتر نمبر آیت میں درج ہے۔ اور کچھ علماء اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کا باپ مشرک نہیں ہوسکتا حالانکہ یہ مولویوں کی من گھڑت بات ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا کہ نبیؑ کا باپ مشرک نہیں ہوسکتا یہ بھی حد سے بڑھنے والے لوگ ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا کہ حدیث قرآن کی آیت کو منسوخ کرسکتی ہے۔ بلکہ یہ بھی مولویوں کی من گھڑت بات ہے اور یہ لوگ اللہ اور اللہ کے رسول سے بڑھ کر فیصلے دے رہے ہیں۔ ایسے حد سے بڑھنے والے ظالموں کو اللہ پسند نہیں فرماتے۔ اب دیکھیں کتنی واضح حدیث پاک ہے۔ دارِقطنی کی روایت مشکوٰۃ شریف میں درج ہے۔

حدیث پاک :۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اور اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے اور اللہ کا بعض کلام اللہ کے بعض کلام کو نسخ کرتا ہے۔

غور فرمائیں :۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا۔ مولوی کہتے ہیں منسوخ کرتا ہے کیسی کھلی گمراہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ماننے کی بجائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں فیصلہ دے رہے ہیں یہی لوگ جو اللہ کی حدود کو پھلانگتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے قرآن پاک اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

س :۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرتِ تصرف کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع ونقصان کے

مالک نہیں تو دوسرے کا کیا نفع کرسکیں گے؟

ج:۔ اس آیت کریمہ کے پہلے حصہ کے معنی یہ ہیں کہ میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا مالک ومختار نہیں ہوں مگر اس قدر مختار ہوں جتنا اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے اور اللہ نے اپنے ارادہ سے جس کام کا مجھ سے ہونے کا تعلق واسطہ رکھا ہے جیسے کہ روزمرہ کے کام کاج مثلاً کھانا کھالینا اور پانی پینا وغیرہ اور وہ کام جو عام لوگ نہیں کرسکتے جیسے چاند کو دوٹکڑے کردینا، سورج کو واپس پلٹانا غروب ہونے کے بعد، مردے کو زندہ کردینا، بیماروں کو اچھا کردینا وغیرہ یہ کام میرے ساتھ خاص ہیں یہ اختیارات اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں میرے ذاتی نہیں ہیں۔ ان عطائی اختیارات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معجزہ دکھاتے تھے یہ معجزہ نبوت کے ثبوت کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق کہ میں اپنے نفس کیلئے یعنی جان کیلئے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی اختیارات کی نفی ہے۔ عطائی اختیارات کی نفی نہیں ہے۔ کیونکہ عطائی اختیار تو مکھی اور چیونٹی کو بھی نصیب ہیں۔ کہ وہ بھی اپنے اختیار سے کھاتی پیتی اور اڑتی ہیں۔ تو اس طرح عطائی اختیار کی نفی کرنا بالکل گمراہی ہے۔

آیت کا دوسرا حصہ۔

آیت کے دوسرے حصہ میں ذاتی علم غیب کی نفی مراد ہے اور نبیوں اور ولیوں کو اللہ کی طرف سے علم کا عطا ہونا مستند کتابوں سے ثابت ہے اور اس عطائی علم غیب کی نفی کرنا اور یہ کہنا کہ ان حضرات انبیاء اولیاء کے عطائی علم غیب بھی نصیب نہیں تھا تو ایسا کہنا ناجائز ہے اور قرآن وحدیث کیخلاف ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا فرماتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے حوالہ جات پیچھے گزر چکے ہیں۔

آیت کریمہ کا مقصد:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ اگر میں کلی علم غیب ذاتی طور پر جانتا کہ کسی چیز کا بھی علم میرے علم

سے باہر نہ ہوتا تو میں سب کی سب خیر اور بھلائی اپنے لئے اکٹھی کر لیتا اور اگر سب کچھ میرے اختیار میں ہوتا تو مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ لیکن میں تو اللہ کے دیئے ہوئے اختیار کو بھی اللہ کی منشا کے مطابق استعمال کرتا ہوں۔ اپنی مرضی سے نہیں کرتا، اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ چاہیں اسی پر راضی رہتا ہوں۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ:۔

اہل سنت والجماعت یعنی اولیاء کرام سے تعلق رکھنے والی جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں، ولیوں کو علم غیب عطا فرماتے ہیں ان حضرات کا ذاتی اور ازلی نہیں اللہ نے عطا فرمایا ہے کتنا عطا فرمایا ہے۔ یہ اللہ جانے اور اللہ کے مقبول ومحبوب بندے جانیں۔ بہر حال ان حضرات کو علم غیب نصیب ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اولیاء کرام کی معتقد جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

نورِ مکاشفہ:۔

نورِ مکاشفہ حاصل ہوجانے کے بعد جب وہ نور سالک کے قلب میں قرار پکڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے بخشے ہوئے اسی باطنی نور کی بدولت غیبی علم اسکی مِلک ہو جاتا ہے۔ اور اس پر اُسے اختیار حاصل ہوجاتا ہے جیسے ظاہری آنکھوں کی روشنی حاصل ہونے کے بعد ظاہری چیزوں کو دیکھنا ظاہری آنکھوں والے کے اختیار میں ہوتا ہے۔ لیکن اندھیری رات میں چیزوں کا نظر نہ آنا اس بات کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ اس کو دن کی روشنی میں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بالکل اسی طرح باطنی نظر والے بھی اپنے اختیار کے اندر جو اللہ نے عطا فرمائے ہیں اپنی مرضی سے نور مکاشفہ کے ذریعے غیب کی چیزوں کا علم حاصل کر لیتے ہیں۔

ضرورتِ دین کا انکار:۔

یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قدرت تصرف اور علم غیب بالکل نہیں تھا تو یہ کھلی ہوئی گمراہی ہے اور ایسا

عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نبیوں میں سے چن لیتا ہوں جسے چاہوں اور علم غیب عطا فرما دیتا ہوں اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ تمھارے صاحب یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب جانتے ہیں اور بتانے میں بخیلی بھی نہیں کرتے۔ یعنی جتنا علم غیب بتانا دین کی ضرورت ہے۔ اتنا ارشاد فرما دیتے ہیں۔

س:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو فقط پیغمبری کا دعویٰ ہے؟

ج:۔ پیغمبری کا دعویٰ اس انسانی بشری صورت کے ساتھ ہے اور یہ بشری صورت ہر شخص اور ہر انسان رکھتا ہے۔ پیغمبری کے دعویٰ کی سچائی کیلئے گواہی کی ضرورت ہے تو دعویٰ پیغمبری کی گواہی قوتِ تصرف اور علم غیب ہے۔ قوتِ تصرف سے نبی معجزات دکھاتے ہیں علم غیب سے چھپی ہوئی چیزوں کے بارے میں بتاتے ہیں جیسے قیامت تک کی خبریں بتانا غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کے چار سرداروں کے مرنے اور ان کے مرنے کی جگہ بتانا غزوہ احد میں شکست اور نقصان کا بتا دینا۔ اس طرح ان دو چیزوں یعنی علم غیب اور قوت تصرف کے نہ ہونے سے نبوت کا دعویٰ جھوٹا دعویٰ ہے کیونکہ ہر نبی کو یہ قوتیں نصیب ہوتی ہیں اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت تصرف اور علم غیب کا انکار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتا ہے کیونکہ معجزات دکھانے کی قوت یعنی قوت تصرف اور علم غیب جاننا یہ نبوت کی شہادت اور دلیل ہے۔

س:۔ نبی کے اختیارات کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ پیغمبر کا کام صرف یہ ہے کہ بُرے کام کرنے والوں کو اللہ سے ڈرانا اور نیک کام کرنے والوں کو خوشخبری سنانا؟

ج:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پاک ہے کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار عقائد پر ہے۔ اگر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عقائد صحیح ہونگے تو نیک اعمال قبول ہوجائیں گے۔ اگر عقائد قرآن وحدیث کے مطابق نہ ہوئے تو نیک اعمال بھی قبول نہیں ہونگے۔

جس طرح ابلیس ملعون کے اعمال ضائع ہوئے اُس کے سارے اعمال نیک اور اچھے تھے ہر وقت اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ اتنی اللہ کی عبادت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو فرشتوں کا استاد مقرر فرما دیا۔ فرشتوں کی

طرح اس کو بھی پر عطا فرما دیئے اور وہ فرشتوں کی طرح پرواز کرنے اور آسمانوں پر آنے جانے لگا۔ چالیس ہزار سال اُس نے زمین پر عبادت کی اور زمین کے چپے چپے پر سجدے کیئے۔یعنی زمین پر کوئی جگہ نہ چھوڑی یہاں سجدہ نہ کیا۔ پھر اسی طرح آسمانوں پر چالیس ہزار سال عبادت کی اس کے فرشتوں کا استاد مقرر ہو گیا اور چالیس ہزار سال معلم ملائکہ رہا۔فرشتوں کو پڑھاتا سکھاتا تھا اللہ کو واحد اور لاشریک مانتا تھا۔توحید پرست تھا صرف اللہ کی عبادت کرتا تھا۔اللہ کے متعلق اس کا عقیدہ بالکل ٹھیک تھا کوئی کام شیطان کا بُرا نہیں تھا۔

لعنتی کیوں ہوا۔

لعنتی اس لئے ہوا کہ آدم علیہ السلام کے متعلق شیطان کا عقیدہ غلط تھا۔اُس کا عقیدہ یہ تھا کہ میں آدم علیہ السلام اللہ کے نبی سے بہتر ہوں کیونکہ آگ سے بنایا گیا ہوں ہزاروں سال عبادت کی ہے اور آدمؑ نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔اس اپنے غلط عقیدے کی وجہ سے آدمؑ کی عظمت کو تسلیم نہ کیا اور سجدہ تعظیم سے انکار کر کے لعنتی ملعون ہو گیا

اب دیکھیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عقائد غلط ہونے کی وجہ سے ہزاروں سال کی عبادت ضائع ہو گئی۔اب بھی جن لوگوں کے عقائد شیطان جیسے ہیں یعنی کوئی کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں شادی کرتے ہیں وغیرہ اور کچھ لوگ کہتے ہیں جانتے کچھ نہیں۔اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عقائد غلط ہونے کی وجہ سے ان کے اعمال بھی قبول نہیں ہوتے کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ ورنہ آپ لوگوں کے نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمھیں خبر تک نہ ہو گی۔اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کی معمولی بے ادبی بھی برداشت نہیں فرماتے۔قرآن پاک سے ثابت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی تو نیک اعمال وہی ہیں جو مقبول ہو جائیں یعنی اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کام کو اچھا کہیں وہ اچھا ہے جس کام

کو برا کہہ دیں وہ برا ہے اور جن لوگوں کے عقائد نبیوں اور ولیوں کے خلاف ہوں ان کا کوئی عمل اچھا نہیں ہوتا چاہے وہ شیطان کی طرح ہر وقت عبادت کریں۔

القصہ مختصر :۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عقائد اس وقت صحیح ہونگے جب آدمی آپکی قوت تصرف یعنی معجزات دکھانے کے اختیارات علم غیب جاننا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو علم غیب عطا فرمایا ہوا تھا آسمانی معراج اور شقِ صدر کو تسلیم کرے

س :۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دل میں یقین ڈالنا میرا کام نہیں اللہ کا کام ہے اور اُسی کے اختیار میں ہے؟

ج :۔ دلوں میں یقین ڈالنا اور دوسرے کاموں کا اختیار اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذاتی ہے اور نبیوں کا عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ چاہے نبی دعا کر کے کسی کے دل کو بدل دیں یعنی کفر سے اسلام کی طرف پھیر دیں چاہے اپنی قوت تصرف سے کسی کے دل میں یقین پیدا فرما دیں اس کی مثالیں معتبر کتابوں میں ان گنت ہیں۔ ثبوت کے طور پر چند مثالیں درج ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکر ایمان لائے :۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوجہل اور شیبہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ابوجہل فوراً اُٹھا اور تقریر شروع کر دی کہنے لگا اے گروہ قریش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے خداؤں کو برا کہتے ہیں اور تمھیں بت پرستی کرنے کی وجہ سے بیوقوف نادان اور گنوار وجاہل کہتے ہیں۔ اور تمھارے باپ دادا کو دوزخی کہتے ہیں۔ کہ وہ بت پرستی کرتے ہوئے مرے ہیں۔ اور گدھوں کی طرح آگِ جہنم میں گرے ہیں اور جل رہے ہیں۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر ڈالے۔ میں اُسے سو سرخ اونٹ سو کالے اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی انعام دونگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر پوچھا اے ابوالحکم تو نے جو کچھ کہا کیا یہ سچا وعدہ ہے اس نے کہا کہ ہاں بالکل نقد ادا کرونگا۔ ایک دن کا بھی

ادھار نہ ہوگا میں نے کہا لات وعزیٰ دونوں خداؤں کی قسم یہ کام میں کرونگا۔ ابوجہل نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر میں لایا اور اپنی پوجا کے بڑے خدا ہبل کے سامنے مجھے کھڑا کر کے اُسے گواہ بنایا۔ کیونکہ مشرکین مکہ لڑائیوں اور صلح کے کاموں نکاح اور سفر وغیرہ ہر کام کے لیے اس بت کے سامنے جاتے تھے۔ مشورے کرتے تھے اور اُس کو گواہ ٹھہراتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے تلوار گلے میں ڈالی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ اتفاق سے ایسی جگہ پہنچا یہاں لوگ کائے کا ایک بچھڑا ذبح کر رہے تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا کہ دیکھوں وہ کیا کر رہے ہیں وہاں میں نے سنا کہ اس بچھڑے کے اندر سے آواز آرہی ہے کہ فتح و کامیابی پر مشتمل کیسا اچھا معاملہ ہے جو کہ ایک مرد کھلم کھلا بلند آواز سے مخلوق کو اس طرف بلاتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یقیناً یہ بات میرے لیے ہے اور میرے فائدے کی خاطر مجھے سنائی گئی ہے اس کے بعد میں بکریوں کے گلے یعنی ریوڑ سے گزرا تو ان بکریوں میں سے بھی آواز آئی کہ کامیابی اور فتح اُسی کیلئے ہے جو ایک اللہ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آواز صرف میرے لئے ہے۔ میں وہاں سے بھی گزر گیا تو پھر ایک بت کے پاس پہنچا جسے لوگ ضماد کہتے تھے۔ اس کے اندر سے کسی فرشتے نے آواز دی۔

آواز:۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل ہونے کے بعد ضماد کو چھوڑ دیا گیا ہے جسکی ایک مدت سے پوجا ہو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ہو بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد خاندان قریش سے نبوت اور ہدایت کے مالک ہو کر سیدھا راستہ پائے ہوئے ہیں اور قریب ہیں کہ جو لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ کاش ہم ضماد اور اس جیسے اور بتوں کی پوجا نہ کرتے۔ پس اے ابوحفص یعنی اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر کر جلدی نہ کر اس لیے کہ تم ایسے شخص ہو کہ قبیلہ عدی میں ہونے کے علاوہ تمھیں ایک اور

عزت عطا ہونے والی ہے کہ تم یقینا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دینِ حق کی زبان اور ہاتھ سے مدد کرو گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُسی وقت یقین کر لیا کہ یہ سب باتیں میرے لئے ہیں اور میرے فائدے اور کامیابی کے لیے مجھے سنائی گئی ہیں۔ پھر میں اپنی بہن کے گھر آیا یہاں خباب ابن الارث اور میرے بہنوئی سعید ابن الارث موجود تھے۔ میرے گلے میں تلوار دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ میں نے کہا ڈرو نہیں میرا ارادہ نیک ہے آپ تسلی رکھیں۔ اس بات پر خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ اگر اب بھی تو اسلام نہیں لاتا تو تجھ پر بہت افسوس ہے۔ میں نے پانی مانگا وضو کیا اور پوچھا کہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں انھوں نے خوشی سے کہا اسود بن ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر جلوہ افروز ہیں۔ میں نے وہاں جا کر آواز دی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے آپ بہت بارعب اور باوقار مرد تھے میرے گلے میں تلوار دیکھ کر مجھے ڈانٹا اور میں نے بھی انھیں ڈانٹا۔ ہماری آوازوں کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور مجھے دیکھا اور سارا بھید سمجھ گئے اور فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا:۔

اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرے حق میں میری دعا قبول ہوگئی تو اسلام قبول کر لے میں نے اُسی وقت عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وَ بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میرے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے۔ میں اسلام لانے والا چالیسواں آدمی تھا اور اُسی دن چالیس آدمی اور مسلمان ہوئے۔

حدیث مبارک:۔ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو شان و شوکت اور غلبہ عطا فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ سے مانگ کر لیا ہے۔ اس لئے عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی مراد کہتے ہیں باقی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مرید ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے ایمان لائیں:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ بتوں کی پوجا کرنے والی تھیں۔ ہر چند میں نے اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلایا۔ لیکن وہ قبول نہ کرتی تھیں ایک دن میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ایسی بات کہی جس سے مجھے دکھ پہنچا اور میں روتا ہوا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے حاضر ہوا اور یہ قصہ عرض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنی ماں کے قبول اسلام کے بارے دعا کیلئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ایمان نصیب فرمائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ میں خدمتِ رسالت سے اجازت لیکر جلدی جلدی گھر پہنچا تا کہ اپنی ماں کو خوشخبری سناؤں جب گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور اماں غسل فرما رہی ہیں غسل سے فارغ ہو کر اماں نے دروازہ کھولا اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کروں اماں نے فرمایا۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں واپس لوٹ گیا اور اب میں خوشی سے رو رہا تھا جیسا کہ پہلی مرتبہ غم سے رو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے کرم کے صدقے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی۔ میری ماں کے حق میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا قبول ہوگئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرف سے ایمان کامل ہوا:۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے پوچھا اے عمر رضی اللہ عنہ تیرے دل میں کس کس کی محبت ہے میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبتیں مشترک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اپنی جان، بیوی بچوں اور مال کی محبت بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا

اور تصرف فرمایا۔ پوچھا اب کیا حال ہے میں نے عرض کیا مال کی محبت چلی گئی۔ دوسری دفعہ دستِ شفقت سینہ پر پھیرا اور تصرف فرمایا۔ پوچھا اب کیا حال ہے میں نے عرض کیا بیوی بچوں کی محبت بھی چلی گئی۔ لیکن جان کی محبت باقی ہے تیسری دفعہ اُسی طرح تصرف فرمایا اور پوچھا اب دل کیا کیا حال ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اب تمام محبتیں ساقط ہو چکی ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صرف آپ کی محبت دل میں باقی ہے۔ {شرح صدور}

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے عمر اب تمھارا ایمان کامل ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کاملین میں سے ہو گئے

حدیث پاک:۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس وقت تک تمھارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہر چیز سے بڑھ کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرو۔

خواجہ محبوب الٰہی کا فرمانِ پاک:۔

حضرت خواجہ محبوبِ الٰہی نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ پیر کی محبت اللہ رسول کی محبت کی میزان ہے۔ جتنی کسی کو اپنے پیر سے محبت ہے اتنی ہی اسکو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت ہے۔ اور مرید کا ایمان بھی اُس وقت کامل ہوگا جس وقت مرید مال و دولت بیوی بچوں اور اپنی جان سے بڑھ کر محبت کریگا جب مرید کو پیر سے اس قدر محبت ہو جائیگی تو اس وقت کاملین سے ہو جائے گا {شرح صدور}

حضرت ولی تراش کی ایک نظر کا کرشمہ:۔

نفحات شریف میں لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ کو لوگ ولی تراش بھی کہتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ وجد اور محویت میں آپ کی نظر جس پر پڑ جاتی تو وہ ولایت کے درجہ پر پہنچ جاتا تھا۔ ایک دن ایک سوداگر عقیدت سے نہیں بلکہ آزمائش کرنے کیلئے خانقاہ شریف میں داخل ہوا۔ اس وقت حضرت کی حالت یہ تھی کہ جذب طاری تھا۔ نظر مبارک اس سوداگر پر پڑ گئی وہ اسی وقت ولایت کے مرتبہ پر پہنچ گیا۔ شیخ نے پوچھا تو کس ملک کا رہنے والا ہے کہا فلاں ملک کا۔ آپ نے اس کو اجازت ارشاد لکھ کر دے دی اور فرمایا

اپنے ملک میں جا کر مخلوقِ خدا کو خدا کی طرف بلاؤ یعنی تبلیغِ اسلام فرماؤ۔

کتے پر ولی اللہ کی نظر کی تاثیر:۔

ایک روز آپ یعنی ولی تراش کی مجلس میں اصحاب کہف کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا کہ ان ولیوں کی صحبت سے کتا جنتی ہو گیا۔ کیسا کمال ہوا کہ ان ولیوں کی صحبت نے کتے کو کیا سے کیا کر دیا۔ شیخ سعد الدین حموی ؒ جو شیخ کے مریدوں میں سے تھے ان کے جی میں خیال پیدا ہوا کہ اب کوئی ایسا ولی ہے جس کی نظر کتے پر ایسا اثر کرے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ ؒ المعروف ولی تراش نورِ فراست سے اس کے دل کی بات جان گئے اور اٹھ کر خانقاہ کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ ایک کتا وہاں سے گزر رہا تھا۔ آپ کو دیکھ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو کر دم ہلانے لگا۔ آپ نے کتے کو توجہ سے دیکھا تو اس پر فوراً آپ کی توجہ اور نظر کرم کا اثر ہو گیا۔ وہ کتا بے خود ہو گیا اور اس پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور شہر چھوڑ کر قبرستان کی طرف چلا گیا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنا سر زمین پر ملتا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ کچھ دنوں کے بعد اسکی حالت نارمل ہو گئی تو ہر وقت ساٹھ کتے اس کی خدمت میں حاضر رہتے۔ اسکے سامنے ادب سے چپ چاپ بیٹھے رہتے اس کی طرف پیٹھ نہ کرتے جب وہ کھڑا ہوتا تو یہ بھی اس کے گرد باادب کھڑے ہو جاتے۔ اگر کسی دوسری بستی میں جاتا تو اس بستی کے کتے اُسے لینے آتے اور اس بستی کے کتے اُسے چھوڑنے جاتے۔ صبح وشام کتے گھر گھر سے روٹیاں اکٹھی کرتے اور اس بزرگ کے سامنے ڈھیر لگا دیتے۔ جب سب کتے جمع ہو جاتے وہ اٹھتا اور سب کو روٹیاں تقسیم کرتا پھر وہ کھاتے اس کتے کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ اس بستی کے کتے آپس میں کبھی نہیں لڑتے تھے اور بہت ہی پیار محبت سے رہتے۔

جب وہ کتا مر گیا تو شیخ صاحب نے فرمایا اس کا کفن دفن کرو اس کی قبر بناؤ اور اس کی قبر پر عمارت بناؤ۔ کیونکہ یہ کتا اصحاب کہف کے کتے سے بھی مرتبے میں افضل ہے کیونکہ اس کتے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ولی کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور حضور ﷺ کی امت کے ولی بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہیں اور اصحاب کہف ولی تھے نبی نہیں تھے

فیصلہ آپ پر:۔

قارئین کرام فیصلہ خود فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور ولیوں کو کس قدر اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس ارادے سے گھر سے نکلتے ہیں اور کیا کر کے واپس جاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادے اور دعا نے کس طرح حالات کو تبدیل کر دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر اتنا فرمانا کہ باری تعالیٰ اس کی ماں کو ہدایت عطا فرما دے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں فرما رہے ہیں ادھر اس کی ماں نہا دھو کر مسلمان ہونے کی تیاری کر رہی ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ بھی عرض کیے بغیر وہ یعنی اس کی ماں کلمہ شہادت پڑھ کی مسلمان ہو رہی ہے۔ تو یہ کس کا تصرف اور کس کے اختیارات ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کے مسلمان ہونے کیلئے دعا فرمائی لیکن حضرت عمر کا ایمان کامل کرنے کے لئے دعا بھی نہیں فرمائی اور توجہ سے یعنی قوت تصرف سے ان کا ایمان کامل فرما دیا۔ اب اللہ کے ولی یعنی ولی تراش کی قوت تصرف پر غور فرمائیں کہ سوداگر کیلئے دعا بھی نہیں فرمائی ایک نظر سے ولی کر دیا اور خلافت اجازت فرما کر تبلیغ کیلئے روانہ فرما دیا اور وہ بہترین مبلغ ثابت ہوا۔ کتے پر تصرف فرمایا تو اُسے ولی بنا دیا جس کا فوری ظہور ہوا۔

ان چیزوں کا انکار کرنے والے ذرا سوچیں کہ ایک عام آدمی ایک نظر سے ولایت کو پہنچ گیا۔ ایک ہی توجہ اور تصرف سے کتا ولایت کو پہنچ گیا تو یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ولی کچھ نہیں کر سکتے ان کے پاس جانے سے ان کے صحبت اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو پھر یہ کیا شے ہیں اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ لوگ کتوں سے بھی بدتر ہیں اور غلیظ ہیں۔ جس طرح ابو جہل کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوا تو یہ بھی اپنے وقت کے ابو جہل ہیں۔ ابھی وقت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے توبہ کرلو۔

س:۔ انبیاء اولیاء میں بڑھائی یہی ہے کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں تصرف کرنے کی قدرت اللہ نے عطا نہیں فرمائی کہ جس کو چاہیں مار ڈالیں یا اولاد دیویں؟

ج:۔ **قربت اور معرفت حق**:۔ انبیا و اولیاء کی بڑائی اس بات سے نہیں کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے

ہیں یہ کام تو مولوی بھی کرتے ہیں کہ لوگوں کو قرآن پڑھاتے ہیں نمازیں پڑھاتے ہیں تبلیغ بھی کرتے ہیں لیکن رحمت اور فضلِ خداوندی سے محروم ہیں۔ حشر میں ان چہروں پر گوشت نہ ہوگا۔ طرح طرح کی ان میں گمراہی ہے۔ قرآن وحدیث کی مخالفت کرتے ہیں شیطان کی طرح ان کے اعمال ہیں یعنی نمازیں پڑھتے ہیں نبیوں اور ولیوں سے حسد وبغض رکھتے ہیں۔ یہی کام شیطان نے کیا تھا کہ اللہ کی نمازیں رات دن پڑھتا تھا آدم علیہ السلام سے بغض تھا سجدہ نہ کیا اور لعنتی ہوگیا سب نمازیں برباد گئیں۔

انبیاء اولیاء کی بڑائی اللہ کی معرفت سے ہے کہ یہ لوگ مقبول بارگاہ ہیں اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں ان کی نمازیں معراج ہیں ان کے قلب اللہ کا عرش ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے قوت تصرف اور علم غیب عطا فرمایا ہے جس سے معجزات اور کرامات کا اظہار فرماتے ہیں یہ ایسے انعامات ہیں جو مولویوں اور عام مسلمانوں کو نصیب نہیں۔ ان کمالات کی وجہ سے یہ لوگ ساری مخلوق سے افضل واعلیٰ ہیں اور ان کی بڑھائی کی وجہ یہی ہے۔

بہت بڑی نعمت:۔

قدرت تصرف اور علم غیب حاصل ہوئے بغیر نہ کوئی نبی ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ولی ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں نعمتیں نبوت وولایت کی دلیل اور گواہی ہے اسی نعمت کی وجہ سے یہ لوگ باقی مخلوق سے افضل اور ممتاز ہوتے ہیں۔ قوت تصرف سے نبی معجزات دکھاتے تھے جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور اشارہ سے پتھروں کا کلمہ پڑھنا تھوڑا سا رزق پورے لشکر کا کافی ہوجانا، خونخوار جانوروں کا آپکے قدموں پر سر رکھ دینا وغیرہ۔ غائب کی باتیں بتانا معراج کیلئے عرش پر چلے جانا جنت ودوزخ کے حالات وواقعات بیان فرمانا یہ نبوت کی دلیلیں ہیں جس کی وجہ سے لوگ نبی کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔

قدرتِ تصرف کا ثبوت:۔

شواہد النبوۃ میں لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ اہل مکہ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تکلیف پہنچائی

اور آپ کا چہرہ مبارک لہولہان کر دیا۔ آپ بہت غمگین ہوئے اور پریشانی کی حالت میں شہر سے باہر جا بیٹھے۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اس جنگل کے درختوں میں سے فلاں درخت کو اپنے پاس بلائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو بلایا وہ فوراً چل کر آیا اور آپ کے پاس کھڑا ہو گیا پھر آپ نے اُس درخت سے فرمایا پلٹ جا وہ درخت واپس اپنی جگہ چلا گیا اور پہلے کی طرح مضبوطی سے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا مجھے یہ ہی کافی ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ایسی ہمہ گیر قدرت تصرف عطا فرمائی ہے

حماقت:۔

عجب حماقت ہے کہ اپنے تقریر کرنے کے فن کو تو افتخار کا سبب سمجھتے ہیں اور فخر کرتے پھرتے ہیں کہ ہمارے جیسا وعظ کوئی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ یہ فن کسبی ہے۔ ہر پڑھا لکھا آدمی یہ وعظ کرنے کا ہنر سیکھ سکتا ہے یہ کوئی فخر اور بڑھائی کی بات نہیں صرف حماقت ہے۔ بڑھائی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ اے نبی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کی نعمت کو ظاہر کیجیے اور خوب چرچا فرمایئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ میرے کہنے پر درخت چلا آیا اور میرے کہنے پر واپس چلا گیا مجھے یہ کافی ہے۔ اس قدرت تصرف کو حاصل کرنا نبیوں اور ولیوں کے سوا کسی کو اختیار نصیب نہیں اسلیئے ایسی نعمت پر نبی اور ولی ناز کر سکتے ہیں کہ ان کے سوا کسی کو نصیب نہیں۔

کسی کو مار ڈالنا یا اولاد دینا:۔

علم غیب اللہ کا ذاتی علم ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نبیوں میں چن لیتا ہوں اور ان کو علم غیب عطا فرما دیتا ہوں۔ لیکن کاہنوں، نجومیوں، جادوگروں اور تعویز گنڈے کرنے والے مولویوں کو ہرگز نہیں دیتا اسی طرح یہ قوت تصرف اللہ کی ذاتی ہے کہ کسی کو ماردیں یا کسی کو اولاد عطا فرما دیں تو اس اپنی قوت تصرف میں سے اگر کسی نبی یا ولی کو اللہ تعالیٰ کچھ عطا فرما دیں تو اللہ سے کوئی پوچھ سکتا ہے کہ ایسا کیوں

کیا۔ یہ جہالت کی باتیں ہیں سب کاموں کی قدرت اللہ کی ذاتی ہے اور جتنی قدرت تصرف چاہتے ہیں اپنے نبیوں اور ولیوں کو عطا فرماتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس میں کوئی حیرانی والی بات نہیں اور اس عطا کردہ قوت تصرف سے نبیوں اور ولیوں سے معجزات اور کرامات کا اظہار معتبر کتابوں سے ثابت ہے مثالیں پیچھے گزر چکی ہیں

س :۔ اللہ کے سامنے نبی ولی بڑے چھوٹے سب بندے برابر ہیں اور سب عاجز و بے اختیار ہیں؟

ج :۔ حضرات انبیاء واولیاء عام بندوں اور مولویوں سے مرتبہ میں بہت بلند اعلیٰ اور ممتاز ہیں۔ کیونکہ ان کی نبوت اور ولایت کی خصوصیات مثلاً مردوں کو زندہ کر دینا، بیماروں کو اچھا کرنا، پیدائشی اندھے کو بینا یعنی دیکھنے والا کر دینا یہ عام لوگوں کو نصیب نہیں ہوتیں اور یہ کہنا کہ ان باتوں میں سب بندے چھوٹے بڑے سب برابر ہیں اور نبی اور ولی بھی عام لوگوں کی طرح عاجز اور بے اختیار ہیں یہ سب کفر کے کلمات ہیں گزرے ہوئے بزرگان دین کا اس بارے میں کیا عقیدہ تھا غور فرمائیں۔

تفسیر جلالین :۔

جس نے گمان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمولی لوگوں کی طرح ہیں اور انھیں کوئی کسی چیز کا اختیار نہیں ہے اور ان سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوسکتا نہ ظاہر میں نہ باطن میں۔ ایسا کہنے والا کافر اور دین ودنیا کا خسارہ اٹھانے والا ہے۔

شیطان اس لئے لعنتی ہوا کہ اس نے اللہ کے نبی آدم علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے جیسے اور عام لوگوں جیسے ہیں۔ بالکل شیطان کے قدموں پر چل رہے ہیں۔ حالانکہ

حدیث پاک :۔ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائیت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی لیٹ کر سو جائے تو اُس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کو وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیئے۔ لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو کر اُٹھتے ہیں نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں

اور وضو نہیں فرماتے آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تمھارے جیسا نہیں ہوں۔ میری آنکھیں سو جاتیں ہیں دل نہیں سوتا تم لوگوں کیلئے وہی حکم ہے۔

س:۔ غیب کی خبریں جاننے میں انبیاء اولیاء سب بندے برابر ہیں۔ بڑے اور چھوٹے محض بے خبر اور نادان ہیں؟

ج:۔ بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان کے برابر تو کائنات میں کوئی بھی نہیں بے شک سرکار حوادث ہیں لیکن اس کے باوجود قدرت تصرف اور علم غیب اور اللہ کے محبوب ہونے کی وجہ سے تمام عالم سے اکمل و افضل ہیں اور خاص فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ حضرات انبیاء کے درجہ پر نہیں پہنچا اور کوئی فرشتہ حضرات اولیاء کے پایہ پر نہیں پہنچا چہ جائیکہ عام جاہل لوگ اور عقل کے اندھے پیر اور مولوی گمراہی کے اندھیروں بھٹکنے والے نبیوں اور ولیوں کے برابر ہوں ان حضرات کو عام مخلوق کے برابر جاننے والے قرآن و حدیث کے منکر ہیں ان کی قوتِ تصرف اور علم غیب کے بارے میں بہت واقعات اور قرآن حدیث سے حوالہ جات پیچھے کافی گزر چکے ہیں یادداشت کو تازہ کرنے کیلئے چند حوالہ جات بیان کیئے جاتے ہیں تاکہ قارئین کا ایمان تازہ ہو جائے اور ذوق و شوق مزید بڑھے اور اللہ والوں کی محبت دلوں میں راسخ ہو جائے۔

امام رضاں کی غیب دانی:۔

شواہد النبوۃ میں درج ہے کہ کوفیوں میں سے ایک شخص خراسان کیلئے کوفہ سے روانہ ہوا تو اس کی بیٹی نے ایک چادر اُسے دی کہ اسے بیچ کر میرے لئے فیروزہ خرید لانا جب وہ مروٗ میں پہنچا تو حضرت امام رضا علیہ السلام کے چند غلام اس کے پاس پہنچے کہ حضرت امام عالی مقامؑ کا ایک خادم فوت ہو گیا ہے تمھارے پاس جو کپڑا ہے اسے ہمارے ہاتھ بیچ دو تاکہ ہم اس کپڑے سے اسکا کفن بنائیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی کپڑا نہیں ہے وہ چلے گئے دوبارہ پھر آئے اور کہا ہمارے مولا تجھے سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تیرے پاس ایک چادر ہے جو تیری لڑکی نے روانگی کے وقت تجھے دی تھی کہ اُسے بیچ کر اس کیلئے فیروزہ خرید لانا ہم اس کی قیمت لائے ہیں قیمت لے لو اور چادر ہمیں دے دو۔ میں نے چادر ان لوگوں کو دے دی۔

پھر میں نے دل میں خیال کیا کہ جا کر حضرت سے چند مسئلے دریافت کروں اور دیکھوں کہ کیا جواب دیتے ہیں میں نے ایک کاغذ پر وہ مسئلے لکھ لئے صبح سویرے امام رضا کے دروازے پر پہنچا تو آدمیوں کی بہت بھیڑ تھی اتنا راستہ بھی نہ ملا کہ آپ کی زیارت کرسکوں حیران و پریشان کھڑا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے اتنے میں ایک غلام آیا اور میرا نام لیکر آواز دی۔ میں نے عرض کی کہ میں ہوں اس نے ایک رقعہ مجھے دیا اور کہا یہ تیرے مسئلوں کا جواب ہے۔ میں نے رقعہ کھول کر دیکھا تو ترتیب وار میرے سوالوں کے جواب درج تھے۔

حضرت امام رضاں کے علم غیب کا عجیب وغریب ماجرا:۔

شواہد میں لکھا ہے کہ نباّح کے رہنے والے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ نباّح میں تشریف فرما ہیں اور جس مسجد میں کہ حاجی لوگ اُترتے ہیں اس میں اترے ہیں میں نے جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایک طباق صیہانی کھجوروں سے بھرا ہوا رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کھجوروں سے ایک مٹھی مجھے دی میں نے گنتی کی تو وہ سترہ کھجوریں تھیں میں نے اپنے دل میں یہ تعبیر کی کہ اب میں سترہ سال زندہ رہوں گا۔ کم وبیش جب بیس دن گزر گئے۔ تو میں نے سنا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام اس مسجد میں اترے ہیں۔ میں جلدی سے وہاں پہنچا اور میں نے دیکھا کہ خواب میں جس جگہ حضور کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ علیہ السلام بھی اُسی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور اُسی طرح کھجوروں کا طباق بھی اُسی جگہ رکھا ہوا ہے جس جگہ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ میں نے سلام کیا آپ علیہ السلام نے سلام کا جواب دے کر مجھے اپنے پاس بلایا اور کھجوروں کی ایک مٹھی مجھے دیدی۔ میں نے گنتی کی تو پوری سترہ تھیں میں نے کہا اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس سے زیادہ کھجوریں چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو زیادہ کھجوریں دیتے تو میں بھی زیادہ کھجوریں دے دیتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اتنی ہی دی تھیں اس لئے میں زیادہ نہیں دے سکتا۔

حاصل کلام:۔ ان معتبر کتب کے حوالہ جات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ نبی ولی اور عام لوگ

برابر نہیں ہوتے نبیوں اور ولیوں کو اللہ تعالیٰ معجزہ اور کرامت دکھانے کی طاقت اور اختیار عطا فرماتے ہیں۔ علم غیب عطا فرماتے ہیں جس سے وہ چھپی چیزوں کو جان لیتے ہیں اس طرح معجزہ اور کرامت دکھانے اور چھپی ہوئی چیزوں کو جان لینے میں عام لوگوں کی طرح نبی اور ولی عاجز اور بے اختیار نہیں ہوتے۔

س:۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام عقل، سمجھ اور تجربہ کی بنا پر جو بات کہہ دیتے ہیں وہ کبھی درست ہو جاتی ہے اور کبھی غلط۔

ج:۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا کہ ان کو علم نہیں ہوتا بلکہ سوچ سمجھ کر کوئی بات کہہ دیتے ہیں جو کبھی درست اور کبھی غلط ہو جاتی ہے۔ یہ بالکل کھلم کھلا گمراہی اور بے دینی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی کوئی پیشگوئی غلط نہیں ہوئی جیسا آپ ﷺ نے فرمایا ویسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اگر کسی بے دین کا عالم باطن کے متعلق یقین نہ ہو تو عالم ظاہر کے بارے میں سرکار ﷺ کے فرمانات دیکھ سکتا ہے۔ کافر بھی نبی کریم ﷺ کو صادق اور امین تسلیم کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی ہر بات سچی ہوتی تھی۔

مثال کے طور پر حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر میں چاروں کافر سرداروں کے مرنے اور ان کے مرنیکی جگہ جنگ سے پہلے بتا دی اور واقعی وہ چاروں کافر جنگ میں قتل ہو گئے اور اُسی جگہ ان کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ جو آپ ﷺ نے نشان لگائے تھے آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا تھا کہ شام فتح ہوگا ایران فتح ہوگا قسطنطنیہ فتح ہوگا اور اس کے فتح کرنے والا جنتی ہوگا۔ اور آپ ﷺ کے وصال مبارک کے کئی سو سال بعد سلطان محمد فاتح نے اس علاقہ کو فتح کیا۔ ایک دفعہ اُحد پہاڑ پر آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے تھے کہ پہاڑ میں جنبش ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے احد سکون سے رہ تجھے پتہ نہیں کہ تیرے اوپر ایک نبی ﷺ ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔ جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام کو آپ ﷺ نے فرمایا تھا قبیلہ حنف سے ایک عورت تجھے ملے گی اس سے تیرا ایک بیٹا ہوگا اس کا نام محمد رکھنا بالکل اسی طرح ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یمامہ فتح ہوا مال غنیمت میں لونڈیاں آئیں۔ قبیلہ حنف سے ایک لونڈی آپ کو ملی۔ اُس سے لڑکا پیدا ہوا اور آپ علیہ السلام نے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پاک کے مطابق اس کا نام محمد رکھا۔

جس رات چاند کو دو ٹکڑے کر کے زمین پر بلانے اور واپس آسمان پر جانے کا معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دکھایا تو اُس رات ہندوستان میں ایک ہندو راجہ نے یہ معجزہ دیکھا۔ تو صبح اُس نے نجومیوں، جوگیوں اور کاہنوں سے پوچھا کہ میں نے رات اس طرح دیکھا ہے تو انھوں نے کہا کہ عرب کی زمین میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یہ اُس کا معجزہ ہے تو اس ہندو راجہ نے کچھ تحائف دیکر ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور سلام نیاز عرض کیا اور دعا کا طلبگار ہوا۔ جب وہ وفد سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحائف لیکر حاضر ہوا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ ان تحائف سے ایک دستی پنکھا آپ نے اٹھا کر ہلایا تو اس کی ہوا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھنڈک محسوس فرمائی اور فرمایا ہندوستان سے مجھے ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پاک کا یہ اثر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے جتنے ولی برصغیر میں ہوئے۔ دنیا کے اور کسی خطے میں نہیں ہوئے اور اسلام کا صحیح نقشہ اپنے درست خدوخال کے ساتھ ہندو پاک میں ہی نظر آتا ہے۔

نبی اور ولی اگر کوئی بات وحی اور الہام کے بغیر بھی کہیں تو وہ نور مکاشفہ سے کہتے ہیں اس لئے وہ کبھی غلط نہیں ہوتی۔ نبی نور نبوت سے اور ولی نور ولایت سے دیکھ لیتے اور غیبی باتوں آنے والے حالات و واقعات کو جان لیتے ہیں ان میں یہ قوت اللہ کی عطا کردہ اور بخشی ہوئی ہوتی ہے۔ نبیوں اور ولیوں کا یہ علم نجومیوں اور کاہنوں کی طرح نہیں ہوتا کہ کبھی غلط اور کبھی صحیح۔ ان پاک ہستیوں کے علم کو ایسا کہنا بالکل گمراہی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کے دوست ہیں سچے ہیں اللہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں **کونوا مع الصادقین** سچے لوگوں کے ساتھ لگے رہو۔ تو ایسے لوگوں کی مخالفت بے دینی ہے۔

س :۔ نبیوں اور ولیوں کو وحی اور الہام کے ذریعے جو علم دیا جاتا ہے وہ صحیح ہے لیکن وہ ان کے اختیار میں نہیں ہوتا؟

ج :۔ وحی صرف انبیاء کرام پر آتی ہے یہ صرف نبیوں کے لیے مخصوص ہے۔ الہام اور مکاشفہ یہ نبیوں اور ولیوں کیلئے مخصوص ہے۔ مولویوں اور عام لوگوں کو یہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اس طرح نبیوں کیلئے علم غیب جاننے کے تین ذریعے ہیں یعنی وحی الہام اور نور مکاشفہ جسے نور نبوت بھی کہتے ہیں۔ اور ولیوں کیلئے علم

غیب یعنی غیب چیزوں کے بارے جاننے کے دو ذریعے ہیں الہام اور نورِ مکاشفہ۔ ان ذرائع سے نبی اور ولی علم غیب جان لیتے ہیں۔ اندازے سے کوئی بات بیان نہیں کرتے۔ اگر اندازے سے بیان کرتے تو کوئی بات ان کی غلط بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن کبھی نہیں ہوا قرآن وحدیث اور معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ جیسا فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دجال اور دابۃ الارض کے بارے فرمانا کہ قیامت کے قریب یہ ظاہر ہوں گے۔ یاجوج ماجوج اور آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے مغرب سے سورج کے نکلنے جنت ودوزخ حور و غلمان جہنم کے اوپر یعنی پل صراط اور قیامت کے قائم ہونے کی خبریں یہ سب کچھ علم غیب سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔

اہل مقام کا نورِ مکاشفہ:۔

نبیوں اور ولیوں کے علم غیب حاصل کرنے کے تین ہی اسباب ہیں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ نور مکاشفہ اہل مقام کی مِلک ہوتا ہے۔ جس طرح ظاہری آنکھوں والے کے اختیار میں ہے کہ جب چاہے آنکھوں کو کھول کر دیکھ لے۔ آنکھیں بند کر لے اور نہ دیکھے۔

بالکل اسی طرح اہل مقام کیلئے نور مکاشفہ ہے کہ یہ بھی ان کے اختیار میں ہے کہ جب چاہیں کسی بات کے بارے جان لیں لیکن اہل حال مولویوں عام لوگوں اور گمراہ پیروں فقیری کے جھوٹے دعوے داروں کو نصیب نہیں ہوتا

وحی اور الہام اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی عنایت شفقت اور مہربانی سے جب یہ لوگ دعا اور سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نبیوں کو وحی کے ذریعے اور ولیوں کو الہام کے ذریعے علم عطا فرما دیتے ہیں اور اگر کبھی دیر سے علم غیب عطا فرمائیں تو اس کی وجہ اور حکمت بیان فرما دیتے ہیں کہ دیر سے علم دینے میں کیا حکمت تھی۔ نورِ مکاشفہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں جہان کی خبریں دیں۔۔ جیسے قیامت تک کی نشانیاں کھول کھول کر بیان فرما دیں اور آسمانوں کی خبریں جیسے قیامت اور حشر کا برپا ہونا جنت ودوزخ

حور و غلمان اور پل صراط وغیرہ کی خبریں دینا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم مکاشفہ تھا۔

وحی کا فوری نزول :۔

بنی اسرائیل میں ایک آدمی قتل ہو گیا تھا اس کے قاتل کا پتہ نہیں چلتا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ باری تعالیٰ مہربانی فرمائیں قاتل کے بارے میں پتہ چل جائے ورنہ بڑا نقصان ہو جائے گا۔ اُسی وقت جبرائیل علیہ السلام وحی لیکر حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل ایک گائے ذبح کریں اس کی کھال میں اس مقتول کو لپیٹ دیں یہ زندہ ہو جائے گا۔ پھر اس سے پوچھ لیں کہ اُسے کس نے قتل کیا ہے۔ یہ وحی سنا کر جبرائیل علیہ السلام واپس چلے گئے تو لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام نے وحی سنائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس طرح فرماتے ہیں تو بنی اسرائیل کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے پوچھیں گائے کا رنگ کیسا ہو تو اُسی وقت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں سرخ رنگ کی گائے ہو۔ پیغام پہنچا کر جبرائیل علیہ السلام چلے گئے تھوڑی دیر بعد قوم نے پھر پوچھا اے موسی علیہ السلام اپنے رب سے پوچھیں کہ سرخ رنگ کی گائے گھر کی پالتو ہو یا جنگل میں چرنے والی ہو تو پھر جبرائیلؑ حاضر ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جنگل میں چرنے والی ہو فرشتہ واپس چلا گیا۔ کچھ وقت کے بعد بنی اسرائیل پھر عرض گزار ہوئے کہ اپنے اللہ سے پوچھیں کہ گائے دودھ دینے والی ہو یا ابھی تک ایک دفعہ بھی نہ سوئی ہو فوراً جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ ابھی تک ایک دفعہ بھی نہ سوئی ہو صحت منداور خوبصورت ہو۔

اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے چاہنے سے ایک ہی مجلس میں چار دفعہ وحی نازل ہوئی اس طرح اپنے نبی کے چاہنے سے فوراً وحی سے نوازتے ہیں اور ضرورت کے مطابق علم عطا فرماتے ہیں۔ کبھی دیر نہیں کرتے اور جب کبھی دیر ہوتی ہے تو اس کی کوئی وجہ اور اس میں کوئی راز ہوتا ہے۔

وحی کا دیر سے آنا :۔

ایک دفعہ عرب کے مشرکوں نے یہودیوں سے مشورہ کیا کہ تم اہل کتاب ہو کوئی ایسی بات پوچھو جو نبی

کریم ﷺ بتا نہ سکیں اگر بتا دیں تو ان کی نبوت کی تصدیق ہو سکے۔ تو یہودیوں نے کہا کہ حضور ﷺ سے ذوالقرنین اصحاب کہف اور روح کی حقیقت کے بارے میں پوچھیں۔ انھوں نے پوچھا تو حضور کریم ﷺ نے فرمایا کل آنا تمھاری باتوں کا جواب دیں گے اس موقع پر چالیس دن وحی نہ آئی تو مولوی کہتے ہیں کہ انشاء اللہ آپ ﷺ نے نہ فرمایا تھا اسلئے وحی بند رہی مولویوں کو من گھڑت باتوں کا بہت شوق ہے جھٹ پٹ موضوع حدیثیں بنا لیتے ہیں۔ عالم بننے کے شوق میں نبی ﷺ کی توہین کا بھی خیال نہیں کرتے۔

چالیس روز بعد جب وحی آئی تو کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی وحی نہ آنے کی وجہ آپ کا انشاء اللہ نہ کہنا تھا۔ اللہ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا۔ قرآن پاک سورۃ والضحیٰ۔

وحی:۔

اے میرے محبوب آپ ﷺ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ آپ ﷺ سے ناراض ہوا اور ہر آنے والی گھڑی آپ ﷺ کیلئے گزری ہوئی گھڑی سے بہتر ہے اور عنقریب آپ ﷺ کا پروردگار آپ ﷺ کو اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے۔

حدیث قدسی:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب ﷺ سب میری خوشنودی چاہتے ہیں اور یا محمد ﷺ میں آپ ﷺ کی خوشی چاہتا ہوں۔

اگر انشاء اللہ نہ کہنا وجہ تاخیر ہوتا تو اللہ فرماتے اے میرے نبی ﷺ میں ناراض ہوں آپ ﷺ نے انشاء اللہ کیوں نہ کہا بلکہ اللہ انعام کرام کے وعدے فرما رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ مجھے تو صرف آپکی خوشی درکار ہے کم عقل اور گمراہ لوگ کیا سے کیا باتیں بناتے ہیں مسلمان مولویوں کی عادت بھی بالکل یہودی مولویوں جیسی ہے کہ وہ بھی نبیوں پر اعتراض کرتے تھے اور بیدینی کیوجہ سے ان میں غلطیاں نکالتے تھے حالانکہ نبی خطا اور نسیان سے پاک ہوتے ہیں۔

تاخیر وحی کی وجہ:۔

یہودی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت اور وحی کے منکر تھے وہ کہتے تھے کہ ستر ہزار نبیؑ بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے ہیں تو آخری نبی بھی بنی اسرائیل میں ہی پیدا ہوگا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہوئے اس لئے یہودی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے آپ رات کو سوچتے ہیں اور صبح فرما دیتے ہیں کہ مجھ پر وحی آئی ہے۔ ان کے اس انکار کی وجہ سے چالیس دن وحی موقوف رہی۔ جب یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وحی خود نہیں بناتے تو اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ سورۂ کہف نازل ہوگئی۔ اب یہودیوں نے تسلیم کیا کہ واقعی سرکار اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی آتی ہے کیونکہ یہ واقعات پہلی کتابوں میں موجود تھے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھے ہوئے نہیں تھے اس لئے یہودی تسلیم کر گئے کہ واقعی وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آئی ہے۔

اللہ کی شان:۔

اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت نبیوں کو وحی کے ذریعے، الہام کے ذریعے علم عطا فرماتے ہیں۔ یہ اللہ کی مجبوری نہیں اللہ کی شان ہے۔ اب کوئی نبی نہ بھیجنا مخلوق کو گمراہی کے باوجود رزق دینا چاند سورج کو مقررہ وقت اور مقررہ سمتوں سے طلوع وغروب کرنا شمال وجنوب سے چاند سورج کو کبھی نہ نکالنا یہ سب کچھ اللہ کی شان ہے کوئی مجبوری نہیں ہے۔ ورنہ اللہ کی ذات قادر ہے ہر کام کے کرنے پر ہر وقت قادر ہے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ جو وعدے فرمائے ہیں ان پر قائم رہنا اللہ کی شان ہے کیونکہ اللہ کبھی وعدوں کیخلاف نہیں کرتا۔

اس ساری بحث سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق جب بھی اللہ کے نبیوں نے دعا کی یا ضرورت محسوس فرمائی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم عطا فرمایا۔ اگر کبھی دیر فرمائی تو اس میں کوئی راز تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان بڑھانا مقصود تھا اور کفار کو جھوٹا اور لاجواب کرنا مقصود ہوتا تھا۔

فرشتوں کی بھی رسائی نہیں :۔

معراج کے واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں تک سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرواز ہے وہاں تک تو جبرائیل علیہ السلام جو سب فرشتوں کے سردار ہیں ان کی بھی رسائی نہیں تو عام لوگ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ نبیؑ جب مبعوث ہوتے ہیں تو اعلان فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے نبی ہیں تو ہدایت والے لوگ پہچان جاتے ہیں اور مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ولایت کا دعویٰ نہیں ہے کیونکہ ولی اعلان نہیں فرماتے۔ کہ میں اللہ کا ولی ہوں۔ کیونکہ ولی معزول ہو سکتا ہے قرآن پاک سے ثابت ہے کہ بلعم باعور کی ولایت سلب ہو گئی اور دوزخی ہو کر مرا لیکن کوئی نبی معزول نہیں ہوا۔

نبی علیہ السلام معصوم ہیں اور ولی محفوظ ہیں نبی علیہ السلام خطا اور نسیان سے پاک ہوتے ہیں یہ کچھ نہیں بھولتے جو کرنا اور کہنا ہوتا ہے وہی کہتے اور کرتے ہیں نہ کمی کرتے ہیں اور نہ ہی زیادتی کرتے ہیں۔ ولی چونکہ اعلان نہیں فرماتے اس لئے ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا کوئی پہچان بھی کیسے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

حدیثِ قدسی :۔

کہ میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں میرے سواء انھیں کوئی نہیں پہچانتا۔

بخاری شریف :۔

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس وقت میری شادی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور میرے بچھونے پر اسی طرح بیٹھ گئے جس طرح تُو میرے مقابل بیٹھا ہوا ہے۔ پھر ہماری چند لڑکیاں دف بجانے لگیں اور ہمارے جو باپ دادا بدر کے دن شہید ہوئے ہیں ان کی تعریف اور بہادری کے اشعار پڑھنے لگیں۔ اچانک ان میں سے ایک لڑکی نے کہا ہمارے درمیان ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اس بے محل ذکر کو چھوڑ دو جو تم

نے مرثیہ کے دوران کہا ہے اور وہی کہو جو تم سب مل کر کہہ رہی تھیں۔

س:۔ اس حدیث سے ثابت کہ کسی نبی ولی امام اور شہید کے متعلق یہ عقیدہ ہرگز نہ رکھیں کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھیں نہ ان کی تعریف میں ایسی باتیں کہیں؟

ج:۔ **بے موقع تعریف**:۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میری شادی کی رات کے بعد والے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو لونڈیاں دف بجا رہی تھیں اور گیت گاتی جاتی تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں شعر پڑھنے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو گا رہی تھیں وہی گاؤ یعنی غزوہ بدر میں شہید ہونے والے اپنے بڑوں کے بہادری کے ترانے گاؤ۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے ان کو پسند تو وہ گانے تھے اب ہماری شرم کیوجہ سے نعت شروع کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکیوں کی پسند اور شادی کی مناسبت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایسا فرمایا اور یہ کہاں فرمایا کہ میں غائب نہیں جانتا۔

ایمانی عقیدہ:۔

تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غائب کی باتیں جانتے ہیں اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ صحیح عقائد کے مسلمان انبیاء اولیاء کے تصرفات جس سے وہ معجزہ اور کرامت کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور اُن کی غیبی خبریں بتانے پر ایمان لائے ہیں اور آنے والے زمانے میں جو باتیں ہونے والی ہیں مثلاً دجال کا آنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا قیامت کا قائم ہونا اور اگلے پچھلے لوگوں کا حشر میں ہونا یعنی آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت کے دن تک کے تمام لوگوں کا حشر میں حاضر ہونا حساب کے مقام پر ٹھہرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ امت کا بلا حساب جنت میں داخل ہونا۔

مشکوٰۃ شفاعت کا باب:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے مزید فرمایا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

جیسی ان حضرات نے خبریں دی ہیں مسلمانوں نے ان غیبی خبروں کی تصدیق کی ہے۔لیکن منافقین نے تصدیق نہیں کی۔ان منافقوں کو قرآن وحدیث دونوں میں شک ہے ان کو نہ اللہ پر یقین ہے نہ اللہ کے نبی ﷺ پر۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور ایک سو چار کتابوں پر مسلمانوں کا ایمان ہے یہ کس نے دیکھے ہیں ان کے تو کسی کو نام بھی نہیں آتے تو مسلمان اس غائب بتانے والے نبی ﷺ کے بتانے پر ہی ایمان لائے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ یہ بالکل سچ ہے۔قبر کا عذاب حشر کا حساب عالم علیین اور سجین قبر والوں کو سلام کہنا اور ان کا جواب دینا یہ سب غائب کی ہی تو باتیں ہیں اور یہ سب اس غائب جاننے والے نبی ﷺ نے ہی بتائی ہیں۔

مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے اس عقیدہ کی وجہ سے نماز روزہ حج وزکوٰۃ سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں تاکہ حصولِ جنت میں کامیاب ہوجائیں مجاہدہ نفس اور اولیاء کرام کی پیروی اسی لیے کرتے ہیں کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ اور فرشتے کس نے دیکھے ہیں یہ بھی سرکار نبی کریم ﷺ نے ہی بتایا ہے اور ان کے کام جو کسی کو نظر نہیں آتے یہ بھی حضور کریم ﷺ نے ہی فرمائے ہیں کہ اللہ کیا کرتا ہے اور کیسے کرتا ہے۔ فرشتوں کی پیدائش کس طرح ہوتی ہے شیطانوں کی پیدائش کس طرح ہوتی ہے۔یہ سب غائب کی باتیں غیب بتانے والے نبی ﷺ نے ہی بتائی ہیں۔لیکن عقل کے اندھوں اور منافقوں کی سمجھ سے باہر ہیں۔

فلاسفہ کی پیروی گمراہی ہے:۔

اہل فلاسفہ کا دین یہ ہے کہ جو آنکھوں سے دکھائی اور عقل وسمجھ میں آئے یعنی حواس خمسہ سے محسوس

ہوا اُسے مانوں ورنہ انکار کردوان کی مثال اس طرح ہے کہ ایک آدمی کہے کہ گنے کے اندر چینی موجود ہے اور لیبارٹری ٹیسٹ سے ثابت کر دیتے ہیں کہ ایک گنے میں کتنی چینی ہے اس کے حساب سے قیمت مقرر ہوتی ہے۔یعنی ایک کلوگرام گنے میں جتنے گرام چینی ہوتی ہے۔اُس کے حساب سے قیمت مقرر ہوتی ہے۔ اب کوئی بیوقوف آدمی جس کو یہ علم نہیں ہے وہ چھری پکڑ کر گنے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور کہے مجھے دکھاؤ چینی کہاں ہے۔تو ایسے بے وقوف کم عقل کو کوئی کس طرح سمجھائے گا کہ گنے میں چینی موجود ہے۔

بالکل اسی طرح اہل ظاہر فلسفہ کے ماننے والے ظاہری عقل کے غلام دین کے باطنی علم کو نہیں سمجھ سکتے۔اور وہ انبیاء اولیاء کے تصرفات اور اختیارات کا انکار کرتے ہیں

ایسے ہی غلط عقائد لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کو شرک کہتے ہیں۔ مزارات اولیاء کرام کی زیارت کو شرک کہتے ہیں۔حالانکہ شہدا اُحد کی قبروں پر سرکار ﷺ روزانہ تشریف لے جاتے تھے۔اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ روضہ اقدس کی زیارت کرتی تھیں۔اپنے والد صدیق اکبرؓ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔ان سب باتوں کی سمجھ اہل فلسفہ اور منافقوں کو کیوں نہیں آتی۔اس لئے نہیں آتی کہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کیلئے قرب روح رسول ہونا لازمی ہے نبی ﷺ کی روح سے قربت ہوگی تو قرآن وحدیث کی صحیح سمجھ آئے گی جس طرح اللہ کے ولیوں نے قرآن وحدیث کو صحیح سمجھا اور ولایت کو پہنچ گئے۔اور مولوی لوگ قرآن وحدیث کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فرقے بناتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے سب امت مسلمہ کو سمجھ اور عقل سلیم عطا فرمائیں۔آمین

س :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص تم کو خبر دے کہ محمد ﷺ ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے کہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہ ہی مینھ برساتا ہے اور جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے کوئی نہیں جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا بے شک اللہ ہی خبردار اور جاننے والا ہے تو تحقیق اس نے بڑا جھوٹ بولا

ج:۔ تمام اہل سنت والجماعت اولیا کرام کے معتقد یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے کتنی چیزیں ایسی ہیں جن کو انسان نے دیکھا نہ سنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا بھی علم رکھتے ہیں مسلمانوں کا ہر فرقہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔ ان پانچ چیزوں کا کس نے کہہ دیا کہ نبی ﷺ کو علم نہیں ہے یہ گمراہ فرقے کے لوگ بار بار یہ سوال دہرا رہے ہیں کہ اللہ کو ہی ان پانچ چیزوں کا علم ہے۔

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان پانچ چیزوں کا علم میں نے کسی کو عطا نہیں فرمایا قرآن کے مقابلہ میں یہ ان گمراہ لوگوں کی من گھڑت بات ہے۔ کہ ان پانچ چیزوں کا علم حضور نبی کریم ﷺ کو نہیں تھا۔ یہ حد سے بڑھنے والے لوگ ہیں کہ قرآن پاک کے خلاف فیصلہ دے رہے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ علم غیب عطا کرنے کیلئے اپنے نبیوں میں سے جسے چاہتا ہوں چن لیتا ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبیوں کو تو علم غیب عطا فرما دے۔ نبیوں کے امام نبیوں کے سردار اور اپنے محبوب ﷺ کو چھوڑ دے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ ایسی باتیں یہودی اور منافقین کہتے تھے۔ اب گمراہ مسلمان بھی انکی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔

سورۂ تکویر:۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کھلم کھلا فرما رہے ہیں کہ تمھارا صاحب یعنی نبی کریم ﷺ غائب جانتے ہیں اور بتانے میں بخیل بھی نہیں ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بوقت ضرورت اظہار فرماتے ہیں۔ غائب کی باتوں کی جتنی ضرورت ہے اتنی بتا دیتے ہیں۔

بخاری شریف:۔

میں معراج کی حدیث میں سرکار ﷺ فرما رہے ہیں جب میں باری تعالی کے روبرو دوزانوں بیٹھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے تک

محسوس کی اور میں نے جان لیا جو کچھ زمینوں میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے۔

نبی کریم ﷺ کی شان تو بہت اعلیٰ وارفع ہے اب یہ باتیں تو کافر بتا دیتے ہیں کہ بارش کب ہو گی ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کب اور کہاں مرے گا اس کے متعلق معتبر کتابوں اور احادیث مبارکہ کے حوالہ جات پیچھے گزر چکے ہیں۔ قیامت کے بارہ میں حوالہ جات احادیث مبارکہ سے آگے درج کریں گے ایک یا دو صفحات کا انتظار فرمائیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے عالمِ ملکوت کے عجائبات ساتوں آسمانوں سے دیکھے جنت و دوزخ کو دیکھا۔ حضرات انبیاءؑ کی روحوں اور فرشتوں کی صورتوں کا معائنہ کیا اور اپنے پروردگار کا دیدار کیا اور باتیں کیں۔ اس سب کچھ کے علاوہ قرآن وحدیث میں اور بہت ثبوت ہیں۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ اس آیت میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اللہ کا علم ذاتی ہے نبیوں اور ولیوں کا عطائی ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو علم غیب عطا فرماتے ہیں۔ اور یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان پانچ چیزوں کا علم میں یعنی اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کتنا علم عطا فرمایا اس کا فیصلہ دینا جہالت اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی گمراہی سے اور گمراہوں سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قیامت کا بھی علم تھا:۔

حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا انکار کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے بارے تو سب نبیوں نے بتایا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس وقت آئے گی کتنے سال بعد آئے گی۔ پیچھے قیامت کے بارے کافی کچھ بیان ہو چکا ہے۔ ایمان کی تازگی کیلئے قیامت کے بارے میں مزید احادیث مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔

1۔ حدیث مبارک:۔

اچھے کاموں کا حکم کرنے والے اور بُرے کاموں سے روکنے والے ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہو گی مگر جمعہ کے دن آخری گھڑی میں۔

2۔حدیث پاک:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دجال کے آنے کے بعد لوگ ڈیڑھ سو سال ٹھہریں گے پھر قیامت آئے گی۔

3۔حدیث شریف:۔

سرکارِ دوجہاں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مغرب سے سورج نکلنے کے بعد لوگ ایک سو بیس برس رہیں گے یعنی اسکے بعد قیامت آجائے گی دنیا فناہ ہوجائیگی۔

4۔حدیث مبارک:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ بارش زیادہ ہوگی اور پھل تھوڑے ہوں گے۔ برکت آسمانی اٹھ جائے گی۔ {شرح صدور} پڑھنا کسب اور سمجھ اللہ کی عطا ہے۔ یہ پڑھنے سے نہیں آتی اللہ جس پر مہربانی فرمائیں اسے سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

حدیث پاک حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جسکے دین کی بھلائی چاہتے ہیں اسے سمجھ عطا فرماتے ہیں

حضرت علی علیہ السلام کا قول:

ایک صحابیؓ نے حضرت علی علیہ السلام سے عرض کی کہ اے امیر المومنین کیا قرآن پاک کے علاوہ آپ کو کسی کتاب کا علم حاصل ہے کہ آپؑ ہر مسئلے کا صحیح حل فوراً بیان فرما دیتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رب ذوالجلال کی قسم اس آسمانی کتاب قرآن پاک کے علاوہ تو اور کوئی علم ہے ہی نہیں لیکن میرے رب نے اپنی رحمت سے مجھے اسکی سمجھ عطا فرمائی ہے اسلیے میں ہر بات کا حل اسی سے یعنی قرآن پاک سے سمجھ لیتا ہوں۔

حضرات انبیاء کرام کے علم غیب کا انکار قرآن پاک کا انکار ہے:۔

مسلمانوں کے تمام فرقے متفق ہیں کہ قرآن پاک میں قیامت تک کی ہر چیز کا علم ہے اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور حضور نبی کریم ﷺ صاحب قرآن ہیں۔ اور اسلام کے ہر ضابطہ کو نافذ فرمانے والے ہیں تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس چیز کا علم قرآن پاک میں ہو اور حضور ﷺ اُسے نہ جانتے ہوں۔ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ سب نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے غیبی باتوں کا علم عطا فرمایا تھا اور بالخصوص سب انبیا کرام سے زیادہ علم غیب اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ آیات کے حوالہ جات پیچھے گزر چکے ہیں۔ اس طرح یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نبیوں کے علم غیب کا انکار قرآن پاک کا انکار ہے قرآن پاک کا انکار کھلم کھلا کفر ہے اور ایسے لوگ مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں۔ بلکہ یہ منافق ہیں اور یہودیوں کی پیداوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے قرآن اور مسلمان دونوں کو اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین

ایمان کی تازگی اور ترقی مومنین کی خوشی اور عین الیقین ہونے کیلئے معتبر کتب اور احادیث مبارکہ سے حضور نبی کریم ﷺ اور اولیاء کرام کے علم غیب جاننے کے مزید ثبوت درج کیے جاتے ہیں۔ تاکہ صحیح عقائد مسلمانوں کی تسلی و تشفی ہو سکے۔

حضور ﷺ نے گھر کی پوشیدہ بات ظاہر فرمادی:۔

غزوۂ بدر میں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ قید ہو گئے تو ان کے پاس بیس اوقیہ سونا تھا جو انھوں نے لشکر کفار کو کھانا دینے کیلئے اٹھا رکھا تھا اس لئے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان دو آدمیوں میں سے ایک تھے۔ جنہوں نے لشکر کو کھانا کھلانا اپنے ذمہ لیا تھا لیکن اس کی نوبت نہ آئی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچا ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے وہ سونا ان سے لے لیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ سونا آپ ﷺ میرے فدیے میں رکھ لیں آپ ﷺ نے فرمایا آپ نے یہ سونا ہمارے دشمنوں کی مدد کیلئے رکھا تھا اس لئے یہ فدیہ نہیں ہوسکتا۔ تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے میں اپنے اور

اپنے رشتہ داروں کے فدیہ کا ذمہ دار ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مجھے کنگال کر دیا اور میرے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔ اب تمام عمر مجھے لوگوں سے مانگنا پڑے گا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔وہ سونا کہاں گیا جو آپ نے اپنی بیوی کو آتے وقت دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اگر تجھے کوئی حادثہ پیش آجائے تو یہ تیری ملکیت ہے اور اپنے بیٹوں عبداللہ فضل اور قثم میں تقسیم کر دینا۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تجھے یہ کیسے علم ہو گیا میں نے تو سب سے چھپا کر سونا تیری چچی کو دیا تھا اور ہم دونوں کے سوا کسی کو بھی اس سونے کا علم نہیں تھا اور نہ ہی اس وصیت کے بارے میں کسی کو خبر تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسی وقت مسلمان ہو گئے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔{شواہد}

چھپا ہوا سامان بتا دیا:۔

حارث بن ابی ضرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ اپنے قیدی چھڑا سکے۔فدیہ کیلئے کچھ اونٹ او چند لونڈیاں ساتھ لایا تھا۔انھیں راستے میں چھپا دیا۔اور خالی ہاتھ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور اپنے قیدی مانگے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا فدیہ کیا لائے ہو تو کہنے لگا کچھ بھی نہیں لایا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ اونٹ اور لونڈیاں کہاں ہیں جو ساتھ لیکر آئے تھے۔اور فلاں مقام پر چھوڑ آئے ہو۔یہ سنکر حارث رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔میرے سواء ان اونٹوں اور لونڈیوں کا کسی کو علم نہیں تھا اور مجھ سے پہلے کوئی یہاں نہیں آیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دیتا۔

عشرہ مُبشرہ کی غیبی خبر:۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشرہ مبشرین یعنی دس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنتی ہونے کی خبر دی اور فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں ،علی علیہ السلام جنتی ہیں، طلحہ رضی اللہ عنہ اور

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف جنتی ہیں، سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ ان دس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ نے زندگی میں ہی جنتی ہونے کی بشارت فرما دی۔

دو غیبی کتابیں:۔

عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شانہءِ رسالت سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ ان دونوں کتابوں میں کیا ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں کہ ان کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التماس ہے کہ ان کتابوں کے بارے میں فرمائیں کہ ان میں کیا لکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس کتاب میں میری اُمت کے جنتیوں کے نام ان کے والدین اور قبیلوں کے نام ہیں۔ تفصیلی اعداد وشمار کے بعد میزان لکھا ہوا ہے کہ کُل کتنے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے فرمایا کہ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں ان کے باپوں کے نام اور قبیلوں کے نام ہیں تفصیل کے بعد مجموعہ لکھا ہوا ہے کہ کُل گنتی اتنی ہے۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی شان:۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس وقت میں کوئی بات تم سے کہوں تو اسے سچ مانو اس کی تصدیق کرو اس لئے کہ میری بات ایسے علم ومشاہدہ سے ہوتی ہے جس میں شک کرنے کی کسی کو مجال نہیں مجھ سے کہلایا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں دیا جاتا ہے تو میں بخشش کرتا ہوں کسی کام کا حکم دیا جاتا ہے تو میں کر لیتا ہوں اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا ہے۔

اگر شریعت کی پابندی میری زبان پر نہ ہوتی تو جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے

ہو۔ میں یقیناً تمھیں خبر دیتا اور جو کچھ تمھارے ظاہر و باطن میں ہے میں اُسے جانتا ہوں۔ تم لوگ میری نظر میں شیشے کی سفید بوتلکی طرح ہو مجھے نظر آتا ہے۔ کہ تمھارے دلوں میں کیا ہے۔

جان بوجھ کر انکار:

جتنے فرقے بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ وہ یہ کام کرتے ہیں کہ جو قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ انکے عقائد کے خلاف ہوتی ہیں انکو نہ اپنی کتابوں میں درج کرتے ہیں اور نہ ہی تقاریر میں بیان کرتے ہیں بلکہ چھپا دیتے ہیں مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ کا فرمان پاک ہے کہ میں عالم دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں شیطان جب بھی کوئی گمراہی کی بات کرتا ہے تو وہ عالم دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔ یہ حدیث کبھی کسی فرقے کے مولوی نے بیان نہیں کی نیاز فاتحہ قل خوانی چالیسواں وغیرہ کے متعلق جو حدیثیں ہیں علماء کبھی بیان نہیں کرتے۔ سجدہ تعظیم کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کبھی کسی جلسہ میں بیان نہیں کرتے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان پاک کہ میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے۔ مولوی کبھی نہیں سناتے کیونکہ انکے عقائد اس حدیث کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ آیتِ قرآنی حدیث سے رد ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی قل خوانی دسواں بیسواں مہینے کا ختم چالیسواں چھ ماہ بعد خیرات اور اس پر ختم شریف پڑھنا سال کا ختم شریف یہ سب حوالہ جات تصحیح العقائد میں موجود ہیں۔ لیکن مولوی کبھی بیان نہیں کرتے۔ حضور ﷺ کی آل کی محبت جزوِ ایمان ہے ہر چیز سے بڑھ کر سرکار دو جہاں ﷺ کی محبت ایمان کامل ہونے کی شرط ہے۔ یہ حدیثیں کہ علی علیہ السلام کا دشمن کافر یا منافق۔ مومن علی کا دوست ہے۔ حضور ﷺ کے علم پر اعتراض قوتِ تصرفات اور اختیارات پر اعتراض یہ انجانے میں نہیں کرتے پڑھے لکھے ہیں سب کچھ جانتے ہیں لیکن نبیوں اور ولیوں سے حسد و بغض کی وجہ سے جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں کیونکہ اولیاء انبیاء کو جو شان اللہ نے عطا فرمائی ہے انکو یقین نہیں ہے۔

س:۔ امام بخاری ام العلاء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں نہیں

جانتا قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اور تمھارے ساتھ کیا؟

ج :۔ حضرات انبیاء کرام سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتے اور پہنچاننے والے سب سے زیادہ قریب اور اللہ تعالیٰ سے اس جان پہچان اور قربت کی وجہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہوتے ہیں کیونکہ باقی مخلوق نے صرف اللہ کا نام سنا ہے۔ اللہ اور اللہ کے کام نہیں دیکھے انبیاء کرام اللہ کے بہت قریب ہوتے ہیں وہ اللہ کے غضب اور رحمت دونوں کا نظارہ کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی سے بھی واقف ہیں۔

اسی لئے جب اللہ کے غضب اور جلال کو دیکھتے ہیں تو ان پر خوفِ خدا طاری ہو جاتی ہے۔ جس سے انبیاء کرام کی ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ جیسی اوپر حدیث پاک میں بیان ہوئی ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خوف :۔

ایک دفعہ حضرت ذکریا علیہ السلام آگ جلانے لگے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چھوٹی چھوٹی اور باریک لکڑیاں نیچے رکھیں اور بڑی بڑی اور موٹی لکڑیاں اوپر رکھیں۔ تو یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا اے میرے باپ آپؑ نے ایسا کیونکر کیا کہ چھوٹی لکڑیاں نیچے اور بڑی اوپر رکھیں تو ذکریا علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بیٹے چھوٹی لکڑیاں نیچے اس لئے رکھیں ہیں کہ یہ جلدی آگ پکڑ جاتی ہیں اور پھر بڑی لکڑیوں کو بھی آگ لگ جاتی ہے۔ یہ سن کر یحییٰ علیہ السلام زاروقطار رونے لگے کہ اس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ دوزخ میں آگ جلانے کیلئے چھوٹے بچوں کو پہلے دوزخ میں ڈالیں گے ان کو آگ جلدی پکڑ جائے گی اور خوب تیز ہو جائے گی۔ پھر بڑے آدمیوں کو ڈالیں گے آپؑ اُس وقت بچے تھے اس قدر اللہ کا خوف ان پر طاری ہوا کہ آپ جنگل کی طرف چلے گئے اور سجدہ میں پڑ کر اس قدر روئے کہ آپؑ کے آنسوؤں سے زمین پر گھاس اُگ آئی۔ ذکریاؑ آپؑ کی تلاش میں گئے تو دیکھا کہ آپؑ سجدہ میں پڑے رو رہے ہیں۔ اور آپؑ کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو جاری ہیں۔

ذکریا علیہ السلام نے آپؑ کو اٹھایا تسلی دی کہ بیٹا تُو تو معصوم ہے تیرا کوئی گناہ نہیں تُو کس لئے اتنا رو

رہا ہے۔ تو یحییٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے باپ اس کی شانِ بے نیازی سے ڈرتا ہوں کہ اگر بغیر کسی گناہ کے وہ مجھے دوزخ میں ڈال دے تو کیا اُس جبار و قہار اور بے نیاز سے کوئی پوچھ سکتا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کو دوزخ میں کیوں ڈالا تو ذکریا علیہ السلام بھی زار و قطار رونے لگے اور فرمایا بیٹے اس بے نیاز سے پوچھنے کی کسی میں طاقت نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوفِ خدا:۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اللہ کا خوف کس قدر ہے حالانکہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بلا حساب جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ تو امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ اعلان فرمائیں کہ میں نے تمام اُمتِ محمدیہ کو بخش دیا صرف ایک آدمی ایسا ہے جسے نہیں بخشوں گا تو میرے جی میں فوراً آتا ہے کہ وہ ایک آدمی عمر رضی اللہ عنہ ہی ہے جسے اللہ نہیں بخشیں گے۔

اللہ سے اس کی رحمت کی امید اس قدر ہے کہ اگر اللہ اعلان فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساری اُمت دوزخی ہے صرف ایک اُمتی جنتی ہے تو میرے دل میں پھر بھی یہ ہی خیال آتا ہے کہ وہ ایک آدمی جو جنتی ہے وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوگا

حضرت عثمان غنی کا خوفِ خدا:۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت گریہ وزاری سے روتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس قدر بے حال کیوں ہو رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا خوفِ خدا سے روتا ہوں کہ نہ جانے میرا قبر اور حشر میں کیا حال ہوگا تو اس صحابی نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرین میں سے ہیں۔ ہجرت کرنے والے پہلے مہاجرین میں سے ہیں مسجد نبوی شریف کی جگہ خرید کر دینے والے ہیں مسلمانوں کے لئے پانی کا کنواں خرید کر وقف کرنے والے ہیں۔ اہلِ بدر و اُحد میں بیعتِ رضوان کی آیتوں کا شانِ نزول آپ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس قدر بخشش کی بشارتیں آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی ہیں۔ پھر اس قدر

خوفِ خدا کی کیا وجہ ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی شانِ بے نیازی اور اس کے جلال سے خوفزدہ ہوں۔ اس طرح اللہ کے نبیوں اور ولیوں پر جب اللہ کو خوف طاری ہوتا تھا تو بخشش کے سب وعدے ساقط ہوجاتے تھے اور جسم پر اللہ کے خوف کی وجہ سے کپکپی طاری ہوجاتی تھی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوفِ خدا:۔

معتبر حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری ساری رات قیام میں گزارتے تھے اتنی لمبی لمبی قرآت فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر ورم آجاتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عرض گذار ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں اللہ ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو پیدا نہ فرماتا تو میں نے اس کائنات کو پیدا ہی نہیں کرنا تھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو اس قدر مشقت میں کیوں ڈالتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی شان بے نیازی اور جلال وعظمت کو دیکھ کر دل قرار نہیں پکڑتا کہ اس نے کتنی قومیں غرق کردیں بنی اسرائیل پر کتنے انعامات کے باوجود ان کو کتنی دفعہ برباد کیا اور عذاب نازل کیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس قدر گریہ طاری ہوتا کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوں سے تر ہوجاتی تھی۔ **سورۂ والضحیٰ** میں فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے روشن چہرے کی قسم آپ کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں چھوڑا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناراض ہوا ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے گزری ہوئی گھڑی سے بہتر ہے اور عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوجائیں گے۔ **حدیث قدسی:**۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب میری خوشی چاہتے ہیں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی چاہتا ہوں۔

سورۂ مزمل۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے چادر اوڑھنے والے تھوڑا کھڑے ہوا کرو۔ رات کا کچھ حصہ آرام بھی فرمایا کرو

یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوف کو دور کرنے کیلئے اللہ فرماتے تھے کیونکہ جب تک مبلغ کا خوف

دور نہیں ہوگا وہ کامیابی سے تبلیغ نہیں کر سکے گا۔

ایک درویش کا قول:۔

کہ سینہ کی فضا محبوب حقیقی کے جلال و جبروت کو دیکھنے سے اتنی بھر گئی ہے کہ اپنی فکر بھی دل سے گم ہوگئی ہے۔ یعنی اللہ کا جلال و عظمت اور خوف دل میں اتنا زیادہ پیدا ہوگیا ہے کہ میں اپنے آپ کو بھول گیا ہوں۔

ذاتِ حق بے نیاز ہے:۔

حق یہ ہے کہ خداوند عالم کو ایسا ہی جاننا اور اس کے معاملہ کو ایسا ہی سمجھنا چاہیے اس لئے کہ اللہ کی ذات بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے اللہ کی شان کو سمجھنا اس کے خوف وجلال کو سمجھنا عام مخلوق، مولویوں اور عام مسلمانوں کی عقل سے بالاتر ہے۔ قطب عالم حضرت مخلص الرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ایمان اسلام بلکہ نبوت اور ولایت اللہ کی شان اور مرتبہ کے مقابلہ میں بہت نیچے ہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔

ذاتِ باری تعالیٰ کو کلی اختیار حاصل ہے کہ چاہے مومنوں کو بلکہ انبیاء اولیاء کو جہنم میں ڈالدے اور نمرود و شداد جیسے کافروں کو فردوس اعلیٰ میں داخل فرمائے اس لئے کہ خداوند تعالیٰ رب العٰلمین ہے۔ مالک الملک ہے اسے روکنے اور پوچھنے والا کوئی نہیں اور کسی اعتراض کرنے والے کا اعتراض اس کی بارگاہ میں نہیں پہنچتا۔ جس وقت قیامت کے دن اعمال کے بارے حساب و کتاب شروع ہوگا تو اس دن خاص اور مقبول بندوں کا تن بدن خوف سے کانپنے لگے گا۔ اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

عدل کریں تے تھر تھر کنبن بڑیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میں جیہے منہ کالے

اللہ کے وعدے پورے ہونگے:۔

لیکن بات یہ ہے کہ جو ایمان والوں کیلئے جنت اور منکروں مشرکوں کے لئے روز ازل سے ہی مقدر کر چکا ہے اور اُس نے حضرات انبیاء اولیاء کیلئے اپنا قرب اور مقبولیت کا مقام اور ان کے سوالوں کو

پورا کرنا متعین فرما دیا ہے تو وہ کریمانہ ورحیمانہ عادت کے مطابق جو کچھ ازل میں وعدے فرمائے ہیں انکے خلاف نہیں کریگا اور اپنی بارگاہ کے مقبول بندوں کو ان کے درجے سے نہیں گرایئگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا جس درجہ عزت ومرتبہ کا روز ازل نیک بندوں سے وعدہ فرمایا ہے اس کے مطابق ہی ان سے سلوک ہوگا وعدہ کے خلاف کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔ اسی طرح حضرات انبیاء واولیاء اور تمام صالحین اور مومنین اپنے اپنے مرتبہ پر پہنچ جانے کی توقع اور امید وآرزو رکھتے ہیں اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے احکام اور ممنوعات کے بارہ میں اطاعت خداوندی کی بجا آوری میں جان ودل سے پوری کوشش کرتے ہیں۔

اللہ کے جلال وغضب کا خوف:۔

ہر عقل منداور ہوشیار آدمی پر جب خوف وحشت طاری ہوتی ہے تو ہوش وحواس گم ہوجاتے ہیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کیا کریں جیسے کسی عقلمند آدمی کا اچانک ببر شیر یا بڑے اژدھا سے سامنا ہوجائے اور وہ ایک دم حملہ کردے تو کوئی کلمہ کلام یاد نہیں رہتا۔ مولانا رومؒ نے مثنوی شریف میں ایک حکایت لکھی ہے۔

حکایت مثنوی شریف:۔

آپ نے لکھا ہے کہ ایک مولوی صاحب نے ایک طوطا پالا بڑے شوق اور محبت سے اس کو قرآن پاک حفظ کروایا۔ مولوی صاحب کی کریانہ کی دکان تھی صبح ناشتہ کرکے مولوی صاحب دکان پر چلے جاتے اور طوطے کا پنجرہ گھر کے صحن میں رکھ جاتے طوطا سارا دن قرآن پاک کی تلاوت کرتا۔ ایک دن مولوی صاحب پنجرے کا دروازہ بند کرنا بھول گئے اور دکان پر چلے گئے۔ ایک بلی گھر میں آئی تو اس نے طوطے کو دبوچ لیا طوطے نے شور مچانا شروع کیا۔ مولوی صاحب نے طوطے کی ٹیں ٹیں سنی تو دکان سے بھاگتے ہوئے گھر پہنچے تو دیکھا کہ بلی نے طوطے کو جان سے مار دیا۔ مرے ہوئے طوطے کے پاس بیٹھ کر مولوی صاحب نے رونا شروع کردیا لوگ جمع ہوگئے۔ مولوی صاحب کو سمجھانے لگے کہ جناب صبر کرو آخر ہر ایک نے مرنا ہے ٹھیک ہے طوطا آپ کو بہت پیارا تھا لیکن اب صبر کے بغیر چارہ نہیں۔ تو مولوی صاحب فرمانے

لگے میں اس لئے نہیں روتا ہوں کہ طوطا کیوں مر گیا بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ یہ سارا دن روزانہ ہر وقت قرآن پڑھتا تھا لیکن مرتے وقت ٹیں ٹیں کرتے مر گیا بلی کے سامنے اُسے کوئی ایک آیت بھی یاد نہ آئی۔ میں بھی حافظِ قرآن ہوں روتا اس لئے ہوں کہ نہ جانے عزرائیلؑ کے سامنے مرتے وقت مجھے بھی کوئی کلمہ یاد آئے گا یا اس طوطے کی طرح مارے خوف کے ٹیں ٹیں کرتا مرونگا۔

حکایت:۔

ایک مولوی صاحب ایک اللہ کے ولی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور مجھے خدا کے خوف کے متعلق فرمائیں کہ خدا کا خوف کیا ہوتا ہے وہ بزرگ فرمانے لگے کہ فلاں پہاڑ پر جانا اس کے دامن میں ایک غار ہے۔ وہاں میرے ایک دوست رہتے ہیں ان سے خوفِ خدا کے بارے پوچھنا وہ آپ کو سمجھا دیں گے اگلے دن صبح صبح مولوی صاحب نہا دھو کر نئے کپڑے پہن کر غار کی طرف چل پڑے۔ ان کے ذہن میں یہ تھا کہ غار میں کوئی عالم فاضل بیٹھا ہوگا جو علم میں ان بزرگوں سے بڑھ کر ہوگا اور وہ مجھے قرآن و حدیث کے حوالہ جات اور عقلی دلیلوں سے ذہن نشین کرائے گا کہ اللہ کا خوف کیا ہوتا ہے۔ یونہی مولوی صاحب نے غار کے اندر دیکھا تو وہاں ایک بہت بڑا اژدھا بیٹھا ہوا تھا مولوی صاحب کو دیکھ کر اژدھا ایک دم پھن تان کر کھڑا ہو گیا اور پھنکارا۔ اژدھا کو پھنکارتے ہوئے دیکھ کر مولوی صاحب بے ہوش ہو کر گر گئے۔ کپڑے وغیرہ خراب ہو گئے۔ چوبیس گھنٹے بعد ہوش آیا۔ اژدھا غائب تھا اللہ کا شکر ادا کیا کہ جان بچ گئی۔ گھر واپس لوٹے جی میں بہت غصہ لئے بزرگوں کی خدمت میں پہنچے اور غضب ناک لہجے میں گفتگو شروع کی۔ کہ جناب آپ کیسے بزرگ ہیں آپ تو میری جان کے دشمن ہیں کیسے دوست کے پاس بھیجا یہ تو اللہ نے مہربانی فرمائی کہ میری جان بچ گئی ورنہ وہ اژدھا تو مجھے نگل جاتا اور سارا واقعہ سنایا۔ بزرگ فرمانے لگے کہ مولوی صاحب یہ اللہ کی خوفناک مخلوق کا خوف ہے کہ آپ بے ہوش ہو گئے کپڑے پلید ہو گئے۔ چوبیس گھنٹے ہوش نہ آیا تو اللہ کا خوف آپ کو کیسے بتاؤں جس طرح اژدھا کا خوف دیکھے بغیر آپ محسوس نہیں کر سکتے تھے۔ تو اسی طرح اللہ کا خوف بھی دیکھے بغیر سمجھ میں نہیں آ سکتا پہلے

تو اللہ کی معرفت نصیب ہو پھر ذات باری تعالیٰ کو غضب وجلال کی صورت میں دیکھو تو پتہ چلے گا کہ خدا کا خوف کیا شے ہے۔

جس نے اللہ کو دیکھا نہیں وہ اللہ سے ڈرتا نہیں اسی لئے مخلوق بے خوف ہے۔ چوری کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں، بزرگوں کی بے ادبی اور نافرمانی کرتے ہیں، نبیوں اور ولیوں کو اپنے سے کم علم، کم عقل سمجھتے ہیں اور دوزخ کا ایندھن بنتے ہیں شیطان کی دوستی اور شیطان دوست لعنتی انسانوں کی دوستی پر خوش ہیں اگر اللہ کا خوف ہو تو اللہ کے دشمنوں کو دشمن اور اللہ کے دوستوں کو دوست سمجھیں۔ غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی کا فرمان پاک ہے کہ اے مسلمان قبر وحشر کی نجات اسی میں ہے کہ تو اللہ کے دوستوں کو دوست اور اللہ کے دشمنوں کو دشمن رکھ۔

{فتوح الغیب} قرآن پاک میں ہے۔

کُوْ نُو مَعَ الصَّادِقِیْن۔ سچے لوگوں کے ساتھ لگے رہو تو اب سچے لوگ اللہ کے ولی ہیں۔

حدیث پاک :۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور شیطان کو کبھی بوڑھا نہ سمجھو۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں بیویوں کو سر پر سوار کر کے لعنتی نہ بنو اللہ نے تمھیں عورتوں پر افسر بنایا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ۔ لالچی لوگ ہمیشہ عورتوں کے غلام ہوتے ہیں۔ ایمان چھوڑ دیتے ہیں غلامی نہیں چھوڑتے۔ حدیث پاک نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیوی سے مشورہ کرو لیکن ہر کام اپنی مرضی سے کرو۔ کیونکہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک ماہ تمام اُم المومنین کا بائیکاٹ کر کے ثابت فرمایا کہ عورتوں کی غلامی نہ کرو۔ اگر بیوی کسی بات پر ضد کرتی ہے تو سنت کے مطابق بائیکاٹ کرو۔ شیطان کی دوستی اور غلامی اختیار نہ کرو۔

حدیث بخاری شریف :۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس گھر میں عورت کی سرداری ہو اُس کی جس قدر بربادی ہو کم ہے۔ کیونکہ اس پر یعنی گھر اور گھر والوں پر اللہ اور اُس کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ سادہ لفظوں میں اس حدیث پاک

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر افسر بنایا ہے اور جو مرد اپنی بیوی کو اپنے اوپر افسر بنالیتا ہے وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہے۔ اسلئے اللہ اور اُس کے فرشتے ایسے آدمی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں اور شیطان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین

حکایت مثنوی شریف:۔

مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے ایک گائے پال رکھی تھی۔ اور اُس کے دودھ پر ہی اُس کا گزارہ تھا۔ ایک رات وہ گائے کو چارہ اور ونڈا وغیرہ ڈال کر سو گیا۔ رات کو شیر ادھر آنکلا۔ شیر بھوکا تھا اُس نے گائے کو جتنا کھا سکتا تھا کھا لیا اور مست ہو کر گائے کی جگہ لیٹ گیا۔ دیہاتی منہ اندھیرے اُٹھا اور اپنی عادت کے مطابق گائے کی کھرلی میں ہاتھ مارا۔ چارہ اور ونڈا اُسی طرح تھا۔ اندھیرے میں دکھائی کچھ نہیں دیتا تھا۔ وہ شیر کے پاس بیٹھ گیا اور اُس پر ہاتھ پھیرنے لگا اور باتیں کرنے لگا۔ کہ تجھے کیا ہو گیا تو نے آج چارہ وغیرہ کیوں نہیں کھایا۔ شیر نے سوچا کہ یہ دیہاتی مجھے اپنی گائے سمجھ رہا ہے۔ اگر اسے پتہ چل جائے کہ جس پر تو ہاتھ پھیر رہا ہے یہ تیری گائے نہیں۔ تیری گائے کو کھانے والا شیر ہے۔ تو مارے خوف کے اس کا پتہ پانی ہو جائے گا اور ڈر کے مارے بیہوش ہو جائے گا۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں بالکل اسی طرح مخلوق ذات سے دوری کی وجہ سے بے خوف ہے۔ وہ اللہ کو جانتے نہیں۔ جس طرح دیہاتی انجانے میں شیر سے پیار کر رہا ہے۔

خوف اور امید:۔

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستے کے دو پر ہیں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی رحمت کی اُمید کہ وہ اپنی رحمت سے بخشش اور انعام فرمائے گا۔ ایک پر سے پرندہ پرواز نہیں کر سکتا اسی طرح سالک بھی ایک پر سے اللہ کے حضور حاضر نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر صرف خوف طاری ہو گا تو سالک مایوس ہو جائے گا تو مایوسی کفر ہے۔ اس طرح اللہ کی معرفت کا سفر طے نہ ہو گا اور اگر امید غالب ہو گی تو بے خوف ہو جائے گا

ور شیطان کی طرح لعنتی اور مردود ہو جائے گا۔ کیونکہ اُس کو شوق ہی شوق تھا۔ رات دن عبادت کرتا تھا۔ اور خوف بالکل نہیں تھا اسی لئے حکم خداوندی سجدہ آدم علیہ السلام کا انکار کر دیا۔ یہ بات اُس کے وہم میں بھی نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اُسے نکال دیں گے۔ وہ بالکل بے خوف تھا۔

نبیوں اور ولیوں کو دونوں نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ اللہ کا خوف اور امید یعنی اللہ کے راستے پر چلنے کا ذوق اور بھٹکنے کا خوف اللہ کی ناراضگی کا ڈر۔ اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے خوف میں فرما رہے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کیونکہ نبی امت کو اللہ سے ڈرانے والے اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔

مقامِ محمود:۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور خوف کے طاری ہونے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا حال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ اپنے وعدے ساقط فرما دیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ خدائی وعدے پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ محمود میں پہنچائے گا۔ قرآن پاک میں دوسری جگہ فرمایا قریب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچھلی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیخبری پناہ بخدا:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے حشر کی خبر نہیں اور امت کے ساتھ کیا ہوگا اسکی خبر نہیں یہ سراسر قرآن پاک کا انکار ہے کیونکہ قرآن پاک میں یہ سب خبریں موجود ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حشر کیسا ہوگا اور امت کا حشر کیسا ہوگا تمام انبیا کرام کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سامنے سب نبیوں کے نمائندہ کے طور پیش ہونگے قیامت وحشر کا پورا واقعہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ قرآن پاک کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیت اور خاص مقبولیت:۔

آپ لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آنحضرت ﷺ ہی قبر سے باہر تشریف لائینگے اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوش میں آئیں گے اور میدان قیامت یعنی حشر کے میدان میں آپ ﷺ براق کی سواری پر لائے جائیں گے اور ستر ہزار فرشتے آپ ﷺ کے گرداگرد ہوں گے۔رب العالمین کے عرش کی داہنی جانب آپ ﷺ کرسی پر جلوہ افروز ہونگے اور آپ ﷺ کو مقامِ محمود یعنی شفاعت کبریٰ سے مشرف فرمایا جائیگا اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں اللہ کی تعریف کا جھنڈا ہوگا حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد اسی جھنڈے کے نیچے ہوگی آپ ﷺ سب سے آگے ہوں گے اور تمام انبیاء کرام اپنی امتوں سمیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہونگے اور حق سبحانہ تعالیٰ کا دیدار آپ ﷺ سے شروع ہوگا اور یہ حضور ﷺ کی عظمت خاص اور اعلیٰ ارفع شان کے اظہار کا دن ہوگا آپ ﷺ کو شفاعت کبریٰ کیلئے مخصوص کیا جائے گا سب سے پہلے آپ ﷺ پل صراط سے گزریں گے اور حشر کے روز تمام مخلوق کو حکم ہوگا کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کرلیں تاکہ آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرہ خاتونِ جنت علیہا السلام پل صراط سے گزر جائیں۔

سب سے پہلے بہشت کا دروازہ آپ کھولیں گے۔قیامت یعنی روزِ محشر آپ ﷺ کو تمام مخلوق کیلئے وسیلہ ہونے کے خاص الخاص درجہ اور مرتبہ دیا جائے گا اور یہ نہایت ہی بلند مرتبہ ہوگا جو مخلوق میں اور کسی کو نصیب نہ ہوگا۔

بارگاہ الٰہی کے وزیر:۔

اور حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ حشر کے روز اللہ تعالیٰ کے وزیر ہوں گے۔اور دربارِ الٰہی میں صدارتِ اعظمیٰ کی سرفرازی آپ ﷺ ہی کی شان ہوگی۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا کلام اختتام پذیر ہوا

حضور ﷺ کے ساتھ روزِ محشر کیا معاملہ ہوگا تفسیر عزیزی سے ثابت ہو چکا اور حضور ﷺ کی اُمت کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔قرآنی بشارتیں جو اللہ نے فرمائی ہیں کس سے فرمائی ہیں جن پر قرآن نازل ہوا جو

کچھ قرآن میں نازل ہوا۔فیصلہ آپ فرمائیں۔کہ وہ حضور ﷺ جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

قرآن پاک میں اُمت کی بخشش کی بشارتیں:۔

قرآن پاک میں سب سے پہلے بشارت مہاجرین کے بارے میں آئی۔ مہاجرین وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے جنہوں نے اللہ رسول کی خاطر اپنے گھر اور جائیدادیں چھوڑ کر مکہ شریف سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ اللہ نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ جن لوگوں نے میری راہ میں ہجرت کی میں نے ان کو بخش دیا۔ وہ سب جنتی ہیں۔اس کے بعد اہل بدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کے دلوں کو آزمالیا ہے۔اب یہ لوگ کچھ بھی کریں یہ جنتی ہیں اس کے بعد انصار کے جنتی ہونے کی بشارت قرآن میں نازل ہوئی۔ پھر بیعتِ رضوان والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ جن لوگوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی انھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر غالب ہے۔میں ان سے راضی ہو گیا۔

غور فرمائیں یہ سب بخشش کی بشارتیں قرآن پاک میں ہیں اور قرآن پاک نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا تو حضور ﷺ جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ قبر اور حشر میں کیا معاملہ ہو گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کا واقعہ:۔

مشکوۃ شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں زیارت کیلئے حاضر ہو اکافی باتیں دین کے بارے میں سرکار دو جہاں ﷺ سے دریافت کیں جب واپس جانے لگا تو عرض گذار ہوا کہ حضور ﷺ میرا گھر یہاں سے کافی دور ہے آنا جانا کافی مشکل ہے میں جلدی جلدی نہیں آسکتا۔اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں یعنی آپ ﷺ کے وصال کے بعد تو کس کے پاس آؤں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس۔ اس نے پھر عرض کیا کہ اگر پھر کبھی آؤں اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہ پاؤں تو پھر کس کے پاس آؤں۔آپ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آنا۔تھوڑی دیر بعد پھر عرض گذار ہوا کہ حضور ﷺ اگر پھر کبھی حاضری کیلئے آؤں اور عمر رضی اللہ عنہ کو نہ پاؤں تو پھر کس

کے پاس آوٴں تو آپ ﷺ نے فرمایا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آنا اس کے بعد اجازت لیکر روانہ ہوگیا۔

اب غور فرمائیں حضور نبی کریم ﷺ کو کتنا علم غیب نصیب ہے کہ اپنی زندگی کے بارے میں جانتے ہیں۔ صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی کا بھی علم ہے کہ میرا وصال ہوجائے گا تو صدیق رضی اللہ عنہ حیات ہونگے اور مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہونگے ان کا وصال ہوگا تو عمر رضی اللہ عنہ حیات ہونگے اور عہدہ خلافت سے سرفراز ہونگے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہونگے۔ آپ ﷺ کس قدر غائب کے جاننے والے تھے کہ صدیق رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے دنیا سے رخصت ہونگے۔ اور اس دیہاتی سے یہ نہ فرمایا کہ تو عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کس کے پاس آئے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ امتیوں کی عمر کے متعلق جانتے تھے۔ آپ ﷺ علم غیب جاننے کی وجہ سے جان گئے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کا زمانہ دیہاتی کو نصیب نہ ہوگا۔ یعنی یہ بھی فوت ہوجائے گا۔ حضور ﷺ کا ہر کا معجزہ ہر بات علم غیب جاننے کا ثبوت لیکن منافقین کو نظر اور سمجھ نہیں آتا۔

س :۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو کچھ معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا؟

ج :۔ حضرات انبیاء اولیاء نے دنیا میں ہونے والے واقعات قبروں میں عذاب وثواب کی خبریں اور حشر کے حالات تو واقعات وحی الہام یا نورِ مکاشفہ سے جان کر یہ خبریں دی ہیں کیونکہ یہ علم غیب جانتے ہیں اندازے سے ایسی باتیں نہیں بتاتے یہ سب کچھ صحیح اور برحق ہے۔ معتبر کتابوں میں اس کی بے شمار دلیلیں اور ثبوت ہیں۔

مرنے کی جگہ اور حشر کا معاملہ حضور ﷺ نے فرما دیا:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرے بعد خراسان کے شہر مَرو میں نزول کریگا۔ اُسے ذوالقرنین بادشاہ نے بنایا ہے۔ اسی شہر میں تیری وفات ہوگی اور آخرت میں تیرا یہ مرتبہ ہوگا کہ تو محشر میں پورب والوں کا نور اور ان کا سردار ہوگا۔ جیسا رسول خدا ﷺ نے فرمایا ویسا ہی ظاہر ہوا کہ بریدہ رضی اللہ عنہ نے کئی غزوات میں حصہ لیا۔ سرکار ﷺ کے وصال مبارک کے بعد کئی لڑائیوں میں شامل ہوئے۔ لڑائیوں

کے سلسلہ میں مَرو میں پہنچے اور وہیں وفات پائی۔

ابو جہل عتبہ شیبہ اور ولید چاروں کافر سرداروں کے مرنے کی جگہ بتادی:۔

غزوہِ بدر کے موقع پر لڑائی چھڑنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے زمین پر لکیریں لگادیں اور فرمایا کہ یہ جگہ فلاں شخص کی قتل گاہ ہے اور اس لکیر پر فلاں کافر ہلاک ہوگا۔ ہر کافر سردار اسی جگہ مارا گیا جو آپ نے مقرر فرمادی تھی اور اس کے خلاف نہ ہوا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اُس خدا کی قسم جس نے نبی کریم ﷺ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ حضور ﷺ نے جو خطوط کھینچے تھے وہ کافر انھیں خطوط پر مرا پڑا تھا۔ کوئی کافر لاشہ خطوط سے اِدھر اُدھر نہیں تھا۔

حضور ستر حوریں ملنے کے ضامن ہوئے:۔

حضرت عباس سے روایت ہے کہ ایک صاحب جمال یہودی تھا اور آپ ﷺ کی مجلس میں اکثر آیا کرتا تھا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ اتنا خوبصورت آدمی دوزخ میں جلے یہ سن کر اُس یہودی نے کہا اسلام کی خاطر میں اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتا۔ دوسرے دن پھر وہ یہودی آپ ﷺ کی مجلس میں آیا تو آپ ﷺ یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے کہ بہت سیاہ اور سفید آنکھوں والی حوریں چھپا کر رکھے ہوئے آبدار موتیوں کی طرح ہیں یہ سن کر اس یہودی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا میرے لئے آپ ایک ایسی حور کی ضمانت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک کیا میں ستر حوریں ملنے کا ضامن ہوتا ہوں۔ یہودی مسلمان ہوگیا جب فوت ہوا تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لوگوں نے قبر میں اتارا تو آپ بھی اس کی قبر میں اترے جب آپ ﷺ قبر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینہ اور مونڈھے سے کرتا مبارک پھٹا ہوتھا صحابہ کرام ؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ماجرا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ستر حوریں قبر میں پہنچ گئی تھیں۔ ہر ایک کہتی تھی یہ میرا مالک ہے۔ میرا کرتا پکڑ پکڑ کر کھینچتی تھیں۔ یہاں تک کہ مونڈھے پر سے پھٹ گیا۔

حضور ﷺ نے خبر دی کہ حضرت علی کے دشمن کیا کریں گے:۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک باغ سے گزرا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہی اچھا باغ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی علیہ السلام اس سے اچھا باغ تیرے لئے بہشت میں ہوگا اسی طرح ہم دونوں سات باغوں سے گزرے۔ اور میں ہر باغ کو دیکھ کر یہ ہی کہتا رہا کہ یہ باغ کیا خوب ہے اور حضور کریم ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا کہ تجھے بہشت میں اس سے بہتر ملے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ رونے لگے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کس چیز نے آپ ﷺ کو رونے پر مجبور کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ دشمنی اور کینہ جو قوم نے تمھارے متعلق اپنے دلوں میں چھپایا ہوا ہے اور میرے بعد ظاہر کریں گے۔ میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ کیا میں سلامتی سے گزر جاؤنگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، علی علیہ السلام تم دین کی سلامتی کے ساتھ گزر جاؤ گے۔

ان حالات و واقعات سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ دنیا میں کیا کرے گا اور قبر میں کیا ہوگا۔ آخرت میں خوبصورت باغ عطا فرمائے گا۔ حوریں عطا فرمائے گا کون کس جگہ مرے گا۔ ایمان اور بزرگی کے ساتھ دنیا سے جائے گا یا کفر کی حالت میں مرے گا۔ نبیوں اور ولیوں کا یہ سب کچھ جاننا اور حضور نبی کریم ﷺ کا بالخصوص جاننا کہ اللہ دنیا و آخرت میں اپنے سے کیا معاملہ کرے گا۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے انکار کرنے والے منافقین ہیں۔ کیونکہ کوئی مسلمان قرآن کا انکار نہیں کرسکتا۔

س:۔ اگر کچھ باتیں اللہ اپنے مقبول بندے کو وحی اور الہام کے ذریعے بتادے کہ فلاں کا انجام اچھا ہوگا یا بُرا تو وہ مختصراً راز داری میں ہوتا ہے تفصیلاً نہیں ہوتا؟

ج:۔ حضرات انبیاء اولیاء کو وحی الہام اور مکاشفہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ جو علوم عطا فرماتے ہیں۔ وہ مختصر بھی ہوتے ہیں اور تفصیل کے ساتھ بھی ہوتے ہیں۔ اللہ کے دوستوں کو جس طرح کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح کا علم عطا ہوتا ہے۔ اعتراض کرنے والوں کا مختصراً علم دینے کا اقرار اور اللہ کا تفصیل کے ساتھ علم

دینے کا انکار بالکل من گھڑت اور خودساختہ ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اللہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تفصیلی علوم حالات وواقعات کے ساتھ عطا فرمائے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق تفصیلی علوم:۔

حضرات انبیاء واولیاء کے تفصیلی علوم اندازہ اور بیان سے زیادہ ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب میں آپ کو بہترین قصہ سناتا ہوں۔ اور یوسف علیہ السلام کا قصہ سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ بالتفصیل بیان فرمایا اور اسی طرح تفصیل کے ساتھ اصحابِ کہف کا قصہ سورۂ کہف میں ارشاد فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام بن حضرت زکریا علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے۔ خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات اور موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ وغیرہ یہ سب تفصیلی قصے ہیں ان کے علاوہ قرآن پاک میں اور کتنے واقعات ہیں جو تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ نبیوں کے مفصل علم غیب کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ قرآن پاک کے کسی واقعہ کا انکار کسی آیت یا صرف ایک لفظ کا انکار کفر ہے اور یہ کفر منافق اور کافر ہی کرتے ہیں مسلمان نہیں کرتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تفصیلی علم غیب کا ایک واقعہ:۔

ہجرت کا دسواں سال تھا کہ عدی بن حاتم مدینہ منورہ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عدی سے فرمایا اے عدی اسلام لے آؤ تاکہ سلامت رہو اس نے کہا کہ میرا ایک دین ہے میں اس پر قائم ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں تیرے دین کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ جو تم نے بے دینوں اور عیسائیوں کے درمیان اختیار کیا تھا یعنی کچھ بے دینی کے اصول اور کچھ جو اچھے لگے۔ عیسائیت کے اصول لے کر ایک دین بنالیا۔ عدی نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم اپنی قوم میں میرے مال غنیمت سے چوتھا حصہ لیتے ہو عدی نے کہا جی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ بات تمھارے مذہب میں جائز نہیں۔ عدی نے کہا جی ہاں میرے مذہب میں یہ مال لینا بالکل جائز نہیں۔ عدی کہتے ہیں کہ جب یہ باتیں میں نے سنی تو میری طبیعت

فوراً بدل گئی اور حضور ﷺ سے مجھے محبت ہو گئی۔

پھر آپ ﷺ نے عدی سے فرمایا مسلمانوں میں اس وقت جو تم غربت دیکھ رہے ہو اور یہ غربت مسلمان ہونے سے روکتی ہے۔ ایک دن ایسا ہو گا کہ مسلمانوں کے پاس مال اتنا زیادہ ہو گا کہ وہ اپنے مال کا صدقہ نکالیں گے تو ان میں کوئی مفلس نہ ہو گا جو صدقہ قبول کر لے۔

اہل اسلام کے دشمنوں کی کثرت تمھیں اسلام قبول کرنے سے ڈراتی ہے۔ تم کبھی مقام حیرہ میں گئے ہو۔ عدی نے کہا میں کبھی گیا تو نہیں لیکن جانتا ہوں کہ مقام حیرہ کہاں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بہت جلد ایسا ہو گا کہ مقام حیرہ سے ایک عورت تن تنہا قیمتی زیورات سے آراستہ خانہ کعبہ کے طواف کو نکلے گی اور اللہ کے سوا اُسے کسی کا ڈر اور خوف نہ ہو گا۔

تیسری یہ بات تمھیں مسلمان ہونے سے روکتی ہے کہ بادشاہوں اور بڑے بڑے امیر لوگوں کو تم غیر مسلموں میں دیکھتے ہو۔ مگر بہت جلد وہ زمانہ آئے گا کہ کسریٰ بن ہرمز فارس کے بادشاہ کے خزانے مسلمانوں کے پاس ہوں گے اور مسلمان اس کی حکومت کو پاؤں تلے روند ڈالیں گے۔ یہ سن کر عدی بہت حیران ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا:۔

عدی کہتے ہیں واللہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک عورت کو دیکھا جو تن تنہا حیرہ سے چل کر آئی اور بیت اللہ کا طواف کیا اور اُسے اللہ کے سوا کسی کا کوئی خوف نہ تھا۔ جن لوگوں نے کسریٰ بن ہُرمُز کے خزانے لوٹے میں خود ان کی پہلی جماعت میں تھا۔ تیسری بات عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت میں پوری ہو گئی۔ کہ صدقہ لینے والے ڈھونڈے جاتے تھے مگر ملتے نہیں تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے غیبی باتیں مفصل بتا دیں:۔

حضرت علی علیہ السلام کوفے میں آئے کوفیوں میں سے ایک آدمی نے آپؑ سے بیعت کی اور آپؑ کے مریدوں میں شامل ہو گیا۔ ایک روز حضرت علی علیہ السلام نے صبح کی نماز کے بعد اس آدمی سے فرمایا فلاں

گاؤں میں جاوہاں ایک مسجد ہے اس کے پہلو میں ایک گھر ہے اس گھر میں ایک مرد اور ایک عورت آپس میں جھگڑ رہے ہیں ان دونوں کو میرے پاس لاؤ وہ شخص گیا اور ان دونوں کو لے آیا۔ آپؑ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا آج رات تم دونوں میں بہت جھگڑا ہوا جھگڑے کی وجہ کیا ہے۔ اس آدمی نے کہا اے امیر المومنین علیہ السلام اس عورت سے میں نے نکاح کیا رات کو جب میں اس کے پاس گیا تو مجھے اس عورت سے ایک دم نفرت پیدا ہوگئی۔ مجھے نفرت کی وجہ سمجھ نہ آئی۔ حالانکہ میں نے شادی اپنی خوشی سے کی ہے۔ یہ عورت بھی مجھ سے بہت پیار کرتی ہے میرے اس نفرت کرنے کیوجہ سے عورت نے مجھ سے جھگڑا شروع کیا اور ساری رات جھگڑتے گزرگئی۔ اور آپؑ کا حکم پہنچا ہم دونوں بارگاہ خلافت میں حاضر ہوگئے ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام مجلس کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کچھ راز کی باتیں ہیں میں چاہتا ہوں کہ اس مرد اور عورت کے سوا آپ لوگوں کو پتہ نہ چلے۔ سب لوگ چلے گئے صرف وہ مرد اور عورت رہ گئے آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تو اس مرد کو جانتی ہے۔ عورت نے کہا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا میں اس کا تعارف اس طرح کراؤں کہ اِسے پہچان لے لیکن جھوٹ مت کہنا سچ کو تسلیم کر لینا اس عورت نے کہا جی بالکل ٹھیک۔ آپؑ نے فرمایا تیرا نام یہ ہے تو فلاں آدمی کی بیٹی ہے۔ تیرا ایک چچازاد تھا تم دونوں آپس میں محبت کرتے تھے اور آپس میں شادی کرنا چاہتے تھے۔ عورت نے کہا جی بالکل ٹھیک۔ آپؑ نے فرمایا لیکن تیرے باپ کو یہ رشتہ پسند نہ تھا۔ اُس نے تیرے چچازاد کو گھر سے نکال دیا۔ ایک رات تو قضائے حاجت کیلئے گھر سے باہر آئی اُس نے تیرے ساتھ صحبت کی اور تو حاملہ ہوگئی تو نے یہ بات اپنی ماں کو بتادی تم دونوں نے تیرے والد سے یہ بات چھپا کر رکھی جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو رات تھی اور تیرا باپ گھر میں نہیں تھا۔ تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی بچہ پیدا ہوا تو تُو نے اُسے کپڑے میں لپیٹ کر وہاں رکھدیا۔ ابھی چند قدم بچے سے دور گئی تھی کہ ایک کتے نے بچے کو سونگھا تیری ماں نے ایک پتھر مارا جو کتے کی بجائے اس بچے کے سر پر لگا اور خون بہنے لگا تم نے جا کر بچے کے سر پر پٹی باندھ دی خون بند ہوگیا اور تم دونوں گھر واپس آگئیں اس کے بعد تمھیں کوئی پتہ نہ چلا کہ بچہ کہاں گیا کوئی لے گیا یا کتے کھا گئے۔ اُس کے بعد آج تک تو اپنے بچے سے بے خبر ہے عورت نے عرض کیا اے امیر المومنین بالکل اسی طرح ہوا اور

اس واقعہ کا میرے اور میری ماں کے علاوہ کسی کو علم نہیں۔

اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا صبح فلاں قبیلے کے لوگوں نے اس بچے کو لے لیا اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا اور انکے ساتھ کوفہ میں آ گیا اور تجھ سے نکاح ہو گیا۔ پھر آپؑ نے اس جوان سے فرمایا کہ اپنا سر کھول کر دکھا اس نے دکھایا تو زخم کا نشان سر میں موجود تھا۔ آپؑ نے فرمایا اے عورت یہ تیرا بیٹا ہے۔ اللہ نے جو بات اس پر حرام کی تھی اس سے بچا لیا۔ اپنا بیٹا لے اور گھر واپس چلے جاؤ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دشمن کا ارادہ اور منصوبہ کھول کر بتا دیا:۔

عمیر نے صفوانؓ سے بدر کی مصیبت کا ذکر کیا عمیر کا بیٹا بدر کے قیدیوں میں تھا۔ صفوان کہنے لگا کہ بدر میں ہمارے سرداروں کے قتل کے بعد خدا نے ہمارے لئے عیش کو حرام کر دیا ہے۔ عمیر نے کہا اس واقعہ کے بعد اب جینے میں کوئی بھلائی نہیں رہی اگر میرے ذمہ لوگوں کا قرض نہ ہوتا اور اپنے بچوں کے بھوک پیاس سے ضائع ہو جانے کا اندیشہ اور غم نہ ہوتا تو خدا کی قسم میں محمد ﷺ کو قتل کرنے مدینہ جاتا میں نے سنا ہے کہ محمد ﷺ مدینہ میں تنہا بازار میں پھرتے ہیں اور سب کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اور میرے پاس مدینہ جانے کا بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کی قید میں ہے۔

صفوان امیر معاویہؓ کے دادا کا بھائی ہے یہ عمیر سے کہنے لگا۔ تیرا قرض اور تیرے بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہو گئی دونوں چیزوں کا فکر چھوڑ دے تُو نے جس بات کا ارادہ کیا ہے اس میں کوتاہی نہ کر۔

صفوان نے عمیر کے لئے سفر کا سامان بھی کر دیا۔ عمیر نے اپنی تلوار کو زہر کے پانی میں بجھایا اور صفون کو اس بھید کو چھپانے کی وصیت اور تاکید کی اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مدینہ پہنچ کر مسجدِ نبوی شریف کے دروازہ کے پاس اترا اپنی سواری کو باندھا۔ اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور حضور نبی کریم ﷺ کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے اچانک ان کی نظر عمیر پر پڑ گئی آپؓ نے فرمایا اس کتے کو پکڑ لو یہ خدا کا دشمن ہے بدر کے دن قوم کو لڑائی پر ابھارتا تھا اور کفار کو ہم لوگوں کی گنتی کم ہونے کی اطلاع دیتا تھا۔

صحابہؓ نے عمیر کو پکڑ لیا اور حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اُسے لے آؤ۔ حضرت عمرؓ نے ایک ہاتھ سے اس کا گریبان مضبوطی سے پکڑا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اس کی تلوار پکڑ لی اور حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا اور انصار کی ایک جماعت سے کہا کہ رسول خدا ﷺ کے سامنے بیٹھ جائیں اور اس کتے کے حملے سے بے خوف نہ ہونا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو عمیر سے فرمایا سامنے آ عمیر سامنے آ گیا آپ ﷺ نے پوچھا تُو یہاں کیوں آیا ہے اس نے کہا ایک قیدی لینے آیا ہوں جو آپ کی قید میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تلوار کیوں لٹکائی ہے اس نے کہا ہماری تلوار کا منہ کالا ہو چکا کہ اس نے ہمارے لئے کوئی کام نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا سچ بول سچ بولنے کے سوا تیرا چھٹکارا نہیں ہے اس نے کہا اس قیدی کو چھڑانے کی مہم کے سوا اور کسی مقصد سے نہیں آیا ہوں۔

حضور ﷺ نے راز فاش فرما دیا:۔

حضور ﷺ چونکہ غیب کے جاننے والے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تو نے صفوان کے پاس بیٹھ کر غزوہ بدر میں جو تمھارے آدمی مرے تھے ان کو یاد کیا اور تو نے اپنا ارادہ اس پر ظاہر کیا اور اپنی مجبوری بتائی صفوان نے جب تیرے قرض کا ادا کرنا اور تیرے بچوں کی دیکھ بھال کرنا اپنے ذمہ لے لیا تو تُو نے مدینہ آ کر میرے قتل کا ارادہ کیا اور صفوان نے تیرے سفر کا سامان کر دیا اور تو ہمارے قتل کے ارادہ سے مدینہ آ گیا لیکن اے عمیر میرے اور تیرے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہو گیا۔

یہ غائب کی باتیں حضور ﷺ سے سن کر عمیر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ خدا کے رسول ﷺ ہیں یہ میری جہالت تھی۔ جسکی وجہ مجھے آپ ﷺ کا انکار تھا یہ غیب کی باتیں بتانے سے آپ کا سچا رسول خدا ہونا مجھ پر ظاہر ہو گیا کیونکہ میرے اور صفوان کے سوا ان باتوں کی کسی کو بھی خبر نہ تھی۔

عمیر اسلام لے آئے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے دولتِ اسلام سے مشرف فرمایا تو رسول کریم نے صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی کو اسلام کے احکام سکھاؤ اور قرآن پاک کی تعلیم دو۔

عمیرؓ مبلغِ اسلام ہو گئے :۔

احکام اسلام سیکھنے اور قرآن پاک کی تعلیم سے فارغ ہو کر عمیرؓ نے مکہ شریف واپس جانے کی اجازت طلب کی وہاں پہنچ کر مخلوقِ خدا کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ان کے ذریعے ایک کثیر جماعت دولت اسلام سے مشرف ہوگئی۔

انشاء اللہ کا بیان :۔

اس پورے سوال میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام سے مفصل واقعات درج ہیں۔ پہلا واقعہ عدی بن حاتم کا ہے۔کہ ہجرت کے دسویں سال مدینہ منورہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا میرا اپنا ایک دین ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں تیرے دین کو تم سے بہتر جانتا ہو ں اور پھر اس دین کے جائز ناجائز اور وہ کیسے بنا سب کچھ بتا دیا غور فرمائیں اس میں آپ نے انشاء اللہ کہے بغیر اسی وقت سب کچھ بتا دیا یہ نہ فرمایا کہ انشاء اللہ میں تیرے دین کو تجھ سے بہتر جانتا ہوں انشاء اللہ میں بتاتا ہوں اس میں ناجائز کیا ہے انشاء اللہ مسلمان ایران پر قابض ہو جائیں گے انشاء اللہ حیرہ سے ایک عورت طواف کعبہ کے لیے سفر کرے گی انشاء اللہ اللہ کے سواء اسے کسی کا خوف نہ ہوگا آپ نے انشاء اللہ کہے بغیر سب غائب کی باتیں بتا دیں اور سب سچ ہوئیں۔

دوسرے واقعہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ عمیرؓ انشاء اللہ میں بتاتا ہوں کہ تو نے صفوان سے کیا مشورہ کیا انشاء اللہ میں بتاتا ہوں کہ غزوہ بدر میں جو تمہارے آدمی مرے تھے تم نے ان کو یاد کیا انشاء اللہ میں بتاتا ہوں کہ صفوان نے تیرے قرضے کو ادا کرنے اور تیرے بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لی ہے۔انشاء اللہ میں بتاتا ہوں تُو میرے قتل کے ناپاک ارادے سے آیا ہے۔انشاء اللہ تُو مجھے قتل نہ کر سکا۔عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بتائی ہوئی سب غیبی باتیں تسلیم کرلیں۔

حضرت علی علیہ السلام ایک کوفی کو ایک گاؤں میں بھیج رہے ہیں کہ مسجد کے پاس مکان ہے اور میاں بیوی رات سے جھگڑ رہے ہیں۔آپؑ نے یہ نہ فرمایا کہ انشاء اللہ مجھے علم ہو گیا ہے کہ میاں بیوی لڑ رہے ہیں۔

انشاء اللہ مجھے علم ہے وہ کیوں لڑ رہے ہیں۔ انشاء اللہ مجھے سارا علم ہے کہ اس عورت کا کیا قصہ ہے۔ انشاء اللہ میں جانتا ہوں اُس آدمی کا کیا واقعہ ہے۔ انشاء اللہ میں اُن کا مسلہ حل کروں گا۔ قیامت کے بارے میں حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ انشاء اللہ قیامت ضرور آئے گی۔ انشاء اللہ قیامت کے قریب زنا اور شراب عام ہوگی۔ انشاء اللہ قیامت سے پہلے امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ انشاء اللہ دجال آئے گا انشاء اللہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ انشاء اللہ امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور یہ نہ فرمایا انشاء اللہ قیامت کے قریب رَن مرید بہت ہونگے۔ انشاء اللہ ان کے گھر کی بربادی جتنی ہو کم ہے۔ قیامت کے قریب بارشیں زیادہ اور پھل کم ہونگے اور انشاء اللہ نہ فرمایا۔

جہالت اور منافقت :۔

یہ دونوں بیماریاں لاعلاج ہیں ان بیماریوں میں مبتلا لوگ نبیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ انشاء اللہ کہنا بھول گئے اور حضور ﷺ پر وحی بند رہی قدر والی رات کا بتانے کے لیے مسجد میں تشریف لائے اور بھول گئے کہ قدر والی رات کون سی ہے حدیث پاک سے قرآنی آیت کو رد کرنے والے گروہ بھی انہیں بیماریوں کے مریض ہیں سب نبی خطا اور نسیان سے پاک ہوتے ہیں ان کو نہ کبھی کچھ بھولتا ہے اور نہ ہی کبھی کوئی غلطی کرتے ہیں نبی کریم ﷺ تو نبیوں کے نبی ہیں اللہ کے محبوب ﷺ ہیں سید المرسلین ﷺ ہیں آخری نبی ﷺ ہیں قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ پہلے نبیوں سے جس طرح امتوں کو کوئی بات سمجھانے کے لئے کوئی لغزش کرواتے تھے حضور نبی کریم ﷺ سے تو اللہ نے کوئی لغزش بھی نہیں کروائی کیونکہ یہ آپ کی شان کے خلاف تھا۔ محشر کے روز اللہ تعالیٰ پُرجلال تخت پر جلوہ افروز ہونگے اور حساب و کتاب شروع نہ فرمائیں گے تو سب نبی حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپؑ سب کے باپ ہیں۔ باری تعالیٰ کی خدمت میں عرض کریں کہ حساب شروع فرمائیں۔ آپؑ فرمائیں گے میں تو اپنی لغزش کے بارے ڈرتا ہوں کہ میں جاؤں اور اللہ تعالیٰ اُسی کے بارے مجھ سے پوچھ لیں۔ آپ سب نوح علیہ السلام سے کہیں۔ سب نبی اس طرح معتبر نبیوں کے پاس جا رہے ہیں اور سب اپنی اپنی مجبوری بتا رہے ہیں۔ جب یہ کام شروع

ہوا تو سب نبیؑ آدم علیہ السلام کے پاس گئے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے ساتھ تھے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ نہیں تھے۔ تو یہ کہنا کہ سب نبیؑ آدم علیہ السلام کے پاس گئے یہ صحیح نہیں بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ باقی نبیؑ آدم علیہ السلام کے پاس گئے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے۔ کہ حضور سید المرسلین ہیں امام الانبیاء ہیں۔ کیا اس کام کیلئے انبیا کرام نے اپنے امام اور سردار سے مشورہ کیا اور آپ کی رائے لی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مشکل آن پڑی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا حل فرمائیں آپ سے پوچھا تک نہیں تو کس کے کہنے پر چل پڑے اور جس کے پاس بھی گئے کسی نے صحیح مشورہ نہ دیا۔ آگے سے آگے ٹالتے رہے۔ یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشورہ بھی نہیں تھا اور چلتے وقت سب نبیوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ساتھ نہیں تھے اور نہ وہ اس مشورہ میں شامل تھے کیونکہ ان سے بھی کسی نے نہیں پوچھا تھا اور باری باری سب کے پاس جانے کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ وہ ساتھ نہیں تھے۔ اب آدم علیہ السلام کے پاس جاتے وقت یہ کہنا چاہیے کہ ان سب معتبر رسولوں کے علاوہ باقی سب نبی آدم علیہ السلام کے پاس گئے۔ تو جاتے ہی مدعا ظاہر کیا۔ انشاء اللہ نہ کہا وہاں سے مایوس لوٹے پھر بھی نہ کہا کہ انشاء اللہ نوح علیہ السلام کے پاس چلتے ہیں کام بن جائے گا اور انشاء اللہ کہے بغیر سب نبیوں کے پاس جاتے رہے۔ سب اپنی اپنی لغزش بتا کر کر مجبوری ظاہر کرتے رہے۔ کام کیا بننا تھا انشاء اللہ کسی کو بھی یاد نہ آیا اگر ایک مولوی ساتھ ہوتا تو کام پہلی دفعہ ہی ہو جانا تھا۔ کیونکہ مولوی صاحب نے انشاء اللہ کہنا نہیں بھولنا تھا۔ پھر آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پھر بھی انشاء اللہ نہیں کہا بس مقصد بیان کر دیا اور یہ نہ کہا کہ آپ بارگاہِ ایزدی میں عرض پیش کریں۔ انشاء اللہ رب تعالیٰ مان جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نہ فرمایا کہ میں انشاء اللہ حاضر ہوتا ہوں انشاء اللہ اللہ کا مجھ سے وعدہ ہے انشاء اللہ میں سجدہ کرونگا انشاء اللہ اللہ کو منا کر ہی سجدہ سے سر اٹھاؤنگا۔ باقی نبیوں کی طرح اپنی کوئی لغزش بیان نہیں کی کہ میری بھی مجبوری ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہیں ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کچھ نہیں بھولے۔ اگر انشاء اللہ نہ کہنے سے وحی بند ہوئی ہوتی تو روزِ حشر آپ بھی باقی نبیوں کی طرح اللہ کے سامنے

جانے سے انکار کرتے لیکن آپ نے ایسا نہ کیا اور نہ ہی اللہ نے کہیں فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو انشاء اللہ کہنا بھول گیا تھا میں ناراض ہو گیا۔ اسلئے میں نے ایک ماہ وحی نہ بھیجی ایسا نہ فرمایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نائب ہیں:۔

آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا نائب پیدا کرنے والا ہوں اور فرمایا کہ بت میں جب میں آدم علیہ السلام کی روح داخل کروں تو سجدہ کر دینا یعنی آدمؑ اپنے نائب کی سب مخلوق سے تعظیم کروائی۔ شیطان نے اللہ کے نائب کو تسلیم نہ کیا۔ اور تعظیم نہ کی۔ اس طرح سب نبیؑ اللہ کے نائب ہیں۔ کاہن جادوگر اور شعبدے دکھانے والے دجال وغیرہ یہ شیطان کے نائب ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو ہو گیا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے۔ چھ ماہ بہت پریشانی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک اتر گئے یعنی جھڑ گئے۔ آپ کی یاداشت خراب ہو گئی۔ بخاری صاحب نے پورا افسانہ درج فرما دیا۔ تو اُس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نائب پر شیطان کا نائب غالب آ گیا۔ ایسا تسلیم کر لینا اور کہنا بالکل جہالت اور گمراہی ہے۔ کیونکہ کوئی شیطانی طاقت اللہ کے نائب اللہ کی طاقت پر غالب نہیں آ سکتی قرآن پاک سے ثابت ہے کہ فرعون نے سارے ملک سے بڑے بڑے جادوگر منگوائے اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کروایا۔ اللہ کا نبیؑ غالب رہا۔ کیونکہ نبیؑ اللہ کا نائب اور جادوگر شیطان کے نائب۔ دین کے معاملہ میں بھی شیطان مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ کبھی دنیاوی لالچ دے کر گمراہ کرتا ہے۔ کبھی مراتب کا لالچ دے کر گمراہ کرتا ہے۔ مولوی کو مولوی کے رنگ میں اور صوفی کو صوفی کے رنگ میں گمراہ کرتا ہے۔ اسکو سمجھنے کیلئے مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے شیر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو اسد اللہ فرمایا یعنی اللہ کا شیر۔ آپؑ ہر جنگ میں کافروں پر غالب رہے۔ نماز میں شہید ہوئے۔ جنگ میں کافروں سے شہید نہ ہوئے۔ اگر جنگ میں شہید ہوتے تو اس کا مطلب بھی یہ ہوتا کہ شیطان کے شیر نے اللہ کے شیر کو مار دیا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اللہ کا شیر شیطان کے شیروں پر ہمیشہ غالب رہا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیف اللہ فرمایا یعنی اللہ کی تلوار۔ آپ رضی اللہ عنہ کو کبھی شکست نہیں ہوئی اور نہ آپ

رضی اللہ عنہ جنگ میں شہید ہوئے۔ کیونکہ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکست ہو جاتی تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اللہ کی تلوار ہار گئی اور شیطان کی تلوار جیت گئی بالکل اسی طرح نبیؑ اللہ کے نائب اور اللہ کی طاقت ہیں۔تو جادوگر شیطان کا نائب اور شیطان کی طاقت اللہ کے نائب اور اللہ کی طاقت پر غالب نہیں آسکتی۔اسی طرح بھول چوک بھی شیطان کراوتا ہے تو نبی کریم ﷺ کو شیطان کچھ نہیں بھلاسکتا۔اسی لئے نبی کریم ﷺ سے کبھی کوئی بھول نہیں ہوئی۔ کیونکہ اللہ نے آپ ﷺ کو خطا اور نسیان سے پاک رکھا۔حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ ﷺ پر جادو ہو گیا یا آپ ﷺ بھول گئے یا نعوذ باللہ آپ ﷺ سے کوئی خطا ہوئی تو ایسا کہنے والے جاہل منافق یا یہودی ہو سکتے ہیں مسلمان ایسی بات نہیں کر سکتے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کوئی کمزوری، کمی یا کوتاہی اللہ نے پیدا ہی نہیں فرمائی۔آپ ﷺ ناطق قرآن ہیں قرآن پاک میں بھی کوئی کمی اور شک نہیں۔قرآن پاک سب کتابوں سے معتبر کتاب ہے۔اس کی ہر آیت معتبر ہے۔اس کی کسی آیت کو کوئی کتاب رد نہیں کرسکتی۔قرآنی آیت کو حدیث سے رد کرنے کا مطلب قرآن کی آیت کا انکار ہے تو قرآن کی ایک آیت یا ایک لفظ کا انکار بھی کفر ہے اور اس پر ساری اُمت محمدیہ کا اتفاق ہے سوائے منافقوں کے۔

س :۔ اے نبی ﷺ کہہ دیجیے کس کے قبضہ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہی پناہ دیتا ہے اس کے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بتلاؤ تم اگر جانتے ہو اب کہیں گے کہ یہ اللہ کی شان ہے کہد یجیے پھر تم کس جادو کے فریب میں پڑے ہو؟

ج :۔ یہ آیت بتوں کی قدرت کے رد میں نازل ہوئی ہے کہ بتوں میں کسی قسم کی کوئی طاقت اور ہمت نہیں وہ بے جان بے حس وحرکت اور بے قوت ہیں اور یہ سب کچھ ظاہری آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ جب بتوں میں کوئی قوت اور بے جان ہی نہیں تو پھر بت اللہ نہیں ہو سکتے اور ان کی عبادت اور ان سے التجا کرنا سب کفر اور جھوٹ ہے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہیں ہر قسم کی قدرت ذاتی اور ازلی ہے۔ اللہ اس لئے عبادت کے لائق ہیں معبودِ حقیقی ہیں۔ ان تمام صفتوں کی وجہ سے عبادت خاص اللہ ہی کا حق ہے۔ چونکہ بتوں میں کوئی قدرت نہیں ہے اور کسی کی حاجتوں کے پورا کرنے کی بھی قوت وطاقت نہیں رکھتے تو ان سے التجا کرنی عقل

کی خرابی اور قطعی کفر و بے دینی ہے۔

اس آیت میں حضرات انبیاء واولیاء سے قوت تصرف کی نفی کرنے کے لئے کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ بتوں کو نبیوں اور ولیوں سے کوئی نسبت نہیں۔ کہاں اللہ کے منتخب اور مقبولِ بارگاہ لوگ معجزات اور کرامات کے مالک مخلوق کے رہنما مخلوق کی خوشی اور غمی میں شریک ہونے دعاؤں سے بلا کو ٹال دینے والے دوزخیوں کو جنتی بنا دینے والے بد بخت کو خوش بخت بنانے والے اور کہاں اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بے حس و حرکت پتھر کے بت۔

اس آیت میں اللہ بتوں کی قدرت تصرف کا رد کر رہے ہیں کہ یہ نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں تو اس آیت سے سمجھ لینا کہ نبیؑ اور ولیؒ بھی کچھ نہیں کر سکتے تو یہ منافقت اور گمراہی ہے۔

تصرف کی قدرت اور خدائی:۔

حضرات انبیاء واولیاء میں تصرف کی قوت ثابت کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کو خدا مان لیا ہے۔ یہ بات اُس وقت لازم آتی ہے جب لازم و ملزوم میں مساوات ہو۔ یعنی لازم کا وجود اور ملزوم کا وجود ایک جیسے ہوں۔ جس طرح نبی اور بت اان میں کوئی مساوات نہیں بت پتھر بے جان چیز ہر صفت سے عاری ہر حواس سے معذور نبی زندہ اور اللہ کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں سے معمور۔ بالکل اسی طرح نبی مخلوق اللہ خالق نبی حوادث ذات قدیم اللہ کی صفات ذاتی اور ازلی نبیوں کی صفات حوادث اور عطائی۔ اسلئے ان میں بھی کوئی مساوات نہیں اور یہ لازم اور ملزوم نہیں کیونکہ جس وقت آدم علیہ السلام نہیں تھے اور نہ ہی اولادِ آدمؑ تھی۔ تو اللہ کی ذات تمام صفات کے ساتھ موجود تھی۔ جب یہ سب فوت ہو جائیں گے ذات پھر بھی موجود ہوگی۔

لازم و ملزوم کو اس طرح سمجھیں جیسے سورج کا نکلنا اور دن کا ہونا لازم ہے۔ سورج ہے تو دن ہے سورج نہیں تو دن بھی نہیں۔

زید کو کریم کہنے سے زید کا خدا ہونا لازم نہیں آتا۔ حالانکہ کریم ہونا خدا کی صفت ہے اور کریم اللہ کے پاک ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اسی طرح حضرات انبیاء واولیاء کے لئے قدرت تصرف ثابت کرنے

سے ان کو اللہ ثابت کرنا لازم نہیں آتا کیونکہ نبیؑ نبیؑ ہیں۔ اللہ اللہ ہے۔ جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور بیماروں کو اچھا کرنا اللہ کی صفت اور طاقت ہے۔ کسی اور میں یہ قدرت مان لینا اس کو اللہ کے برابر مان لینا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن پاک سے ثابت ہے ان تصرفات کے ہوتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے خدا نہیں تھے۔

ازلی اور حادث کا فرق:۔

قدرتِ تصرف اللہ تبارک تعالیٰ کی ذاتی اور ازلی صفت ہے کیونکہ ذات ہمیشہ سے ہے تو اس کی صفات بھی ہمیشہ سے ہیں۔ اس طرح یہ ازلی صفات خالصتاً اللہ کیلئے ہیں اور کسی کیلئے نہیں۔ جہاں کسی بندے کی قوت تصرف کا ذکر ہوتا ہے۔ تو اس سے مراد صفت حادث ہے یعنی اللہ کی عطا کی ہوئی صفات مراد ہوتیں ہیں یعنی اللہ کی صفات ذاتی اور ازلی۔ نبیوں اور ولیوں کی صفات عطائی اور حوادث۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی قوت تصرف کے باوجود بندے ہیں خدا نہیں:۔

محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ خدا کی دی ہوئی قوت و طاقت سے آسمان کو زمین پر گرا دیں یا ایک لفظ کُن یعنی ہو جا سے کئی جہانوں کو پیدا کر دیں تو بھی وہ اللہ کے پایہ پر نہ پہنچیں گے یعنی خدا نہ ہو جائیں گے بلکہ اللہ کا بندہ ہی رہیں گے۔ اس لئے کہ اللہ وہ ہے جس میں زوال و فنا نہیں اور ابتداء و انتہا نہیں۔ اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ قدیم ہے ازلی اور ابدی ہے اُسے بقا ہے فنا نہیں اور حضرت پیرانِ پیر حادث ہیں یعنی پیدا ہوئے ہیں تمام صفات اللہ نے ہی عطا فرمائی ہیں ذاتی نہیں ہیں جبکہ اللہ کی تمام صفات ذاتی ہیں کہیں سے حاصل نہیں کیں۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو جتنی بھی قوتِ تصرف نصیب ہو جائے پھر بھی اللہ کے بندے اللہ کے ولی ہیں اللہ نہیں ہیں۔

دوسرا شُبہ اور اس کا جواب:۔

اگر کہا جائے کہ بزرگوں کو قوت تصرف اللہ نے عطا فرمائی ہے اسلیے ان سے التجا کرنا مدد مانگنا شرک نہیں تو بتوں سے التجا کرنا مدد مانگنا بھی شرک نہیں کیونکہ نہ بزرگ اللہ ہیں نہ بت اللہ ہیں دونوں غیر اللہ ہیں۔

غیر اللہ سے التجا کرنا اور مدد مانگنا یہ باتیں شرک نہیں اور نہ ہی کفر ہیں۔ کیونکہ بزرگوں کے علاوہ بھی دنیا دار لوگ دنیاوی کاموں میں ایک دوسرے سے مدد مانگتے ہیں اور التجا کرتے ہیں۔ جیسے مولویوں کا مسجد اور مدرسے کیلئے چندہ اور دال چاول وغیرہ مانگنا ڈاکٹر حکیم یا کسی افسر وغیرہ سے اپنی حاجت کی التجا کرنا یہ کسی طرح بھی شرک و کفر نہیں کہ جن لوگوں کو اللہ نے مدد کرنے کی توفیق دی ہے اُن کا مدد کرنا اور جو حاجتمند ہیں انکا مانگنا دونوں صحیح ہیں۔ نہ مانگنے والا مشرک اور نہ دینے والا مشرک ہے۔ رہی بات بتوں کی تو یہ بالکل کفر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بتوں سے التجا و فریاد کرنے مدد مانگنے اور ان کے سامنے نذر و نیاز پیش کرنے سے منع فرمایا ہے اور بتوں میں کسی قسم کی طاقت وغیرہ ثابت کرنے کو جھوٹ فرمایا ہے کیونکہ بت بے جان ہیں کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کی ان میں کوئی صفت نہیں اور ان سے ایسی امید اور عقیدہ رکھنا کفر کی علامت ہی کیونکہ کافر بتوں سے مانگتے تھے ان کی عبادت کرتے تھے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سجدہ کر کے التجا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہماری دعائیں سنتے ہیں۔ ہمیں رزق اور فتح بیماریوں سے شفا اور عزت بخشتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان باتوں کو کفر فرمایا ہے اور بتوں کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر فرمایا۔

جبکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کوڑھیوں کو صحت مند مٹی کا پرندہ بنا کر اڑا دیتے تھے۔ اسی طرح سید المرسلین ﷺ اور باقی نبیوں سے بڑے بڑے کام ثابت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کاموں کو معجزات فرمایا کفر نہیں فرمایا نبیوں کے معجزات اور ولیوں سے کرامات کے ظہور کو اللہ تعالیٰ نے شرک نہیں فرمایا بلکہ بزرگی فرمایا ہے اور یہ کام نبوت اور ولایت کی نشانیاں ہیں بتوں کو نبیوں اور ولیوں کے برابر کہنے والے خود مسلمان نہیں ہیں۔ کیونکہ بتوں اور نبیوں میں کوئی بات مشترک نہیں بت بے جان ہیں کافروں نے پتھروں سے خود بنائے ہیں بت کفر کی علامت ہیں جبکہ نبی اور ولی ہدایت دینے والے بتوں کو توڑنے والے مخلوق کو بتوں سے نجات دلانے والے خانہ کعبہ شریف کو بتوں سے پاک کرنے والے توحید کے علمبردار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وحی اور الہام کے ذریعے نبیوں اور ولیوں کو علم عطا فرماتے ہیں اور یہ اپنے علم کا اظہار فرماتے ہیں۔ معجزات اور کرامات دکھاتے ہیں مخلوق کے دکھ سنتے ہیں انکی حاجتیں پوری فرماتے

ہیں انکی پیروی کرنے والے اللہ کی معرفت حاصل کر جاتے ہیں۔ دین کے احکام سکھاتے ہیں اور خود ان احکامات پر عمل کر کے دکھاتے ہیں نماز روزہ حج وغیرہ کر کے دکھاتے ہیں کہ کس طرح کرنا ہے

بت کیا بتاتے ہیں اور کیا کر کے دکھاتے ہیں کافر خود اپنے وہم سے جو سمجھتے ہیں وہ خود ہی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں بتوں نے کس مذہب کی تبلیغ کی ہے۔ بتوں کا کونسا مذہب ہے۔ بتوں نے کافروں پر کونسی چیزیں حرام کی ہیں کونسے احکام فرض اور واجب کیے ہیں۔ بتوں کو کن چیزوں سے نفرت ہے۔ بتائیں کیا بتوں نے کبھی ان چیزوں کا اظہار کیا ہے۔ بتوں کی پوجا چھوڑ کر اور توڑ کر مسلمان ہوئے ہیں۔ اب بے دین لوگ بت توڑنے والوں کو بتوں کے برابر کہتے ہیں اور جو آیتیں قرآن پاک میں بتوں کے بارے میں کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ وہ نبیوں ولیوں اور مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ ایسا کرنا قرآن و حدیث کا انکار ہے انکا انکار انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے

س:۔ پس سمجھنا چاہیے کہ اللہ کے سوا کسی اور سے مرادیں مانگنا محض خبط ہے؟

ج:۔ قرآنی آیت کا مطلب و مقصد صرف بتوں کی قوت تصرف اور خدا ہونے کو رد کرنا ہے۔ کہ بتوں میں کوئی قوت نہیں۔ جس سے وہ کچھ کر سکیں۔ کیونکہ بت بے جان ہیں یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ان کے کچھ نہ کر سکنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ نبی اور ولی بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ نبیوں اور ولیوں کے بڑے بڑے معجزات اور کرامات قرآن حدیث سے ثابت ہیں۔ کافی ثبوت پیچھے گذر چکے ہیں مزید ثبوت درج کیے جاتے ہیں۔

قدرت جبرائیل:۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کی طاقت کے بارے میں فرماتے ہیں اور سکھایا ان کو بڑی قوت والے نے۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل کی طاقت کی تعریف فرما رہے ہیں کہ وہ بڑی قوت والا ہے اور یہ قوت جبرائیل علیہ السلام کی بھی ذاتی نہیں ہے انکو بھی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی طرح عطا فرمائی ہے اب ان کی مِلک ہے زمین و آسمان میں آنے جانے آسمانوں پر چڑھنے کیلئے استعمال میں لاتے ہیں۔ بار بار اللہ سے

دریافت نہیں کرتے کہ باری تعالیٰ جو قدرت مجھے عطا فرمائی ہے میں اسے استعمال کروں یا نہ کروں ایسا نہیں کرتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرامؓ کی مدد کرنا:۔

غزوۂ بدر میں امیہ بن خلف نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ پر زبردست تلوار کا وار کیا اور ان کا ایک ہاتھ کندھے سے جدا کر ڈالا۔ اس کے بعد حبیب رضی اللہ عنہ نے دوسرے ہاتھ سے اُمیہ مشرک کو قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد اپنا کٹا ہو ہاتھ لیکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کٹا ہوا ہاتھ اس کی جگہ پر رکھ کر لعابِ دہن لگا دیا سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے کٹا ہوا ہاتھ اُسی وقت اپنی جگہ پر جڑ گیا اور بالکل ٹھیک ہو گیا۔ یہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت تصرف جو اللہ تعالیٰ نے آپکو عطا فرمائی تھی اور اب آپکی ملکیت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کیے بغیر اپنی عطائی قوت سے ہاتھ جوڑ دیا کیا لات منات بتوں نے بھی کسی اپنے ماننے والے کا ہاتھ جوڑا ہے۔

آنکھ باہر نکل پڑی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھیک فرما دی:۔

غزوہ بدر میں قتادہؓ کی آنکھ میں کوئی ایسی چیز آ پڑی کہ اسکی چوٹ سے آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل کر رخسار پر آ گیا۔ صحابہؓ نے چاہا کہ اسے کاٹ ڈالیں پھر مشورہ کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بٹھایا اور انکی آنکھ کے ڈھیلے کو آنکھ میں اس جگہ پر رکھ دیا اور اپنے دست مبارک کی ہتھیلی اس پر مل دی آنکھ فوراً ٹھیک ہو گئی نہ زخم رہا نہ تکلیف۔ لوگ پہچان نہ سکتے تھے کہ وہ کونسی آنکھ تھی جو باہر نکل کر رخسار پر لٹک گئی تھی۔ اب جو لوگ بتوں کو نبیوں کی طرح اور برابر کہتے ہیں وہ بتائیں کہ کس بت نے اس طرح اپنے ماننے والے پجاری کافر کی آنکھ ٹھیک کی تھی یا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑے سے بتوں کے ناک کان اور ٹانگیں توڑی تھیں تو کس کس بت نے ہسپتال سے اپنا علاج کروایا تھا اور صحت یاب ہوئے تھے۔

فوت ہونے کے بعد بزرگوں سے مدد مانگنا:۔

اکثر لوگوں کا اعتراض یہ ہے کہ زندہ لوگوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔فوت ہونے کے بعد مزارات سے مدد مانگنا جائز نہیں مطلب یہ ہے کہ فوت ہونے کے بعد مدد مانگنا شرک ہے۔ سیدھی سی بات کہ اگر ان لوگوں کے نزدیک غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے تو پھر یہ لوگ زندگی میں بھی تو خدا نہیں ہوتے پھر زندگی میں بھی ان سے مانگنا شرک ہوگا۔ مردے چونکہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ کچھ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اس لئے مُردوں سے مانگنا شرک ہے زندہ لوگوں سے مانگنا شرک نہیں۔ نہ دیکھنے والے کو دیکھنے والا اور کچھ نہ کرنے والے کو کرنے والا سمجھ لینا یہ کسی طرح بھی شرک نہیں۔

س :۔ جو کوئی کسی مخلوق کا تصرف عام ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے تو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے چاہے اللہ کے برابر نہ سمجھے اور ان کے مقابلہ کی طاقت اس میں ثابت نہ کرے؟

ج :۔ حضرات انبیاء اولیاء کو بتوں پر قیاس کرنا بے دینی ہے کیونکہ ان میں کوئی چیز مشترک نہیں۔ بتوں سے کافر امیدیں رکھتے ہیں مسلمانوں کا کوئی فرقہ بتوں سے امیدیں نہیں رکھتا کافر بتوں کو خدا مانتے ہیں۔ ان کی عبادت کرتے ہیں۔ جبکہ مسلمان صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔نبیوں ولیوں کی نہ عبادت کرتے ہیں نہ ان کو خدا مانتے ہیں۔ اللہ نے جو ان کو طاقت بخشی ہے اور وہ قرآن پاک سے ثابت ہے اسکو مانتے ہیں مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کر دینا سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا کا بلقیس کے تخت کو پلک جھپکتے دور دراز سے لا کر حاضر کر دینا۔ موسیٰ علیہ السلام کا اپنے عصا کو اژدھا بنا دینا، یوسف علیہ السلام کا کرتہ آنکھوں پر پھیرنے سے یعقوب علیہ السلام کا بینا یعنی دیکھنے والا ہو جانا اس طرح حضرات انبیاء اولیاء کی قدرت تصرف کے ثبوت میں قرآن پاک کے علاوہ احادیث مبارکہ اور معتبر کتب میں بہت ثبوت ہیں تبرک کے طور پر چند درج ہیں۔

ٹوٹا ہوا پاؤں جڑ گیا:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت کے چوتھے سال پانچ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خیبر بھیجا جن میں ایک

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تھے ان پانچوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سلام بن الحقیق کے قتل کے لیے خیبر روانہ کیا تا کہ اس سب سے بڑے دشمنِ اسلام سے امان پائیں۔ رات کے وقت پانچوں صحابی اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور قتل کر کے گھر سے باہر نکل آئے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنی کمان اندر بھول گئے کمان لینے دوبارہ اندر گئے کمان لے کر واپس لوٹے تو دیوار سے چھلانگ لگائی گر کر ان کا پاؤں ٹوٹ گیا ساتھی باری باری اسے اٹھاتے رہے بڑی مشکل سے مدینہ منورہ پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے ٹوٹے ہوئے پاؤں پر مل دیا ٹوٹا ہوا پاؤں فوراً جڑ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ صحت یاب ہو گئے۔ {شرح صدور}

آگ میں جلانے کی خاصیت نہ رہی :۔

فتوحات میں نقل ہے۔ پانچ سو چھیاسی ہجری کا واقعہ ہے کہ علماء میں سے ایک شخص جو فلسفہ کا مذہب رکھتا تھا یعنی جو بات عقل تسلیم کرے اس کو مانتا تھا ہماری مجلس میں آ کر بیٹھا۔ یہ شخص قرآن و حدیث کا مسلمانوں کی طرح قائل نہ تھا اور انبیاء کرام کے معجزات کا منکر تھا۔ سردی کا موسم تھا مجلس میں آگ کی انگیٹھی جل رہی تھی اس مولوی نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے اور جلے نہیں یہ لوگوں کی باتیں ہیں آگ میں نہ جلنا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ آگ اپنی طبعی صفت کے اعتبار سے ان اجسام کو جلا دیتی ہے جو جلنے کے قابل ہوتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ جو قرآن میں مذکور ہے اس سے نمرود کے غصہ اور غضب کی آگ مراد ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا یہی تھا کہ نمرود کا غضب و غصہ ان پر اترا اور اس غصہ کی آگ نے ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلایا اس لیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حجت و دلیل سے نمرود پر غالب آ گئے اور نمرود کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا جب علم فلسفہ کا مولوی اپنی بات مکمل کر چکا تو ایک بزرگ نے فرمایا اے حاضرین مجلس کیا کہتے ہو اگر خدا کی بات کا سچ ہونا میں تم کو دکھا دوں جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام کے لئے سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔ اس بات سے میرا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے معجزہ کا انکار دور ہو جائے اور اس سے اپنی کرامت کا اظہار مقصد نہیں اس منکر نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ آگ نہ جلائے اس بزرگ نے کہا کہ اس انگیٹھی میں وہی آگ ہے جسے تم کہتے ہو کہ اپنی

طبعی خاصیت سے جلا دینے والی ہے اس فلسفی عالم منکر معجزہ نے کہا ہاں یہ وہی آگ ہے۔اس بزرگ نے انگیٹھی کو اٹھایا اور اس میں جو آگ تھی اس کو منکر کے دامن پر الٹ دیا اور کافی دیر تک آگ کو مولوی کے پلے میں پڑا رہنے دیا اور اپنے ہاتھ سے آگ کو اِدھر اُدھر کرتے رہے نہ ہی کپڑا جلا اور نہ ہی بزرگوں کا ہاتھ جلا۔ پھر اس آگ کو دوبارہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر انگیٹھی میں رکھ دیا۔اور فلسفی مولوی سے کہا کہ اب تو اپنا ہاتھ اس آگ پر رکھ۔ یونہی اس نے اپنا ہاتھ آگ پر رکھا تو اس کا ہاتھ جل گیا پھر وہ فلسفی معجزہ کا منکر مان گیا اور اس نے کہا کہ روشن ہو گیا کہ آگ سے جلنا یا نہ جلنا بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے نہ کہ اس کی طبعی خاصیت سے ہے اور وہ ایمان لے آیا {شرح صدور}

شراب گھی بن گئی:۔

امام یافعیؒ لکھتے ہیں کہ شیخ عیسیٰ یمنیؒ ایک روز ایک فاحشہ عورت کے پاس سے گزرے اور کہا کہ میں نماز عشاء کے بعد تیرے پاس آؤں گا۔عورت خوش ہو گئی اُس نے اپنا بناؤ سنگھار کیا اور انتظار میں بیٹھ گئی۔ حضرت عیسیٰؒ اُس کے گھر میں آئے اور عورت سے کہا وضو کر اور دو رکعت نفل ادا کر۔عورت وضو کر کے مصلیٰ پر کھڑی ہو گئی۔آپؒ نے بھی دو رکعت نفل نماز ادا کی اور دعا کی کہ باری تعالیٰ یہاں تک لانا میرا کام تھا اب اس کو ہدایت دینا تیرا کام ہے۔عورت نماز سے فارغ ہوئی تو فوراً اُس کی حالت بدل گئی۔اُس نے گناہ کی زندگی سے توبہ کر لی اور جو کچھ اُس کے پاس تھا خیرات کر دیا۔

شیخ نے ایک درویش کے ساتھ اُس کا نکاح کر دیا درویش سے فرمایا ولیمہ میں حلوہ پکانا باقی چیزیں خرید لانا لیکن گھی نہ خریدنا۔دیکھو اللہ کیا کرتے ہیں۔لوگوں نے ایک امیر آدمی کو جو اُس عورت کا آشنا اور رفیق تھا اُسے خبر کر دی کہ اُس حسینہ نے توبہ کر لی ہے ایک درویش سے اُس کا نکاح ہو گیا ہے۔اور آج اُس کا ولیمہ ہے۔امیر بہت حیران ہوا اور مذاق کے طور پر دو بوتل شراب بھیج دیں۔اور کہا کہ شیخ سے کہنا میں آپؒ کے کام سے بہت خوش ہوں اور یہ دو بوتل گھی ہماری طرف سے ولیمے میں خرچ کر دینا۔ جب امیر آدمی کا غلام پہنچا تو شیخ صاحبؒ نے فرمایا تو دیر سے آیا ہے ہم گھی کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ دونوں بوتلیں

غلام سے پکڑ لیں ایک کا ڈھکن کھولا اور اُس میں انگلی ڈالی اور گھی دیگ میں ڈال کر فرمایا کہ حلوہ پکاؤ۔ ایک بوتل حلوہ میں ڈال دی اور دوسری غلام کو واپس کر دی۔ اور فرمایا حلوہ کھا کر جانا اور یہ گھی کی بوتل امیر کو واپس کر دینا کہ ضرورت ایک ہی بوتل سے پوری ہو گئی یہ دوسری بوتل خود استعمال کر لیں۔

امیر کے غلام نے جب حلوہ کھایا تو بہت حیران ہوا کہ ایسا خوشبودار اور عمدہ گھی اُس نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ اُس نے جا کر امیر سے یہ قصہ کہا اب امیر بھی عقیدت مندانہ شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؒ کے ہاتھ پر توبہ کر لی۔ یعنی مرید ہو کر عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔ {شرح صدور}

س:۔ یا رسول اللہ ﷺ کہہ دیجیے کہ لوگو تمھارے بُرے بھلے کا میں خود مالک نہیں ہوں اور یہ بھی کہہ دیجیے کہ ہرگز کوئی نہیں بچائے گا اللہ کے عذاب سے اگر وہ عذاب کا ارادہ کر لے اور میں ہرگز نہ پاؤں گا اللہ کے سوا پناہ کا ٹھکانا؟

ج:۔ اس آیتِ قرآنی کی تفسیر یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ ہی ہے جو تمام کائنات کا مالک ومختار اور تمام تر مخلوقات کا حاکم ہے۔ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ کوئی بھی اُس کا شریک اور ساتھی نہیں اور کوئی شخص بھی کسی کے نفع ونقصان میں اپنے ذاتی اختیار سے تصرف نہیں کر سکتا اور حق تعالیٰ کے ارادے اور مرضی کے بغیر کوئی بھی تبدیلی نہیں کر سکتا یہاں تک کہ میں آسمانوں کی معراج اور لولاک کا مالک ہوں۔ یہ مجھے سب نبیوں سے خصوصی مرتبہ اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ اور میں تمہاری دنیا وآخرت کی اصلاح میں بہت کوشش کرتا ہوں اس کے باوجود کہ تم میرے اصحاب جان نثار ہو میں اپنے ذاتی اختیار سے تمہارے نفع ونقصان کے معاملات میں کچھ بھی نہیں کر سکتا اور تمہارے لئے نفع ونقصان کو پردہ عدم سے وجود میں نہیں لا سکتا اور حق یہ ہے کہ مومن ہو یا کافر نیکوکار ہو بدکار کسی کو بھی حق تعالیٰ کی اس قدرت میں انکار کی مجال نہیں ہے۔

آیت کے اس حصہ میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے لئے قدرت تصرف اور اختیارات شفاعت کی نفی فرمائی ہے کہ یہ اختیارات انکے ذاتی نہیں ہیں ان کے ذاتی اختیارات ہونے کے اہل سنت والجماعت قائل نہیں یہ عطائی اختیارات اور قوت تصرف کے قائل ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں جو لوگ اس آیت سے ذاتی اور عطائی دونوں طرح کے اختیارات سے روگردانی کرتے ہیں یعنی انکار کرتے ہیں تو یہ

قرآن وحدیث کے خلاف ہیں کیونکہ مکھی اور چیونٹی بھی خدا کا دیا ہوا اختیار رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہیں نہیں فرمایا کہ میں نے اپنے نبیوں کو کوئی اختیار بھی عطا نہیں فرمایا بلکہ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا۔ شفاعت کا حق اختیار عطا فرمایا تمام امت کی بخشش کا وعدہ فرمایا۔ حشر میں اپنے وزیر کی حیثیت سے سرفراز فرمانے کا وعدہ فرمایا۔ حوضِ کوثر عطا فرمایا اللہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتے۔ خدائی وعدے ہمیشہ پورے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یہ ہی شان ہے:۔

آیت کے دوسرے حصہ کے معنی یہ ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے مُلک میں تنہا ہیں اور کُلی حکومت کے مالک ہیں اور تمام جہانوں میں زمینوں آسمانوں میں کوئی چیز اُسکی شان کے برابر نہیں وہ سب سے اعلیٰ ہے اور جسکے پاس جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کا عطا کردہ ہے جب حقیقت یہ ہے تو پھر کسی کیلئے اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ بغاوت اور سرکشی کرے۔ کسی مددگار کی حمایت میں جائے جو اُسکو خدا تعالیٰ کے عذاب اور پکڑ سے بزورِ بازو رہائی دلائے اور اُس کے عذاب سے محفوظ کردے۔ یہاں تک کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہ اپنے مرتبہ کی بلندی میں بے مثل اور بے نظیر ہوں اور مرتبہ وشان کی بلندی میں مجھ جیسا کوئی نہیں تمام عالم اور تمام عالم کے رہنے والے میری درگاہ کا آسرا رکھنے والے ہیں ایسا ہوتے ہوئے بھی اگر مجھ سے کوئی لغزش ظاہر ہوجائے تو میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ مجھے حق تعالیٰ کے مواخذہ سے پناہ دے اور اس سے مجھے بے خوف کردے

سلطنت الٰہی کا معاملہ ہی اور ہے:۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا کی سلطنت کو دوسرے کسی دنیا دار بادشاہ کی سلطنت پر قیاس نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ دنیاوی بادشاہ سے تو بغاوت کر کے کوئی ایک علاقہ سے کسی دوسرے علاقہ میں بھاگ جانا محال نہیں ہے۔ مگر خدا کی سلطنت میں اس کا وہم گمان بھی نہیں ہے۔ یہاں تک اس دنیا میں انسان کی رسائی یعنی پہنچ ہے یا پہنچ نہیں ہر جگہ اُسی ایک خدا کی حکومت ہے اور جس جس جہان تک انسان کی پہنچ ہے ہر اُس جہان

میں حضور نبی کریم کا تصرف اختیارات اور نبوت ثابت ہے۔

ایک عجیب واقعہ :۔

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک آواز آنا شروع ہوئی۔ جیسے کوئی بہت بڑا قافلہ گزر رہا ہوتو آپ نے اپنے ایک صحابی کو بھیجا کہ پتہ کرو یہ قافلے والے کون ہیں وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گئے تو دیکھا کہ ستر اونٹوں کی قطار ہے ہر اونٹ پر ستر ستر صندوق رکھے ہوئے ہیں اور ہر صندوق میں ستر ستر انڈے ہیں جو مرغی کے انڈوں کے برابر ہیں اونٹوں کی قطار کے ساتھ صرف دو آدمی ہیں۔ ایک آگے اور ایک پیچھے۔ صحابی رسول نے ان سے پوچھا کہ صندوقوں میں کیا ہے۔ تو اس نے کہا وہی کچھ ہے جو پہلے بتایا ہے تو صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آپ مجھے دکھا دیں کہ ان انڈوں میں کیا بھید ہے تو اس آدمی نے چلتے اونٹ سے ایک بکس کھولا اور ایک انڈا نکال کر صحابی رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر رکھ دیا اور کہا غور سے دیکھو سب انڈوں میں مختلف جہان ہیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ کیا دیکھتے ہیں کہ نا واقف لوگ چل پھر رہے ہیں اور کھیتی باڑی کا کام کر رہے ہیں۔ وہاں نہریں ہیں اور بارونق اور زرخیز علاقہ ہے خوبصورت باغ ہیں، صحت مند فصلیں ہیں۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ کونسا ملک ہے تو وہ لوگ حیران و پریشان اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی منہ تکنے لگے کیونکہ وہ اس کی زبان نہیں سمجھ رہے تھے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے صحابی رضی اللہ عنہ کو بھی اندازہ ہو گیا کہ میری زبان نہیں سمجھتے اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لیا تو انھوں نے اشارہ سے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لانے والے ہیں اور نماز پڑھائیں گے وہ صحابی مسجد میں گیا وضو کیا اتنے میں اذان ہوگئی اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے امامت فرمائی نماز سے فارغ ہو کر اس صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا خیال ہے یہاں رہنا ہے یا واپس جانا ہے اس نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس جانا ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ قافلے والے شخص نے انڈا اس کی آنکھ سے ہٹایا تو وہاں نہ قافلہ تھا نہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور نہ ہی وہ جہان۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مدینہ منورہ کے باہر کھڑا تھا واپس مجلس مبارک میں آکر سارا واقعہ عرض کیا تو سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حیران و پریشان ہوئے تو

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بہت جہان ہیں اور میں سب جہانوں میں اللہ کا محبوب ﷺ اور رسول ﷺ ہوں

حیران کن واقعہ:۔

ایک دن جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضور ﷺ ہم چار خوش قسمت اور کمال مرتبے والے فرشتے ہیں۔ باقی تمام فرشتے مرتبے میں ہم سے کم ہیں اور میرا مرتبہ ان تینوں فرشتوں یعنی میکائیل علیہ السلام، عزرائیل علیہ السلام، اور اسرافیل علیہ السلام سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے وحی عطا فرماتے ہیں اور میں نبیوں تک پہنچاتا ہوں میرے جیسا با مراتب اور خوش قسمت دوسرا کوئی فرشتہ نہیں یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ چوتھے آسمان پر شمال کی طرف پرواز کرنا کافی دور ایک نورانی مکان نظر آئے گا اس کے اندر ایک فرشتہ بیٹھا ہوا ہوگا اور اس کے پاس بہت فرشتے آجا رہے ہوں گے اس فرشتے سے ان کے متعلق پوچھنا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا پہلے کبھی اس طرف گئے ہو تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور ﷺ نہیں اس طرف اتنی دور تک میں کبھی نہیں گیا اور نہ ہی میں نے وہ مقام دیکھا ہے اور عرض کیا کہ حضور ﷺ مجھے کوئی روکے گا تو نہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی روکے تو میرا بتانا کہ انھوں نے مجھے بھیجا ہے جبرائیل علیہ السلام چوتھے آسمان پر گئے اور شمالی جانب پرواز شروع کردی کافی دور جا کر ایک چیک پوسٹ آگئی وہاں فرشتوں نے آپ کو روک لیا اور پوچھا تم کون ہو تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنا نام بتایا تو ان فرشتوں نے پوچھا کس جہان کے جبرائیل ؑ ہو تو جبرائیل علیہ السلام نے حیران ہو کر بتایا کہ میں اس جہان کا جبرائیل علیہ السلام ہوں یہاں اس وقت حضرت محمد ﷺ رسول ہیں تو فرشتوں نے کہا وہ تو سب جہانوں میں رسول ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے مکہ شریف اور مدینہ منورہ کا بتایا تو انھوں نے کہا ٹھیک ہے ہم سمجھ گئے لیکن آپ اس سے آگے نہیں جا سکتے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے حضرت محمد ﷺ نے بھیجا ہے آگے ایک نوری مکان ہے اس میں جو فرشتہ ہے اس سے چند باتیں دریافت کرنی ہیں تو انھوں نے کہا اگر آپ ﷺ نے بھیجا ہے تو پھر آپ جا سکتے ہیں جبرائیل علیہ السلام وہاں سے پرواز

کرتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے تو وہاں فرشتوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی کوئی آ رہے ہیں کوئی جا رہے ہیں اور اس فرشتے کو کچھ درج کرواتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں کافی دیر بعد جبرائیل علیہ السلام کی باری آئی تو آپ نے اس فرشتے سے پوچھا کہ یہ فرشتے کون ہیں اور یہاں کیا کرنے آتے ہیں اس نے بتایا کہ یہ سب جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنے اپنے جہان میں نبیوں پر وحی لے جاتے ہیں اور واپسی پر مجھے درج کرواتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے حیرانی سے پوچھا کہ یہ ان گنت فرشتے سب جبرائیل علیہ السلام ہیں اس نے کہا ہاں تو آپ نے پوچھا ان جہانوں میں اب کون کون سے نبی تبلیغ فرما رہے ہیں اس فرشتے نے کہا اب سب جہانوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا زمانہ ہے جبرائیلؑ واپس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکی شان مرتبہ علم اختیارات اور بارگاہ الٰہی میں مقبولیت کے بارے میں کوئی نہیں جان سکتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں اور آپکا خدا جانے کہ آپکو کیا کچھ عطا فرمایا ہے۔ آپکی شان جاننے تک نہ کسی انسان اور نہ کسی فرشتے کی رسائی ہوسکتی ہے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو سمجھنے سے عقل والوں کی عقل اور علم والوں کا علم قاصر ہے اللہ ہی جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کیا ہے

جتھاں پہنچے سائیں اُتھاں جا کوئی نہیں سکتا — اَتھاں چپ دی جا ہے اَلاکوئی نہیں سکتا

شفاعت کے معنیٰ:

اہل سنت والجماعت کے نزدیک شفاعت کے معنی یہ ہیں کہ بندگانِ خدا میں سے کوئی خاص بندہ اللہ سے اپنے رابطہ اور تعلق سے قبولیت کی امید پر سفارش کے لئے خدا کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہے۔ اے پروردگار اس بندہ کی بخشش فرما۔ کیونکہ اس سے میں نے کسی وقت آسائش دیکھی ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ جو سب سے بڑا رحم وکرم کرنے والا ہے۔ کسی مجرم کا گناہ معاف کر دینا رحم اور کسی مقبول بارگاہ بندے کی شفاعت کو قبول فرمانا کرم ہے۔ اس طرح شفاعت چاہنے والے اور شفاعت دعا و سفارش کرنے والے دونوں کو قبول شفاعت سے اپنے مقبول بندوں کو عزت کی بلندی پر پہنچانا خداوند ذوالجلال کی شان

ہے کوئی مجبوری نہیں۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کسی ایسے آدمی کی شفاعت نہیں کریں گے۔ جس کا عقیدہ ان کے خلاف ہو کہ یہ لوگ کچھ نہیں جانتے کچھ نہیں کر سکتے اور خود نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب قدرت تصرف اور اختیارات جو کہ اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے زیادہ عطا فرمائیں ہیں۔ ان کے منکر ہوں ایسے لوگوں کی کوئی شفاعت نہیں کرے گا اور نہ ہی اللہ تعالی اپنے اور اپنے رسول کے منکروں اور مخالفوں کو بخشیں گے۔

س:۔ تم مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے سو اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا کہ ہمارا پایہ بہت مضبوط ہے ہمارا وکیل زبردست ہے ہمارا شفیع بڑا محبوب ہے جو چاہیں سو کریں وہ ہم کو اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے

ج:۔ یہ اعتراض کرنے والوں کا مومنین اور اولیاء کرام کے معتقدین پر بہتان ہے کیونکہ یہ لوگ کبھی بھی بے خوف اور تکبر کرنے والے نہیں ہوتے یہ اللہ اور اللہ کے رسول کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں تکبر کرنا شیطان اور اس کی پیروی کرنے والے لوگوں کا کام ہے۔ جو نبیوں اور ولیوں کی توہین اور بے ادبی کرنے والے ہیں۔ قرآن و حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو ذرا بھی خدا کا خوف نہیں کبھی حدیث سے قرآن کو رد کرتے ہیں اور کبھی انجیل سے قرآن کی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یہ ہی لوگ قرآن حدیث کی منکر بے خوف اور متکبر ہیں اسی تکبر اور بے خوفی کی وجہ سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو بتوں سے تشبیہہ دیتے ہیں۔

تمام امتِ مرحومہ کی صحیح عقائد والے لوگ حضور نبی کریم ﷺ کو بلند مرتبہ جانتے ہیں اور شفاعت کے مقامِ اعظم یعنی مقام محمود کیلئے آنحضور ﷺ کا مخصوص ہونا مانتے ہیں۔ اگلے اور پچھلے سب لوگوں کیلئے آپ کا شفیع ہونا جانتے ہیں بارگاہِ خداوندی میں مقبول و محبوب ہونے کیوجہ سے شفاعت کرنا آپ کی شان ہے اور آپ ﷺ اُسی کی شفاعت فرمائیں گے جو شرع پیغمبر کے راستہ پر ہوگا۔ جس کے عقائد صحیح ہونگے بلکہ رسول اللہ سے شفاعت کا امیدوار وہ ہی ہوگا جسے خدا تعالیٰ کے عذاب کا خوف ہوگا اور حضور کی شفاعت پر یقین ہوگا۔ جو مردود و ملعون نبیوں اور ولیوں کی مخالفت کرتے ہیں نہ ان کو خوفِ خدا ہے اور نہ شفاعت رسول ﷺ کی امید ہے۔

شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امیدوار:۔

صحابہ کرام اولیاء عظام اور ان کے معتقد لوگ ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں کہ ہم جتنے گناہ کریں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بخشوالیں گے۔ ہمارے سفارشی اللہ کے محبوب ہیں بلکہ یہ لوگ قرآن وسنت کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ اہلِ بدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خود فرمایا کہ میں نے ان کے دلوں کو آزمالیا ہے۔ اب یہ کچھ بھی کریں یہ جنتی ہیں۔ میں نے ان کو بخش دیا۔ اس بشارت کے باوجود بدری صحابیوں نے قرآن وسنت کے خلاف کوئی عمل نہیں کیا۔

صدیقِ اکبرؓ کا عمل:۔

آپؓ بخشش کی تمام بشارتوں میں شامل ہیں چاہے وہ بشارتیں قرآن پاک میں اللہ کی طرف سے آئیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائیں۔ اس کے باوجود اپنے دورِ خلافت میں اپنے گھر میں حلوا پکا ہوا دیکھ کر اپنی بیوی سے دریافت فرماتے ہیں کہ یہ حلوا کہاں سے آیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ جو راشن بیت المال سے روزانہ آتا ہے اس میں سے کئی دن تولہ تولہ بچا کر آج حلوا بنایا ہے۔ آپؓ نے اُسی وقت لکھا کہ روزانہ کے راشن سے ایک تولہ کم کردو۔ گزارہ ہوجاتا ہے تمام نیک لوگوں کا یہی طریقہ تھا کہ وہ تو حلال میں بھی اس قدر پرہیز اور احتیاط برتتے تھے۔ لیکن اس وقت کے نیک لوگ حرام میں بھی اتنی احتیاط نہیں کرتے۔

حضرت عمرؓ کا عمل:۔

آپؓ بھی تمام بشارتوں یعنی عشرہ مبشرین جنتی مہاجرین جنتی اہلِ بدر جنتی بیعت رضوان والوں پر اللہ راضی ان سب بشارتوں میں شامل ہیں اس کے باوجود آپؓ کس قدر قرآن وسنت کے پابند تھے کہ ایک دفعہ آپؓ بازار میں جارہے تھے آپؓ کا غلام ساتھ تھا راستہ میں روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا گرا پڑا تھا۔ آپؓ کے غلام نے وہ روٹی کا ٹکڑا اٹھایا اور صاف کر کے کھالیا۔ آپؓ نے اسی وقت اس غلام کو آزاد کردیا۔ غلام نے عرض کیا میرے آقا میری آزادی میرے کس کام کا انعام ہے۔ آپؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا تھا

کہ جو آدمی راستے میں گرا ہوا روٹی کا ٹکڑا اٹھائے اور صاف کر کے کھالے اگر وہ غلام ہے تو اُسے فوراً آزاد کر دو کہ اس نے اللہ کے رزق کی قدر کی۔ اللہ کی نعمتوں کی قدر کرنے والا غلام نہیں ہوسکتا۔ اسلئے میں نے آپ کو آزاد کر دیا۔ کیونکہ میں اپنے محبوب نبی ﷺ کا فرمان پاک ٹال نہیں سکتا چاہے میری جان چلی جائے یہ ایک غلام کی تو میرے نزدیک حضور ﷺ کے فرمان پاک کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں۔

مخلوق کا عمل:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور اولیاء کرام قدس اللہ سرہ العزیز حضور ﷺ کے ایک فرمان پر اپنی جان مال اولاد سب کچھ قربان کر دیتے تھے اسی لئے توان لوگوں کے مراتب اسقدر بلند ہوئے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو زندگی میں ہی بخشش کی بشارتیں سنا دیں اللہ نے کھلی چھٹی فرمادی کہ جو مرضی کریں یہ جنتی ہیں۔

لیکن اب نیک مخلوق کیا کرتی ہے اپنی جائز اور ناجائز خواہشوں پر حضور ﷺ کے ہزاروں فرمانات قربان کر دیتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے فرمانات چھوڑ دیتے ہیں نفسانی خواہشات نہیں چھوڑتے۔

فرمانِ خدا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شیطان کے قدموں پر نہ چلو میرے دشمنوں سے دوستی نہ رکھو میں نے مردوں کو عورتوں پر افسر بنایا ہے۔ بخاری شریف میں ہے جس گھر میں عورت کی سرداری ہو اس کی بربادی جتنی ہو کم ہے عورتیں شیطان کا جال ہے۔ ناقص العقل ہیں۔ اب مخلوق ایمان چھوڑ دیتی ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ دیتے ہیں لیکن اللہ رسول کے دشمنوں کو نہیں چھوڑتے۔ لالچ حرص پر ایمان اور اللہ رسول ﷺ کا فرمان قربان کر دیتے ہیں ہر بات پر لوگوں کا ڈر کہ لوگ کیا کہیں گے یہ ذرا خوف نہیں کہ حشر میں اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ کیا کہیں گے۔ جہنم خدا کی ناراضگی قبول اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان نا منظور۔ اللہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مخلوق کو ہدایت اور سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین

محمود کے غلام ایاز کا عمل:۔

سلطان محمود غزنوی اپنے غلام ایاز سے بہت پیار کرتا تھا اس کے وزیروں نے اعتراض کیا کہ آپ ایک غلام کو ہمارے مقابلے میں بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ سلطان نے کہا اس میں کچھ خوبیاں ایسی ہیں جو تمھارے میں نہیں وزراء نے کہا کہ ہمارے مقابلے میں ایک غلام میں کیا خوبی ہوسکتی ہے سلطان نے کہا کسی وقت میں آپ کو دکھاؤں گا۔ جب سومنات فتح ہوا تو سلطان نے ایک دن دربار میں بیٹھے وزیروں کو ایک بہت بڑا قیمتی ہیرا دیا اور فرمایا اسے توڑ دو کسی وزیر نے ہیرا نہ توڑا اور عرض کیا حضور یہ لاکھوں روپے کا ہیرا ضائع ہو جائے گا۔ سلطان نے وہ ہیرا ایاز کو دیا اور فرمایا اِسے توڑ دو تو ایاز نے فوراً ہیرا توڑ دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ سلطان نے وزیروں سے کہا کہ دیکھا تمھارا اور اس کا کتنا فرق ہے اس میں جو خوبی ہے وہ آپ میں نہیں انھوں نے کہا یہ تو کوئی خوبی نہیں لاکھوں روپے کا قیمتی ہیرا توڑ کر برباد کر دیا۔ سلطان نے کہا تمھارے نزدیک ہیرا بہت قیمتی ہے۔ لیکن ایاز کے نزدیک میرا حکم ہیرے سے زیادہ قیمتی ہے۔ کیونکہ آپ لوگوں نے میرا حکم توڑا اور ایاز نے میرا حکم نہیں توڑا ہیرا توڑ کر مجھے خوش کر دیا۔

یہی حال اب مخلوق کا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم توڑ دیتے ہیں نافرمانی کرتے ہیں۔ لیکن لالچ اور حرص نہیں چھوڑتے۔ مخلوق سے ڈرتے ہیں اللہ کا خوف ان کے دلوں میں نہیں۔

علماء کا عمل:۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام میں روح داخل کروں تو تم سجدہ کرنے والوں میں ہو جانا سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دیا۔ لیکن ابلیس نے نہ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو متکبر لعنتی ہے میرے دربار سے نکل جا کیونکہ ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔

مولوی کہتے ہیں کہ شیطان سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے لعنتی نہیں ہوا بلکہ اس لئے لعنتی ہوا کہ اُس نے اللہ کا حکم نہیں مانا۔ قارئین غور فرمائیں چلیں ان کی بات مان لیتے ہیں کہ شیطان نے اللہ کا حکم نہ مانا اس

لئے اللہ نے اسے لعنتی کر دیا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس حکم کو نہ مان کر جس کا انکار کر کے شیطان ملعون ہوا ہے وہ حکم مولوی مانتے ہیں۔ فیصلہ خود فرمائیں۔ وہ حکم قرآن پاک میں موجود ہے شیطان نے نہیں مانا لعنتی ملعون ہو گیا اب مولوی بھی نہیں مانتے۔ فرشتوں نے مان لیا مقبولِ بارگاہ ہو گئے۔ نبیوں نے مان لیا مقبولِ بارگاہ ہو گئے ولیوں نے مان لیا انعام والے بندوں میں شامل ہو گئے۔ فرشتوں نے آدم علیہ السلام اللہ کے نبی کو سجدہ کیا۔ نبیوں نے نبیوں کو سجدہ کیا جس طرح یعقوب علیہ السلام اور ان کے گیارہ بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ ولی ولیوں کو سجدہ کرتے آرہے ہیں اور اللہ کی بارگاہ کے مقبول اور انعام یافتہ بندے ہیں شیطان نے سجدہ نہ کیا مولوی بھی نہیں مانتے شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والوں شیطان کے قدموں پر نہ چلو اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین

س :۔ معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کے معتقد لوگ نبیوں اور ولیوں پر شفاعت کا بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں؟

ج :۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ اولیاء کرم کے معتقد یعنی مریدوں کے بارے یہ کہنا کہ یہ لوگ نبیوں اور ولیوں کی شفاعت پر بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ان کا یہ عقیدہ نہیں بلکہ یہ لوگ بزرگوں سے فیض و برکت حاصل کرتے ہیں۔ ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔ ان کی نگرانی میں قلبی ذکر وفکر اور مجاہدہ نفس کر کے اللہ کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔ اللہ کو بھولنے والے تو وہ لوگ ہیں جو اولیاء کرام کی مخالفت اور انکار کرتے ہیں اس گروہ میں سے آج تک کبھی کسی کو بزرگی اور ولایت نصیب نہیں ہوئی ہو بھی کیسے کیونکہ یہ ہمیشہ شیطان کے قدموں پر چلتے ہیں جس طرح شیطان نے اللہ کے نائب آدم کو اللہ کے حکم کے باوجود سجدہ نہ کیا وہ حکم اُسی طرح قرآن پاک میں موجود ہے اور شیطان کی طرح اس حکم کا انکار کرتے ہیں قرآن پاک کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ کے ولیوں کی تعظیم نہیں کرتے۔ انھوں نے ادب کا نام شرک اور بے ادبی کا نام توحید رکھا ہوا ہے۔ وہی شیطان والی توحید لئے پھرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ انبیاء اولیاء کی شفاعت پر بھروسہ کرنا یقین رکھنا یہ عین قرآن وحدیث کے مطابق

ہے۔اور عین دین اسلام ہے۔انبیاء واولیاء کی شفاعت کا انکار نبوت وولایت کا انکار ہے اور یہ انکار ان بزرگوں سے حسد وبغض کی علامت ہے۔ یہ شیطانی عقیدہ ہے کہ اللہ اللہ کرتے رہو اور اللہ کے نیک بندوں کی مخالفت اور بے ادبی کر کے جہنمی اور شیطان کے ساتھی بنتے رہو۔

احکام الٰہی کی تعظیم :۔

اہل سنت والجماعت اس کے باوجود کہ رسول مقبول ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں بلکہ عین الیقین ہیں۔ پھر بھی اولیاء کرام کی پیروی اور معمولات پر عمل کرنے کی بھر پور کوشش کرتے ہیں۔اور سخت ترین ریاضتوں اور مجاہدوں سے بفضل خدا ولایت کے مقام پر پہنچتے ہیں۔ جیسے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ بابا فرید الدین شکر گنج رضی اللہ تعالیٰ عنہ داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ ہیں۔ایسے بے شمار لوگ جن سے اللہ راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ایسے سب لوگ اہل سنت والجماعت میں ہی پیدا ہوئے۔ اور اولیاء کرام کے معتقد لوگ اب بھی ولیوں کی پیروی کرتے ہیں۔احکامِ خداوندی کی تعظیم انکا ایمان ہے یہی لوگ پورے قرآن پاک کو مانتے ہیں۔کسی آیت کا انکار نہیں کرتے اور مولویوں کے کتنے گروہ ہیں جو قرآنی آیات کا انکار کرتے ہیں۔کوئی کہتے ہیں نبی ﷺ علم غیب نہیں جانتے کوئی کہتے ہیں شفاعت نہیں کر سکتے کوئی بے دین مولوی کہتے ہیں کہ ان کو اپنے حشر کا معلوم نہیں کوئی قرآن پاک کی آیتوں کو حدیث اور انجیل سے رد کرتے ہیں۔ بے خوف بے دین شیطان کے بھائی ہیں۔وہی عمل انکو پسند ہیں جو شیطان کو پسند ہیں ان کا کوئی فرقہ بھی سارے قرآن کو تسلیم نہیں کرتا۔صرف اولیاء کرام کے مریدین ہیں جو سارے قرآن اور احادیث مبارکہ کو مانتے اور ان پر عمل کرتے ہیں

خدا کا خوف :۔

مخلوق میں اللہ سے ڈرنے والے اللہ کے نیک بندے ہی ہوتے ہیں۔ جتنا جس کو اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اتنا ہی وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔اسی لیئے حضور نبی کریم ﷺ کا ڈر اور خوف تمام انبیاء اولیاء سے زیادہ اور

اکمل تھا۔ کیونکہ آپ کے مراتب اور ذاتِ باری تعالیٰ کا قرب اور اللہ کی معرفت سب سے زیادہ نصیب تھی۔ اس طرح آپ ﷺ کو قرب اور معرفت زیادہ ہونے کی وجہ سے خوفِ خداوندی بھی بہت زیادہ تھا۔ حضور غوث الثقلین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جتنے جس کو مراتب قرب اور بلندی عطا فرماتے ہیں اتنا ہی اس کو اُن مراتب سے گرادینے کا خوف عطا فرمادیتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔ اور جو لوگ مقبولِ بارگاہ نہیں ہوتے اُسے خوف عطا نہیں فرماتے اور وہ بے خوفی کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ جس طرح شیطان نے عبادت تو بہت کی لیکن اُسے خدا کا خوف نہیں تھا اور اس بے خوفی کی وجہ سے لعنتی ملعون ہو گیا اور پھر توبہ بھی نہیں کی۔ الٹا متکبر اور مغرور ہو گیا۔ چونکہ حضور ﷺ کو قرب وحضور سب سے زیادہ تھا اس لئے آپ ﷺ کو خوفِ خدا بھی سب سے زیادہ تھا۔ اور اللہ کا خوف رحمتیں نازل ہونے کا اور شفاعت کا درجہ ملنے کا سبب ہے۔ جس کو خدا کا خوف نہیں اُس کا بارگاہ الٰہی میں مرتبہ بھی کچھ نہیں۔ جیسے ملعون ابلیس

س :۔ اور کفار ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ اُن کے رزق کی مالک ہیں اور نہ زمین وآسمان میں سے کسی چیز کی مالک ہیں۔ نہ کوئی اور طاقت رکھتے ہیں؟

ج :۔ اس آیت میں بت پرستوں کی حماقت اور جہالت کا اظہار ہے اور بتوں میں کسی قسم کی قدرت طاقت اور تصرف کی اللہ تعالیٰ نے نفی فرمائی ہے۔ کہ بت جب کچھ بھی نہیں کر سکتے نہ تمھیں رزق دے سکتے ہیں نہ ہی زمین وآسمان میں کسی چیز کے مالک ہیں جب بتوں کی ایسی حالت ہے تو یہ عبادت کے لائق نہیں۔ عبادت کے لائق وہی ہستی ہوگی جو کائنات میں تمام تر قوت اور اختیارات کی مالک ہوگی سو وہ اللہ کی ذات پاک ہے اُسکے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں

بتوں کے پجاریوں کو ان کی عبادت کا سوائے جہنم کے اور کوئی پھل نہیں ملے گا اس آیت میں نبیوں اور ولیوں کی قدرتِ تصرف اختیارات علمِ غیب اور شفاعت کی کہیں بھی نفی نہیں آئی۔ بلکہ اس آیت میں بت اور بتوں کے پجاری مخاطب ہیں۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام بتوں کی طرح نہیں ہوتے۔ ان اللہ کے نیک معزز مقبول بندوں کو بتوں سے مثال دینا صریحاً کفر ہے۔ اور ایسا صرف کافر اور منافق ہی کرتے ہیں۔

شرح کی تعظیم:۔

انبیاء کرام اور اولیاء عظام تصرف کی قدرت رکھتے ہیں۔لیکن اللہ کی تقدیر پر شاکر اور راضی ہونے کی وجہ سے دم نہیں مارتے۔ اگر چاہیں تو ایک دم میں اُلٹ پُلٹ کر دیں۔ یہ عام لوگوں کی بات نہیں بلکہ بڑے بڑے بزرگوں کا فرمان ہے اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

شیخ مصلع الدین سعدی:۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ اگر صحیح عقل اور سمجھ تجھے نصیب ہے تو انبیاء اولیاء کی بے ادبی سے بھاگ۔ کیونکہ یہ اللہ کے خاص بندے آدمی کے لباس میں اللہ تعالیٰ کے پہلوان ہیں۔ پہاڑ کو ایک نعرہ سے اُکھاڑ دیتے ہیں اور شہر کو ایک آہ سے اُلٹ پُلٹ کر دیتے ہیں۔

انبیاء کرام اور اولیا عظام کی قدرت تصرف یعنی معجزہ اور کرامت ظاہر کرنے کی قوت قرآن وحدیث اور معتبر کتابوں سے ثابت ہے۔ جیسے حضور ﷺ کا چاند کے دوٹکڑے کر دینا اور پانی برسانا، مُردوں کو زندہ کرنا، بیماروں کو شفا عطا فرمانا ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا تھوڑے کھانے سے بہت لوگوں کا پیٹ بھر جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا، تھوڑی دیر میں لمبا سفر طے کر جانا اور حضرت سلمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا کا پلک جھپکانے میں سینکڑوں کوس کے فاصلہ سے ملکہ بلقیس کا تخت لے آنا۔ حضرت مولیٰ علی علیہ السلام کا فرات کی طغیانی کو عصاء کے ایک اشارہ سے اُتار دینا۔ ان واقعات کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے ایک خط سے دریائے نیل پانی سے بھر گیا:۔

مصر میں پرانا دستور تھا کہ جب دریا نیل خشک ہو جاتا تو مصر کے لوگ ایک خوبصورت کنواری دوشیزہ خوبصورت لباس اور زیور سے دلہن کی طرح سجا کر دریا کی بھینٹ چڑھاتے ایک دم دریا پانی سے بھر جاتا لڑکی بیچاری ڈوب کر مر جاتی۔ اور دریا سال بھر بہتا رہتا۔ مصر کی پیداوار شادابی اور خوشحالی کا

دارومدار اُسی دریا کے پانی پر تھا۔ جب مصر پر مسلمان قابض ہو گئے تو ایک سال فصلوں کا موسم گزرتا جارہا تھا اور دریا میں پانی نہ آیا تو لوگوں نے اسلامی گورنر سے کہا کہ دریا میں پانی لانے کیلئے ہم لوگ ہر سال ایک جوان کنواری لڑکی اس کی بھینٹ چڑھاتے ہیں تو پانی آتا ہے۔ اب آپ بتائیں کیا کرنا چاہیے۔ گورنر نے کہا میں دربارِ خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ کو عرضی بھیجتا ہوں۔ جو حکم وہاں سے آئے گا ویسے کریں گے۔ میں خود کچھ نہیں کہہ سکتا۔ عرضی بھیجی گئی اور جواب عطا ہوا کہ بس یہ ہمارا خط دریا میں ڈال دیا جائے خط کا دریا میں ڈالنا تھا کہ فوراً دریائے نیل پانی سے بھر گیا اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا بہنے لگا۔ اور آج تک بہہ رہا ہے کبھی بھی خشک نہیں ہوا حالانکہ دنیا کے تمام دریا سردیوں میں خشک ہو جاتے ہیں اس دن مصریوں کی کنواری لڑکی کے بھینٹ چڑھانے کی ظالمانہ احمقانہ گمراہی اور بے دینی کی رسم ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی دربارِ خلافت کی تحریر کا مفہوم یہ تھا کہ اے نیل دریا اگر تیرا چڑھنا اور اترنا اللہ کے حکم سے ہے تو فوراً جاری ہو جا اور اگر تو اپنی مرضی سے چلتا تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں۔

خدادادتصرفات:۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے عصا کے اشارے سے دریا فرات فوراً اُتر گیا اور نیل دریا میں حضرت عمر کے خط سے فوراً پانی آ گیا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو کیسی عظیم الشان تصرف کی قوت عطا فرمائی تو ایسے بزرگوں کی عطائی قوت کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ چھوٹے بڑے سب عاجز و بے اختیار ہیں کیسی کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ ایسا کہنا قرآن وحدیث کا انکار ہے۔

نبیوں ولیوں اور فرشتوں کی طاقت وقدرت:۔

اس سوال میں جو آیت درج ہے اس میں صرف بتوں کی قدرت طاقت اور اختیارات کی نفی ہے۔ کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رزق میں دیتا ہوں کافر بت پرست بتوں کو رازق سمجھتے ہیں زمین وآسمان میں سب کچھ میری ملکیت ہے۔ بت پرست بتوں کو مالک سمجھتے ہیں۔ اس آیت میں

نبیوں ولیوں اور فرشتوں کی طاقت اور قدرتِ تصرف کی نفی اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی بتوں کی قدرت طاقت اور اختیارات کی نفی کرنے سے نبیوں ولیوں اور فرشتوں کی طاقت اور اختیارات کی نفی نہیں ہوگی کیونکہ یہ بت نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فرمانِ خدا:۔

بے شک یہ قرآن ایک بزرگ مرتبہ خدا کے ایلچی جبرائیل علیہ السلام کا لایا ہوا اللہ کا کلام ہے جو خدا کا بھیجا ہوا ایلچی ہے۔اور صاحبِ عرش کے نزدیک بلند مرتبہ ہے۔امین ہے۔کلامِ خدایوں کا توں پہنچا دیتا ہے۔اور اُس عالمِ غیب کا پیشوا ہے اور اُس کا حکم مانا جاتا ہے۔

تفسیر شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ:۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی قوت اور امانت کی تعریف فرمائی ہے اور آپ کی صفت وثناء بیان فرمائی ہے۔ اپنی قوت کا کوئی واقعہ بیان کریں۔

جبرائیل علیہ السلام کی قوت کا واقعہ:۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر قوت عطا فرمائی ہے کہ مجھے قوم لوط کے چار شہروں کو غرق کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا ان شہروں میں سے ایک شہر سدوم تھا۔جس میں عورتوں اور بچوں کے سواء چار لاکھ ہتھیار بند آدمی تھے میں ان سب شہروں کو زمین کے ساتویں طبقہ سے اُکھاڑ کر اپنے ایک پر کے اوپر رکھ کر آسمان کے اتنے قریب لے گیا کہ آسمان کے رہنے والے ان شہروں کے مرغوں کی بانگ اور کتوں کے بھونکنے کی آواز سنتے تھے۔پھر میں نے ان شہروں کو اُلٹا کر نیچے پھینک دیا۔اور اس سارے کام میں مجھے کچھ تھکاوٹ اور تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور چاروں شہروں کا وزن مجھے اتنا محسوس ہوا جیسے ایک آدمی کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

س :۔ قرآن کریم میں ہے کہ اللہ کے سوا ایسی چیز کو مت پکارو جو تجھے نہ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو بیشک تو اس وقت ظالموں سے ہوگا؟

ج :۔ اس آیت میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ بتوں کی عبادت کرنے اور ان سے مدد طلب کرنے سے منع کر رہے ہیں اور بت پرستوں سے فرمارہے ہیں کہ اپنے آپ پر ظلم نہ کرو یہ بت کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن نبیوں اور ولیوں کے بدعقیدہ لوگ بتوں والی آئیتوں کو نبیوں اور ولیوں پر لگاتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ بت نہیں ہوتے با اختیار لوگ ہیں اللہ کے مقبول بندے ہیں بت تو عام انسانوں جیسے بھی نہیں ہوتے تو ان کو نبیوں اور ولیوں جیسے کہنا بالکل ذلیل حرکت ہے۔ اور ایسی حرکتیں کرنے والے مسلمان تو کیا انسانیت سے خارج ہیں اس اگلی آیت پر غور فرمائیں۔

قرآن پاک :۔

اے نبی لوگوں سے کہو کہ خدا کے سوا تم جن کو خدائی میں شریک سمجھتے ہو وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر اختیار رکھتے ہیں۔ اور نہ زمین و آسمان کے بنانے میں ان کا کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مدد گار اور خدا کے ہاں شفاعت کام نہیں آتی مگر اس کی شفاعت کام آئیگی جس کو اللہ اجازت فرمائیں۔ جب کوئی حکم اللہ کے ہاں سے نازل ہوتا ہے تو مارے ڈر کے گھبرا اُٹھتے ہیں جب گھراہٹ ان کے دلوں سے دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمھارے پروردگار نے کیا حکم دیا کہتے ہیں جو حکم دینا چاہیے تھا وہ ہی دیا اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے

تفسیر :۔

ان آیات قرآنی سے تو صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بت پرستوں سے کہہ دو کہ خدا کے سوا بتوں کو خدائی میں شریک سمجھتے ہو ان کو یعنی بتوں کو زمین و آسمان میں کوئی اختیار نہیں اور نہ ہی زمین و آسمان کے بنانے میں ان کو کوئی کردار ہے اور نہ ہی اللہ نے بتوں کو

شفاعت کا حق دیا ہے بلکہ شفاعت کا حق اور شفاعت کرنے کی اجازت کا وعدہ نبیوں اور ولیوں سے فرمایا ہے اور جب اللہ کی طرف سے حکم آتا ہے تو بت پرست بہت گھبراتے ہیں پھر گھبراہٹ ختم ہونے پر نبی کریم ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہی حکم فرمایا جو فرمانا چاہیے تھا یعنی بتوں کی پوجا چھوڑ دو یہ تمھارا بُرا یا بھلا کچھ بھی نہیں کر سکتے اسلام لے آؤ اور بڑی شان والے اللہ کی عبادت کرو جو عبادت کے لائق ہے۔

عبادت کا حقدار ہونے کی تین صورتیں ہیں:۔

عقل کی رو سے عبادت کا مستحق ہونے کے لئے تین صورتیں ہیں ا۔جس کی عبادت کی جائے وہ کائنات کا مالک ہو۔۔کائنات کے مالک کا حصہ دار ہو یعنی شریک ہو۔۔مالک کا وزیر ہو۔

ان تینوں صورتوں میں سے بتوں میں کوئی صفت بھی نہیں ہے۔ بتوں کے نہ ہاتھ میں پکڑنے کی طاقت نہ پاؤں میں چلنے کی قوت اگر ان کو گرادیں تو نہ اُٹھنے کی طاقت۔ان کیلئے عبادت کے حقدار ہونا اور ان کی عبادت کرنا گمراہی بیوقوفی اور نادانی ہے کہ ان کو حق اور ناحق میں تمیز نہیں اور نہ ہی یہ شفاعت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بتوں نے اپنے پوجنے والوں سے کب کہا ہے کہ ہم تمھاری قیامت میں سفارش کریں گے بت پرستوں کا اپنا وہم ہے۔ کیونکہ بت تو باتیں نہیں کرتے نہ بولتے ہیں نہ سنتے ہیں وہ تو بے جان ہیں پتھروں سے گھڑ کر کافروں نے خود بنائے ہیں۔اُمت کے ساتھ شفاعت کا وعدہ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ حشر میں مجھے شفاعت کا حق اپنے وعدے کے مطابق عطا فرمائیں گے۔اور میں اپنی امت کی شفاعت کرونگا اور میری اُمت کے ولی بھی شفاعت کریں گے اور میری امت کے لاکھوں لوگ ان کی شفاعت سے بلاحساب جنت میں جائیں گے۔{مناقب حضرت خواجہ اویس قرنیؒ}

بت پرستوں کا گمان:۔

ان بتوں کے پوجنے والوں کا گمان بالکل غلط باطل اور فاسد ہے۔اس لئے کہ شفاعت تو اس کی

مفید ہوگی جس کو اللہ کی طرف سے شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی اور بتوں کو یہ اجازت بالکل نہیں ہوگی کیونکہ قرآن وحدیث سے نبیوں اور ولیوں کو اجازت ملنے کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو شفاعت کرنے کی اجازت فرمائیں گے لیکن بتوں کے بارے میں ایسا کوئی ثبوت نہیں بت کفر کی علامت ہیں کافروں کو ایسا حق کبھی نصیب نہیں ہوسکتا۔ نبوت اور ولایت بزرگی اللہ کے قرب کی علامت ہیں یہ صرف ان کو حق شفاعت نصیب وعطا ہوگا

فرمان الٰہی:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ شفاعت کرنے کے حق دار ہونگے ان کو شفاعت کی اجازت دیکر ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دیں گے۔ یعنی اللہ نے نبوت اور ولایت کا درجہ صرف انسانوں کو دیا ہے اور ان کے نیک لوگوں کو گنہگاروں کی شفاعت کے لئے اجازتِ شفاعت پانے والا بنایا ہے۔ باوجود اس کے جب قیامت کی ہولناکیاں ان پر ظاہر ہونگی اور اللہ کی عظمت و کبریائی ان پر تجلی کرے گی تو ان کے حواس ٹھکانے نہ رہیں گے تو آخر کار رحمت الٰہی کی تجلی ان پر لطف وکرم فرمائے گی۔ اور وہ لوگ سکون وقرار پکڑیں گے۔ اس روز جب لوگوں سے ان کے قول وفعل کی پوچھ گچھ ہوگی تو اولوالعزم کا جسم بھی خوف سے کانپنے لگے گا یعنی مقبولِ بارگاہ لوگوں کا قیامت میں یہ حال ہوگا تو پھر بتوں کا کیا ذکر اور بتوں کے شفاعت کرنے کا کیا مطلب جبکہ اللہ نے بتوں میں کوئی معمولی کمال بھی نہیں رکھا۔ پتھر کی مورتی اور تصویر ہونے کے سوا کسی مرتبہ کا بھی اللہ نے شرف نہیں بخشا۔ بس اس آیت میں بتوں کی شفاعت کی نفی اور انبیاء اولیاء کی شفاعت کو ثابت کیا ہے۔

شفاعت دعا ہے:۔

شفاعت دعا کے معنوں میں ہی ہوتی ہے۔ کسی کی شفاعت کرنا سفارش کرنا دعا کرنا مطلب سب کا ایک ہی ہے دعا ہر آدمی کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو مرضی مانگو جس وقت مانگو دینا یا نہ دینا یہ اللہ کی اپنی

مرضی ہے دعا کرنے کا حق اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو عطا فرمایا ہے۔لیکن شفاعت یا سفارش کرنا یہ صرف انبیاء اور اولیاء کا حق ہے۔ عام لوگ یہ حق نہیں رکھتے۔قرآن پاک سے ثابت ہے کہ شفاعت کا حق اور اجازت اللہ نے نبیوں اور ولیوں کو ہی عطا فرمایا ہے۔شفاعت یا سفارش دنیا میں ہو عالم برزخ میں ہو یا میدانِ حشر میں ہو اہل ایمان ازل سے ہی اس کے اجازت یافتہ ہیں۔ اس کا اظہار دنیا میں بھی ہوتا رہتا ہے قبر و حشر میں بھی ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت قبول کرنے کا اللہ کا وعدہ:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ لوگ جو گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرلیں اور رسول اللہ ﷺ کے آستانہ پر حاضر ہوں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور نبی ان کی بخشش کیلیے دعا فرمائیں تو وہ لوگ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان پائیں گے

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا کہ گناہوں کی بخشش اور معافی مانگو اپنوں کے لئے اور عام اہل ایمان یعنی ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے بخشش اور معافی کی دعا مانگیں

حدیث پاک:۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کی نماز جنازہ سو مسلمان پڑھیں اور اس کی شفاعت کریں اللہ تعالیٰ اس میت کو بخش دیتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عالم اور طالب علم کسی گاؤں سے گزر جائیں تو اُس گاؤں کے قبرستان سے اللہ تعالیٰ چالیس دن تک عذاب اُٹھا دیتے ہیں۔

حدیث پاک: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اُمت کے بڑے بڑے گنہگاروں کیلئے میری شفاعت ہوگی

اہل حدیث محقق تفتازانی:۔

نے کہا کہ شفاعت کی یہ حدیث مشہور ہے بلکہ شفاعت والی اور حدیثیں بھی متواتر آرہی ہیں۔معتبر

اور صحیح ہیں۔ تمام اُمت کا ان پر اتفاق ہے۔ اور عقائد نسفی میں کہا شفاعت کرنا رسولوں کا اور خدا کے نیک بندوں کا ثابت ہے۔

شرح عقائد نسفیہ:۔

میں فرمایا ہمارے دعویٰ کے لئے جو حدیثیں صحاح ستہ میں آئیں ہیں کافی ہیں۔ مرے ہوؤں کی بخشش کیلئے دعا کرنے کے متعلق خاص کر نماز جنازہ کی اور سلف صالحین سے ان کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر مرنے والوں کو ان دعاؤں سے فائدہ نہ ہوتا تو نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت کیا تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے دربار میں مقبول بارگاہ لوگوں کی شفاعت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

پابندی کے بغیر شفاعت:۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کا حق عطا فرمایا ہے۔ تو ان کے لئے یہ پابندی نہیں ہے۔ کہ ہر فرد کے بارے میں اللہ سے دریافت فرمائیں کہ کس کی شفاعت کریں یا کس فرد کی شفاعت نہ کریں۔ فرداً فرداً اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ معتبر کتابوں اور قرآن حدیث میں مطلق شفاعت کے بارے میں ثابت ہے قید و بند کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔

حضرات انبیاء اولیاء نے حاجت مندوں کے لئے دعائیں کی ہیں اور وہ دعائیں بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہوئی ہیں اور یہ ثابت نہیں کہ یہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر فرد کیلئے جدا جدا اجازت حاصل کرتے تھے۔ پیچھے حدیث درج ہو چکی ہے کہ جس میت پر سو مسلمان جنازہ کی نماز پڑھیں اور مرنے والے کی شفاعت یعنی بخشش کی دعا کریں تو اللہ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت مقبول ہو گی اور مرنے والے کی بخشش ہو جائے گی۔ معتبر کتب سے ثابت ہے کہ پرہیز گار لوگوں نے مخلوق کے لئے دعائیں کیں اور وہ مقبولیت کے درجہ کو پہنچیں اور ان لوگوں کا اللہ سے اجازت طلب کرنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ جس حاجت مند نے عرض کی تو ان بزرگوں نے دعا فرمائی اور اللہ نے اُن کی حاجت روائی فرما دی۔

بعض اوقات حضرات انبیاء اولیاء کی دعائیں مقبول نہیں ہوئی ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے

بیٹے کنعان کیلئے دعا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد آذر کیلئے دعا قبول نہیں ہوئی اگر دعا اور شفاعت اللہ کی اجازت نازل ہونے کے بعد ہی کی جا سکتی ہے تو پھر نا منظور ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں قبول نہ ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ سے اجازت حاصل کیے بغیر ہی دعائیں کی تھیں قبول کرنا یا نا کرنا اللہ کی مرضی اور رضا پر ہے۔

نبیوں اور ولیوں کی اکثر دعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور بہت کم شاذونادر کبھی کبھار کوئی دعا قبول نہیں فرماتے لیکن قانون یہ ہے کہ اللہ اپنے مقبولِ بارگاہ بندوں کی دعائیں قبول فرماتے ہیں۔ اور کبھی کبھی اپنے قانون کے خلاف اپنی قدرت کا اظہار فرماتے ہیں۔ جس طرح بچوں کی پیدائش کے بارے میں اللہ کا قانون ہے کہ مرد اور عورت شادی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرماتے ہیں۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی پیدائش اسی قانون کے مطابق ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اس قانون کے خلاف فرما دی اور اپنی قدرت کا اظہار فرمایا کہ میں یعنی اللہ باپ کے بغیر بھی اولاد عطا فرما سکتا ہوں۔ کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہیں اور آدم علیہ السلام کو دونوں کے بغیر یعنی ماں اور باپ کے بغیر پیدا فرما دیا یہ اللہ کی قدرت ہے قانون نہیں قانون وہی ہے کہ مرد عورت شادی کریں گے تو اولاد پیدا ہوگی۔ اماں حوا کو آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا فرما دیا۔ حالانکہ اس کے بعد کسی مرد کو نہ حمل ہوا اور نہ اولاد پیدا ہوئی عورتوں سے ہی پیدائش ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح نبیوں اور ولیوں کی دعاؤں اور شفاعت کا قبول ہونا اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور کبھی کسی دعا کو قبول نہ کرنا یہ اللہ کی قدرت ہے۔ قانون کی پابندی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کوئی مجبوری نہیں۔ اللہ کے کسی کام کے بارے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ کہ ایسا کیوں کیا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شفقت اور شانِ کریمی و رحیمی ہے۔ کہ وہ اکثر دعائیں قبول فرماتے ہیں۔

اُمت کیلئے دعائے بخشش:۔

سعد ابن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مکے سے مدینہ جانے کیلئے نکلے جب ہم مقام نمر وزاء کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اونٹنی سے اترے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر ایک گھڑی

پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر سجدہ میں چلے گئے۔کافی لمبا سجدہ کیا پھر سجدہ سے اُٹھے اور دوبارہ ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی پھر سجدہ ریز ہو گئے اس طرح تین بار سجدہ فرمایا اور تین بار ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا۔

بخشش کی بشارت:۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کی بخشش کیلئے دعا کی۔اللہ نے میری تہائی اُمت کی بخشش فرما دی۔ پھر اس نعمت اور مہربانی اور شکر گزاری کیلئے میں نے اپنے رب کو سجدہ کیا۔سجدہ سے اُٹھ کر باقی اُمت کیلئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی اُمت اور بخش دی تیسری بار میں نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور باقی اُمت کیلئے اپنے پروردگار سے بخشش کی دعا کی۔اللہ تعالیٰ نے اس حصہ کی بھی بخشش فرمادی۔اس طرح میری ساری امت کی اللہ تعالیٰ نے بخشش فرمادی۔

سب سے بڑی شفاعت کا مقام یعنی مقامِ محمود:۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ مقامِ محمود سے مراد وہ مقام ہے کہ اس مقامِ محمود کے صاحب یعنی ہمارے رسولِ اکرم ﷺ کی قیامت کے دن ہر زبان تعریف کرے گی۔یعنی جن و انسان اور فرشتے سب مخلوق آپ ﷺ کی تعریف کرے گی اور اس پر رشک کرے گی کہ یہ مقام قرب و شفاعت کا ہے اور یہ ایسا دن ہوگا کہ تمام عالم والے حیران و سرگرداں ہوں گے۔نبیوں اور رسولوں میں سے کوئی بھی حق تعالیٰ کی ہیبت سے دم نہ مار سکے گا اور سر اوپر نہ اُٹھا سکے گا۔اس وقت حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے پردہ ءعزت میں ہوں گے اور شفاعت کا دروازہ کھولیں گے۔

حدیث شریف:۔

میں آیا ہے کہ پروردگار رب العالمین حضور ﷺ کو اپنی ایسی حمد و ثنا کی تعلیم و تلقین فرمائیں گے کہ ایسا کرنے سے رحمت کا دروازہ کھل جائے گا اور آپ ﷺ کو عرش پر اعزاز و کرام کے ساتھ شاہی تخت پر

بٹھایا جائے گا اور سبز رنگ کا خاص لباس آپ ﷺ کو پہنایا جائے گا۔ اور اجازت دی جائے گی کہ آپ ﷺ جو کچھ بھی چاہتے ہیں فرمائیں اور جو مرضی مانگیں سب کچھ عطا فرمایا جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ مقامِ محمدی ﷺ کیا ہے۔ اور اس مجلس کے صدر و سلطان کون ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جس مقام پر یا رسول اللہ آپ ﷺ کو انبیاء کرام کی صدارت بخشی جائے گی۔ اُس مرتبہ و وجاہت اور منزلت میں آپ ﷺ سب سے بڑھ کر ہوں گے۔

س :۔ جو کوئی کسی نبیؑ ولیؒ امام شہید فرشتہ یا پیر کو اللہ کی جناب میں شفیع سمجھے سو اصل مشرک اور بڑا جاہل ہے۔ مومن اور سمجھدار وہ ہے جو بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اسکے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں چاہتا

ج :۔ حضرات انبیاء و اولیاء سے شفاعت چاہنا بلاؤں دکھوں بیماریوں سے نجات کیلئے دعا کی التجا کرنا۔ نذر و نیاز پیش کرنا یہ اللہ سے بھاگنا اور باغی ہونا نہیں ہے عین قرآن و حدیث کیمطابق ہے صحیح ایمان اور عقیدہ ہے اول نبی آدم علیہ السلام سے ثابت ہے کہ انھوں نے حضرت محمد ﷺ کو اپنا شفیع سمجھ کر اُنکے وسیلے سے دعا کی اور بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ باری تعالیٰ تبلیغ میں میرا کوئی مدد گار بنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا بھائی ہارونؑ تیرا مدد گار رہے۔ دونوں نبیوں سے یہ نہ فرمایا کہ تم مشرک ہو میرے غیر کو مدد گار سمجھتے ہو اور اُنکے وسیلہ سے معافی مانگ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں کہ اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو میرے محبوب ﷺ کے در پر آ جاؤ وہ تمھاری شفاعت کر دیں تمھارے گناہوں کی معافی کیلئے دعا کر دیں مجھے بخشنے والا پاؤ گے اس آیت میں اللہ اپنے حبیب ﷺ کو شفیع بنانے کا خود حکم فرما رہے ہیں تو کیا یہاں اللہ شرک کا حکم فرما رہے ہیں اللہ کبھی شرک کا حکم نہیں فرماتے

نبیوں اور ولیوں نے اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے اللہ کا مقابلہ نہیں کیا اللہ کا انکار اور مقابلہ نمرود، فرعون، شداد اور ابوجہل وغیرہ نے کیا۔ خدائی کے دعوے دار تھے جسطرح نمرود نے پوچھا کہ تمھارا خدا کیا کرتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا رب جسے چاہتا ہے زندگی بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے مار دیتا ہے تو نمرود نے بھی دو قیدی منگوائے ایک کو قتل کر دیا دوسرے کو آزاد کر دیا اور کہنے لگا دیکھو یہ کام میں نے

بھی کر دیا میں ہی خدا ہوں اللہ کے مقابل یہ لوگ تھے نہ کہ نبی اور ولی۔ بلکہ ان کی اطاعت عین دین ہے کیونکہ اللہ حکم فرماتے ہیں میری اطاعت کرو میرے رسول کی اطاعت کرو اور اولوالامر کی اطاعت کرو ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ نبیوں اور ولیوں نے ہی مخلوق کو اللہ کا پتہ بتایا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا رسیدہ اور اللہ کے عارف ہوتے ہیں۔

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شفاعت:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے وصال کے بعد خاص میری زیارت کیلئے آیا میری زیارت کے ارادہ کے سوا اور کوئی حاجت اس کو نہیں لائی تو اس کا مجھ پر حق ہوگا کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں یعنی شفاعت کروں۔

دوسری حدیث:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔ اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔

آلِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ:۔

حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

خدایا بحق بنی فاطمہؑ — کہ بر قولِ ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من ودست و دامانِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ:۔ اے اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام کے واسطہ اور وسیلہ سے میرا خاتمہ ایمان پر کرنا۔ تو خواہ میری دعا رد کردے لیکن پھر بھی میرا ہاتھ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں ہوگا یعنی آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کو پکڑے رکھوں گا۔ نہیں چھوڑوں گا۔

س:۔ الغرض جس طرح ہر حاجت اللہ کو سونپنا چاہیے۔ اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار پر چھوڑ دیں وہ جسے چاہے ہمارا شفیع بنادے؟

ج :۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی۔ وہ کتاب وسنت کی باریکیوں کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فرمان اور سنت کو جان سے عزیز سمجھتے تھے۔ انھوں نے اور ان کی پیروی کرنے والے تابعی تابعین اور دین کے اماموں نے بارگاہ رسالت میں التجا اور طلبِ شفاعت کی ہے اور ایمان کا سرمایہ سمجھا۔ اگر دربارِ رسالت سے شگاعت کا طالب ہونا اور بارگاہِ رسالت سے مدد مانگنا یہ خداوندِ عالم سے شرک و بغاوت اور فرار ہوتا تو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین کے پیشوا یعنی اولیاء کرام کبھی ایسے کام نہ کرتے اور ان کاموں کو دین کی فلاح کا سبب نہ سمجھتے اور ان کاموں سے اللہ کی معرفت اور رضا کبھی حاصل نہ کر سکتے۔

حضرت عمر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجا:۔

حدیبیہ کے مقام پر صلح حدیبیہ کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سمیت کم وبیش بیس دن قیام کرنا پڑا اور پھر مدینہ منورہ واپسی ہوئی راستے میں کھانے پینے کا سامان کم ہو گیا تو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ کھانے کا سامان ختم ہو گیا ہے اب کیا کریں تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سواری کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ ذبح کر لو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم چھریاں وغیرہ لیکر چل پڑے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو روکا اور فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ اونٹ ذبح کرنے میں جلدی نہ کرو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کر لینے دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ درگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرمی کا موسم ہے صحرا کا سفر ہے اگر سواری کے اونٹ ذبح کر لئے تو سامان سروں پر اٹھا کر پیدل سفر کرنا بہت مشکل ہو جائیگا۔ بہت پریشانی ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے کہ عمر رضی اللہ عنہ کیا چاہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے ایک چٹائی بچھوادی اور فرمایا اعلان کر دو جس کے پاس جو کچھ ہے لا کر اس چٹائی پر رکھ دو۔ کسی کے پاس چند کھجوریں کسی کے پاس مٹھی بھر ستو اور کسی کے پاس مٹھی بھر چنے تھے۔ سارا سامان دو تین کلو سے زیادہ نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سارے سامان کو اپنی چادر مبارک سے ڈھانپ کر تین دفعہ قل ھو اللہ پوری سورت اور ایک دفعہ الحمد شریف پڑھ کر برکت کی دعا فرمائی او

راعلان فرمایا کہ سب قافلے والے اپنے اپنے بورے بھر لو سب قافلہ اپنے اپنے توشہ دان بھر چکا تو اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا چٹائی پر سامان اُسی قدر موجود تھا ذرا بھی کم نہ ہوا۔ اصحابہؓ کا عمل عین دین ہے ان کی بخشش کی بشارتیں قرآن و حدیث میں موجود ہیں اب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے التجا کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ اللہ سے مانگو مجھ سے کیوں مانگ رہے ہو یہ تو شرک ہے ایسا نہ فرمایا بلکہ ان کی آرزو اور التجا کو پورا فرمایا {شرح صدور}

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس سے چشمہ جاری:۔

جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن پانی ختم ہو گیا سب لوگوں پر پیاس نے غلبہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک چھاگل میں تھوڑا سا پانی تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وضو فرما رہے تھے اور سب اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دیکھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے جو ہماری طرف اس طرح دیکھ رہے ہو اور بہت پریشان معلوم ہوتے ہو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس نہ پینے کا پانی ہے اور نہ وضو کرنے کیلئے ہے۔ پانی ختم ہونے کی پریشانی ہے کرم فرمائیں کہ پانی کا مسئلہ حل ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی چھاگل میں جس سے وضو فرما رہے تھے اپنا دستِ مبارک رکھ دیا اور فوراً چھاگل سے پانی ابلنے لگا جیسے چشموں سے پانی ابلتا ہے۔ اور چھاگل سے باہر پانی زمین پر بہنے لگا سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پانی پیا وضو بھی سب نے کر لیا اور سب نے اپنے اپنے مشکیزے بھر لئے اور اونٹوں کو بھی پانی پلا لیا اور سب قافلے والوں کی ہر قسم کی پانی کی حاجت پوری ہو گئی تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سیراب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ اقدس چھاگل سے باہر نکال لیا اور پانی بہنا بند ہو گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ اس دن کتنے لوگ تھے تو جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اگر لاکھوں آدمی بھی ہوتے تو پانی سب کو پورا ہو جاتا مگر ہم ڈیڑھ دو ہزار آدمی تھے۔ {شرح صدور}

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے التجا کی اللہ سے نہیں کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انشاء اللہ کہے بغیر چشمہ جاری فرما دیا۔ اللہ سے دعا بھی نہیں کی۔ عطائی اختیارات

سے تصرف فرمایا اور سب قافلے والے سیراب ہو گئے انبیاء کرام اور اولیا عظام سے مانگنا اور اُن کا عطا فرمانا عین دین ہے قرآن وحدیث کے مطابق ہے کسی طرح بھی شرک نہیں۔

بھوکوں کو کھانا پیاسوں کو پانی:۔

حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے التجا کرنا مدد اور شفاعت طلب کرنے کے بے شمار واقعات حدیثوں اور معتبر کتابوں سے ثابت ہیں یہی ان لوگوں کے عقائد اور اعمال ہیں۔ اور یہ لوگ امت مرحومہ کے افضل ترین لوگ ہیں تمام امت میں دین کی باتیں اور دین کے گہرے راز سب سے بڑھ کر جاننے والے ہیں ہر ایک شرک سے پاک ہیں ان سے بڑھ کر کوئی مواحد نہیں۔ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مرادیں مانگیں اور آپ اللہ کے عطائی قدرتِ تصرف سے دعا کیے بغیر صحابہ کی مرادیں پوری فرمادیں یہاں تک کہ بھوکوں کو کھانا اور پیاسوں کو پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرف سے ملا۔ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ فرمان کبھی بھی جاری نہ ہوا کہ مجھ سے مانگنا شرک ہے اللہ سے مانگا کرو بلکہ ہمیشہ شفقت فرمائی کسی نے جو بھی مانگا عطا فرمایا۔ یہ عین دین اسلام اور توحید ہے صحابہؓ کے یہی عقائد تھے جو آج اولیاء کرام کے معتقد صوفیاء کرام کے ہیں یہی لوگ حق پر ہیں۔ ان ہی لوگوں کے عقائد اور اعمال صحابہؓ کے مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ثابت قدم رکھیں۔ آمین۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے مال اولا دو جان اور ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان۔

ابیات بلیغہ:۔

سواد ابن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اس پر گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور بیشک آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیبوں پر امین بنائے گئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے دربار میں وسیلہ بننے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب رسولوں سے بارگاہ الٰہی میں زیادہ مقرب ہیں۔ اے پاک ترین بزرگ باپ کے بیٹے اے سب چلنے والوں سے بہترین شخص ہمارا چلنا ان باتوں پر ہے جو اللہ نے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجی ہیں۔ اگرچہ اس رفتار پر چلتے ہوئے سیاہ بالوں میں سفیدی آ گئی ہے۔ اے سواد ابنِ قاربؓ سے بے نیاز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازراہِ کرم میرے شفیع بن جائیں جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا۔

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی طلب شفاعت:۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ اور حمیری نے جو شعر طلب شفاعت میں کہے تھے میں نے وہ شعر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پڑھے۔ ترجمہ۔ میں گواہی دیتا ہوں اُس اللہ کی قسم کے ساتھ جو بلندیوں کا مالک ہے اور صبح کو رات کے اندھیرے سے جدا کرنے والا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے پروردگار کی قسم کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشک مکہ مکرمہ میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سامنے میرے شفیع یعنی شفاعت کرنے والے بن جائیں۔ اے مخلوق خدا کو اصلاح و فلاح اور امن و سلامتی کی طرف بلانے والے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس نظم کو سنانے کے بعد وہ بات بھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دی۔ جو حمیری شاعر نے کہی تھی۔ جسے سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

حدیث پاک :۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بہت سے مجھ پر ایمان رکھنے والے ایسے ہیں جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں اور بہت سے میری تصدیق کرنے والے ایسے ہیں انہوں نے میرا زمانہ نہیں پایا اور فرمایا وہ سب میرے بھائی ہیں۔ یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے میرا زمانہ نہیں پایا پہلے گزر چکے ہیں۔ میری تصدیق کرنے والے میرے بھائی ہیں۔

حدیث مبارک :۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا۔ تم سب میرے بھائی ہو اور میرے بعد آنے والے میرے امتی میرے دوست ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم آپ کے دوست نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے دیکھا میری باتیں سنیں پھر ایمان لائے انھوں نے نہ میری باتیں سنیں ہونگی اور نہ مجھے دیکھا ہوگا میری تصدیق کریں گے اور

میری ایک دفعہ کی زیارت پر مال اولاد اور جان قربان کرنے کو تیار ہونگے وہ میرے دوست ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک سے شفاعت مانگنا:۔

حذب کا بیٹا محمد ہلالیؒ کہتے ہیں کہ میں مدینے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر ایک دیہاتی بدو آیا۔ اُس نے بھی قبر مبارک کی زیارت کی۔ زیارت سے فارغ ہو کر کہنے لگا یا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سچی کتاب قرآن پاک اتارا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قرآنِ پاک :۔ اور اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں اور اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ سے بخشش اور معافی چاہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی معافی کیلئے شفاعت کریں تو وہ لوگ ضرور اللہ کو توبہ کرنے والا بڑا مہربان پائیں گے۔ میں آپ کے پاس اپنے گناہ سے توبہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شفاعت مانگتے ہوئے حاضر ہوا ہوں اور رو رو کر بدو نے یہ اشعار پڑھے۔ شعروں کا مطلب یہ ہے۔

اے سب لوگوں سے بہترین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہموار زمین کی بزرگ ترین جگہ میں مدفون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے ہموار اور ناہموار زمین سب معطر ہوگئی ہے مہک رہی ہے اس قبر پر میری جان فدا و قربان جس میں پارسائی ہے اور جس میں بخشش اور کرم ہے۔

یہ عرض کرنے کے بعد وہ دیہاتی بدو چلا گیا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس بدو کو ڈھونڈ لے اور خوشخبری سنا دے کہ میری شفاعت سے حق تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔

حضرت علی سے روایت:۔

حافظ ابوعبداللہ مصباح الظلام میں امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کے تین دن بعد ایک بدو آیا اور اپنے آپ کو تربت

مبارک پر گرا دیا اور قبر شریف کی خاکِ پاک اپنے سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کچھ خدا تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سنا اُسے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا اور خدا تعالیٰ سے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یاد کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یاد کیا۔اس میں آیت بھی ہے۔

قرآن پاک :۔ اور اگر وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئیں اللہ سے معافی چاہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی مغفرت کیلئے شفاعت کریں تو پھر وہ اللہ کو ضرور توبہ قبول کرنے والا اور بہت بڑا مہربان پائیں گے۔

بدو نے اس کے بعد کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک سے آواز آئی کہ بیشک تیری مغفرت ہوگئی۔

حضرت امام مالک نے کیا تعلیم فرمائی:۔

ابوجعفر خلیفہ بغداد حضرت امام مالکؒ سے پوچھا کہ میں دعا کے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منہ کروں امام مالکؒ نے فرمایا تو پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیوں منہ پھیرتا ہے کہ وہ خدا عزوجل کے پاس تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کا وسیلہ ہیں پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منہ کر اور ان سے شفاعت مانگ تاکہ وہ تیری شفاعت کریں اور تیری بخشش ہوجائے یہ قرآن و حدیث اور معتبر کتابوں کے حوالہ جات ایمان والوں کیلئے ایمان افروز ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عقیدت اور محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ایسے ایمان افروز واقعات سے دل خوش ہوتا ہے۔اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذوق شوق پیدا ہوتا ہے۔روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔دنیا کی محبت دل سے بھاگتی ہے۔انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی محبت اور عقیدت بڑھتی ہے۔دینِ اسلام کی سمجھ بوجھ اور اولیاء کرام کی محبت دل و دماغ کو روشن کرتی ہے۔مومنوں کیلئے واقعی یہ حوالہ جات ایمان افروز ہیں۔لیکن منافقوں کیلئے شرمندگی کا باعث ہیں۔اللہ تعالیٰ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے تمام امتِ مرحومہ کو اپنے

محبوب کی محبت اور عشق عطا فرمائیں۔ آمین

س :۔ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دن میں یعنی ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سواری میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے اللہ کو یاد رکھ اللہ تجھے یاد رکھے گا۔ اور تو اُسے اپنے پاس پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور اگر مدد مانگے تو اللہ سے مانگ اور اس بات کو جان لے کہ اگر تمام گروہ انسان تجھے نفع پہنچانے میں متفق ہو جائیں تو نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اس قدر کہ اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے مگر اس قدر کہ اللہ نے لکھ دیا ہے یاد رکھ قلم لکھ چکے اور اٹھا لئے گئے تقدیر کے نوشتے خشک ہو چکے ہیں؟

ج :۔ اس حدیث مبارک میں اللہ تعالیٰ سے دعا و سوال کرنے اور مدد طلب کرنے کے بارے میں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا واحد مالک ہے کوئی اس کا شریک اور ساتھی نہیں ہے۔ کوئی چیز اس کے حکم اور اس کی مرضی کے بغیر وجود میں نہیں آتی یعنی پیدا نہیں ہوتی۔ بھائیوں اور دوستوں میں سے کوئی کسی کی حاجت کو پورا کرنے پر اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر طاقت نہیں رکھتا پس چاہیے کہ اپنی تمام حاجتیں خدا سے مانگو اور اپنے تمام مقاصد اسی سے طلب کرو حدیث کے اس حصے میں نبیوں اور ولیوں سے مدد مانگنا شفاعت طلب کرنا ان کی بارگاہ میں نذر نیاز پیش کرنے کی نفی کہیں بھی نہیں آئی کیونکہ سائل بارگاہِ خداوندی میں ان حضرات کی خداداد مقبولیت کے سبب خدا کے سامنے انہیں اپنا وسیلہ ٹھہراتا ہے اور ان حضرات سے مدد و شفاعت طلب کرنا عین اللہ تعالیٰ سے ہی مدد و شفاعت طلب کرنا ہے اور قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں آپ ﷺ کی بارگاہ سے شفاعت طلب کریں آپ ﷺ دعا فرما دیں تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ تفصیل کے ساتھ آیت قرآنی بار بار پیچھے درج ہو چکی ہیں یہاں مختصر تحریر کی گئی ہے۔

صحابہ کرام کا حضور ﷺ سے مدد مانگنا:۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ توکل یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کے اعتقاد کی باریکیوں کو جاننے والے

تھے اس کے باوجود انہوں نے اپنی مصیبتوں اور حاجتوں میں بارگاہ رسالت سے مدد اور شفاعت طلب کی ہے کیونکہ ایسا کرنا قرآن وسنت کے مطابق ہے شرک ہر گز نہیں اور نہ ہی یہ توکل کے خلاف ہے

توکل کیا ہے:۔

توکل کے معنی یہ ہیں کہ تمام ضروریاتِ زندگی کو حلال ذرائع سے جمع کرنا اور باقاعدہ انتظام رکھنا اور ایسا کرنے کے بعد اللہ پر بھروسہ کرنا کہ یہ سب کچھ اللہ نے عطا فرمایا ہے اور سمجھنا کہ وہی وسائل کا پیدا کرنیوالا ہے وہی فاعلِ حقیقی ہے سب کاموں کا کرنے والا ہے۔ بتوں اور مورتیوں کو وسیلہ نہ بنائے اس لئے کہ بتوں اور مورتیوں کو وسیلہ اور نجات کا ذریعہ ٹھہرانا اور ماننا کفر ہے۔ انبیاء اولیاء نے اسے کفر کی نشانیوں میں شمار کیا ہے۔ ہمیشہ سے ہر نبی کی اُمت میں بت کفر کی علامت رہے ہیں اُن کو کسی طرح بھی ماننا شرک ہے۔ شرک اللہ کو کبھی بھی پسند نہیں تھا کسی نبی کی اُمت میں شرک جائز نہیں تھا۔ آدم کے پیدا ہونے سے پہلے بھی شرک حرام تھا۔ کفر تھا جائز نہیں تھا اور نہ کبھی جائز ہوسکتا ہے اللہ کبھی شرک کا حکم نہیں فرماتے نبیؑ ولیؒ اور فرشتے کبھی شرک نہیں کرتے۔ نبیؑ اور ولیؒ شرک مٹانے کیلئے آتے ہیں شرک کروانے کیلئے نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائیں۔

سب کچھ تقدیر پر موقوف ہے:۔

حدیث کا آخری حصہ اس بارے میں ہے کہ تقدیر کے حق ہونے پر ایمان رکھنا واجب ہے اس پر عقیدہ مضبوط رکھنا ضروری ہے۔ کہ جو چیزیں ظاہر اور موجود ہیں اور جو ظاہر اور پیدا ہو رہی ہیں سب کچھ تقدیر میں درج ہے خواہ وہ چیزیں عالم ظاہر میں ہیں خواہ عالم غیب میں خواہ فرشتوں کا عالم ہے یا انسانوں اور حیوانوں درختوں پہاڑوں دریاؤں اور سمندروں کا عالم ہو خواہ عالم دنیا یا عالم عقبیٰ یعنی دنیا اور آخرت کی سب چیزیں تقدیر الٰہی پر موقوف ہیں۔ اس تقدیر حق کے خلاف تمام عالم کی کوشش بیکار اور بے فائدہ ہے اسی طرح شریعتوں اور دینوں کا نازل کرنا بندوں کا نماز روزہ اور دوسرے کام کرنا، لڑائیاں اور جہاد کھیتی

باڑی اور تجارت سفر اور قیام بیو پار اور کاروبار نکاح اور اولاد یہ سب کچھ تقدیر کے مطابق ظاہر ہوتا ہے یعنی جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اُسی کے مطابق ظہور میں آتا ہے۔

تشریح شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ:۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے شرح مشکوٰۃ کے باب ایمان بالقدر میں فرمایا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں کو مقررہ صفات پر پیدا فرمایا ہے اور ہر چیز اپنی مقررہ صفت اور عادت کے مطابق کام کرتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آگ کو جلانے اور گرم کرنے کیلئے پانی کو تر کرنے اور سیراب کرنے کیلئے کھانے کو پیٹ بھرنے کیلئے اور تلوار کو کاٹنے کیلئے پیدا کیا۔ لیکن تلوار کا کاٹنا، آگ کا جلانا یہ کاٹنے اور جلانے کے اسباب ہیں ان اسباب کے باوجود اللہ کام نہ ہونے دیں یعنی آگ ہو اور نہ جلائے تلوار ہو اور نہ کاٹے۔ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کیلئے اللہ کے حکم سے آگ گلزار بن گئی۔ اور تیز چھری نے اسماعیل علیہ السلام کا گلہ نہ کاٹا الغرض آدمی کے قصد و اختیار کا سبب حق تعالیٰ ہی ہے۔ جو آدمی کے فعل کو پیدا کرتا ہے اور اُس کے ہونے کے لئے شرائط اور سبب پیدا کرتا ہے یہ سب کچھ تقدیر میں درج ہے اُسی کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے۔ کسی کام کا ہونا نہ ہونا، ثواب و عذاب حق تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قرآنِ پاک :۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو ارادہ کرتا ہے حکم فرماتا ہے اور اللہ جو بھی کرتا ہے۔ اُس سے پوچھا نہیں جائے گا اور لوگوں سے اُن کے اعمال کے بارے پوچھا جائے گا۔

تقدیر کس طرح وارد ہوتی ہے:۔

کچھ لوگ کشتی میں سوار دریا عبور کر رہے تھے ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ بھائی آپ نے کہاں جانا ہے تو اُس نے ایک بستی کا نام لیا کہ میں نے اُس بستی میں جانا ہے پہلے آدمی نے کہا میں نے بھی اس بستی میں جانا ہے اکٹھے چلیں گے کشتی کنارے لگی سب لوگ اتر گئے وہ دونوں اپنی بستی کی طرف چل پڑے پہلے آدمی نے پوچھا کہ آپ کو میں نے بستی میں کبھی نہیں دیکھا آپ کس کام سے جا رہے ہیں

اس نے کہا میں تو فرشتہ ہوں فلاں آدمی کو مارنے کیلئے جا رہا ہوں اس کی زندگی کے چند منٹ باقی ہیں ہوگا ایسے کہ وہ آدمی اپنے بیلوں سے کنویں سے پانی نکال رہا ہے میں جا کر اس کے بیلوں کو روک دونگا وہ بیلوں کو چلانے کے لئے ان کے نزدیک آئے گا بیل اس کے ٹانگ مارے گا میں فوراً اس کی روح قبض کر لونگا لوگ کہیں گے بیل نے ٹانگ مار کر آدمی مار دیا میرا نام کوئی نہیں لے گا اس طرح اللہ تعالیٰ ہر کام کیلئے سبب پیدا کرتے ہیں بغیر سبب کے کوئی کام نہیں کرتے۔ اس آدمی نے پوچھا میری موت کیسے آئیگی فرشتے نے کہا تیرے اوپر چوری کا الزام لگے گا اور جنگل میں فلاں درخت کے ساتھ تجھے پھانسی دینگے اور میں تیری روح قبض کر لوں گا فرشتہ یہ بات بتا کر غائب ہو گیا اس آدمی نے بستی میں پہنچ کر دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں اور اس آدمی کی موت پر رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اس کے بیل نے زبردست لات ماری اور وہ مر گیا یہ سن کر اس پر خوف سوار ہو گیا اور گھر سے نکلنا ترک کر دیا اور سوچا کہ نہ گھر سے نکلوں گا اور نہ چوری کا الزام لگے گا کئی سال اسی طرح گزر گئے لیکن تدبیر سے تقدیر نہیں بدلتی

ایک دن ایسا ہوا کہ چند پردہ دار خواتین نے اس کا دروازہ کھٹ کھٹایا وہ باہر آیا تو ان پردہ دار برقعہ پوش عورتوں نے کسی کے گھر کا پتہ پوچھا تو وہ وہیں سے بتانے لگا تو عورتوں نے کہا بھائی آپکی بہت مہربانی ہو گی ہمیں اس گھر تک پہنچا دیں آدمی خدا ترسی کر کے ان کے ساتھ چل پڑا اس گھر کے پاس پہنچ کر کہنے لگیں کہ بھائی آپ کتنے خدا ترس، نیک اور مہربان آدمی ہیں آپ مہربانی فرما کر ہمارا ایک کام اور کر دیں آپ کا بڑا احسان ہوگا آپ ہمارا یہ سونے کا ہار بیچ کر ہمیں رقم لا دیں اتنے میں ہم یہاں سے فارغ ہو جائیں گی۔

وہ آدمی سونے کا ہار لے کر صراف کی دکان پر گیا اور ہار بیچنے کیلئے کہا سنیارے نے ہار دیکھ کر کہا یہ تو بادشاہ کی ملکہ کا ہار ہے کئی دن ہو گئے چوری ہو گیا تھا سارا شہر پریشان ہے شکر ہے چور اور ہار مل گئے اس نے کہا بھائی میں چور نہیں کچھ پردہ دار عورتیں ہیں یہ انکا ہار ہے انھوں نے مجھے بیچنے کے لئے دیا ہے آپ میرے ساتھ چلیں میں وہ عورتیں پکڑواتا ہوں صراف نے بادشاہ کے سپاہیوں کو سارا قصہ سنایا اور اس آدمی کے ساتھ ان کو بھیجا ہر جگہ ان عورتوں کو تلاش کیا لیکن کوئی سراغ نہ ملا آخر کار سپاہی اس آدمی کو ہار سمیت بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے اپنے قانون کے مطابق حکم فرمایا کہ جنگل کے فلاں درخت

کے ساتھ اسے پھانسی دے دو سپاہی اس آدمی کو لے کر جب اس درخت کے پاس پہنچے تو وہی فرشتہ وہاں کھڑا تھا۔فرشتے نے کہا بھائی اسی طرح ہم اللہ کے حکم سے ہر کام کے لئے سبب پیدا کرتے ہیں اب میں نے تجھے بھائی کہا ہے تو تیری روح اس طرح نرمی سے قبض کروں گا کہ تجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں:۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے عرض کی کہ تقدیر کس طرح وارد ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ فلاں دن اپنے فلاں صحابی کے گھر جانا وہ جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہوگا۔ جب وہ لکڑیاں لیکر آئے گا تو اُس کے لکڑیوں کے گھٹے میں سانپ بیٹھا ہوگا جب وہ گھر آ کر لکڑیاں پھینکے گا تو وہ سانپ اسے ڈسے گا اور وہ مر جائے گا۔دیکھ لینا اس طرح تقدیر وارد ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق موسیٰ علیہ السلام اُس صحابی کے گھر پہنچ گئے۔پوچھا تو گھر والوں نے بتایا کہ جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہے گھر والوں کو بہت خوشی ہوئی کہ اچانک ہمارے نبیؑ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔اُن کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہ رہا اتنے میں آپؑ کا صحابی آ گیا۔سر پر لکڑیاں اُٹھائے آپ کو دیکھ کر مارے خوشی کے جلدی جلدی چلنے لگا۔آپؑ نے دیکھا کہ لکڑیوں کے گٹھے میں سانپ بیٹھا زبان باہر نکال رہا ہے آپؑ بہت پریشان ہو گئے۔یہ سوچ کر کہ ابھی یہ گٹھا پھینکے گا اور اس کے سانپ لڑے گا یہ مر جائے گا اس گھر کی ساری خوشیاں غم میں بدل جائیں گی۔کہرام مچ جائے گا۔اور کچھ حاسد یہ بھی کہیں گے کہ اُن کا نبیؑ اُن کے گھر آیا اور اُن کا آدمی مر گیا۔آپؑ اسی طرح کی سوچوں میں پریشان ہو رہے تھے کہ آپؑ کے صحابی نے لکڑیوں کا گٹھا زمین پر پھینکا اُسے سانپ نظر آ گیا اُس نے فوراً سانپ کو مار دیا موسیٰؑ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ بلاٹل گئی لیکن آپؑ کو خوشی کے ساتھ حیرانی بھی ہوئی کہ معاملہ الٹ ہو گیا۔جب دوبارہ کوہ طور پر گئے تو سارا ماجرہ عرض کر کے دریافت کیا کہ باری تعالیٰ یہ کیسے ہو گیا۔تقدیر میں لکھا ہوا کچھ تھا اور ظاہر اُس کیخلاف ہوا اللہ نے فرمایا اے میرے کلیم آپؑ کی پریشانی کو دیکھ کر میں نے تقدیر کو بدل دیا۔

سبب اور وسیلہ شرک نہیں:۔

تقدیر کے حق ہونے پر ایمان رکھنا اسباب اختیار کرنا ذرائع کو وسیلہ ٹھہرانا توکل کے خلاف نہیں۔ اُمتِ مرحومہ کا یہی طریقہ ہے اہل اسلام کا ان حضرات انبیاء اولیاء سے مدد چاہنا خدا کی بارگاہ میں انہیں واسطہ اور وسیلہ قرار دینا۔ تقدیر کے حق ہونے پر ایمان رکھنے کے خلاف نہیں یہ اعمال وعقائد قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔عین دینِ اسلام ہیں کسی طرح بھی شرک نہیں۔

س:۔ اللہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے لیکن بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ رعایا میں سے کوئی جتنی بھی التجا کرے تو وہ مارے غرور کے خیال نہ کرے ایسا نہیں ہے تو پھر لوگ کس لئے اور امیروں کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں؟

ج:۔ اس سوال کو صحیح مان لینے سے تو نبوت کو ماننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومہربانی تمام مخلوق کے ساتھ عام ہے اور اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں تو اس صورت میں نبیوں کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے اور کسی نبیؑ اور ولیؒ کی اس کو کوئی محتاجی نہیں تو پھر یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر آدمی سے بذاتِ خود بات کریں۔ اُس کو دین کی باتیں سمجھائیں نفع ونقصان سے آگاہ کریں۔ ثواب اور گناہ سے واقفیت کرائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دوسرے بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں ہیں کہ اپنے چھوٹے بندوں سے مارے غرور کے بات نہ کریں۔ اور غریب لوگوں سے بات کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھیں۔ یہ بے دینوں کا عقیدہ ہے۔ جو نبیوں اور ولیوں کے منکر ہیں۔ نبوت اور ولایت کا انکار کرتے ہیں۔ انبیاء کرام کے معجزات اور اولیاء عظام کی کرامات کو جھوٹی کہانی کہتے ہیں۔ کہ ہوشیار چالاک لوگوں نے جاہلوں اور احمقوں کو ڈرانے کیلئے گھڑ لی ہیں۔ تاکہ دنیا کے نظام نہ بگڑے اور کچھ گمراہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب جادوگروں اور کاہنوں کی باتیں ہیں۔

وسیلہ وشفاعت کا انکار نبوت کا انکار ہے:۔

اس گمراہ گروہ کی یہ چال ہے کہ وسیلہ اور شفاعت کے انکار کے پردہ میں نبوت کا انکار کرتے ہیں۔جس طرح روزِ ازل شیطان نے سجدہِ آدم علیہ السلام کا انکار کیا یہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنا آدم کی نبوت کا انکار تھا۔ یہ لوگ بھی شیطان کے قدموں پر چلتے ہیں جس طرح اُس نےسجدے کا بہانہ بنا کر آدم علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے لعنتی اور ملعون کر دیا۔ کیونکہ اللہ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا اللہ سب کچھ جانتے ہیں۔ بالکل شیطان کی طرح یہ گمراہ گروہ شفاعت اور وسیلے کے انکار کے بہانے نبوت کا انکار کر رہے ہیں۔

یہ گمراہ گروہ کبھی شفاعت کا انکار کبھی وسیلے کا انکار کبھی سجدہ تعظیم کا انکار کبھی قرآن کا انکار کہ قرآنی آیت کو حدیث منسوخ کر دیتی ہے۔اس طرح آنے بہانے نبوت کا انکار کرتے ہیں۔اپنی عقلی دلیلوں سے قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ سادہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ خدا کا خوف نہیں ہے۔ اللہ نبیوں اور ولیوں کے دشمنوں سے اُمتِ مرحومہ کو اپنی پناہ میں رکھے۔آمین

س:۔ اللہ ایسا بادشاہ ہے کہ اُس کی رعایا کا ہر آدمی اُس کے پاس بیٹھا ہے۔ اور اللہ ہر آدمی کی عرض سننے کو متوجہ ہے پھر وہ آدمی کسی امیر وزیر کو دور سے پکارے کہ تو میری طرف سے فلاں بات بادشاہ کے حضور عرض کر دے۔پس وہ اندھا ہے یا دیوانہ؟

ج:۔ اس سوال کے مطابق نبیوں اور ولیوں کو بے بس اور بے اختیار ماننا لازم آتا ہے۔ کہ نبیوں اور ولیوں کی اللہ کے دربار میں کوئی حیثیت اور ضرورت نہیں۔عقل مندی یہ ہے کہ جو کہنا ہے اللہ سے خود ہی عرض کرو۔ایسا کرنا قرآن وحدیث کیخلاف ہے۔ کیونکہ اصحابہ اجمعین نے اللہ تعالیٰ کا قرب ہونے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر اور متوجہ جاننے کے باوجود انبیا کرام سے دعا وشفاعت اور مدد کیلئے التجا کی ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے۔

قرآن پاک:۔ اللہ نے فرمایا یہود نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے

دعا کریں۔ کہ وہ بتا دیں کی گائے کیسی ہو۔ تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تمام نشانیاں موسیٰ علیہ السلام کو بتا دیں اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتائیں ہر حکم اسی طرح ہوا کہ قوم نے جو کچھ بھی پوچھنا تھا اپنے نبیؑ سے عرض کیا اور نبیؑ نے اللہ سے عرض کیا جو جواب عطا ہوا وہ قوم کو بتا دیا اور اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اے نبیؑ تیری قوم اندھی ہے یا دیوانی میرے ہوتے ہوئے بار بار آپؑ سے پوچھتے ہیں۔ مجھ سے نہیں پوچھتے حالانکہ میں ان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں ہر وقت ان کی طرف متوجہ ہوں۔ ایسا کہیں بھی نہیں فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا آپ کی خدمت میں مردوں کو زندہ کرنے اور پیدائشی اندھوں، کوڑھ کے بیماروں کی صحت کیلئے عرض کرنا اور آپؑ کا ان کاموں کو کر دینا قرآن پاک میں ثابت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کیلئے عرض کرنا کہ بارش ہو جائے قحط دور ہو جائے کھانے پینے کی تھوڑی چیزیں زیادہ ہو جائیں۔ معتبر احادیث سے ثابت ہے پانی کی کمی کی درخواست پیش کی چشمہ جاری ہو گیا۔ اس طرح قرآن و حدیث سے ثابت ہے تمام نبیوں کے صحابہ کرامؓ اپنے نبیوں سے اپنی مجبوریوں کے بارے درخواستیں پیش کرتے تھے اور وہ التجائیں قبولیت کے درجے کو پہنچ جاتی تھیں۔ اور نبیوں نے قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے جو عرض کی قبولیت کے درجے کو پہنچی اور یہ شفاعت اور مدد طلب کرنے والے اللہ کے مقبول اور نیک بندے تھے۔ سوال کرنے والے عقلمندوں اور سمجھدار نیک لوگوں کو اپنی جہالت اور حماقت و بے دینی کی وجہ سے اللہ کے ولیوں کو اندھا اور دیوانہ کہتے ہیں۔ اللہ امت مرحومہ کو ان منافقوں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین

اولیاء کرام کی شان میں گستاخی:۔

یہ گستاخی اور بے ادبی اصحابہ کرامؓ کی شان میں کی گئی ہے۔ جو اللہ کے نزدیک نبیوں کے بعد تمام مخلوق سے مرتبہ میں بلند ہیں۔ نیک اور بزرگ لوگ ہیں سب امتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں حدیث پاک میں ہے۔ کہ پروردگار عالم نے تمام بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو تمام مخلوق کے دلوں سے زیادہ روشن اور پاک وصاف پایا تو اس پاکیزہ دل میں نبوت کا نور رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے صحابیوںؓ کے دلوں کو باقی تمام مخلوق سے زیادہ پاک صاف اور زیادہ عنایت و کرم کے لائق پایا۔ پھر ان پاکیزہ دل بزرگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت کیلئے چن لیا۔ مزید فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے تجھے پیدا کیا اور پھر تیری صحبت میں بیٹھنے کے لائق لوگوں کو بھی پیدا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ اللہ کے پسندیدہ اور منتخب بندے تھے وہ سب سے زیادہ دین کو سمجھنے والے تھے ان کا عمل عین دین ہے صحابہؓ نے اپنے خون پسینہ سے دین کو پروان چڑھایا۔ ساری امت صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلتی ہے اور جو انکی مخالفت کرے صحابہؓ کے نقشِ قدم کو چھوڑ کر اور راستہ اختیار کرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتی کہلانے کا حق دار نہیں۔

صحابہؓ کی بزرگی کا انکار نبوت کا انکار ہے:۔

صحابہ کرامؓ کی زندگی میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بخشش اور بزرگی کی بشارتیں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بہترین امت فرمایا مہاجرین کے بارے میں فرمایا کہ جن لوگوں نے میرے راستے میں ہجرت فرمائی یعنی اپنے گھر بار اور جائیدادیں چھوڑ کر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر مکہ سے مدینہ آ گئے یہ سب جنتی ہیں۔ اہل بدر کے بارے فرمایا کہ میں نے انکے دلوں کو آزما لیا ہے اب یہ کچھ بھی کریں میں نے ان کو بخش دیا یہ جنتی ہیں بیعت رضوان والوں کے بارے میں فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی انھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی میں ان سے راضی اور وہ مجھ سے راضی ان کو جنت کی بشارت سنا دو۔ عشرہ مبشرین بشارت والے دس صحابہؓ کے نام لے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یہ جنتی ہیں۔ پھر سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پاؤ گے۔ یعنی تمہاری بخشش ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں چاہتا ہوں کہ تمھارے اہلِ بیت یعنی تمہارے گھر والوں کو پاک کر دوں جس طرح پاک کرنے کا حق ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چادر

مبارک میں حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کو بٹھایا چار یہ اور پانچویں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عرض کیا کہ باری تعالیٰ یہ ہی ہیں میرے گھر والے یعنی میرے اہل بیت ان کو پاک فرمادیں اسی لئے ان ہستیوں کو پنج تن پاک کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اہل بیت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہیں جو بھی اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا۔مزید فرمایا اہل بیت کی محبت جزو ایمان ہے۔جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے پیار نہیں اس کا ایمان نہیں۔کیونکہ ایمان مکمل اہل بیت کی محبت سے ہوتا ہے۔اب غور فرمائیں کہ ایسے بزرگ اور مقبول بارگاہ لوگوں کو جو گروہ اندھا اور دیوانہ کہے جیسا کہ سوال میں کہا گیا ہے۔تو ایسا سوال کرنے والے اور ایسا کہنے والے مسلمان تو ہو نہیں سکتے۔قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ لوگ منافق ہیں یا اور کوئی بلا ہیں۔

س :۔ جو کچھ بھی مانگنا ہو اللہ سے مانگنا چاہیے اور یقین کرلیں کہ تقدیر میں جو کچھ بھی لکھا ہوا ہے۔ٹل نہیں سکتا کوئی کچھ بھی کرے وہ ہو کر رہے گا؟

ج :۔ اللہ تعالیٰ قادر ہیں جس طرح تقدیر کے لکھنے پر قادر ہیں کہ مخلوق پیدا کرنے سے پہلے لوح محفوظ پر سب کچھ لکھ دیا مخلوق کا رزق زندگی، خوشحالی، تنگدستی، صحت و بیماری ایمان و اخلاق، خوش بختی، بدبختی ،نبوت و ولایت اور ازلی شقی لوگ سب کچھ لکھ کر محفوظ فرمادیا۔جس طرح اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بالکل اسی طرح اپنے لکھے پر بھی قادر ہے کہ جب چاہے جو چاہے تبدیل کردے اُسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔دعاؤں کا قبول ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔کہ نبیوں اور ولیوں کی دعا سے نامراد لوگ مراد کو پہنچے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اسلام لانا یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کی برکت سے ہوا کہ بدبختی خوش بختی میں بدل گئی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نبیوں اور ولیوں کی دعاؤں سے تقدیر کو بدل دیتے ہیں۔اور اگر تقدیر کے بدلنے پر اللہ بھی قادر نہیں ہے تو پھر اللہ سے مدد مانگنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے لکھے کے بدلنے پر قادر نہیں مجبور ہے تو مجبور سے کچھ بھی مانگنا حماقت ہے۔ایسا عقیدہ رکھنے سے اللہ کا عاجز ہونا ثابت ہوتا ہے۔لیکن ایسا نہیں ہے۔اللہ ہر چیز پر قادر ہیں۔اپنے لکھے پر بھی قادر ہیں۔دعاؤں سے تقدیر کا بدل جانا قرآن و

حدیث سے ثابت ہے۔

قرآنِ پاک :۔ اللہ فرماتے ہیں۔اے میرے بندو تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا۔اس آیت کا نازل ہونا اور اس خوشخبری کے بعد انبیاء اولیاء کا دعائیں کرنا اور لوگوں کا ان حضرات سے دعا کیلئے عرض کرنا اور اللہ کا دعاؤں کو قبول فرمانا تقدیر کا بدل دینا عین قرآن کے مطابق ہے دینِ حق ہے لیکن بیوقوفوں اور منافقوں کی عقل سے باہر ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ان کی دعا قبول کر لی۔جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آپ سے عرض کی تھی کہ ہم من وسلویٰ کھا کھا کر اُکتا گئے ہیں آپ ہمیں اس سے نجات دلائیں اللہ سے دعا کریں تا کہ ہم زمین کی پیداوار کھائیں آپ نے اللہ سے دعا کی اور اللہ نے قبول فرمائی اب چاہے اس دعا و شفاعت کے قبول ہونے کا نام تقدیر کا بدلنا رکھ لیں۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مردِ قلندر کی بات پر غور فرمائیں۔فرماتے ہیں کہ تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کر اور ذوق و شوق سے ان کے فرمانات پر عمل کر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن جان منافقت اور شیطانیت سے بچ۔نبیوں اور ولیوں کے متعلق قرآن و حدیث کے مطابق عقائد رکھ۔جب یہ سب کچھ تو نے کر لیا تو پھر تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا کرنے والا ہو گیا۔اس کے بعد اللہ کا وعدہ ہے کہ لوح و قلم یعنی وہ تختی جس پر تقدیر لکھی جاتی ہے اور وہ قلم جس سے لکھا جاتا تیرے سپرد کر دے گا۔تیرا جو جی چاہے لکھ جو چاہے تبدیل کر چاہے ساری تقدیر نئے سرے سے لکھ لے۔جس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنی تقدیر آپ لکھی کیونکہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا کی تھی ہر چیز سے بڑھ کر یعنی رشتہ دار مال اولاد اور اپنی جان سے بڑھ کر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں کو دوست اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو دشمن سمجھتے تھے۔اس لیے دین و دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گئے اور دونوں جہانوں میں ستاروں کی طرح روشن ہو گئے۔

اب مسلمان ذلیل وخوار کیوں ہیں :۔

نبی کریم ﷺ کی بات نہیں مانتے شیطان کی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کرتے شیطان کے قدموں پر چلتے ہیں اپنے نبی ﷺ سے محبت و وفا نہیں کرتے۔ شیطان اور شیطان صفت لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔دین و دنیا کے ہر معاملے میں شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔دنیاوی حرص اور لالچ میں اندھے ہیں۔چند ٹکوں کے لالچ میں ایمان چھوڑ دیتے ہیں۔ رحمٰنِ کریم کو چھوڑ دیتے ہیں۔شیطان کو نہیں چھوڑتے جسے مرد قلندر نے اس طرح بیان کیا ہے۔کہ بتوں سے تجھے اُمیدیں اور خدا سے نہ اُمیدی۔ اللہ کے دوستوں سے محبت کرنے والے ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے اللہ کے دوست ہوگئے دین اور دنیا میں کامیاب ہوگئے۔شیطان کے دوستوں ذلیلوں اور منافقوں کے شر اور چالوں سے اللہ تعالیٰ امتِ مرحومہ کو اپنی پناہ میں رکھیں اور ان منافقوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

تقدیر کیا ہے :۔

ابن خزامہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں خبر دیں اس جادو کے بارے میں جس سے لوگ جادوگری کرتے ہیں اور خبر دیں۔دواؤں کے بارے میں جن سے لوگ علاج کرتے ہیں اور خبر دیں ان پناہوں کی۔جس سے لوگ پناہ ڈھونڈتے ہیں جیسے کہ ڈھال اور زرہ وغیرہ۔کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے کسی چیز کو روک سکتی ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کاہن جادوگر تعویذ گنڈے کرنے والے ان کے پاس جانے والے تعویذ گنڈوں پر یقین کرنے والے قرآن پاک کے منکر ہیں۔اسلام سے خارج ہیں یہ بھی تقدیر میں درج ہے کہ کتنے لوگ مسلمان کہلائیں گے۔کافروں والے کام کریں گے وہ منافق ہوں گے میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں میرے امتی نہیں عام طور پر لالچی کتا صفت لوگ روپے پیسے کی لالچ میں ان کے پیچھے پڑتے

ہیں۔ یہ گندا علم غلیظ لوگوں پر اثر کرتا ہے۔ مومنین اور مسلمان اس راستے پر نہیں جاتے۔ یہ سب کچھ بھی تقدیر میں درج ہے۔ اور اگر اللہ کے حکم سے تقدیر جاری ہو چکی ہے تو دوا مریض کو شفا نہیں دے گی اور کوئی وسیلہ پناہ نہیں دے سکتا اور اگر بچنا مقدر میں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے کہ وہ آدمی کسی اللہ کے دوست کے پاس چلا جاتا ہے اس کی دعا سے اللہ مہربانی فرما دیتے ہیں۔ تقدیر کو بدل دیتے ہیں۔ تقدیر اسباب سے جدا نہیں ہے۔ سبب بھی اللہ ہی پیدا فرماتے ہیں۔ اگر کسی کے مقدر میں منافقت درج ہے تو اس طرح کے سبب پیدا ہو جائیں گے وہ آدمی منافقوں اور شیطانی گروہ کے لوگوں سے تعلقات بڑھائے گا۔ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا یہ سب کچھ بھی تقدیر میں درج ہے۔ تقدیر سب کو گھیرے ہوئے ہے اس سب کچھ کے باوجود اللہ تعالیٰ اس بات کی قدرت رکھتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے جنم کے اندھے کو بینائی یعنی نظر اور مردے کو زندگی بخش دے اور اس سے تقدیر کے مسئلہ میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ لیکن مانگنے والے کیلئے شرط ہے۔ کہ اللہ کے نبی یا اللہ کے ولی سے دعا کرائے تو جو چاہتا ہے وہ بھی مل جائے گا اور ایمان بھی برباد نہیں ہوگا اگر جادوگروں تعویز گنڈے والوں کے پاس جاتا ہے تو منافقت اس کا مقدر ہے۔ دنیا میں ذلیل بھی ہوگا۔ قبر و حشر میں بھی لعنتی شیطان کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ اندھا ہونا، نابینا ہونا، مر جانا، زندہ ہو جانا، کافر پیدا ہونا، مسلمان ہو جانا، غریب رہنا یا امیر ہو کر منافق ہو جانا یہ سب کچھ تقدیر میں درج ہے اور حضرات انبیاء و اولیاء کی دعا اور آدمی کے نیک عمل یعنی اللہ کے دوستوں سے دوستی اور نبیوں ولیوں کے دشمنوں سے دشمنی تقدیر معلق کو بدل دینے میں پورا اثر دکھاتی ہے۔ {شرح صدور}

تقدیر دو قسم کی ہے:۔

تقدیر کی دو قسمیں ہیں۔ تقدیر معلق اور تقدیر مبرم۔

تقدیر معلق کی مثال اولیاء کرام نے ایسے فرمائی ہے کہ جس طرح چراغ میں تیل موجود ہے ہوا کے جھونکے سے چراغ بجھ گیا اُسے دوبارہ جلا دیں وہ روشن ہو جائے گا۔ جلنے لگے گا کیونکہ اس میں تیل

موجود ہے اور اگر تیل ختم ہو کر چراغ غُل ہو جائے اب جتنی مرضی کوشش کریں چراغ روشن نہیں ہو گا۔ وہ نہیں جلے گا کیونکہ جلنے والی چیز ہی ختم ہو گئی ہے۔ اسباب ختم ہو گئے ہیں۔

بالکل اسی طرح جب تک انسان کا رزق یعنی کھانا پینا اور ہوا باقی ہے کوئی حادثہ یا بیماری ایسی آ گئی کہ نظر آنے لگ گیا کہ یہ مر جائے گا۔ تو یہ آدمی کسی بزرگ کی دعا سے یا ڈاکٹر، حکیم کے علاج سے بچ جائے گا۔ صحت یاب ہو جائے گا کیونکہ اس کا رزق باقی ہے اس کے بچنے کے اللہ سبب پیدا فرما دیں گے اِسے تقدیر معلق کہتے ہیں یہ ٹل سکتی ہے

تقدیر مبرم:۔

وہ چیز ہے کہ انسان کا رزق پانی اور ہوا زمین سے ختم ہو جائے تو اب اس کا علاج یا دعا کر و اس کا بچنا محال ہے جیسے چراغ سے تیل ختم ہو جانے سے دوبارہ روشن نہیں ہوتا۔ یہ تقدیر مبرم ہے اس پر دعا او ردوا کارگر نہیں ہوتی۔ اللہ کے دوستوں اور مقبول بندوں کی دوستی عقیدت خدمت اور فرمانبرداری یعنی حکم ماننے سے بدبختی خوش بختی میں بدل جاتی ہے

سلطنت کی مدت بڑھ گئی۔

عبد الملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ بنی عبد المطلب کے قتل سے پرہیز کر کہ ابو سفیان کی اولاد امیر معاویہؓ اور یزید وغیر نے ان کو قتل کرنے میں زیادتی کی تو ابوسفیان کی اولاد کی حکومت جلدی ختم ہو گئی اور یہ خط خفیہ طریقہ سے حجاج کے پاس بھیج دیا اس پوشیدہ تحریر سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بن سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام غیبی طریقہ سے آگاہ ہو گئے اور آپ نے عبدا لملک کو خط لکھا کہ مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ فلاں وقت تو نے حجاج کو اس مضمون کا خط لکھا ہے تیرا یہ کام اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور تیری سلطنت کو مضبوط کر دیا اور تیری سلطنت کی مدت بڑھا دی اُس مدت سے جو پہلے تیرے مقدر میں کی گئی تھی۔

یہ خط سیدنا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک غلام کے ہاتھ عبدالملک کو بھجوادیا جب اُس نے اس تحریر کو اپنی تحریر کے مطابق پایا تو سمجھ آ گیا کہ یہ بالکل حق ہے تو بہت خوش ہوا کہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلطنت کی مدت بڑھ جانے کی بشارت نصیب ہوئی اس خوشی میں گھوڑے پر آپ کی نذرونیاز کے اتنے درہم لاددیئے جتنے وہ اٹھا سکتا تھا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے ولی کسی پر خوش ہو جائیں تو دین ودنیا کی نعمتیں اور خوشحالی اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔اور جس کسی پر ناراض ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل خوار کر کے اس کی نسل ختم کر دیتے ہیں۔جس طرح فرعون،نمرود اور یزید وغیرہ کی نسلیں ختم ہو گئیں۔

جاگتے میں قتل ہونے کو خواب میں تبدیل کر دیا:۔

نفحات شریف میں مولانا جامیؒ نے لکھا ہے کہ ایک سوداگر نے شیخ حمادؒ سے عرض کیا کہ میں شام کے تجارتی قافلے کے ساتھ تجارت کی غرض سے جانا چاہتا ہوں میرے پاس سات سو اشرفیوں کا مال ہے۔آپؒ نے فرمایا اگر تو اس سال جائے گا تو ڈاکو راستے میں تیرا مال لوٹ کر تجھے قتل کر دیں گے۔یہ سن کر سوداگر بہت غمگین ہوا اور واپس آ گیا۔چند دن بعد حضور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر سارا قصہ عرض کیا آپؓ نے فرمایا تجارتی قافلے کے ساتھ ملک شام چلا جا سلامتی سے رہے گا اور خوب نفع کمائیگا اور تیری مصیبت کے وقت میں تجھے بچا لینے کا ضامن ہوں۔

یہ شخص شام کے سفر پر روانہ ہو گیا اور اپنا سامان ایک ہزار اشرفیوں میں فروخت کیا تین سو اشرفیاں منافع کما کر بہت خوش ہوا۔ایک دن یہ سوداگر رفع حاجت کیلئے گیا اور ہزار اشرفیوں کے تھیلی ایک طاق میں رکھ دی اور بھول گیا قیام گاہ میں آ کر سو گیا خواب میں دیکھا کہ قافلہ پر ڈاکہ پڑ گیا۔ ڈاکوؤں نے قافلہ کو لوٹ لیا اور کئی قافلے والوں کو قتل کر دیا ایک ڈاکو نے اس سوداگر پر بھی تلوار کا وار کیا اور قتل کر دیا۔دہشت اور گھبراہٹ میں جاگ گیا اللہ کا شکر ادا کیا کہ خواب میں ہی قتل ہوا حقیقت میں بچ گیا۔اسی وقت اشرفیاں یاد آ گئیں۔کہ وہ تو طاق میں رکھ کر بھول آیا ہوں فوراً وہاں گیا تو اشرفیاں اسی

جگہ پڑی ہوئی تھیں۔اشرفیاں لیکر قیام گاہ میں آ گیا۔

سوداگر جب بغداد واپس پہنچا تو شیخ حمادؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا پہلے غوث الاعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضری دے۔ کہ ان کی دعا سے تو خیریت سے واپس آ گیا ہے۔ وہ سوداگر غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب میں جو دیکھا تھا عرض کیا آپؓ نے خواب سن کر فرمایا تیرا قتل ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ تیری تقدیر میں اسی طرح تھا کہ تیرا مال لُٹ جائے گا اور تو قتل ہو گا۔ میں نے اللہ کی بارگاہ میں ستر مرتبہ دعا والتجا کی تو تیرا قتل بیداری سے خواب میں بدل دیا گیا اور تیرے مال کا لُٹ جانا بھول میں تبدیل کر دیا۔ اس طرح تیری جان بھی بچ گئی اور مال بھی بچ گیا۔

پیدائشی اندھے کی نظر ہوگئی:۔

نفحات شریف میں ہے کہ ایک دن لوگ شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاریؒ کی خانقاہ سے حضرت شیخ احمدؒ کو کسی دعوت میں لے جا رہے تھے جب خادم نے آپؒ کی جوتیاں سیدھی کیں تو آپؒ نے فرمایا تھوڑی دیر بعد ایک ترکمان اپنی بیوی اور ایک بچے کے ساتھ حاضر ہوا۔ بچہ بہت خوبصورت تھا لیکن پیدائشی اندھا تھا میاں بیوی دونوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارا یہ ایک ہی بچہ ہے۔ اور کوئی اولاد نہیں ہم تمام ملک میں حکیموں، طبیبوں اور بزرگوں کے پاس لیکر گئے ہیں لیکن اس کی آنکھیں ٹھیک نہیں ہوئیں اب آپؒ کا سن کر آئے ہیں کہ آپؒ اللہ سے جو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ مہربانی فرمائیں ہماری حاجت روائی فرما دیں۔ اللہ کے مال سے ہمارے پاس بہت کچھ ہے۔ آپؒ نظرِ کرم فرمائیں۔ ہمارے بچے کی آنکھیں روشن ہو جائیں تو ہمارا سب کچھ آپؒ پر قربان ہے اور اگر ہمارا مقصد حاصل نہ ہوا تو آپ کی خانقاہ میں دیواروں سے ٹکریں مار مار کر ہم دونوں جان دے دیں گے۔

حضرت شیخ احمدؒ نے فرمایا بڑا عجیب کام پیش آ گیا ہے۔ مردوں کو زندہ، اندھوں کو بینا کرنا اور کوڑھی کو اچھا کر دینا یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا میں کوئی عیسیٰ علیہ السلام ہوں جو یہ کام کروں اتنا فرمایا اور خانقاہ کے صحن کی طرف چل بڑے اور وہ دونوں میاں بیوی اُٹھے اور دیواروں سے ٹکریں مارنا شروع

ہو گئے اور چیخنے لگے کہ ہم مر جائیں گے جان دے دیں گے۔ اُس میاں بیوی کی یہ حالت دیکھ کر آپؒ رک گئے اور فرمانے لگے کیا عیسیٰ علیہ السلام یہ کام کرتے تھے میں کرتا تھا اب بھی میں کر دونگا۔ واپس آ کر اس میاں بیوی سے کہا لڑکے کو میرے پاس لاؤ وہ لے آئے تو آپؒ نے اپنا دست مبارک لڑکے کی آنکھوں پر پھیرا۔ لڑکے کی دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اس کے بعد حاضرین نے حضرت سے پوچھا کہ پہلے آپ کی زبان مبارک پر نکلا کہ مردوں کو زندہ کرنا تو عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو نہیں ہوں کہ مردوں کو زندہ کر دوں اور دوبارہ فرمایا کہ کوئی عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے میں کرتا تھا اب بھی میں کر دوں گا اس کا کیا مطلب ہے حضرت نے فرمایا جو پہلے کہی گئی وہ احمدؒ کی بات تھی۔ دوسری بات اللہ تعالیٰ نے ہماری زبان پر کہی۔ اور مجھ سے فرمایا پلٹ جا ہم نے اس لڑکے کی آنکھوں کی روشنی تیری ذات میں رکھ دی ہے۔ یہ کام اللہ کی جانب سے ہے۔ لیکن اس کا ظہور احمد کے ہاتھ اور احمد کی ذات سے ہوا۔

ذات کے کام:۔

ذات باری تعالیٰ کام خود کرتے ہیں۔ لیکن نام اپنے نبیوں ولیوں کا کرتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جسے چاہتا ہوں ہدایت دے دیتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں گمراہ کر دیتا ہوں۔ اس فرمان پاک کے باوجود ہدایت دینے کیلئے نبیؑ بھیجے اور مخلوق کو گمراہ کرنے کیلئے شیطان مقرر ہے۔ حالانکہ یہ دونوں کام اللہ کی طرف سے ہیں اس تقدیر کے وارد ہونے کے بھی سبب پیدا فرمائے۔ ہدایت کا سبب انبیاء کرام اور گمراہی کا سبب شیطان ملعون ہے فرقے بنانے والے مولویوں نے امت میں بہت سی غلط باتیں رائج کر دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو مشکل میں ڈال دیا۔ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ نعوذ باللہ۔ تو وحی بند رہی۔ قرآن پاک کو دیکھیں عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں مُردوں کو زندہ اندھوں کو دیکھنے والا کوڑھیوں کو صحت مند کر دیتا ہوں اور انشاء اللہ نہیں فرمایا۔ غوث الاعظمؓ سوداگر سے فرما رہے ہیں۔ کہ تُو تجارت کیلئے شام چلا جا۔ سلامتی سے آنا جانا ہوگا

آپ نے بھی انشاء اللہ نہ کہا جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا شیخ احمدؒ فرمار ہے ہیں کوئی عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے میں کرتا تھا اب بھی میں کردوں گا۔لڑکے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔آپؒ نے بھی انشاء اللہ نہ فرمایا۔ملتان شریف والے شمس سبزواریؒ سے ملتان کے راجہ کا بیٹا زندہ ہونے کی کرامت ظاہر ہوئی۔تو آپؒ نے پہلے اس مُردہ لڑکے کو فرمایا کہ اللہ کے حکم سے اُٹھ جا۔ وہ نہیں اٹھا۔ پھر فرمایا میرے حکم سے اُٹھ جا تو لڑکا زندہ ہوگیا۔آپؒ نے بھی انشاء اللہ نہیں کہا۔ غوث بہاؤ الحق ملتانیؒ کی مشہور کرامت ہے کہ ایک دن گھوڑے پر سوار آپؒ بازار میں نکلے اور اعلان فرمایا کہ آج جو بھی مجھے دیکھ لے وہ جنتی ہے۔سب ولی اللہ متفق ہیں۔کہ غوث پاکؒ نے جو فرمایا وہ حق ہے۔آپ نے بھی انشاء اللہ نہیں فرمایا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی گارے سے پرندہ بنا کر پھونک مارتے تھے وہ زندہ ہو کر اُڑ جاتا تھا۔ جب بھی لوگ تقاضا کرتے آپؑ مٹی کا پرندہ بنا کر بغیر انشاء اللہ کہے پھونک مار کر اُڑ دیتے تھے۔تذکرے اور سیر کی کتابوں میں بیشمار واقعات درج ہیں۔کہ نبیوں اور ولیوں نے انشاء اللہ کہے بغیر بڑے بڑے کام کر کے دکھائے۔معجزات اور کرامات کا اظہار ہوا۔تو کیا انشاء اللہ کہنے کی پابندی صرف سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی تھی اور کسی نبی اور ولی پر نہ تھی۔کہ انھوں نے اس کے بغیر ہی بڑے بڑے کام کر دکھائے۔حالانکہ خود سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انشاء اللہ کہے بغیر چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا۔انشاء اللہ کہے بغیر سورج کو غروب کے بعد واپس عصر کے وقت تک بلا لیا۔انشاء اللہ کہے بغیر پانی کا چشمہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی التجا پر جاری فرما دیا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ پر جادو ہوگیا تھا قرآن کے خلاف یہ غلط بات بھی مشہور کر دی اور کتنی غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف باتیں ہیں جو اُمت میں مولویوں نے پھیلائی ہوئی ہیں۔

حدیث پاک :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں عالمِ دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالم دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔{ابوداؤد}

س :۔ عام لوگ نبیوں اور ولیوں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کو اللہ نے طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں جس کی تقدیر میں اولاد نہیں ہے اس کو اولاد دے دیں جس کی عمر ختم ہو چکی ہے اس کو بڑھا دیں سو یہ بات صحیح نہیں غلط ہے؟

ج :۔ حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ سے مدد مانگنی چاہیے کیونکہ وہ مالک الملک ہے اس کے ازلی ارادے کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ کے ارادے نہیں بدلتے حکم بدل جاتا ہے جس طرح آدم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو کھاؤ پیئو جو جی چاہے۔ لیکن اس درخت کے نزدیک نہ جانا اس کا پھل مت کھانا اور ارادہ یہ تھا کہ یہ اس درخت کا پھل کھائیں تو ان کو زمین پر بھیجیں کیونکہ آدم علیہ السلام کو پیدا ہی زمین کیلئے کیا تھا۔ یہاں اپنا نائب مقرر کرنا تھا بالکل اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو بار بار حکم ہو رہا ہے کہ پیاری چیز میری راہ میں قربان کریں۔ سینکڑوں اونٹ ذبح کرنے کے بعد بھی وہی حکم ہوتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ اللہ کا حکم اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف ہے۔ لیکن اللہ کا ارادہ کیا تھا ارادہ اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا نہ تھا بلکہ دنبہ ذبح کرنے کا تھا۔ حالانکہ دنبہ اونٹوں سے قیمتی نہیں تھا۔ بالکل اسی طرح تقدیر اللہ کا علم ہے حکم ہے وہ دعا اور دوا سے اللہ بدل دیتے ہیں۔ لیکن اللہ کے ارادے نہیں بدلتے اسی طرح یہ بھی قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو علم اور قدرت تصرف عطا فرماتے رہے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ پہلے نبیوں اور ولیوں کو جو اختیارات اور معجزات اور کرامات کے اظہار کا علم اور تصرف عطا فرماتا تھا اب میں نے بند کر دیا ہے۔ حضور کی اُمت کے ولیوں کو نہیں دونگا۔ ایسا کہیں نہیں فرمایا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ولی بنی اسرائیل کے بنیوں کی مثل ہوں گے۔ جس طرح بنی اسرائیل کے بنی مُردوں کو زندہ، بیماروں کو شفا، بے اولادوں کو اولاد غریبوں کو مال اور اندھوں کو نظر عطا فرتے تھے۔ بالک اسی طرح سب کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ولی اللہ کریں گے ان کو بھی بنی اسرائیل کے نبیوں کیطرح قوت تصرف اور اختیارات نصیب ہوں گے۔

دعا کا قبول ہونا بھی تقدیر ہے:۔

تقدیر کے بارے سوال کرنے والے تو احمق بیوقوف اور ناسمجھ لوگ ہیں کیا ان کو علم ہے کہ تقدیر میں کیا لکھا ہوا ہے۔ نبیؑ اور ولیؒ ہی جانتے ہیں کہ تقدیر میں کیا لکھا ہوا ہے کہ تقدیر معلق ہے یا تقدیر مبرم ہے۔ اگر تقدیر مبرم ہوتی ہے تو دعا ہی نہیں کرتے اور فرمادیتے ہیں کہ اللہ کو اس طرح منظور ہے اگر تقدیر معلق ہوتی ہے تو دعا فرمادیتے ہیں۔تقدیر کو بدل دیتے ہیں۔ پیچھے کچھ واقعات گزر چکے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ سوال کرنے والے احمق اور منافق نہ اللہ کو جانتے ہیں نہ تقدیر کو سمجھتے ہیں۔ نہ ولیوں کی خبر ہے کہ ان کو کیا اختیارات حاصل ہیں وہ کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے۔ بس یونہی اندھیرے میں ہاتھ مارتے ہیں دعا کا قبول ہونا کیا ہے دعا کا قبول ہونا تقدیر کو بدلنے کا نام ہے دعاؤں کا قبول ہونا قرآن پاک سے ثابت ہے۔

قرآن پاک:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

حدیث پاک:۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دعا قبول کی جاتی ہے لیکن گناہ اور ظلم کرنے والے کیلئے دعا نہ ہو اور دعا کرنے میں جلدی نہ کرے۔

حدیث پاک:۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمھارا پروردگار زندہ ہے اور بخشش کرنے والا ہے بندہ دعا کیلئے جب دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے تو اللہ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ اپنے بندے کے دونوں ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو گوارہ نہیں۔

دعا قبول ہونے کی شرائط:۔

دعا قبول ہونے کیلئے ایمان یقین صدق نیت اور خلوص قلبی کا ہونا شرط ہے اور منافق لوگ ان چیزوں سے خالی ہوتے ہیں اس لئے ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں پھر یہ سمجھتے ہیں کہ سب دعا کرنے والوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اللہ کو پکارتے ہیں دعائیں کرتے ہیں۔ اور دعائیں سنی نہیں

جاتیں اسلئے دعاؤں کے قبول ہونے کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔ اور اب تو دعا کا ہی انکار کرتے ہیں نہ نماز پڑھ کر دعا مانگتے ہیں نہ ہی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز اور نماز جنازہ دعا ہی ہے۔ حالانکہ نمازیں عبادت ہیں اور دعا عبادت کا مغز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف اٹھانا اور اللہ سے کچھ مانگنا یہ دعا ہے۔ نماز میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیٹ کی طرف ہوتی ہیں۔ آسمان کی طرف نہیں ہوتیں۔

اولیاءِ عظام کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ایمان و اخلاص اور چیز ہے۔ ستر گز کا عمامہ اور لمبی داڑھی اور چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائیں۔ {شرح صدور}

س:۔ دعا کی توفیق دینا، قبول کرنا، مُراد عطا کرنا سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ تقدیر میں درج ہے؟

ج:۔ جب دعا کرنا اور دعا کی قبولیت کے بعد مُراد کا ملنا تقدیر میں درج ہے تو حضرات انبیاء اولیاء کی دعائیں بہت مقبول ہیں جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ تو ان حضرات سے التجا کرنا عاجزی اور نیاز مندی کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ باتیں پچھلے بزرگوں اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہیں اور ان حضرات کی بارگاہ میں التجا اور اظہارِ نیاز مندی اس لیے ان کی شان کے لائق ہے۔ تاکہ یہ حضرات نیاز مندوں کے حال کی طرف توجہ فرمائیں اور ان نیاز مندوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں اور دعا کی قبولیت کے اثرات ظاہر ہوں۔

سب کچھ مقدر ہے:۔

حضرات انبیاء اولیاء سے التجا کرنا ور ان حضرات کا ہمارے لئے دعا کرنا اور اللہ تعالی کا ان کی دعاؤں کو قبول فرمانا اور مانگنے والوں کی مرادوں کو پورا کرنا ور عطا فرمانا یہ سب تقدیر کی باتیں ہیں اس لئے یہ سب کام تقدیر کے تحت اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ تقدیر کے خلاف کسی چیز کا ظہور محال ہے اور دعا قبول فرما لینے کی بات حضرات انبیاء اولیاء پر اور ہمارے اوپر حق تعالیٰ کا مزید فضل و کرم اور عنایت ہے۔ لیکن بدعقیدہ لوگ جو اللہ کے دشمنوں سے دوستی اور اللہ کے دوستوں سے دشمنی

رکھتے ہیں ان کی دعائیں کبھی قبول نہیں ہوتیں۔ ہمیشہ ایسیلوگوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ بدبخت کمینہ اور گمراہ وہ شخص ہے جو اپنے پیرومرشد کے دشمنوں اور مخالفوں کو دوست رکھتا ہے۔ اوران سے میل جول رکھتا ہے۔ اگر وہ شخص اپنے پیرومرشد کو اللہ کا ولی نہیں سمجھتا یا وہ ولی اللہ نہیں ہے تو اللہ اس شخص پر لعنت فرماتے ہیں کہ اس نے بیعت کیوں کی اور اگر وہ اللہ کا دوست ہے تو اس کے دشمن اللہ کے دشمن ہیں اللہ اپنے دشمنوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جس طرح شیطان ملعون پر بھیجتے ہیں۔ اللہ سمجھ عطا فرمائیں۔ شیخ العارفین قطب عالم حضرت مخلص الرحمن قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے دشمن اللہ کے دشمن ہیں ان سے میل جول رکھنے والے بھی اللہ کے دشمن ہیں۔ اللہ اور اللہ کے فرشتوں کی طرف سے لعنت ایسے لوگوں کا مقدر ہے۔ اللہ کی پناہ۔

س :۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ حضرت عمر بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک غموں اور مصیبتوں کی حالت میں آدمی کے دل کی راہ ہر میدان کی طرف ہے۔ پس جو شخص سب راستوں کی طرف اپنے دل کو ڈال دے تو اللہ پرواہ نہیں کرتا جس میدان میں چاہے اُسے ہلاک کر دے اور جو شخص خدا پر توکل کرتا ہے خدا کے دشمنوں سے کسی قسم کی امید اور تعلق نہیں رکھتا تو خدا اس کی مختلف حاجتوں کی سختی دور کرنے کیلئے اُسے کافی ہے؟

ج :۔ یہ حدیث توکل وتسلیم کے بارے میں وارد ہوئی ہے یعنی مومن کو چاہیے کہ صرف اسباب پر نظر نہ رکھے اور اسباب میں سے کسی سبب کو بھی ایسا نہ جانے کہ اس کے بغیر میرا کام نہیں ہوگا رزق ومحرومی ہدایت وگمراہی کو کسی سبب کے ساتھ نہ جوڑے۔ کیونکہ اسباب اور معلومات تمام ذرائع اور وسائل کے وجود میں آنے منبع حق سبحانہٗ تعالیٰ ہی ہے جب تک ازلی ارادہ خدا کا تعلق مطلوب کے وجود میں لانے کے ساتھ نہیں ہوتا تو مطلوب حاصل نہیں ہوتا۔

جب حقیقت یہ ہے تو آدمی کو چاہیے کہ اسباب سے ملے رہنے اور وسائل کا وسیلہ رکھنے کے باوجود نظر حق تعالیٰ پر رکھے اور اس کے فضل وعنایت کا امیدوار رہے کہ اس کے لطف وکرم کے پردہ سے کیا ظاہر

ہوتا ہے اور اپنے بے بس بندے کی پرورش کس طرح کرتا ہے۔ ایسا شخص اسباب اور وسیلہ اختیار کرنے کے باوجود متوکل اللہ پر بھروسہ رکھنے والا ہے اور اس کے ہر کام کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

اور جو شخص کہ حق تعالیٰ سے غافل رہتا ہے۔ اور نظر کو ظاہری سببوں تک مقصود و محدود رکھتا ہے اپنی کوشش و تدبیر کو ہی مراد حاصل کرنے کے لئے کافی سمجھتا ہے۔ اور اللہ کے دشمنوں سے بھلائی کی امید رکھتا ہے اللہ کے دوستوں کی ناراضگی کا فکر و خیال نہیں رکھتا تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی خاص نظر رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ضمانت و ذمہ داری سے باہر ہو جاتا ہے اور اس کا کاروبار دنیا و دین برباد ہو جاتا ہے جہاں تک کہ وہ دونوں جہان کے گھاٹے کے ساتھ ذلالت اور بے دینی کی موت مر جاتا ہے۔

خاص بندوں کا توکل:۔

خاص الخاص اولیاء کرام کا توکل عام بندوں سے جدا ہے عام لوگ اُسے نہیں اپنا سکتے۔ اس خاص توکل کو اپنانا خاص لوگوں کا کام ہے عام لوگوں کا نہیں۔ اس خاص توکل کے ساتھ بعض اولیاء اللہ مخصوص ہیں جو زندگی گزارنے کے اسباب بالکل نہیں رکھتے۔ کھیتی باڑی اور کاروبار کی طرف مشغول نہیں ہوتے بلکہ ان کا کھانا پینا غیب سے پہنچایا جاتا ہے۔ لباس و مکان کا بندوبست بھی ان کے لئے غیب سے ہوتا ہے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ آغاز میں بکریاں چراتے اور تجارت فرماتے تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ترک کروا دیا۔ اور سب انتظام غیب کے خزانوں سے ہوتے تھے اسی طرح اولیاء کرام بھی ایک وقت تک دنیا کے کام کرتے ہیں بعد میں اللہ تعالیٰ ترک کروا دیتے ہیں اور تمام انتظامات غیب کے خزانوں سے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **قرآن پاک** یہ اللہ کا فضل ہے جس پر چاہتا ہے فرماتا ہے اللہ بڑا ہی فضل و کرم فرمانے والا ہے۔

مفہوم حدیث توکل و تسلیم ہے:۔

سوال والی حدیث مبارک میں حضرات انبیاء اور اولیاء سے شفاعت طلب کرنے اور مدد مانگنے

اور اِن حضرات کا شفاعت و مدد کرنے کی نفی بالکل نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے حضرات انبیاء و اولیا درگاہ باری تعالیٰ کے مقرب اور ہمیشہ اللہ کی رضا پر راضی رہنے والے لوگ ہیں ان لوگوں میں ہمیشہ اللہ کے ارادے پیدا ہوتے ہیں نفسانی اور ذاتی ارادے پیدا ہی نہیں ہوتے۔ پس ان لوگوں سے مدد طلب کرنا اور شفاعت چاہنا عین توکل و تسلیم کے مطابق ہے۔ ورنہ حضرت رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو توکل اور تسلیم کی باریکیوں کو سب سے بہتر جاننے والے تھے آپ ﷺ سے حیات اور بعد وفات شفاعت طلب نہ کرتے اور مدد نہ مانگتے اور تابعین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی نہ کرتے بلکہ خود حضور نبی کریم ﷺ ہی اسے جائز نہ رکھتے۔

توکل عام:۔

عام لوگوں کے توکل کے معنی حدیث پاک سے اس طرح ہونگے کہ مومن کو چاہیے کہ اسباب مثلاً کاروبار اور کھیتی باڑی سے تعلق واسطہ ہوتے ہوئے بھی ان اسباب میں سے کسی کو بھی مراد حاصل کرنے کیلئے مستقل نہ جانے بلکہ حق تعالیٰ پر ہی نظر رکھے اور اسی کو فاعلِ حقیقی جانے اور ان چیزوں کو ایسا سمجھے جیسے کمان دار کی کمان اور اگر اس طرح حق تعالیٰ کے اختیارات وقدرت بالذات کا لحاظ نہ رکھے گا۔ تو حق تعالیٰ کی خاص نظر رحمت سے دور جا پڑے گا اور اس کا دین و دنیا برباد ہو جائیگا۔

توکل خاص:۔

توکل خاص کے یہ معنی ہیں کہ راہ خدا کے سالک کو چاہیے کہ جب دنیا کو ترک کرنے کا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا پختہ ارادہ اور پکا اقرار کرے تو ظاہری اسبابِ معاشرت یعنی کھانے پینے پہننے کاروبار اور علاج وغیرہ سے دور رہے یہ پہلا ترک ہے کیونکہ اس راستے کے چار ترک ہیں ترکِ دنیا، ترکِ آخرت، ترکِ اللہ، ترکِ ترک جب تک سالک یہ چار ترک نہ کرے گا اللہ کی رضا تک نہ پہنچ سکے گا۔ میرے خیال میں ان کی تشریح کی ضرورت نہیں کیونکہ سالکان راہ سلوک ان چاروں ترکوں سے

خوب واقف ہوتے ہیں اور اہل شریعت کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب یہ چاروں ترک مکمل ہو جاتے ہیں تو اس وقت اللہ کی ذات پر توکل فرض ہو جاتا ہے اس وقت سالک کے لیے ضروری ہے کہ تمام ظاہری اسباب سے پورا پورا پرہیز رکھے۔ خاص لوگوں کے توکل کی چند مثالیں درج ہیں۔

غوث الاعظمؒ کا توکل:۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ آپ نے چالیس روز نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا اور کوئی کمزوری محسوس نہ ہوئی کیونکہ کھانا اور پانی اللہ کے حکم سے جسم کو طاقت دیتے ہیں اور جسموں کو طاقت دینے میں اللہ کھانے اور پانی کے محتاج نہیں ہیں اس کے بغیر بھی طاقت اور صحت دینے پر قادر ہیں۔ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھائے پیئے بغیر روزے رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی روزے رکھنے لگے چند ہی دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گرنے لگے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر ہم نے بھی روزے رکھنے شروع کر دیئے ہیں اور متواتر روزوں کی وجہ سے یہ حال ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ جیسے نہیں ہو مجھے جو روزے رکھواتا ہے وہ کھلاتا پلاتا بھی ہے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے بھی کھاتے پیتے نہیں دیکھا تھا۔ اور متواتر روزوں سے آپ کو کوئی کمزوری محسوس نہ ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر کام کے کرنے پر بغیر سبب کے بھی قادر ہیں۔ جس طرح علی احمد صابر قدس اللہ سرہ العزیز نے بارہ سال نہ کھایا نہ پیا، نہ سوئے نہ بیٹھے نہ رفع حاجت کیلئے گئے اس سب کچھ کے باوجود صحت مند رہے اور کسی قسم کی کمزوری اور پریشانی محسوس نہ ہوئی۔

ایک دفعہ حضور غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو خضر علیہ السلام نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپؒ یہاں ٹھہریں میں کسی کام کے لئے جا رہا ہوں واپسی پر آپؒ سے کچھ دریافت کرنا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اقرار کر لیا کہ ٹھیک ہے میں اسی جگہ ٹھہرتا ہوں آپ ہو آئیں۔ تو خضر علیہ السلام تین سال بعد واپس آئے اور آپؒ بغیر کھائے پیئے سوئے اُسی

وضو سے تین سال تک عبادت میں مصروف رہے خاص لوگوں کا اللہ پر توکل ایسا ہی ہوتا ہے کہ اللہ جس طرح چاہتے ہیں اُسی طرح رکھتے ہیں۔

ایک دفعہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرو مرشد قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا عبد القادر ہمارے ساتھ سفر کرو تمہیں توکل سکھا دیں۔ آپؒ چل پڑے جنگل میں رات ہوگئی آپؒ کے مرشد کریم فرمانے لگے عبد القادرؒ اپنا بستر میرے بستر سے دور لگاؤ تا کہ ہم ایک دوسرے کے آرام میں مخل نہ ہوں آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ہزاروں چھوٹے بڑے خطرناک سانپ اور اژدھے پھنکارتے ہوئے چاروں طرف سے میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں نے حوصلہ کیا لیکن رہا نہ گیا بلند آواز سے آقا مولا کو پکارا تو آپؒ نے اپنا دست مبارک بلند کیا اور فرمایا کچھ نہیں ہے۔ آرام وسکون سے سو جاؤ اتنا فرمانا تھا کہ سب کچھ غائب ہو گیا صبح تک تین دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا اور میرے قلب میں اسے برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہو گیا تو مرشد کریم ابوسعید بن مبارک مخزومیؒ نے فرمایا عبد القادر میں نے تمھیں متوکل بنا دیا کیونکہ کوئی چیز اللہ کے حکم کے بغیر کوئی قدرت نہیں رکھتی۔ فاعل حقیقی ذات باری تعالیٰ ہیں۔ ذات پر نظر رکھو اسباب پر نظر نہ رکھو۔ عام لوگوں اور خاص لوگوں کا یہی فرق ہے۔ کہ عام لوگوں کی نظر اسباب پر ہوتی ہے۔ اور خاص لوگوں کی نظر اسباب کے پیدا کرنے والے پر ہوتی ہے توکل اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی متوکل اس کے خلاف کرے تو اللہ تعالیٰ کڑی سزا دیتے ہیں اور بالکل برداشت نہیں فرماتے کہ میرا عاشق یا محبوب کسی دوسری طرف توجہ کرے۔ اللہ سب سے بڑھ کر غیرت کرنے والے ہیں۔

شیخ ابوالخیر کا ماجرا:۔

آپؒ نے نفس کشی کے سلسلہ میں خدا سے عہد کیا کہ جو چیزیں زمین سے اُگتی ہیں نہیں کھاؤں گا جو کچھ انکے سوا اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں وہی کھاؤں گا۔ چالیس روز کے فاقہ کے بعد دو گولیاں اللہ کی طرف سے عطا ہوئیں ان کو کھایا۔ گولیاں کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد طاقت اور صحت یکساں

بحال رہی کوئی کسی قسم کی کمزوری اور پریشانی لاحق نہ ہوئی۔اس کے بعد روزانہ دو گولیاں ملتی رہیں۔
ایک سن آپؒ کی نظر ایک درخت پر پڑی جس کے بعض پھل پک کر سرخ ہو گئے تھے ان پر شبنم کی بوندیں تھیں۔ بہت خوبصورت اور دلکش محسوس ہوتے تھے۔تھوڑی دیر بعد کچھ پھل توڑ لئے کچھ منہ میں رکھ لئے اور کچھ ہاتھ میں تھے کہ وہ وعدہ جو اللہ سے کیا تھا یاد آ گیا سب کچھ پھینک دیا حتیٰ کہ منہ سے نکال کر بھی پھینک دیا اور بہت شرمندہ ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا۔شرمندگی سے سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں کچھ سوار وہاں آ گئے اور آپ کو ڈاکو سمجھ کر گرفتار کر لیا اور اس علاقہ کے امیر کے سامنے پیش کیا امیر کے گرد اس کے امیر وزیر پیارے اور افسر موجود تھے۔حبشیوں کی ایک جماعت جس نے ایک دن پہلے ڈاکہ ڈالا تھا اور پکڑے گئے تھے ان کو امیر کے سامنے پیش کیا ان کے سامنے مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا اللہ کا بندہ ہوں پھر اُس نے حبشی ڈاکوؤں سے پوچھا کہ کیا تم اسے جانتے ہو انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے امیر نے کہا یہ تمھارا سردار ہے تم اپنے آپ کو اس پر قربان کرتے ہو پس حکم دیا کہ ان ڈاکوؤں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں ایک ایک کو سامنے لاتے گئے اور ہر ایک کا ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹتے رہے میری باری آ گئی تو مجھ سے کہا اپنا ہاتھ آگے کر میں نے ہاتھ سامنے کر دیا جسے کاٹ دیا گیا پھر کہا پاؤں آگے کر میں نے پاؤں آگے کر دیا اور آسمان کی طرف منہ اُٹھایا اور عرض کیا اے ستار و غفار درگزر فرما پردہ پوشی فرما اپنے فضل و کرم سے میرا گناہ معاف فرما دے۔رحمت خداوندی جوش میں آ گئی عدل معافی میں بدل گیا۔اچانک ایک سوار نے جو بیچ میں کھڑا تھا مجھے پہچان لیا فوراً گھوڑے سے اترا اور کہا کیا کرتے ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ آسمان زمین پر گر پڑے۔یہ ڈاکو نہیں ہے یہ تو شیخ ابوالخیرؒ ہیں یہ سن کر امیر اپنے گھوڑے سے اترا امیرے کٹے ہوئے ہاتھ کو اُٹھا کر بوسہ دیا اور مجھ سے لپٹ کر رونے لگا اور کہنے لگا مجھے معاف فرما دیں کہ بغیر قصور کے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا آپؒ نے فرمایا میں نے تجھے معاف کیا ہاتھ نے قصور کیا تھا اس لئے کاٹا گیا۔اس کے بعد شیخ ابوالخیرؒ رونے لگے اور فرمایا کہ اس سے بڑھ کر بدبختی اور مصیبت کیا ہو گی۔کہ ہاتھ بھی کاٹا گیا اور دو گولیاں بھی ہاتھ سے چلی گئیں جو ہر رات غیب سے ملتی تھیں۔اور حشر کی شرمندگی ابھی باقی ہے۔اس حکایت کو بیان کرنے

کے بعد شیخ العارفین قطب عالم حضرت مخلص الرحمن قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ اے ایمان والوایسے وعدے نہ کرو جن کو پورا نہیں کر سکتے اپنے ولی کی معمولی لغزش پر ہاتھ کٹوا دیا کہ ہاتھ سے صرف پھل توڑ کر منہ میں رکھا یاد آنے پر منہ اور ہاتھ سے پھل پھینک دیا اور آجکل لوگ بیعت کے دوران جو وعدے کرتے ہیں اعمال اس کے خلاف کرتے ہیں دنیا میں بھی ذلت ورسوائی ان کا مقدر ہے قبر وحشر میں اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیر ومرشد کو کیا منہ دکھائیں گے اپنے ایک خلیفہ محفوظ الرحمن کے بارے میں فرمایا کہ اس کے تمام اعمال ہمارے معمولات کے خلاف ہیں ہمارے مخالفوں کے ساتھ میل جول اور اٹھنا بیٹھنا ہے ان کے دلوں کی سیاہی اس کے دل پر اثر کر گئی ہے۔ ہمارے سمجھانے کا اس پر اثر نہیں ہوتا ہم بہت پریشان ہیں کہ اگر حشر میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھ لیا کہ اس میں کونسی خوبی دیکھ کر خلافت دی تھی تو میں کیا جواب دونگا۔ باری تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل اور اولیاء عظام کے صدقے سمجھ عطا فرما دے کہ یہ ان لعنتیوں سے میل جول ترک کر دے اس کا قبر حشر بہتر ہو جائے اور مجھے بھی حشر کی شرمندگی سے نجات عطا فرما دے۔ آمین

س :۔ کچھ لوگ نبیوں اور ولیوں کی نذر نیاز اور منتیں مانتے ہیں کوئی پریوں کی نذر مانتے ہیں کوئی نجومیوں سے رمل نکلواتے ہیں کوئی گمراہ مولویوں سے فال کھلواتے ہیں۔ یہ سب گمراہ لوگ ہیں؟

ج :۔ نبیوں ولیوں اور شہیدوں سے دعا وشفاعت کے لئے عرض کرنا مشکل وقت میں ان کا مدد کرنا ان کی نذر نیاز اور منتیں ماننا قرآن وحدیث اور معتبر کتابوں سے ثابت ہے بے شمار واقعات اس کتاب میں حوالہ جات کے ساتھ پیچھے درج ہو چکے ہیں۔ لیکن اس سوال میں نئی بات یہ ہے۔ کہ سوال کرنے والے بدعقیدہ گروہ نے باطل اور گمراہ فرقہ والے نجومیوں رمالوں پریوں اور فال کھولنے والے گمراہ ملاؤں تعویز گنڈے والے پیروں کو انبیاء اولیاء اور شہیدوں کے برابر کر کے گویا کہ ناپاک وپاک سے ملا دیا۔ اور اللہ کے مقبول بندوں کو مرتبے میں مردودوں کے برابر کر دیا یہ بدعقیدہ گروہ کی جہالت ہے اور نبیوں ولیوں اور شہیدوں کی شان گھٹانے اور توہین کرنے کیلئے ان بزرگ ہستیوں کو مردودوں کے بر

ابر کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں سے حسد وبغض کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب افسانہ گو جھوٹی باتیں بنانے والے ہیں ان میں سے کوئی بھی غیبی باتیں بتانے میں ایک دوسرے پر فضلیت و برتری نہیں رکھتا ان میں سے کسی کو بھی نہ علم ہے اور نہ قدرت تصرف نصیب ہے یعنی معجزہ اور کرامت دکھانے کی اللہ نے کسی کو بھی طاقت عطا نہیں فرمائی ان کے نزدیک نبی ولی اور جادوگر نجومی تعویذ گنڈے والے پیر اور مولوی سب برابر ہیں۔ ایسا کہنا اور عقیدہ رکھنا صریحاً گمراہی ہے۔ نبیوں اور ولیوں کے معجزہ و کرامت کا انکار قرآن و حدیث کا انکار ہے اس سے پہلے ساری کتاب میں سوال کرنے والے نبیوں اور ولیوں کو بتوں کے برابر کرتے رہے ہیں اب جادوگروں اور تعویز گنڈے والوں کے برابر کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حیلے بہانے سے نبوت اور ولایت کا انکار کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے اپنے محبوب ﷺ کی اُمت کو ان کے شر اور غلط عقائد سے اپنی پناہ میں رکھیں آمین ثم آمین۔

س:۔ پھر جو کوئی بُرے خیال کے پیچھے پڑتا ہے تو اللہ اس سے قبولیت کی نظر پھیر لیتا ہے اور اُسے اپنے سچے بندوں میں نہیں گنتا اور اللہ کی تربیت و ہدایت کی راہ اسکے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے؟

ج:۔ ایک مطلب کو حاصل کرنے کے کئی اسباب ہوتے ہیں ان سارے اسباب میں کوئی ایک سبب اختیار کرنے سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ جس طرح اپنے بچوں کیلئے روزی کمانے اور مال وکاروبار میں ترقی کیلئے سمندروں کا سفر کر کے دوسرے ممالک میں تجارت کرنا قافلوں کے ساتھ جنگلوں سے گزرنا خشکی کے سفر کر کے دور دراز علاقوں میں جا کر مال خریدنا اور فروخت کرنا۔ مال کی ترقی کیلئے بچوں کی روزی کمانے کیلئے یہ تمام اسباب ایک سبب کی طرح ہیں۔

اس طرح اللہ کی رضا حاصل کرنے کے بھی کافی اسباب ہیں۔ حق تعالیٰ کی رضا ایمان اور اعمال کے صحیح ہونے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اعمال کی قبولیت کا دارومدار عقائد پر ہے۔ عقائد صحیح ہوں گے تو اعمال قبول ہونگے۔ ورنہ قبول نہیں ہونگے جس طرح شیطان کے اعمال تو بہت زیادہ تھے ہزاروں سال اللہ کی عبادت کی تھی لیکن عقائد غلط تھے کہ آدمؑ اللہ کے نبی سے اپنے آپ کو بہتر سمجھتا تھا اس لئے مردود ہو

گیا کیونکہ نبیؑ کے مثل بھی کوئی نہیں ہوسکتا تو شیطان اپنے آپ کو نبیؑ سے بہتر سمجھتا تھا۔ اسلئے ایک لاکھ بیس ہزار سال کی عبادت قبول نہ ہوئی۔

ایمان و اعمال کے ارکان و شرائط سب کے سب باوجود ان گنت ہونے کے ایک معنی میں ہیں۔ تو اگر کوئی شخص خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے قرآن پاک پر ایمان کو صحیح کرے اور نماز روزہ حج اور زکواۃ ادا کرے۔ تلاوت قرآن پاک ذکر و فکر اور مراقبے میں مشغول ہو۔ بزرگانِ دین کی صحبت اختیار کرے اور تنہائی میں اللہ کی یاد میں مشغول ہو یا باجماعت نماز ادا کرے تو یہ سب کچھ کرنا توکل کے عین مطابق ہے خلاف نہیں ہے تو حضرات انبیاء اولیاء کو وسیلہ اختیار کرنا دعا کیلئے التجا کرنا، مدد مانگنا اپنی مشکلات میں ان کو پکارنا کس طرح بھی توکل کے خلاف نہیں کیونکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ ان لوگوں کو پکارنا اللہ کو پکارنا ہے جس طرح نبی کریم ﷺ نے کفار کی طرف ریت پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ریت میں نے پھینکی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے لوگوں نے بیعت کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا انھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور میں ان سے راضی ہو گیا ہوں۔ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندہ نفلی عبادت ذکر و فکر سے میرے قریب ہو جاتا ہے تو اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان میں ہو جاتا ہوں۔ تو وہ مجھ ہی سے چلتا پھرتا پکڑتا سنتا اور بولتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اللہ کی زبان ہے اب ہوش فرمائیں کہ یہ حضرات جو اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہیں اور اللہ کی رضا میں فنا ہو چکے ہیں ان کی رضا اللہ کی رضا ہے جس شخص پر یہ لوگ راضی اس پر اللہ راضی ہے جس پر یہ لوگ ناراض اللہ ناراض۔ جس طرح ابوجہل حضور نبی کریم ﷺ کو دشمن تھا سرکار ﷺ نے اُسے اللہ کا دشمن فرمایا۔ حالانکہ ابوجہل آپ کا دشمن تھا شیطان نے اللہ کے حکم کا انکار کیا اللہ اُس سے سخت ناراض ہوئے تو فرمایا اے آدم علیہ السلام یہ شیطان تیرا اور تیری اولاد کا کھلم کھلا دشمن ہے قرآن و حدیث سے صاف طور پر ثابت ہے کہ اللہ کے دشمن نبیوں اور ولیوں کے دشمن ہیں اور انبیاء اولیاء کے دشمن اللہ کے دشمن ہیں بالکل اسی طرح نبیؑ اور ولیؒ اللہ کے برگزیدہ بندے اور دوست ہیں ان کے ساتھ لگے رہنے اور ان سے دوستی کرنے کا اللہ قرآن پاک میں حکم فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ

تمھارے بہترین دوست ہیں ان سے دوستی کرلو شیطان اور شیطان کے ساتھی اللہ کے دشمن نبیوں اور ولیوں کے دشمن ایمان اسلام کے دشمن مومن اور مسلمان کے دشمن ہیں۔ سب سے بد بخت ہے وہ شخص جو اللہ رسول ﷺ اولیاء کرام اور مومنین کے دشمنوں سے دوستی رکھتا ہے۔ خوش بخت اور اللہ کا دوست ہے وہ شخص جو اللہ کے دوستوں کا دوست ہے۔

س:۔ امام ترمذی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص اپنی سب حاجتوں کو اپنے پروردگار سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اور جوتے کا تسمہ اگر ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ سے مانگے۔

ج:۔ حدیث پاک کا ظاہر خاص توکل کے بارہ میں ہے یعنی اللہ کے خاص بندے جن کو اللہ کی معرفت نصیب ہے۔ وہ اس طرح کا توکل کریں یہ عام لوگوں کا کام نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

حدیث پاک:۔ صالحین کی نیکیاں مقربین کیلئے گناہ ہوتی ہیں۔ جس طرح رزقِ حلال کمانا عین عبادت ہے یہ صالحین یعنی نیک بندوں کیلئے ہیں اور جو اللہ کے مقرب ہیں وہ اگر کسب اختیار کریں تو سرکار ﷺ نے فرمایا ان کیلئے گناہ ہے جس طرح اصحاب صفہ کیونکہ وہ دنیا اور دنیا کے کاروبار ترک فرما کر توکل اختیار کر چکے تھے ان کی نظر سبب پر نہ تھی اللہ پر تھی اللہ روزی عطا فرماتے تو کھا لیتے ورنہ فاقہ سے رہتے اور دونوں حالتوں میں اللہ کا شکر ادا کرتے انکے لئے کسب اختیار کرنا گناہ ہے یہ لوگ نمک اور جوتے کا تسمہ جیسی معمولی چیز بھی اللہ سے ہی مانگتے تھے۔ ان کو ایسا توکل کرنے کا حکم ہے۔ اب یہ حکم اللہ کے ولیوں کیلئے ہے۔ کیونکہ صحابہ کرم کی طرح یہ لوگ توکل کرنے والے ہیں عام مسلمانوں میں اتنا حوصلہ نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

مطلوبہ چیزیں غیب سے آ گئیں:۔

محدث ابن جوزی نے اپنی کتاب صفوۃ الصفا میں اپنی سند کے ساتھ لیث بن سعد سے روایت کی ہے کہ حج کے دنوں میں مکہ شریف میں تھا نماز ظہر ادا کرنے کے بعد میں ابو قبیس پہاڑ پر چڑھا تو کیا

دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اور دعا کر رہا ہے۔ اس شخص نے دو دفعہ یارب کہا اور بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو پھر دو مرتبہ کہا یا پروردگار اور پھر بے ہوش ہو گیا جب ہوش بحال ہوئے تو پھر دو دفعہ یاحَیُّ یاحَیُّ کہا اور پھر یارحیم یارحیم کہا اس کے بعد یاارحم الرحمین دو دفعہ فرمایا اور بے ہوش ہو گیا اس طرح سات مرتبہ بے ہوش ہوا اور ہوش میں آ کر کہا اے میرے رب مجھے انگور کھانے کی خواہش ہے اور اے میرے اللہ میری دونوں چادریں پرانی ہو گئیں ہیں۔ {لیث بن سعد}

کہتے ہیں ابھی اُس نے اپنی دعا ختم نہیں کی تھی کہ میں نے دیکھا انگوروں سے بھری ہوئی ٹوکری اور دو نئی چادریں وہاں رکھی ہوئی ہیں۔ اس وقت زمین پر انگوروں کا موسم نہ تھا جب وہ شخص انگور کھانے لگا تو میں نے عرض کیا کہ حضور اس میں میرا حصہ بھی ہے۔ آپ نے پوچھا تیرا حصہ کس طرح ہے تو میں نے عرض کیا کہ سرکار آپ نے دعا فرمائی اور میں نے آمین کہا۔ انھوں نے فرمایا بیٹھ جا اور خوب پیٹ بھر کر انگور کھا۔ لیکن اپنے پاس جمع نہ کرنا میں نے یہ انگور کھائے اتنے مزیدار انگور میں نے کبھی نہیں کھائے تھے اتنے کھائے کہ میں بالکل سیر ہو گیا پیٹ بھر گیا۔ مگر اس ٹوکری میں سے کچھ بھی کم نہ ہوئے اس کے بعد فرمایا ان دو چادروں میں سے ایک چادر لے لو۔ میں نے کہا اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا تو ذرا چھپ جا تا کہ چادر پہن لوں میں چھپ گیا انھوں نے ایک چادر کو اپنا تہبند بنایا۔ اور دوسری اوڑھ لی۔ اور وہ پرانی چادریں ہاتھ میں پکڑ کر روانہ ہو گئے میں بھی ان کے نشان قدم پر چل پڑا جب ہم دونوں مسعیٰ میں پہنچے تو ایک آدمی سامنے آیا اور کہا اے فرزندانِ رسول ﷺ اللہ نے آپ کو کپڑے پہنائے ہیں اور آپ مجھے کپڑے پہنا دیں آپ نے دونوں پرانی چادریں اسے دے دیں میں اس مرد کے پیچھے گیا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں اس نے کہا کہ یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد میں نے انھیں بہت ڈھونڈا تا کہ ان سے کوئی حدیث رسول ﷺ سنوں لیکن نہ پایا۔

عالمِ غیب کے منتظم :۔

یہ حدیث ظاہری وسیلوں کی نفی کرتی ہے لیکن یہ حضرات انبیاء اولیاء ظاہری وسیلے نہیں ہیں بلکہ یہ تو

خدا کی طرف سے عالم غیب کے منتظم ہیں۔ کہ غیبی عالم میں تصرف کر کے ایسی چیزیں پیدا کرتے ہیں کہ ان سے محتاجوں کی مرادیں پوری ہوجاتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آپ علیہ السلام نے براہ راست اللہ سے مانگا اور پالیا۔ اور پھر خدا کے بندوں کو دیا۔ یعنی آپ علیہ السلام نے خدا سے اور خدا کے بندوں نے آپ علیہ السلام سے سوال کیا۔ خاص لوگوں کا توکل اسی طرح سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کھانے اور پہننے کے انتظامات غیب کے خزانوں سے کرتے ہیں اور جو لوگ ان سے عقیدت اور محبت رکھتے ہیں ان کو بھی فائدہ پہنچتا ہے ولیوں سے دشمنی رکھنے والے لوگ اور ان ولیوں کے دشمنوں سے میل جول رکھنے والے اپنی دنیا دین اور آخرت برباد کرتے ہیں۔

س:۔ امام بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے حدیث روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے رسول آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈرایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رشتے داروں کو بلایا اور خطاب خاص اور خطاب عام فرمایا اور کہا اے کعب ابن لوی کی اولاد تم اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ اس لیے کہ میں تمہاری نجات کیلئے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور میں خدا کی پکڑ سے تمہیں بے پرواہ نہیں کرسکتا اے بنی مرہ ابن کعب کی اولاد بچاؤ اپنی جانوں کو دوزخ سے اس لیے کہ میں خدا سے کچھ بھی تُم کو بے پرواہ نہیں کرسکتا۔

اے بنی عبد شمس بچاؤ اپنی جانوں کو جہنم سے۔ اس لئے کہ میں تم کو کچھ بھی بے پرواہ نہیں کرسکتا اللہ کے عذاب سے۔

اے بنی عبد مناف بچاؤ اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے اس لئے کہ میں تم کو بے پرواہ نہیں کرسکتا ہوں۔ کچھ بھی اللہ کے عذاب سے۔

اے بنی ھاشم بچاؤ اپنی جانوں کو دوزخ سے اس لئے کہ میں تم کو بے نیاز نہیں کرسکتا ہوں کچھ بھی اللہ کے عذاب سے۔

اے بنی عبدالمطلب بچاؤ اپنی جانوں کو جہنم سے اس لئے کہ میں تم کو بے نیاز نہیں کر سکتا ہوں۔ کچھ بھی اللہ کے عذاب سے۔

اے میری بیٹی فاطمہ علیہا السلام اپنی جان کو جہنم سے بچا میرے مال سے جو چاہے مانگ لے میں تجھے اللہ سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔

ج :۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈرائیں اس آیت کا نازل ہونا جیسا کہ اہل تفسیر نے لکھا ہے۔کفروشرک سے ڈرانے کیلئے ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے قبائل قریش تم میرے نزدیکی رشتہ دار ہو خدا سے ڈرو اور شرک وکفر سے پرہیز کرو۔اسلئے کہ شرک اور کفر بخشش کے لائق نہیں اور نہ ہی کفروشرک شفاعت کرنے والے کی شفاعت سے بخشا جائے گا اس لئے کہ شفاعت کفار کے حق میں مقدر نہیں ہے بلکہ اس کفروشرک کی سزا ہمیشہ کیلئے دوزخ کی آگ میں رہنا ہے اور بلا شک وشبہ کفر کی سزا یہی ہے۔اور میں تمھارا ہمدرد رشتہ دار ہوں میں یہ نہیں کرسکتا کہ بازو کے زور سے اللہ کا عذاب تم سے دور کردوں اس لئے کہ تمھارے لئے شفاعت محال ہے اس کے بعد قوت کے سواء عذاب سے بچا لینے کی کوئی دوسری صورت نہیں ہے۔

یہ خطاب بعض قریش خاندانوں کیلئے ہے جو اسلام لائے تھے اور بالخصوص چاروں خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرہ علیہا السلام کے بارے میں ہے۔کیونکہ یہ حضرات جنتی ہونے کے بشارت یافتہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آپ بالفرض انکی خواہشوں کی پیروی کریں گے بعد اس کے کہ آیا ہے۔آپ کو علم۔ اس وقت بے شک آپ ظالموں میں سے ہونگے۔انبیاء کرام دنیا میں معصوم پاک اور بے گناہ ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی بے خوف ہوتے ہیں۔قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے دوستوں کو قیامت کے دن کوئی ڈر خوف نہ ہوگا۔اور نہ ہی غمگین ہوں گے۔ایسے پاک لوگوں کو جن کے متعلق جنتی ہونیکی بشارتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ان کو ڈرانے کا مطلب مشرکین کو ڈرانا مقصود تھا اور ان کو یہ احساس کرانا مقصود تھا کہ نیک لوگوں کا یہ حال ہے تو کفروشرک کرنے والے شیطانوں کا کیا حشر ہوگا۔

یہ حدیث کفار کو اللہ کی رحمت سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے مایوس اور ناامید کرنے کیلئے

آئی ہے۔ کفر اور چیز ہے گناہ اور چیز ہے گناہ کی بخشش ہو سکتی ہے گناہ گار کی شفاعت نبیؑ یا ولیؒ کر سکتے ہیں لیکن کفر اور کافر نا قابلِ معافی ہیں انکے ساتھ اللہ کا کوئی وعدہ نہیں سوائے اس کے کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

لیکن مسلمانوں کیلئے علیحدہ حکم ہے کہ ان کے بزرگ اور نیک لوگ بلاحساب جنت میں جائیں گے ان کیلئے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے جنت کی بشارتیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے اور گناہوں کی معافی اور شفاعت کیلئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔ اے ایمان والوں اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو میرے محبوب کے در پر آجاؤ وہ آپ کی شفاعت فرمائیں تو میں آپ لوگوں یعنی مسلمانوں کے تمام گناہ معاف کر دونگا۔ یہ اللہ کا وعدہ صرف مسلمانوں کے ساتھ ہے کفار کے ساتھ نہیں لیکن احمق لوگ کافر اور گناہگار کو برابر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ گناہ کی معافی ہو سکتی ہے۔

مثال کے طور پر نماز میں کوتاہی کبیرہ گناہ ہے کفر نہیں ہے لیکن نماز کا انکار کفر ہے اس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ان میں کوتاہی کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ایسا کرنے والا گناہگار ہے کافر نہیں ہے ان کا انکار کرنے والا جیسا کہ مسلمانوں کے کئی گروہ انکار کرتے ہیں کوئی گروہ کہتا ہے کہ نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ پڑھنے کا کہاں حکم ہے۔ حالانکہ قران میں وضاحت بھی موجود ہے کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ سجدہ کرو اور سورۂ کوثر میں فرمایا نماز پڑھو اور قربانی کرو لیکن شیطانی گروہ نماز پڑھنے کے منکر ہیں اس طرح جو بھی انکار کرے وہ گناہگار نہیں کافر ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں کئی لوگ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عمرؓ کا جگا ٹیکس ہے۔ اللہ کی طرف سے فرض نہیں یہ انکار ہے زکوٰۃ کا انکار بھی کفر ہے۔ اور آنے بہانے سے ادا نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ کافروں سے کفر کے پرہیز کا فرمار ہے ہیں کہ کفر چھوڑ دو مسلمان ہو جاؤ اور اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ صحیح کر لو۔ اور مسلمانوں کو گناہ سے پرہیز کا فرمار ہے ہیں کیونکہ قبائل قریش میں دونوں طرح کے لوگ تھے کچھ مسلمان ہو چکے تھے اور کچھ کافر تھے اسلئے آپ ﷺ نے

دونوں کو مخاطب فرمایا کہ کفر اور گناہ سے پرہیز کرو یعنی مسلمان گناہ سے پرہیز کریں اور کافر کفر کو چھوڑ دیں اور فرمایا کہ تمھارا رشتہ دار ہوں اللہ کا محبوب ﷺ نبی ہوں یعنی میں اللہ کا نبی ہوں۔ خدا نہیں ہوں کہ زور اور قوت سے تمھیں اللہ کے عذاب سے بچا لوں گا ایسا میں نہیں کر سکتا کیونکہ یہ صرف اللہ کی شان ہے کہ جسے چاہے بخش دے چاہے کافروں کو بخش دے اُسے کوئی نہیں پوچھ سکتا اور چاہے نیک لوگوں کو نہ بخشے جب بھی اُسے پوچھنے والا کوئی نہیں کیونکہ وہ اپنی خدائی میں واحد مالک ہے لاشریک ہے۔ لیکن ایسا کرے گا نہیں کیونکہ اللہ اپنے وعدوں کیخلاف نہیں کرتا، مومنوں اور مسلمانوں کے ساتھ بخشش کے وعدے ہیں اور کفار کے لئے جہنم کا حکم ہے۔ اپنے وعدوں کی پابندی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ اپنے وعدے کیخلاف نہیں کرتا۔ کوئی مجبوری نہیں کہ وہ کر ہی نہیں سکتا بلکہ یہ اللہ کی شان کیخلاف ہے

س :۔ غلام احمد قادیانی اہل سنت جماعت کا مولوی اور عالم فاضل تھا دین کا علم پڑھا ہوا تھا اس کے باوجود گمراہ ہو گیا اور کئی جاہل ان پڑھ مرید گمراہ ہو جاتے ہیں ان کی گمراہی کی کیا وجہ ہوتی ہے کہ نبوت اور ولایت وحی اور الہام کے دعوٰی دار ہو جاتے ہیں اور گمراہی میں بڑھتے جاتے ہیں اور لوگ بھی ان کی وجہ سے گمراہ اور مردود ہو جاتے ہیں۔ کبھی بھی توبہ نہیں کرتے؟

ج :۔ حدیث پاک :۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمھیں عالمِ دین کی گمراہی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عالمِ دین کی زبان سے کہلواتا ہے۔ {ابوداؤد باب الفتن}

گمراہ فرقے :۔ جتنے بھی گمراہ فرقے وجود میں آتے رہے یہ اس وقت کے گمراہ علما ہی بناتے تھے کسی جاہل نے کوئی فرقہ نہیں بنایا اور نہ وہ بنا ہی سکتا ہے یہ پڑھے لکھے عالم فاضل لوگوں کا کام ہے کیونکہ جاہل گمراہ ہوگا تو اپنی جان تک ہوگا اگر ایک عالم گمراہ ہوگا تو لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کر کے ایک فرقہ کھڑا کر دیگا۔

شیطان کا طریقہ واردات :۔

زمین پر جتنے کام اللہ تبارک وتعالیٰ کرتے ہیں وہ سارے کام شیطان مردود بھی کرتا ہے جس

طرح اللہ نے زمین پر مخلوق کی ہدایت کیلئے نبی بھیجے۔شیطان بھی اپنے نبی بناتا ہے۔مثال کے طور پر مسلیمہ کذاب،قادیانی اور یوسف کذاب وغیرہ۔اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں پر وحی بھیجتے ہیں۔یہ بھی اپنے جھوٹے نبیوں پر شیطانی وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو الہام کرتا ہے۔شیطان بھی اپنے ولیوں کو الہام کرتا ہے۔جو قرآن حدیث کیخلاف ہوتا ہے۔

قادیانی پر شیطانی وحی:۔

مرزا قادیانی پر شیطان کی پہلی وحی یہ تھی کہ عیسیٰ مرگیا ہے اسکی قبر کشمیر میں ہے عیسیٰ کی روح تجھ میں آگئی ہے اور تو عیسیٰ ہوگیا ہے یہ عیسیٰ موکلی فقیر تھا موکل شیطان ہوتے ہیں قادیانی اس عیسیٰ موکلی فقیر کو جانتا نہیں تھا اس نے شیطان کی آواز کو فرشتے کی آواز سمجھا اور عیسیٰ موکلی فقیر کی بجائے عیسیٰ علیہ السلام سمجھا اور نبی ہونے کا دعویٰ کردیا اور لاکھوں آدمیوں کو مردود بنا کر جہنم کا ایندھن بنا دیا۔

غیبی آواز دو طرح کی ہے:۔

آواز غیبی دو قسم کی ہوتی ہے پاک اور ناپاک۔پاک غیب آواز خدا کی طرف سے ہوتی ہے جسے نبی اور رسولؑ سنتے ہیں۔اور اسی غیبی آواز کے سننے پر انھیں اپنے نبی اور رسول ہونے پر یقین ہوتا ہے۔اگر تمام دنیا ان کی مخالف ہو اور پوری دنیا میں سے ایک آدمی بھی ان پر ایمان نہ لائے تو بھی ان کا یقین یہی ہوگا۔کہ میں نبی اور پیغمبرؑ ہوں کیونکہ غیبی آواز نے یہی بتایا ہے۔اگر ان کے سامنے آسمانی کتاب بھی رکھ دی جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ حکم منسوخ ہے مجھے جو حکم وحی کے ذریعے ملا ہے اب اس پر عمل کرنا ہوگا۔

ناپاک غیبی آواز:۔

ناپاک غیبی آواز ناپاک جنوں اور شیطانوں کی ہوتی ہے اسی ناپاک غیبی آواز نے مرزا غلام احمد کو گمراہ کیا جس طرح پاک غیبی آواز سے اول درجہ ہدایت پر حضرات انبیاء علیہ السلام ہیں۔اسی طرح جنوں

موکلوں اور شیطانوں کی ناپاک غیبی آواز کی وجہ سے اول درجے کے گمراہ ہوتے ہیں اور پھر نبی یا ولی ہونے کا مخلوق میں اعلان کرتے ہیں نبوت کا اعلان کرنے والے شیطانی باتوں کو وحی کہتے ہیں اور اپنے آپ کو ولی سمجھنے والے شیطانی باتوں کو الہام کہتے ہیں ان کے دل شیطانی تصرف سے سیاہ ہو جاتے ہیں اور جو لوگ ان سے تعلق رکھتے اور ان کے پاس آتے جاتے ہیں ان کا ایمان بھی ختم ہو جاتا ہے ان کی صحبت سے انکے دل بھی سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اب ہدایت کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

پہچان مشکل ہے:۔

پاک اور ناپاک غیبی آوازوں کی تمیز انسان اپنی عقل سے نہیں کر سکتا اللہ کی رحمت شامل حال ہو تو ان کی پہچان ہو سکتی ہے یہ کام صرف نبیؑ اور اللہ کے ولی کر سکتے ہیں کیونکہ ان کو اللہ علم عطا فرماتے ہیں جس طرح فرشتوں کو خدا نے طاقت دی ہے کہ وہ ہر شکل میں اپنے آپ کو بدل سکتے ہیں اسی طرح جنوں اور شیطانوں کو یہ قوت دی ہے۔ کہ جس صورت میں چاہیں اپنے آپ کو بدل سکتے ہیں اور آواز دے سکتے ہیں۔ جس طرح جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں کبھی وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کی صورت میں کبھی کسی بدو سائل کے روپ میں آتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہچان جاتے تھے کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں کیونکہ آپ اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے اور نبی روشن ضمیر ہوتے ہیں اس بات کی تمیز کہ یہ فرشتہ ہے دیو ہے یا جن ہے یا پری ہے یہ بہت مشکل ہے۔ نبیوں اور ولیوں کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ اسی لئے جاہل عالم اور گمراہ و بے دین لوگ شیطان کو جبرائیل علیہ السلام سمجھ کر شیطان کی بات کو وحی سمجھ لیتے ہیں اور بے دین ہو جاتے ہیں نماز باقاعدہ ادا نہیں کرتے۔ شیطان کے ساتھی ہیں اور کہتے ہیں۔ ہمیں الہام ہوتا ہے۔

شیطانی الہام:۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا یہی حال تھا کہ وہ غیبی آوازیں سنتا تھا اور اس کو یقین تھا کہ وہ مسیح موعود ہے اور یہ یقین موکل شیطان کی غیبی آواز پر ہوا۔ اب اگر اسے کوئی ایک آدمی بھی تسلیم نہ کرتا جب بھی

مرزا غلام احمد اپنے آپ کو مسیح موعود ہی سمجھتا بالکل اسی طرح جتنے لوگ بھی شیطان کا شکار ہوتے ہیں وہ شیطان کی غیبی آواز کو یا خواب میں شیطان کی کسی صورت میں نظر آ کر کچھ کہنے کو الہام سمجھتے ہیں۔اس گمراہی پر عمر گزار کر بے دینی اور شیطانیت پر مرتے ہیں توبہ نہیں کرتے۔کیونکہ وہ بے دین ہونے کے باوجود اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔

خدائی وعدے ہمیشہ اٹل ہوتے ہیں:۔

اللہ اپنے وعدوں کیخلاف نہیں کرتے۔الٰہی وعدے ہمیشہ سچ ہوتے ہیں قرآن وحدیث سے اسی طرح ثابت ہے کہ زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں اللہ نے بشارت دی کہ میں تمھیں ایک نیک بیٹا عطا کرونگا آپؑ نے اپنی بیوی کو بتایا تو کہنے لگیں کہ میں اس عمر میں بچہ جنوں گی۔جبکہ میں بانجھ ہو چکی ہوں اور مجھ میں بچے جننے کی طاقت اور علامت ختم ہو چکی ہے۔لیکن تمام تر مایوسیوں کے باوجود اللہ کا وعدہ سچ ہوا۔اور یحیٰی علیہ السلام پیدا ہوئے۔غزوہ بدر میں تمام ترکمیوں اور کمزوریوں کے باوجود اللہ کے وعدے کے مطابق مسلمانوں کو فتح ہوئی۔غزوہ احد میں اللہ تعالیٰ نے جانی و مالی نقصان کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں آگاہ فرمادیا کہ اس درے سے اسلامی لشکر پر حملہ ہوگا اور جانی نقصان ہوگا۔انتظام کے باوجود اسی طرح ہوا جس طرح اللہ نے فرمایا تھا۔الٰہی وعدے ہمیشہ سچ ہوتے ہیں۔

عذاب قبر ودوزخ:۔

کافر کفر کو عیسائی عیسائیت کو سچا جانتے ہیں اور انھیں اپنے مذہب کی سچائی کا یقین ہے مگر اس کے باوجود وہ گمراہ ہیں اور اللہ کا ان پر عذاب قبر ودوزخ میں ہوگا۔اس لئے کہ انھوں نے دین حق کا پیغام کیوں قبول نہ کیا اور خدا کے آخری کامل واکمل قانون کی پیروی کیوں نہ کی یہی حال ان شیطانوں کا ہے جو شیطانی آوازوں کو الہام سمجھتے ہیں اور ان شیطانی الہاموں کو قرآن وحدیث اور اولیاء کرام کے فرمانات سے بڑھ کر سچا سمجھتے ہیں۔اولیاء کرام رضوان اللہ اجمعین کی مخالفت کرتے ہیں۔پس یہ لوگ

اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام رضوان اللہ اجمعین کی پناہ سے جان بوجھ نکلتے ہیں۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان کا شکار ہو کر لعنتی بن جاتے ہیں اللہ کی لعنت کو انعام سمجھتے ہیں۔اس لئے دنیاوآخرت میں اللہ کا عذاب ان کا مقدر ہے۔

ناپاک فقیری:۔

ناپاک فقیری عاملوں موکلی فقیروں بداخلاق اور بدکردار مسلمانوں اور ہر مذہب کے ان سالکوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جو ابلیس مردود کے دھوکہ میں آجاتے ہیں اور اس کی شیطانی تعلیم توجہ اور شیطانی الہاموں سے متاثر ہوتے ہیں۔

پھر کیا ہوتا ہے:۔

جب یہ گمراہ لوگ پکے شیطان بن جاتے ہیں تو پھر بزرگوں کے خلاف بکواس کرتے ہیں۔ شیطانی الہاموں پر عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ شیطانی الہام جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔اور جھوٹ ثابت ہونے پر بھی شیطانی باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔کیونکہ دلوں میں کفر کی سیاہی کیوجہ سے ہدایت کی بات کا انکار کرتے ہیں شیطانی الہام شیطانی توجہ اور شیطانی تعلیم کی یہی تاثیر ہے۔

خاص پہچان:۔

ناپاک اور شیطانی فقیری کی خاص پہچان یہ ہے کہ اس جماعت کے اکثر فقیر یعنی مرید بے نماز خلاف شرع بزرگوں کے گستاخ اور بے ادب بداخلاق اور جھوٹے ہوتے ہیں ان کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ کی شان پاک میں اور حضرات انبیاء علیہ السلام اور بالخصوص اولیاء کرام کی توہین وتحقیر اور بے ادبی کرتے ہیں اور ولیوں پر جھوٹے الزام اور انکی شان میں گستاخی کے الفاظ ان کی زبان سے نکلتے ہیں۔ناپاک فقیری کی ایک دوسری قسم بھی ہوتی ہے اس قسم کے ناپاک فقیر

پانچوں ارکان اسلام کو اپنے طریقے سے ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی اور بے ادبی نہیں کرتے بلکہ تعظیم سے آداب بندگی بجالاتے ہیں اور اپنے آپکو پکا مواحد اور مقدس بزرگ سمجھتے ہیں۔ مگر اس توحید کے پردہ میں اور وحدانیت کی آڑ میں اولیاء انبیاء کی بے ادبی کا کھیل کھیلتے ہیں اور حضرات انبیاء اولیاء کی پاک تعلیمات کا انکار کرتے ہیں۔ اور ان پاک بزرگ ہستیوں اور اللہ کے مقبولِ بارگاہ لوگوں کی شان میں حقارت واہانت گستاخی اور بے ادبی کی بولیاں بولتے ہیں اور اپنے پیرو مرشد کو جس سے فیض ملا تھا اُسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ غرور سرکشی، روگردانی اور بے ادبی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو روحانی پیشواء سے بہتر اور افضل جانتے اور ظاہر کرتے ہیں۔

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فرمانِ پاک:۔

بداخلاق فقیر ولی نہیں دجال ہوتا ہے شیطانی توجہ اور بزرگوں کی بے ادبی و گستاخی کیوجہ سے ان کے دل سیاہ ہوجاتے ہیں۔ اے مسلمان ان کی صحبت اور میل ملاقات سے دور بھاگ کہیں ان کے دلوں کی سیاہی تیرے دل پر نہ آجائے اور تو ان سے بھی بڑھ کر لعنتی اور شیطان ہوجائے۔ کیونکہ بُری صحبت برائی سے بھی بُری ہے۔ بُرائی سے تو انسان توبہ کرسکتا ہے لیکن بُری صحبت ایسا لعنتی بنادے گی کہ اللہ توبہ کی توفیق ہی نہیں دیں گے اور تو کفر کو اسلام سمجھتا رہے گا۔ اور اسی بے دینی پر مرکر جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔

حضرت محبوب الٰہی کے مرید مولانا وجیہہُ الدین پر شیطانی حملہ:۔

یہ بزرگ سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خاص مریدوں سے ہیں ایک دن آپ محبوب الٰہی ؒ کی خدمت مبارک میں آرہے تھے جب کرہ کے باغوں کے درمیان پہنچے تو ایک بوڑھا زاہد عبادت گزار کندھے پر مصلیٰ ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے آپ کے سامنے آیا۔ سلام کیا اور کہنے لگا میں دور دراز سے یہاں پہنچا ہوں۔ چند مسائل دین کے بارے میں

ہیں ان کے سمجھنے میں مجھے مشکل پیش آ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میری مشکل حل فرما دیں۔ مولانا وجیہہ الدین نے فرمایا پوچھیں میں کوشش کرونگا کہ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے۔ اُس عابد زاہد نے عالمانہ تقریر سے سوالات شروع کئے اور مولانا صاحب بہت پڑھے لکھے اور خواجہ محبوب الٰہی کے صحبت یافتہ تھے۔ انھوں نے بھی خوب مدلل اور عالمانہ جواب دیئے۔ اور دل میں خیال کرنے لگے کہ یہ آدمی شہری تو معلوم نہیں ہوتا پھر اس نے اتنے علوم کہاں سے حاصل کر لیے۔ جب بحث سے فارغ ہوئے تو اس عابد و زاہد بوڑھے نے پوچھا مولانا آپ کہاں جاتے ہیں۔ مولانا نے جواب دیا کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین رضی اللہ عنہ والدین کی خدمتِ اقدس میں حاضری کیلئے جا رہا ہوں۔ اُس زاھد نے کہا کہ خواجہ صاحب کو آپ جتنا علم تو نہیں ہے۔ آپ تو بہت علم رکھتے ہیں میرے تمام سوالات کا تسلی بخش جواب دیا آپ اتنے بڑے عالم ہوتے ہوئے ان کے پاس جا رہے کیا فائدہ ہوگا۔ حضرت وجیہہ الدین پائلیؒ نے فرمایا مولانا خیر ہے۔ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ خواجہ صاحب تو علم کے سمندر ہیں ان کا قلب اللہ کی معرفت سے آراستہ ہے۔ آپؒ روشن ضمیر ہیں اس نے پھر وہی کہا کہ میں نے کئی بار نظام الدین اولیاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملاقات کی ہے۔ وہ اتنا علم نہیں رکھتے۔ جتنا کہ آپ۔ واپس چلے جائیں انکی صحبت سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ مولانا وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لاحول پڑھا تو اس نے کہا ایسا نہ پڑھو مولانا نے دوبارہ لاحول پڑھا اور خواجہ صاحبؒ کا تصور کیا تو وہ بوڑھا عابد و زاہد فوراً غائب ہوگا۔ جب مولانا خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو یہ ماجرا پیش کرنے سے پہلے آپؒ نے نورِ باطن سے دیکھ کر اور معلوم فرما کر خود ہی ارشاد فرمایا کہ مولانا آپ نے اس آدمی کو خوب پہچانا وہ شیطان تھا آپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا اگر آپ کو اس کے کہنے کے مطابق ذرا سا بھی خیال آجاتا کہ واقعی مجھے پیر و مرشد سے زیادہ علم ہے تو شیطان آپکو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ {سیرت فخر العارفین حصہ دوئم}

حضرت خواجہ محبوب الٰہی کے ایک مرید پر شیطان کا حملہ اور کچھ وقت کامیابی:۔

حضرت مولانا وجیہہ الدین پائلی کا ہمسایہ آپ کا پیر بھائی تھا۔ دونوں خواجہ صاحب کی خدمت میں آتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ کئی دنوں تک آپ کا ہمسایہ آستانہ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ پر حاضری کیلئے نہ آیا تو آپ نے پوچھا مولانا آپ کا پیر بھائی آج کل نہیں آرہا ہے۔ خیر تو ہے تو مولانا صاحب نے عرض کیا کہ حضور پتہ کرونگا کہ کیا وجہ ہے کیوں نہیں آتا۔ گھر جا کر مولانا وجیہہ الدینؒ نے اپنے ہمسائے سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آپ نے خواجہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کو ترک کیا ہوا ہے اس نے جواب دیا کہ مجھے اب خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ کی صحبت کی ضرورت نہیں رہی روزانہ رات کو جبرائیل علیہ السلام براق لیکر آتے ہیں اور ساری رات جنت کی سیر کرواتے ہیں اور صبح ہونے سے پہلے واپس چھوڑ جاتے ہیں مولانا وجیہہ الدینؒ نے سارا ماجرا خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تو آپؓ نے فرمایا اپنے پیر بھائی سے کہنا کہ آج رات وہ جب جنت میں جائے تو تصور برزخ شیخ کرے اور لاحول پڑھے مولانا نے اپنے پیر بھائی سے کہہ دیا تو جب وہ جنت میں سیر کر رہا تھا تو اُسے یاد آگیا کہ خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے ایسے فرمایا تھا تو اُس نے خواجہ صاحب کا تصور کیا اور لاحول پڑھا تو جبرائیل علیہ السلام کہنے لگا ایسا نہ کرو ورنہ میں تمھیں جنت سے نکال دوں گا۔ اُس مرید کو شک ہوگیا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام نہیں کوئی گڑ بڑ ہے۔ اُس نے دوبارہ اچھی طرح تصور کیا اور لاحول پڑھا تو ایک دم جبرائیل علیہ السلام اور جنت غائب ہوگئے۔ وہ گھر سے دور اجاڑ جنگل میں کھڑا تھا بہت پریشان ہوا پیدل چل کر سرکار محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی مانگی اور عرض کیا کہ حضور رضی اللہ عنہ اگر آپ کا کرم نہ ہوتا تو شیطان نے مجھے مردود کر دیا تھا آپ کے کرم کے صدقے ایمان بچ گیا۔

اللہ کی رحمت:۔

اللہ کی رحمت جن لوگوں کے شاملِ حال ہوجاتی ہے۔ وہ پیر و مرشد کا حکم مان لیتے ہیں۔ اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ ان کا ایمان بچ جاتا ہے اور جو شیطان کے جال میں پھنس کر پیر و مرشد کی صحبت چھوڑ کر دوری اختیار کر لیتے ہیں تو وہ مردود ہوجاتے ہیں ایسے لوگوں کو شیطانی الہام ہوتے ہیں۔ خواب میں شیطان بزرگ صورت بن کر ملتا ہے اور خوشخبریاں سناتا ہے کہ تو بڑا بزرگ ہے۔ تیرے سے بڑے بڑے نیکی کے کام ہونگے۔ اور اس لعنتی کو شیطان کی یہ چال سمجھ نہیں آتی کیونکہ شیطان سمجھانے والے کے پاس جانے ہی نہیں دیتا ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان کے ساتھ شیطان کی پیروی کرنے والے سب کو جہنم میں بھر دونگا۔

مرشد کامل کے فرمان کا انکار:۔

سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی یہ دونوں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید تھے پیر و مرشد کی مخالفت کی وجہ سے ان میں ناپاک شیطانی استدراجی قوت اور فقیری پیدا ہوئی۔ یہ بظاہر نماز روزہ کے پابند تھے اس کے باوجود شیطان کے دھوکہ میں آ گئے۔ جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی عالم دین اور نماز روزہ کا پابند ہوتے ہوئے شیطان کے جال میں پھنس گیا تھا چونکہ شیطان انبیاء کرام رضوان اللہ اجمعین اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ کا مخالف اور بے ادب ہے جو بھی مسلمان عالم فاضل پیر یا مرید شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ تو وہ بھی انبیاء کرام رضوان اللہ اجمعین اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اور سلف صالحین کی جناب میں بے ادبی گستاخی توہین وتحقیر اور انکار کا مرتکب ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے معنی میں ردوبدل کرتا ہے پیر و مرشد کی تعلیم کا انکار کر کے اپنی شیطانی سوچ کے مطابق عمل کرتا ہے۔

یہی کام سید احمد اور اسمٰعیل دہلوی نے کیا کہ جب مرید کرنے کے بعد شاہ عبد العزیز صاحب نے

سلسلہ نقشبندیہ اور باقی تمام سلاسل کے مطابق جو اُنکے سلسلہ کے مشائخ اور بزرگان طریقت کے مطابق چلی آتی تھی۔ برزخ شیخ کے تصور کی تعلیم دی تو ان دونوں نے تصور برزخ شیخ کا صاف انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ تصور برزخ شیخ اور بت پرستی میں کیا فرق ہے۔شراب پینا اگر چہ گناہ کبیرہ ہے اگر آپؒ اس کا حکم دیں تو میں تعمیل کرونگا یعنی شراب پی لونگا۔لیکن یہ عمل تصور برزخ شیخ جو کہ بت پرستی اور صریحاً شرک ہے مجھ سے نہیں ہوسکتا۔

مرشد کی نافرمانی کا اثر:۔

تصور برزخ شیخ کرنے سے شیطان اور شیطانی وسوسوں اور الہاموں سے مرید کی حفاظت ہوتی ہے اس کے علاوہ کوئی عمل شیطان سے نہیں بچا سکتا اس فرمان مرشد کا انکار کرتے ہی شیطان ان پر سوار ہوگیا۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی صحبت میں آنا جانا ترک کر دیا شیطانی الہام شروع ہو گئے مردود ہوکر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی مخالفت اور بے ادبی شروع کر دی۔ با ادب با مراد۔ بے ادب نامراد

شیطانی الہام:۔

اب بھی جن لوگوں کو شیطانی الہام ہوتے ہیں اس کی وجہ بھی یہی ہوتی ہے۔ کہ پیرومرشد کے بے ادب لوگ شیطان کے دوست بن جاتے ہیں۔اور شیطان کی ازلی خصلت ہے کہ اس نے تکبر کیا اور اللہ کے نبی آدم علیہ السلام سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا بالکل اسی طرح یہ گمراہ لوگ شیطان کے قدموں پر چلتے ہیں اللہ کے ولیوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں ان میں عیب اور نقص نکالتے ہیں۔اپنے آپ کو پیرومرشد سے بہتر سمجھتے ہیں جس طرح شیطان نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بہتر کہا۔شیطانی توجہ اور شیطانی الہاموں کا یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ وہ شیطان کی طرح تکبر کرتے ہیں۔ بے حیائی گمراہی اور بے ادبی کو ہدایت سمجھتے ہیں کبھی بھی شیطان کی طرح توبہ نہیں کرتے اسی بے دینی پر مر کر جہنم واصل ہوجاتے ہیں۔

شیطانی الہام کا بھید:۔

شیطان جب کسی گمراہ پر پوری طرح قابض ہو جاتا ہے اور گمراہ آدمی کو بالکل شیطان بنانے کے بعد اُسے صرف ایک ہی خطرہ ہوتا ہے کہ یہ کسی اللہ کے ولی سے نہ ملے اگر کسی اللہ کے ولی سے میل جول رکھے گا تو ان کی تبلیغ سے میرے جال سے نکل جائے گا اس لئے شیطان حیلے بہانے اور مکر وفریب سے پیرومرشد کی صحبت سے دور رکھتا ہے اگر مرشد کامل نہ ہوں تو ان کے پاس جانے سے نہیں روکتا۔ طریقت سے مرتد بنا کر شیطان اس میں تکبر پیدا کرتا ہے کہ تو بڑا بزرگ ہے تجھے الہام ہوتا ہے۔تو اپنے پیر سے مرتبہ اور علم میں بڑھا ہوا ہے اب ان کے پاس جانے کی تجھے حاجت نہیں رہی اس طرح شیطان کے دھوکہ میں آکر شیطانی الہام پر یقین کر لیتے ہیں اور شیطانی الہامات جھوٹ ثابت ہو جانے پر بھی شیطانکو نہیں چھوڑتے اللہ کے الہامات ہمیشہ سچ ہوتے ہیں کیونکہ اللہ اپنے وعدوں کیخلاف نہیں کرتے۔

پاک سے پاک اور ناپاک سے ناپاک:۔

ان شیطانی الہام سننے اور یقین کرنے والوں کی فقیری ناپاک ہوتی ہے خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔طریقت اسلامی کا واضح مسئلہ ہے کہ پاک سالکوں سے پاک اور ناپاک سالکوں سے ناپاک فقیری پیدا ہوتی ہے اس لئے گمراہ اور غلیظ لوگ ولیوں سے دوری اختیار کر لیتے ہیں اور شیطانی الہاموں پر عین الیقین ہو جاتے ہیں۔جبکہ شیطانی الہام کبھی سچے نہیں ہوتے۔ اللہ کی رحمت شیطان اور شیطان کی اولاد پر کبھی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا:۔اے شیطان بے شک تیرے اوپر میری یعنی اللہ کی لعنت قیامت تک ہے اس آیت قرآنی سے ثابت ہوتا ہے۔کہ جتنے شیطانی طریقے اور شیطانی سلسلے ہیں سب میں گمراہی اور ناپا کی قیامت تک جاری رہے گی۔

ہدایت گمراہی سے ممتاز ہے۔ اسی کے ساتھ خدائی انتظام مخلوق کی حفاظت کیلئے فرما دیا گیا ہے۔ لیکن جاہل اور گمراہ لوگ نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بے شک رشد و ہدایت ممتاز ہے گمراہی سے۔

س:۔ مسلمان اور ہندو میں کیا فرق ہے؟

ج:۔ مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ نبی آخر الزماں ہیں۔ برحق اللہ کے نبی ہیں کی امت میں توحید و رسالت کے قائل ہیں ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں آسمانی کتاب قرآن پاک کو دل وجان سے قبول کرتے ہیں اللہ کے حکم کے مطابق انبیاء کرام اور اولیاء عظام پر صحیح عقائد رکھتے ہیں اور انکو تسلیم کرتے ہیں ان کے اختیارات معجزات اور کرامات جو اللہ نے عطا فرمائے ہیں ان پر یقین رکھتے ہیں اللہ کے حکم کے مطابق جو کہ قرآن پاک سے ثابت ہے ان کا ادب اور احترام کرتے ہیں اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔

ھندو:۔

توحید و رسالت کی مخالفت کرتے ہیں اسلام اور مسلمان کے دشمن ہیں۔ قرآن پاک کے منکر ہیں۔ گیتا جو ہندو مذہب کی شیطانی کتاب ہے اس پر عمل کرتے ہیں بتوں کو خدا مانتے ہیں۔ ان کو پوجا کرتے ہیں رام سیتا اور بکرماجیت انکے علاوہ بہت سے بتوں کو خدا مانتے ہیں گائے کی پوجا کرتے ہیں۔ اسی کے گوبر اور پیشاب کو متبرک اور پاک جانتے ہیں۔

س:۔ مسلمان مزارات پر جاتے ہیں اور ہندو مندرں میں بت پوجتے ہیں دونوں میں کیا فرق ہے؟

ج:۔ اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمانات اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام دین اسلام ہے۔ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی والدہ محترمہ کے مزار پاک پر زیارت کی غرض سے تشریف لے گئے اور وقت زیارت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا اور دعا بھی فرمائی غزوہ احد کے شہیدوں کے مزارات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روزانہ تشریف لیجاتے تھے۔ اور دعا فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ اُحد کے شہداء کے مزارات پر جاتے اور دعائیں مانگتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام جب بھی کوفہ سے

مدینہ منورہ تشریف لاتے سرکارِ دو جہاں ﷺ کے مزار اقدس پر حاضری کے بعد اُحد کے شہداء کے مزارات پر دعا کیلئے تشریف لیجاتے۔ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کی بزرگی اور پاکیزگی اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورۂ نور میں فرماتے ہیں۔ آپ روزانہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارات پر تشریف لاتیں اور دعا فرماتی تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنے والدین کے مزارات کی زیارت جمعہ کے دن کرتا ہے۔ اللہ اس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ {زیارتِ قبور مشکوٰۃ، ترمذی، مسلم، بخاری، متفق علیہ}

جبکہ اس کے ماں باپ چور، ڈاکو اور گناہگار بھی ہوسکتے ہیں۔ ان کی قبروں کی زیارت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اللہ کے نبی اور ولیوں کے مزارات جو مقدس مقامات ہیں ان کی زیارت سے کیا نصیب ہوتا ہے۔ عقل کے اندھے اور بے دینوں کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اب غور فرمائیں جو گروہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام اور اولیاء کرام کے عمل اور سنت رسول ﷺ کو ہندوؤں کے مندر میں جا کر بت پوجنے کے برابر کہتا ہے تو مسلمان تو ہو نہیں سکتا منافق ہوگا یا خود ہندو ہوگا۔ کیونکہ ہندو یہ بات کہتے ہیں کہ مزار اور مندر میں کوئی فرق نہیں۔

مندر:۔

مندر میں ہندو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ مسلمان مزارات کی زیارت کرتے ہیں ان کی عبادت نہیں کرتے عبادت اللہ کی کرتے ہیں۔ سب مزارات کے ساتھ بڑی بڑی مسجدیں موجود ہیں ہندو بتوں کو خدا مانتے ہیں جبکہ مسلمان اہل مزار کو اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق اللہ کے برگزیدہ بندے جانتے ہیں بتوں کو اللہ کے ولیوں سے کوئی نسبت نہیں مندر اور بت کفر کی علامت ہیں۔ مسجدیں اور مزارات نبی ﷺ اور ولیؒ ہدایت اور دین اسلام کی علامت ہیں۔

س:۔ مسلمان لنگر پکاتے ہیں اور مخلوق کو کھلاتے ہیں لنگر اور ہندوؤں کے پرساد میں کیا فرق ہے؟

ج:۔ قرآن وحدیث کو سمجھنے کیلئے عقل چاہیے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ جس کے دین کی بھلائی

چاہتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ پڑھنا کسب ہے اور سمجھ عطا ہے۔ جسے اللہ عطا فرمائیں گے اُسے دین کی سمجھ آئے گی

اصحاب صفہ روزانہ رسول کریم ﷺ کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے ان کے گھر نہیں تھے نہ وہ کوئی کام کرتے تھے مسجدِ نبوی شریف میں چبوترے پر بیٹھے رہتے تھے۔ حضور ﷺ ہی ان کے نان نفقے کا بندوبست فرماتے تھے اصحاب صفہ کا گزارہ آپ ﷺ کے لنگر پر تھا۔

لاہور میں کتنے غریب نادار اور بے بس لوگوں کا گزارہ داتا صاحبؒ کے لنگر پر ہے۔ پاک پتن شریف میں غریب مسافر اور خستہ حال لوگوں کا گزارہ بابا فریدؒ کے لنگر پر ہے۔ محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کا لنگر اتنا زیادہ ہوتا تھا کہ بادشاہ حیران تھے کہ نظام الدینؒ اتنا لنگر کہاں سے پکواتا ہے۔ کہ ہزاروں لوگ اسکے آستانہ پر کھانا کھاتے ہیں

حدیث پاک:۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے کنویں کے پاس بے ہوش پڑا ہوا تھا ایک بدکار عورت نے کوشش کر کے پانی کنوئیں سے نکال کر کتے کو پلایا۔ اس کو ہوش آ گیا۔ کتے کی جان بچ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بدکارہ کو ولایت عطا فرما دی۔

حدیث پاک:۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ جنت جانے کا مختصر اور آسان راستہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھانا کھلاؤ جنت جاؤ۔

اس گمراہ گروہ کے لوگوں کو انبیاء اولیاء کی نیکیاں حسد و بغض کی وجہ سے برائیاں نظر آتی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام روزانہ لنگر پکاتے تھے اور مسافروں اور مہمانوں کا انتظار فرماتے جب وہ آجاتے تو ان کے ساتھ مل کر لنگر کھاتے۔ اگر کسی دن کوئی مہمان یا مسافر لنگر کھانے والا نہ آتا تو پریشان ہوجاتے۔ شہر سے باہر تشریف لے جاتے اور لنگر کھانے والوں کو تلاش کرتے اور انکو بلا لیتے۔ اور ان کے ساتھ ملکر لنگر کھاتے۔

حضور ﷺ کے داد عبدالمطلب اونٹ ذبح کر کے حاجیوں کو ایک دن کا لنگر پکا کر کھلا دیتے تھے۔ سرکار نبی کریم ﷺ نے فرمایا سخی اللہ کا دوست ہے۔ سخی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ چاہے کافر ہو۔

کنجوس جنت میں کبھی داخل نہ ہوگا۔ بے شک عابد اور زاہد ہو۔ مولوی لنگر نہیں کھلا سکتے کیونکہ یہ تو مانگ کر کھاتے ہیں۔ اور طالب علموں کو کھلاتے ہیں لنگر کھلانا نبیوں اور ولیوں کا کام ہے ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ اسی عمل سے یہ لوگ اللہ کی معرفت اور ولایت کو پہنچ جاتے ہیں۔

عام امیر آدمی یا غریب آدمی مخلوق خدا کو اللہ واسطے کھانا کھلائے تو اُسے خیرات کہتے ہیں۔ اولیاء کرام اپنی حیات میں بھی مخلوق خدا کو اللہ واسطے کھانا کھلاتے ہیں ان کے وصال کے بعد بھی اُن کی خانقاہوں سے مخلوق خدا کو کھانا ملتا ہے اس کو لنگر کہتے ہیں۔ لنگر کا لفظ خیرات کے معنوں میں آتا ہے کوئی امیر آدمی یا لیڈر خیرات کرتا ہے۔ تو اس کا مقصد ووٹ مانگنا اور ووٹ حاصل کرنا یا کوئی اور دنیاوی مقصد بھی ہوتا ہے اولیاء کرام کا مقصد اللہ کیلئے کھانا کھلانا اور اللہ کے رسول ﷺ کے دین کی تبلیغ کرنا ہوتا ہے۔ لنگر کا نام سن کر مسلمان سمجھ جاتے ہیں کہ کھانا کھلانے والا اللہ کا ولیؒ ہے۔ اس کے غریب خانہ پر آ کر لنگر کھاتے ہیں۔ اور تبلیغ سنتے ہیں۔ جس کے نصیب میں ہوتا ہے۔ نورِ ایمان کی دولت حاصل کر لیتا ہے۔

ہندوؤں کا پرساد:۔

ہندو جوگی مولویوں کی طرح مانگ کر کھاتے ہیں۔ مولویوں کے شاگرد مانگ کر لاتے ہیں جوگیوں کے چیلے مانگ کر لاتے ہیں۔ یا کسی امیر آدمی سے مولوی خود مانگ کر لاتا ہے اسی طرح کسی راجہ مہاراجہ کے پاس جوگی مانگنے جاتا ہے۔ بزرگوں کے لنگر کی طرح بتائیں کس ہندو کے پرساد سے روزانہ ہزاروں لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ اندھے کو سیاہ اور سفید زمین و آسمان برابر اور ایک جیسے نظر آتے ہیں۔

س:۔ مسلمان خانہ خدا یعنی کعبہ شریف پر غلاف چڑھاتے ہیں۔ اور مزارات پر چادریں یہ ہندوانہ رسم ہے؟

ج:۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری اور اعلانِ نبوت سے برسوں پہلے حمیری عرب کا بادشاہ ہوا ہے۔ سب سے پہلے اُس نے کعبہ شریف پر غلاف چڑھایا تھا۔ سرکار ﷺ کے وقت میں بھی مسلمان چڑھاتے رہے ہیں۔ سرکار دو جہاں ﷺ نے منع نہیں فرمایا پسند فرمایا۔ فتح مکہ کے وقت بھی کعبہ

شریف پر غلاف موجود تھا۔ آپ ﷺ نے کعبے میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑا لیکن غلاف نہیں اتارا اور نہ ہی فرمایا کہ یہ ہندوانہ رسم ہے اس کو ختم کرو۔

بخاری شریف کی حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے ایک مشرک شاعر کے بارے میں فرمایا کہ اُسنے ہمیں بہت پریشان کیا ہے ہماری ہجو لکھتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا اُسے ضرور قتل کرنا چاہے کعبہ شریف کے غلاف سے لپٹ کر رو رہا ہو۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کعبہ پہنچے تو وہ مشرک شاعر واقعی غلاف سے لپٹ کر رو رو کر دعا مانگ رہا تھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وہاں سے پکڑ کر قتل کیا۔ اس حدیث پاک سے بھی غلافِ کعبہ ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مزار مبارک ملک شام میں ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شام کے فتح ہونے کی خوش خبری سنائی کہ تم لوگ شام کو فتح کر لوگے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار پاک پر اُس وقت بھی چادریں چڑھائی جاتی تھیں۔ اب بھی چڑھائی جاتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ چادر چڑھانا ہندوانہ رسم ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار پاک سے اس رسم کو ختم کر دینا۔ کوئی ایک حدیث مبارک بھی ایسی نہیں ہے۔ جس میں مزارات پر چادریں چڑھانے سے منع فرمایا ہو۔

بغداد شریف عراق کا دارالخلافہ ہے۔ یہ بھی عرب شریف میں ہے۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔ آپؓ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ چادریں چڑھائی جاتی ہیں لنگر پکایا جاتا ہے۔ تقسیم کیا جاتا ہے۔ عرس کی تمام تقریبات اُسی طرح ہوتی ہیں جس طرح ہندو پاک میں بزرگوں کے عرسوں کی ہوتی ہیں۔

بارہ سو سن ہجری تک عرب میں سب کچھ رائج تھا۔ آدم علیہ السلام سے لیکر سن بارہ سو ہجری تک متحدہ عرب امارات اور جزیرۃ العرب کا نام عرب تھا۔ سارے نبی عرب کی سرزمین میں تشریف لائے اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ بھی عربی ہیں لیکن اب عرب کی سرزمین سعودی عرب ہے۔ جب سے محمد عربی ﷺ کے ملک کا نام سعودی عرب ہو گیا۔ نام تبدیل ہو گیا۔ اسی وقت سے ملک کا نام تبدیل

کرنے والے نجدیوں نے آپ ﷺ کا دین بھی تبدیل کردیا ورنہ اولیاء کرام کی مخالفت مزارات کی توہین لنگر کے پاک کھانے کو ہندوؤں کے ناپاک کھانے سے تشبیہہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو بت کہنا یہ دین اسلام میں کہاں ہے۔ عقل مند کیلئے اشارہ کافی ہے اللہ سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین

س:۔ مسلمان نبیوں اور ولیوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اور ہندو اپنے بتوں اور گروؤں سے مانگتے ہیں۔ اس طرح ہندوؤں اور مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ دونوں ہی غیر اللہ سے مانگتے ہیں؟

ج:۔ جب تک مسلمان نبیوں اور ولیوں کو بتوں کے برابر سمجھیں گے۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔ بت بے جان ہیں۔ کچھ نہیں کرسکتے بت سے مراد مانگنا کفر شرک ہے اور اللہ کے نبیوں سے مرادیں مانگنا اور اُن کا عطا فرمادینا۔ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ لوگوں کے کہنے پر مردوں کو زندہ کردیتے تھے۔ کوڑھی کو صحت مند فرمادیتے تھے۔ الغرض لوگ جو بھی مراد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ نبیوں سے عرض کرتے تھے اور نبیؑ عطا فرمادیتے تھے۔ پیدائشی اندھے کو بینائی دے دینا چاند کو دو ٹکڑے کردینا اور تھوڑے رزق کا زیادہ ہوجانا۔ الغرض نبیوں اور ولیوں سے جو بھی مانگا انھوں نے عطا فرمایا۔

نبیؑ اور ولیؒ ہدایت کی علامت ہیں جبکہ بت کفر کی علامت ہیں بت سے کسی قسم کا لگاؤ تعلق اور رابطہ مراد مانگنا یا منت ماننا سب کفر ہے۔ کیونکہ بت نہ خدا ہیں نہ نبی ہیں اور نہ ولی یہ کچھ بھی نہیں۔ انکے متعلق کچھ بھی خیال کرنا کفر ہے

نبیؑ اور ولیؒ اللہ کے مقبولِ بارگاہ لوگ ہیں ان کو اللہ نے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ عطائی اختیارات والے شخص سے کچھ مراد چاہنا اور اُن کا عطا فرمانا بالکل شرک نہیں۔ نہ مانگنے والا مشرک ہے اور نہ دینے والا مشرک ہے نبیوں اور ولیوں سے مرادیں مانگنا اور اُنکا عطا فرمانا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

س:۔ مسلمان مزارات اور اولیاء کرام کو سجدہ کرتے ہیں ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں؟

ج:۔ سجدہ تعظیم اور سجدہ عبادت دو قسم کے سجدے قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے اللہ کے حکم سے سجدہ کیا۔ اور یوسف علیہ السلام کو اُن کے ماں باپ اور گیارہ بھائیوں نے سجدہ کیا۔ سجدہ

کرنے والوں پر اللہ راضی ہو گئے اور ان کے مراتب بلند فرما دیے جس نے سجدہ غیر اللہ کو نہ کیا اس پر اللہ ناراض ہو گئے اور اسے لعنتی مردود کر دیا حضور ﷺ کی امت کے ولی مثل انبیاء بنی اسرائیل ہیں اس لئے انکے لئے بھی سجدہ تعظیم جائز ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ زندگی میں نبیوں ولیوں کو سجدہ تعظیم جائز ہے اور بعد وصال جائز نہیں تو بات صحیح نہیں کیونکہ یہ لوگ زندگی میں بھی خدا نہیں تھے غیر اللہ ہی تھے اس لیے جو ادب واحترام انبیاء و اولیاء کا زندگی میں ہو گا وصال کے بعد بھی اسی طرح ہو گا۔ عبادت کا سجدہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے یہ اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے اور کافر بتوں کو عبادت کا سجدہ کرتے تھے وہ ان کو معبود جان کر ان کی پوجا کرتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے بتوں کے لیے ہر قسم کا سجدہ کفر قرار دیا ہے ان کو بنا نا رکھنا تسلیم کرنا سب کفر کے کام ہیں۔ اس لیے یہ کسی طرح بھی نبیوں اور ولیوں یا مزارات کے مدِ مقابل نہیں ہو سکتے نبیوں اور ولیوں کے سجدہ تعظیم کو اللہ نے جائز اور باعثِ بزرگی قرار دیا اور بتوں کے سجدہ کو کفر قرار دیا تو دونوں کام کسی طرح بھی برابر نہیں ہو سکتے

س :۔ مسلمان نبیوں اور ولیوں سے مال اور اولاد مانگتے ہیں اور ہندو بتوں سے دونوں غیر اللہ سے مانگتے ہیں کیا دونوں برابر نہیں ہیں؟

ج :۔ نبیوں اور ولیوں کو بتوں کے برابر کہنا جہالت اور گمراہی ہے اس علاقے برِ صغیر میں یعنی ہندوستان اور پاکستان میں تمام تر تبلیغ اولیاء کرام نے کی ہے۔ یہ ان کی تبلیغ کا نتیجہ ہے کہ آج کروڑوں مسلمان اِس خطے میں موجود ہیں اعتراض کرنے والوں کے باپ دادا بتوں کو پوجتے تھے۔ بتوں کی پوجا کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے اور آج یہ مسلمان ہیں یہ بھی ان اولیاء کرام کا ہی کرم ہے جن لوگوں کی وجہ سے یہ آج مسلمان کہلاتے ہیں۔ اِن بزرگوں کو بتوں کے برابر کہتے ہیں شرم وحیا کی کمی ہے۔ نبیوں اور ولیوں سے مال اولاد مانگنا سلف صالحین سے ثابت ہے کہ وہ اِن لوگوں کے پاس جاتے تھے۔ اپنی پریشانیاں پیش کرتے تھے۔ وہ بزرگ چونکہ مقبولِ بارگاہ لوگ ہوتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں اللہ ان بزرگوں کی دعائیں قبول فرماتے ہیں اور مخلوق کی پریشانی اللہ تعالیٰ دور فرما دیتے ہیں۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے دعائیں مانگو میں دعاؤں کو قبول کرنے والا

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی پابندی نہیں لگائی کہ دعا میں کیا مانگو اور کیا نہ مانگو۔

مال کیلئے دعا کریں گے تو اللہ مال عطا فرمائیں گے اولاد کیلئے عرض کریں گے تو اللہ تعالیٰ ولی اللہ کی دعا سے بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائیں گے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کا مروان کی اولاد پر خوش ہو کر ان کی حکومت کا عرصہ بڑھا دینا۔ اب اس میں مال اور اولاد دونوں عطا فرما دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا ہمارے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام محمد رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ علیہ السلام نے شادی کی اس بیوی سے بیٹا پیدا ہوا اس بچے کا نام حضرت علی علیہ السلام نے محمد رکھا ان حوالہ جات کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ مختصراً عرض ہے اب بتوں کو دیکھیں کہ ان میں کیا خوبی ہے بتوں نے کس علاقے میں اسلام پھیلایا بت کفر اور جہالت کی علامت ہیں بے جان ہیں اعتراض کرنے والے جاہلوں کے باپ دادا کی جان بتوں سے کس نے چھڑائی۔ جن بزرگوں نے ان جاہلوں کو بتوں کی پوجا سے نجات دلوائی اپنی جہالت اور گمراہی کی وجہ سے بزرگوں کو بتوں کے برابر گردانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین۔

س:۔ مسلمان قوالی گاتے ہیں اور ہندو گھنٹی بجاتے ہیں دونوں میں کیا فرق ہے؟

ج:۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اطاعت کرو اللہ کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور صاحبِ حکم یعنی اللہ کے ولیوں کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے راہ پاؤ گے دوسری حدیث پاک میں فرمایا کہ میری امت کے ولی اللہ بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہیں سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **صراط الذین انعمت علیھم** یعنی ان لوگوں کے راستہ پر چلو جن پر میرا انعام ہوا ہے دوسری جگہ قرآن پاک سورۃ مائدہ میں فرمایا کہ میرے انعام والے بندے نبیؑ ہیں صدیق و شہید اور اولیاء کرام ہیں یہ تمہارے بہترین دوست ہیں

بنی اسرائیل نبیوں کی مثل:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ولی بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہوں گے تو

مثل اس وقت ہو سکتے ہیں جب ان نبیوں والا ہر کام ان سے ظاہر ہو یعنی بنی اسرائیل کے نبیوں میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ مردوں کو زندہ کوڑھیوں اور اندھوں کو صحت مند فرما دیتے تھے۔ بالکل اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ولی ہر کام کریں گے تو مثل ہونگے۔

امام ناصرؒ کا عجیب وغریب واقعہ:۔

امام ناصرؒ بری امامؒ اسلام آبادی کے ہم عصر بزرگ ہیں ہندوستان ہوشیار پور کے گردونواح میں آپؒ کا مزارِ اقدس ہے۔ آپ تن تنہا یہاں تشریف لائے تھے۔ اُس وقت یہاں سب ہندو آبادی تھی آپؒ نے اسلام کی تبلیغ میں بہت کوشش کی۔ لیکن خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے۔ ایک دن اسی پریشانی میں تنہا بیٹھے سوچ رہے تھے کہ کس طرح اسلام کا چرچا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے آپؒ کو الہام ہوا کہ فلاں ہندو کی لڑکی سے آپؒ کی شادی ہوگی اُس کے بعد تبلیغ کامیاب ہوگی۔ اور ہزاروں ہندو آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہونگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ہندو کو شادی کا پیغام دے دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرید کے ہاتھ شادی کا پیغام بھیج دیا وہ ہندو بہت عقل مند تھا۔ اُس نے کہا کہ جناب آپ کے پیر صاحب کا رشتہ اپنی لڑکی کیلئے ہمیں منظور ہے لیکن چند شرائط ہیں۔ وہ آپکو تسلیم کرنا پڑیں گی۔ کیونکہ آپ کا اور ہمارا دین کا فرق ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ ہم دعوت کریں گے اپنے ہندوؤں کو بھی بلائیں گے۔ آپ کے پیر صاحب کافی مریدوں کو بھی ساتھ لائیں۔ ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔ اور رسم منگنی بھی ادا کی جائے۔ مرید نے کہا میں حضرت سے دریافت کر کے دوبارہ حاضر ہوتا ہوں اُس مرید نے امام صاحب سے عرض کیا کہ یہ معاملہ ہے اب جو آپ کا حکم ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دعوت منظور ہے لیکن دعوت میں اُن کو گوشت پکانا پڑے گا۔ مرید نے واپس جا کر ہاں کر دی۔ کہ جی آپ کی دعوت منظور ہے۔ منگنی دھوم دھام سے ہوگی۔ لیکن دعوت میں آپ کو گوشت پکانا ہوگا۔ ہندو بہت امیر اور عقل مند تھا شرائط منظور ہوگئیں۔ منگنی کی تاریخ طے ہوگئی۔ ہندو مکار قوم ہے انھوں نے اپنے برہمنوں سے مشورہ کیا اور منگنی کے کھانے میں ایک دیگ بلی کا

گوشت ایک دیگ کتے کا گوشت ایک دیگ مرغی کا گوشت ایک ایک دیگ بکرے اور بھینس کے گوشت سے پکائی جب کھانا تیار ہو گیا ہندو اور مسلمان سب مہمان بھی آ گئے تو گھر والوں نے کہا کہ پہلے کھانا کھالیں۔ پھر رسمِ منگنی ادا کریں گے۔ اُنکا خیال تھا کہ مسلمان بلی اور کتے کا گوشت نہیں کھائیں گے جب وہ حرام گوشت کھانے سے انکار کریں گے۔ تو ہم رشتے سے انکار کر دیں گے۔ جب کھانے پر بلایا تو امام ناصر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہم مسلمان ہیں ہم کھانے پر پہلے دعا مانگتے ہیں پھر کھاتے ہیں۔ تو ہندو آپ رضی اللہ عنہ کو دیگوں کے پاس لے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے جس دیگ میں بلیوں کا گوشت تھا اُس کا ڈھکن اُٹھایا اور فرمایا چلو بھاگو تم یہاں کیا کرتی ہو۔ اتنا فرمانا تھا کہ بلیاں زندہ ہو کر دیگ سے نکل کر بھاگ گئیں۔ پھر دوسری دیگ کا ڈھکن اُٹھایا اُس میں کتے پکائے گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو بھی اسی طرح فرمایا تم یہاں کیا کر رہے ہو چلو بھاگو۔ فوراً کتے زندہ ہو کر بھاگ گئے۔ باقی تینوں دیگوں کا ڈھکن بند رہنے دیا۔ اور ان پر دعا فاتحہ پڑھی اور فرمایا گھبرانا نہیں ان دیگوں کا سالن سب کو پورا ہو جائیگا۔ یہ کرامت دیکھ کر کھانا کھانے سے پہلے جتنے ہندو دعوت میں آئے ہوئے تھے وہ بھی گھر والے بھی سب مسلمان ہو گئے اور پھر سب مسلمانوں نے بھائی بھائی بن کر کھانا کھایا اور اُسی دن آپؒ کی شادی ہو گئی۔ اسلام باتوں سے نہیں پھیلا۔ اللہ کی عطا کردہ قوتِ تصرف بزرگوں کے اخلاق و کردار کی پاکیزگی سے پھیلا ہے۔

قوالی سننے والے سب چشتی بزرگ اللہ کے ولی تھے۔ مثل انبیاء بنی اسرائیل تھے۔ ان کو گمراہ کہنے والے خود بے دین ہیں۔ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء کرام سے ثابت ہو وہ عین دینِ حق ہوتا ہے۔ اُس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سازوں کے ساتھ کلام سننا بخاری و مسلم اور تمام معتبر کتب سے ثابت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو شہر سے باہر ہی انصارِ مدینہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے استقبال کا باقاعدہ بندوبست کیا ہوا تھا۔ یونہی حضور سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور

آپ ﷺ کے یارِ غار صدیقِ اکبرؓ پہاڑیوں سے ظاہر ہوئے تو انصار کی خوبصورت اور جوان اور عاشقِ رسول لڑکیوں نے دف بجا بجا کر گانا شروع کر دیا۔ کلام کا پہلا مصرعہ یہ تھا۔

کہ بطحہ کی پہاڑیوں سے ہمارے اوپر چودھویں کا چاند نکل آیا جس کا ساتھ دینا ہمارے اوپر فرض ہے۔ جب تک ہماری جانوں میں جان ہے۔ انصار کے معززین بوڑھے جوان مرد وعورت لڑکے لڑکیاں اور بچوں نے آپ ﷺ کا پُر جوش استقبال کیا اور اُسی طرح گاتے بجاتے اور خوشیاں مناتے سرکارِ دو جہاں مالکِ کون ومکاں کو شہر تک لائے آپ ﷺ گانا اور بجانا یعنی ساز کیساتھ گانا سنتے رہے اور انصار کے ذوق وشوق سے استقبال کرنے سے خوش ہوتے رہے منع نہیں فرمایا برصغیر میں کفار ہندوؤں کو مسلمان کرنے میں سب سے زیادہ حصہ چشتی بزرگوں کا ہے۔ یہ اللہ کے ولی سب قوالی سنتے تھے امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت اور منہاج العابدین اپنی مشہور کتابوں میں قوالی سننے کے آداب درج فرمائے ہیں۔ داتا صاحب نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں آدابِ سماع درج فرمائے ہیں۔ امام غزالیؒ سے کسی نے پوچھا کہ قوالی سننا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ تو آپؒ نے فرمایا قوالی سننے والے اللہ کی معرفت حاصل کر گئے۔ اُن کو اللہ کی دوستی نصیب ہوگئی اور آپ ابھی تک پوچھتے پھر رہے ہیں کہ قوالی سننا جائز ہے یا ناجائز ہے جاہل ہمیشہ جہالت کی باتیں کرتے ہیں فحش گانے اور ہندوؤں کا مندروں میں گھنٹیاں بجانا ان کو قوالی سے کوئی مناسبت نہیں یہ ناجائز ہیں حضور نبی کریم ﷺ آپ کے صحابہ کرام اور اولیاء کرام سازوں کے ساتھ کلام سننے کے قائل ہیں احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کی معتبر کتب سے ان بزرگوں کا ساز کے ساتھ کلام سننا ثابت ہے تفصیل کے لیے بہار طریقت کیمیائے سعادت منہاج العابدین ہشت بہشت فوائد الفوائد میں سماع یعنی قوالی کے باب مطالعہ فرمائیں معترضین کو اولیاء کرام سے حسد وبغض ہے جس کی وجہ سے اولیاء کرام کے معمولات کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین۔

س :۔ صحابہ کرامؓ خلفائے راشدین اور فقہ کے چاروں امام محفل میلاد شریف کیوں نہیں مناتے تھے؟

ج :۔ صحابہ کرام اولیاء عظام اور امامین کا عقیدہ یہ ہے کہ زمین پر جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے چاہے وہ نبی ہو

اللہ کا ولی ہو مسلمان کے گھر پیدا ہو یا کافر کے گھر میں پیدا ہو وہ پاک فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پیدا ہونے میں سب بچے برابر ہیں پاک ہیں۔لیکن وفات اور موت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کچھ لوگ اس حال میں دنیا چھوڑتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ انکو مردہ گمان بھی نہ کرو یہ زندہ ہیں لیکن اس زندگی کا تمہیں شعور نہیں۔ کچھ ولایت اور بزرگی کے ساتھ دنیا سے پردہ فرماتے ہیں۔جن کے بارے مرد قلندر فرماتے ہیں۔

جہاں میں اہل ایمان مانند خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

کچھ ایمان پر فوت ہوتے ہیں کچھ ایمان چھوڑ کر مردود ہو کر مرتے ہیں اور کچھ کفر پر مرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرام کے نزدیک ولایت و بزرگی اور ایمان کے ساتھ فوت ہونا مراتب اور اللہ کی خوشنودی کی بات ہے ایسے پاک لوگوں کی برسی مناتے ہیں عرس کرتے ہیں خیرات کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے بلندی مراتب اور ان کے صدقے میں اپنے گناہوں کی معافی کی دعائیں مانگتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ سالگرہ یا میلاد نہیں مناتے۔ مولویوں کے کچھ فرقے میلاد مناتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔لیکن صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظامؒ کی تعلیمات اور معمولات میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کیونکہ بچے کی پیدائش پر خوشی منانا اور پھر جوان ہونے تک سالگرہ منانا خوشی کی بات ہے۔لیکن وصال کے بعد اس کی پیدائش کی خوشی منانا عجیب سا لگتا ہے اس لئے اولیاء کرامؒ اور صحابہ کرامؓ اور فقہ کے اماموں نے اختیار نہیں فرمایا۔۔ان بزرگوں نے مراتب اور بزرگی کے ساتھ جانے والوں کی برسی یعنی عرس کو اختیار فرمایا۔اور اس دن ان کی نیاز فاتحہ کرتے ہیں لنگر تقسیم کرتے ہیں۔

س :۔ بھر دو جھولی میری یا محمد ﷺ لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی۔ایسا کہنا شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ انسانوں سے کہہ دیجیے تمہارے نفع اور نقصان کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔{سورۂ جن۔آیت نمبر ۲۱}

ج : ۔ شاعر نے یہ کیسا شعر لکھ دیا دو جہاں کے سلطان سردار سے صرف جھولی بھرنے کو کہہ رہا ہے۔ اس شاعر کو لکھنا چاہیے تھا کہ بھر دو بوری میری خان صاحب گندم سے بھر دو بوری۔ بھر دو بوری میری مخدوم صاحب چینی سے بھر دو بوری۔ بھر دو بوری میری سیٹھ صاحب چاول سے بھر دو بوری نوٹوں سے بھر دو بوری وزیر اعظم صاحب مدرسے لوٹ کر میں نہ جاؤں کا خالی۔ اگر شاعر اس طرح لکھتا تو سودا بھی زیادہ ملتا اور شرک سے بھی بچ جاتا اب بادشاہوں کے بادشاہ سے بھروائی بھی صرف جھولی اور مشرک بھی بن گیا۔ اس طرح جب مدرسوں والے بوریاں بھرواتے ہیں تو یہ مشرک نہیں بنتے مواحد رہتے ہیں۔ جیسے کسی نے کہا کہ رند کے رند رہے اور پارسائی بھی ہاتھ سے نہ گئی ہر چیز کی بوریاں بھی بھروالیں اور مواحد بھی رہے شاعر نے صرف جھولی بھروائی اور مشرک ہو گیا اس میں کیا راز ہے کیا اللہ کا حکم ان انسانوں کیلئے نہیں ہے کہ تمہارے نفع اور نقصان کا اختیار میرے پاس ہے۔ قرآن وحدیث میں کتنے واقعات ایسے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کو نبیوں اور ولیوں سے فائدہ ہوا نفع پہنچا۔ انھوں نے اللہ کے دیئے ہوئے اختیار سے مخلوقِ خدا کو نقصان سے بچایا اور نفع پہنچایا۔ مثلاً یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا نقصان ہو گیا تھا ختم ہو گئی تھی آپ کے بیٹے یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتہ مبارک بھیجا وہ یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر رکھا آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور آپؑ کو صحیح نظر آنا شروع ہو گیا یہ نظر کا نفع آپؑ کو یوسفؑ کے کرتہ مبارک سے ملا۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر راشن ختم ہو گیا سارے لشکر نے سرکار دو جہاں سے رزق کی کمی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا جس لشکری کے پاس جو بھی بچا کھچا اناج ہے ایک جگہ جمع کرو کسی کے پاس مٹھی بھر چنے تھے کسی کے پاس چند کھجوریں کسی کے پاس معمولی سے ستو تھے۔ تمام اشیاء ایک جگہ اکٹھی کی گئیں تو اتنا ڈھیر بنا جتنا بکری کا چند دن کا بچہ۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ قل ھو اللہ اور ایک دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعا فرمائی اور حکم دیا کہ تمام لشکر اپنی جھولیاں اور بوریاں بھر لو۔ تمام لشکر نے اپنے توشہ دان بھر لئے ڈھیر کو ذرا بھی نقصان نہ ہوا اور تمام لشکر کو نفع ہوا۔ حدیبیہ کے دن پانی ختم ہو گیا سرکار ﷺ نے چھاگل میں ہاتھ رکھا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی نماز عصر قضا ہو گئی والی

ِ دو جہاں ﷺ نے سورج کو واپس پلٹایا۔حضرت علی علیہ السلام نے نمازِ عصر ادا فرمائی۔پھر سورج غروب ہوا اور نماز مغرب کا وقت ہوا۔

اب غور فرمائیں حدیث پاک ہے حضور ﷺ نے فرمایا نماز عصر قضا ہونے کا نقصان اتنا ہے جس طرح کسی کے سب گھر والے فوت ہو جائیں اتنے بڑے نقصان سے حضرت علی علیہ السلام کو حضور سرکار دو جہاں ﷺ نے بچالیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ مسجدِ نبوی شریف میں جمعہ کا خطبہ دے رہے ہیں سینکڑوں میل دور ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار سے جنگ میں مصروف ہیں اور کفار کا دوسرا لشکر ساریہ رضی اللہ عنہ کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کرنے والا ہے اور اسلامی لشکر اور سپہ سالار ساریہ رضی اللہ عنہ کا اس طرف دھیان نہیں ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف سے جمعہ کے خطبہ کے دوران آواز دیتے ہیں ساریہ رضی اللہ عنہ پہاڑ کی طرف دیکھو جب دیکھا تو ایک بڑا لشکر پیچھے سے حملہ کرنے والا تھا۔اسلامی لشکر ہوشیار ہو گیا اور شکست سے بچ گیا فتح نصیب ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کو کتنے بڑے نقصان سے بچالیا اور کتنا بڑا نفع لشکر کو حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال غنیمت سے تمام لشکر کی جھولیاں بھر دیں لشکر کی جھولیاں اور بوریاں بھرنے کو کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی شرک نہیں کہا۔حالانکہ اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب سے زیادہ دین کو سمجھنے والے تھے۔

س :۔ شاہ مدینہ سارے نبی تیرے در کے سوالی اور جو مانگنا ہے درِ مصطفیٰ سے مانگ۔ایسا کہنا شرک ہے اللہ فرماتے ہیں اے لوگو تم صرف میرے در کے فقیر ہو جو مانگو صرف مجھ سے مانگو صرف میں تمھاری دعا قبول کرتا ہوں؟

ج :۔ حدیث پاک ہے کہ اللہ عطا فرماتے ہیں اور میں یعنی رسول اللہ ﷺ تقسیم کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا نام رکھ لینا مگر میری کنیت نہ رکھنا۔یعنی اپنی اولاد کے نام احمد، محمد میرے نام ہیں یہ رکھ لینا اور کنیت ابوالقاسم نہ رکھنا۔آپ ﷺ نے فرمایا سخی اللہ کا دوست ہے چاہے فاسق فاجر ہی کیوں نہ ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا سخی دوزخ میں نہیں جائے گا چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو۔ان

کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقام اعراف بنایا ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے کافرسخی وہاں رہیں گے۔ ایمان اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں لیکن ایمان کی تقسیم نبی کے دروازے سے ہوتی ہے جس طرح ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ حیدرؓ حضور ﷺ کے در پر سوالی بن کر آ گئے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بشارت فرما دی کہ مہاجرین جنتی ہیں ابوجہل ابولہب عتبہ شیبہ اور ولید وغیرہ مشرکینِ مکہ دو جہان کے والی حضرت محمد ﷺ کے در کے سوالی نہیں بنے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ کا ایندھن بن گئے۔ شیطان جسکا نام عزازیل تھا جنوں میں سے تھا ہزاروں برس اللہ کی عبادت کرتا رہا فرشتوں کا سردار ہو گیا اللہ کے در کا سوالی تھا سب کچھ اللہ سے مانگتا تھا آدم علیہ السلام کے در کا سوالی نہ بنا نبی کو سجدہ نہ کیا اللہ کو کیے ہوئے سجدے کسی کام نہ آئے۔ ہزاروں برس کر عبادت جو خالص اللہ کی عبادت تھی ایک دم لعنت میں تبدیل ہو گئی اور عزازیل شیطان مردود بن گیا۔ اگر آدم علیہ السلام کا سوالی بن جاتا اور آپؑ کو سجدہ کر دیتا تو ایمان کی دولت نصیب ہو جاتی کیونکہ ایمان کی تقسیم نبیوں کے در سے ہوتی ہے۔

دین کی نعمتیں انبیا کرام کے در سے ملتی ہیں اور دنیا کی نعمتیں اللہ تعالیٰ مانگے بغیر مسلمان و کافر سب کو عطا فرما دیتے ہیں جس طرح نمرود فرعون شداد اور یونانی سکندر کو بڑی بڑی حکومتیں عطا کر دیں اور بغیر مانگے دے دیں۔ لیکن ایمان نہیں دیا کیونکہ ایمان کی تقسیم نبی کے در سے ہوتی ہے۔ اور یہ کافر بادشاہ نبیوں کے در کے سوالی نہ بنے شیطان کی پیروی کی اور شیطان کی طرح مردود و کافر رہے اور ہمیشہ کیلئے جہنم واصل ہو گئے۔ احادیث مبارکہ کا مطالعہ فرمائیں۔ سرکار دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک بہت گناہگار بدکارہ عورت کتے کو پانی پلاتی ہے اور بزرگی کے ساتھ جنت کی حقدار بن جاتی ہے۔ ہندو بھی سبیل لگاتے ہیں اشرف مخلوق انسانوں کو پانی پلاتے ہیں یہ جنت میں کبھی بھی نہیں جا سکتے کیوں نہیں جا سکتے؟ کیونکہ یہ نبی کے در کے سوالی نہیں بنے جو مرضی کریں جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

سارے نبی تیرے در کے سوالی اس مصرعے کی سمجھ صرف عقل کے اندھے اور ایمان سے خارج لوگوں کو نہیں آتی باقی تمام مسلمانوں کو جن کو رتی بھر ایمان بھی نصیب ہے سمجھ آ رہی ہے۔ مثلاً آدم علیہ السلام حضور ﷺ کے در کے سوالی بنے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا قبول ہو گئی اور توبہ قبول ہوئی۔ آدم علیہ السلام

سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر رسول کریم ﷺ کے امتی بننے کی دعائیں کرتے رہے صرف عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی سوالی تو سب نبیؑ تھے صرف عیسیٰ علیہ السلام مراد کو پہنچے۔ شبِ معراج سب انبیاء کرام سوالی بن کر بیت المقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے امامت فرمائی۔ ہر وقت ہر کام میں شرک شرک کرنے والے شیطانی توحید کو چھوڑ دیں۔ ورنہ نجات ناممکن ہے۔ شیطان کی مثال سامنے ہے کہ اس نے کوئی شرک نہیں کیا مواحد ہوتے ہوئے کبھی بخشش نہیں ہوگی۔ کیونکہ کسی نبی کے در کا سوالی نہیں بنا۔ اگر آدم علیہ السلام جو کہ بشر ہیں اللہ کے نبی ہیں ان کو سجدہ کر دیتا تو ایمان مل جاتا یعنی آدم علیہ السلام ایمان عطا فرما دیتے۔

بالکل اسی طرح ایمان صرف اور صرف درِ مصطفی ﷺ سے ملے گا جو بھی درِ مصطفی ﷺ پر سوالی بن کر آئے گا ایمان مل جائے گا۔ ورنہ انبیاء اولیاء کے گستاخ مسجدوں کی مٹی ہو جائیں بہت نمازیں پڑھیں لیکن شیطان سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے اتنی عبادت کے باوجود شیطان کو ایمان نہ ملا درِ مصطفی سے مانگنے کو شرک کہنے والے شیطان کے واقعہ سے عبرت پکڑیں۔ اپنے غلط عقائد سے توبہ کریں کسی ولی کے ہاتھ پر بیعت کر کے نور ایمان حاصل کر لیں اور جنت کے حق دار ہو کر دنیا سے جائیں۔ کیونکہ ایمان کی دولت اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی اُمت کے ولیوں کو عطا فرما دی ہے کہ جو مانگے اسے دے دینا جو نہ مانگے اُسے مت دینا۔ وہ اُسی طرح ایمان کے بغیر نامراد لوٹے گا۔ اللہ تعالیٰ نبیوں اور ولیوں کے گستاخوں اور حسد و بغض رکھنے والوں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین

س:۔ مولا علی میری کشتی پار لگا دینا ایسا کہنا شرک ہے اور جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں؟ {سورۂ عنکبوت آیت نمبر 65} ؟

ج:۔ ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے ایک نقطے نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

لکھنے والے نے کچھ لکھا پڑھنے والے نے کچھ اور پڑھا اور سمجھنے والے نے حد کر دی۔ پہلی تکلیف تو سوال کرنے والے کو یہ ہوگی کہ حضرت علی علیہ السلام کو مولا کیوں کہا۔ کیونکہ مولا تو اللہ کی ذات ہے سب کا مالک و مولا ہے کوئی بندہ مولا کیسے ہو گیا کیونکہ بچپن سے ہی تعلیم دی جاتی ہے کہ میرے مولا

میرے داتا۔ ہر ایک کا ہے تجھ سے ناتا۔ اور بچوں کو پختہ کیا جاتا ہے کہ اللہ ہی مولا اور داتا ہے۔ وہ آسمانوں پر رہتا ہے۔ اس کے سواء کوئی مولا اور داتا نہ ہے نہ کسی کو سمجھنا ہے نہیں تو شرک ہو جائیگا۔ اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں شرک بہت پھیل گیا ہے اور پھیلتا جا رہا ہے۔

حدیث پاک :۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت شرک نہیں کرے گی میری امت کی آزمائش دولت ہے۔ اس میں پھنس پھنس کر گمراہ ہونگے۔ یعنی دولت جمع کرنے میں مقابلہ کریں گے۔ اور پھر فرائض اور واجبات میں کوتاہی کریں گے یعنی زکوٰۃ و خیرات میں ہمسایہ اور مسافر کے حق وغیرہ میں۔

حدیث پاک :۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جسکا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن علی علیہ السلام کا دوست ہے علی علیہ السلام کا دشمن مومن نہیں ہو سکتا۔ علی علیہ السلام کا دشمن کافر ہو گا یا منافق، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی علیہ السلام کا دشمن میرا دشمن ہے اے اللہ تو بھی اس دشمن رکھ یعنی علیؑ کا دشمن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا دشمن ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی علیہ السلام کا دوست میرا دوست ہے۔ باری تعالیٰ تو بھی اس کو دوست رکھ۔ علی علیہ السلام کا دیکھنا عبادت ہے۔ علی علیہ السلام اللہ کا شیر ہے۔ علی علیہ السلام پنجتن پاک میں ہیں سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا میں ﷺ اور علی علیہ السلام ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام جوانان جنت حسنین کریمین علیہ السلام کے باپ ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام خاتون جنت علیہم السلام یعنی سب جنتی عورتوں کی سردار کے سر تاج ہیں۔ حضور ﷺ کی اہل بیت سے ہیں۔

سرکارِ دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اہل بیت کشتیِ نوح کی مانند ہیں۔ جو اس میں سوار ہو گیا فلاح پا گیا۔ میری اہل بیت کی محبت جزو ایمان ہے۔ {مناقب علیؑ ترمذی شریف}

اب غور فرمائیں کہ لکھنے والا اپنے مولا علی علیہ السلام سے کس کشتی کو پار لگانے کی بات کر رہا ہے وہ اپنے ایمان اسلام کو بچانے کی استدعا کر رہا ہے۔ ورنہ وہ سچ مچ کسی کشتی میں سوار نہیں ہے کہ وہ دریا میں

ڈوب رہی ہے اور وہ دوہائی دے رہا ہے کہ میری کشتی کو مولا علیؑ ڈوبنے سے بچاؤ۔ یہ اس طرح آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح آج کل مسلمان کہتے ہیں کہ مولویوں نے فرقے بنا بنا کر اسلام کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اب اسلام کوئی آدمی تو ہے نہیں کہ وہ بیڑہ پر سوار سمندر میں کہیں جا رہا تھا۔ اور مولویوں نے ٹکر مار کر اسے غرق کر دیا یا جس طرح آج کل لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لیڈروں نے ملک کا بیڑہ غرق کر دیا ہے

بالکل اسی طرح جو مسلمان اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں احادیث نبوی کو مانتے ہیں۔ قرآن پاک کو ہر کلام سے افضل و اعلیٰ جانتے ہیں پنجتن پاک کی محبت کے صدقے ان کے طفیل اللہ سے بخشش کی امید رکھتے ہیں قرآن کے مطابق نبیوں اور ولیوں کی شفاعت کے امیدوار ہیں اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ اپنے نبی ﷺ اور ولیوں کے سردار مولا علی علیہ السلام کو شفاعت کا اختیار عطا فرمائیں گے اور سب ولی قبر و حشر میں امت محمدیہ ﷺ کی شفاعت فرمائیں گے تو ان کی کشتی پار لگ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے محبوب ﷺ اور محبوب ﷺ کی امت کے ولیوں کے صدقے اور شفاعت سے قبر و حشر میں امت مرحومہ کا بیڑہ پار لگا دیں۔ نبیوں اور ولیوں کے دشمنوں کا بھی بیڑہ غرق نہ فرمائیں۔ ان کو عقل اور سمجھ عطا فرما دیں تاکہ یہ صحیح مسلمان بن جائیں۔ آمین

س:۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بہترین قوال کا نام بتائیں؟

ج:۔ بخاری شریف کتاب النکاح:۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے اور جب میں دلہن بنا کر بٹھائی گئی۔ آنحضرت ﷺ اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے اسی طرح جیسے تم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو پھر ہمارے یہاں کی کچھ لڑکیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ اور چچا جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے ان کی بہادری کے کارنامے دف بجا بجا کر گاتی رہیں اور حضور نبی کریم ﷺ سنتے رہے۔ پھر ایک لڑکی نے نعت پڑھنا شروع کی کہ ہماری اس گانے بجانے کی محفل میں کل کی باتیں جاننے والا نبی بھی

موجود ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جو گانا آپ کو پسند تھا وہی گاؤ نعت نہ پڑھو۔ اس حدیث میں گانے والی لڑکیوں کے بخاریؒ نے نام نہیں لکھے

حدیث پاک بخاری شریف کتاب النکاح:۔

ہشام بن عروہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ اماں عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے ایک یتیم لڑکی کی شادی ایک انصاری صحابی سے کر دی اور رخصتی کے وقت دف بجا بجا کر گانے والا ساتھ نہ بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا دف بجانے والا نہ ملا ساتھ بھیجنے کیلئے انصار دف ساز کو بجانا پسند کرتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی راوی نے دف کیساتھ گانے والے کا نام نہیں لکھا۔

کیمیائے سعادت:۔

بخاری شریف وغیرہ جب رسول مقبول ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو انصار مدینہ کے مرد عورت لڑکے لڑکیاں بچے بوڑھے شہر سے باہر آپ کے پُر جوش استقبال کے لئے موجود تھے۔ جونہی آپ ﷺ اور آپ علیہ السلام کے یار غار صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہاڑوں سے ظاہر ہوئے۔ تو انصار کی عاشق رسول ﷺ لڑکیاں دف بجا بجا کر گانے لگیں حضور ﷺ سنتے رہے اور خوش ہوتے رہے۔ تفصیل پیچھے قوالی والے سوال میں درج ہے اس میں بھی گانے اور دف بجانے والوں کے نام درج نہیں۔

اُم المومنین حضرت اماں عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا روایت فرماتی ہیں کہ عید کے دن دو کنیزیں میرے پاس دف بجا بجا کر گا رہی تھیں۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور سنتے رہے۔ اس میں بھی ساز کے گانے والی کنیزوں کے نام نہیں لکھے۔

امام غزالیؒ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں۔ کہ رسول مقبول ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے یعنی میں ﷺ اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں تو یہ سن کر اس خوشی

میں علی علیہ السلام رقص کرنے لگے اور کئی بار پائے مبارک زمین پر مارا جیسے کہ عرب کی عادت ہے کہ خوشی اور نشاط کی حالت میں کیا کرتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ صورت وسیرت میں تم میری مانند ہو تو امام حسین علیہ السلام نے بھی خوشی سے رقص فرمایا۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تُو میرا مولا بھائی ہے۔ انھوں نے بھی خوشی کے مارے رقص کیا تو جو شخص رقص کو حرام کہتا ہے وہ خطا کرتا ہے اور جو شخص اس واسطے رقص کرتا ہے کہ وہ حال جو اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ قوی ہو جائے تو یہ رقص خود بہتر اور محمود ہے۔ { کیمیائے سعادت }

روایات حمیدی:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تشریف فرما تھے تو اچانک جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری اُمت کے فقیر لوگ اُمت کے امیر لوگوں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ یہ خوشخبری سنُ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا تم لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو ہم کو گا کر سنائے ایک بدوی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سناؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اجازت فرمائی اور اس نے گانا شروع کیا۔ اس بدوی کے اشعار سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وجد طاری ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وجد میں آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کندھے مبارک سے چادر گر پڑی جب وجد ختم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس چادر کے ٹکڑے کئے اور حاضرین میں تقسیم فرما دیئے۔ امیر معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کا لہو ولہب کیا ہی اچھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے معاویہ رضی اللہ عنہ جو شخص محبوب کا ذکر سن کر وجد وحرکت میں نہیں آتا وہ صاحب کرامت نہیں اس میں کوئی بزرگی نہیں۔ ترمذی نے بھی حمید بن مسعود بصری کی روایت سے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ یکایک جبرائیل امین نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول

اللہ ﷺ آپ ﷺ کی امت کے فقیر لوگ امیروں سے قیامت کے نصف روز جو دنیا کے پانچ سے برس کے برابر ہے پہلے جنت میں جائیں گے یہ بشارت سن کر آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا۔ باقی حدیث اُسی طرح ہے جس طرح پیچھے بیان ہوئی ہے وہی الفاظ ہیں۔ ابوالفرح اصفہانی روایت کرتے ہیں۔ کہ مشہور صحابی حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر مزامیر کے ساتھ گانا سنتے تھے۔ اور حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ کلام سنا کرتے تھے۔

قوالی کے ثبوت میں آیاتِ قرآنی:۔

قرآن پاک کے ساتویں پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۂ مائدہ آیت نمبر ___ اور جب سنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے طرف رسول اللہ ﷺ کی دیکھتا ہے تو آنکھوں ان کی کو کہ بہتی ہیں آنسوؤں سے اس چیز سے کہ پہچانا ہے انھوں نے حق سے کہتے ہیں اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے۔

کلام پاک میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعریف ہے جسے سن کر عاشق کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے اور وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے عشق میں روتا ہے۔ شاعر بھی اللہ کی حمد اور رسول کریم ﷺ کی نعت لکھتے ہیں بزرگان دین کی منقبت لکھتے ہیں۔ اسے سن کر بھی عشق پیدا ہوتا ہے اور عاشق ذکرِ محبوب سن کر تڑپ جاتا ہے۔ جسے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قوالی میں وجد ہوا اور تڑپ تڑپ کر جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

سورہ الذمر آیت نمبر 17:۔ آپ میرے ان بندوں کو بشارت دے دیں جو قول کو سنتے ہیں اس کی عمدہ پیروی کرتے ہیں۔

آیت کی تفسیر:۔

حضرت شیخ فخر الدین رازیؒ اپنے رسالہ سماع یعنی قوالی میں لکھتے ہیں کہ قول سے مراد جنس قول

ہے۔ جو کلامِ باری تعالیٰ اور کلام مخلوق دونوں کے لئے ہے۔ اللہ کا کلام پاک ہے۔متقیوں اور پرہیز گاروں کیلئے ہدایت ہے اسے پڑھ کر بھی کتنے فرقے ہیں جو گمراہ ہو گئے ہیں۔مثلاً مرزائی قادیانی ،لاہوری اور مولویوں کے بہتر 72 فرقے وغیرہ انکے گمراہ ہونے میں قرآن پاک کا کیا قصور۔اب قرآن پڑھنا نہیں ترک کیا جا سکتا کہ لوگ اسے پڑھ کر گمراہ ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔کہ بہت ایسے ہیں جو قرآن پڑھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت ایسے ہیں جو اسے پڑھ کر ہدایت اختیار کر لیتے ہیں۔

اسی طرح محفل قوالی بھی عاشقوں کے دل میں عشق اور منافقوں کے دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔اس میں کلام کا قصور نہیں۔انکے دلوں میں بیماری ہے اس کا علاج کریں۔جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پاک ہو گئے اور جنت کے حقدار ہو گئے۔ان کیلئے زمین پر زندگی میں ہی جنت کی بشارت آ گئی۔

منافقین نے بھی وہی کلام سنا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں بیٹھے اور دوزخی ہو گئے۔کیونکہ انکے دلوں میں نفاق تھا بیماری تھی اس نفاق اور دل کی بیماری کی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور وہ منافق کے منافق ہی رہے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بارش برساتے ہیں بارش سے پھولوں میں خوشبو پیدا ہوتی ہے سبزے میں بہار آ جاتی ہے اور گندگی پر بھی وہی بارش برستی ہے اس میں بدبو پھیل جاتی ہے۔

بالکل اسی طرح ایک ہی کلام سن کر اثر اپنی اپنی طبیعت کے مطابق پیدا ہوتا ہے۔کسی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق ومحبت کی خوشبو پیدا ہو رہی ہے اور وہ اللہ کی معرفت حاصل کر کے واصل باللہ ہو رہے ہیں اور کسی میں گندے عقائد کی وجہ گندگی کی طرح بدبو پھیل رہی ہے ان میں نفسانی خواہشات اور شہوات غلبہ کر رہی ہیں۔کلام ایک ہے۔اثر علیحدہ علیحدہ ہے۔جن نیک صوفی منش لوگوں میں اللہ کا عشق اور محبت کی خوشبو پیدا ہو رہی ہے ان کیلئے قوالی حصولِ رحمت خداوندی ہے عشق رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔ انکے لئے عین حلال اور عبادت ہے۔ جنکے دلوں میں نفاق اور اللہ کے نبیوں اور ولیوں کی شان میں گستاخی پیدا ہوتی ہے ان کیلئے ناجائز اور حرام ہے۔

مدارج النبوت:۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جن صحابہؓ نے سماع سنا ان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی علیہ السلام حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر کئی صحابہؓ شامل ہیں یہ حضور کے مشہور صحابہؓ ہیں یہ سب اہل سماع تھے۔ باجے کے ساتھ قوالی سنتے تھے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کا سماع یعنی قوالی:۔

آپ رضی اللہ عنہ قوالی سنتے تھے اپنی کتاب کشف المحجوب کے سماع کے باب میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سننا چاہتا ہے وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز سنے روایات میں آیا ہے کہ بہشت میں بھی اہل بہشت کیلئے سماع ہوگا ہر درخت سے مختلف نغمات اور مختلف سرود جاری ہونگے۔ جس سے سننے والوں پر محویت طاری ہوا کرے گی۔

داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص قوالی سن کر کہتا ہے کہ مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تو وہ یا تو جھوٹ بولتا ہے یا منافق ہے یا بے حس یعنی مخبوط الحواس پاگل ہے۔

حضور کے بہترین قوال کا نام:۔

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے موقع پر شادی کے موقع پر سازوں کے ساتھ کلام سنے تو کسی محدث نے بھی لڑکیوں کے نام نہیں لکھے کبھی لڑکیاں یا کبھی کنیزیں لکھا۔ ہجرت کے موقع پر مدینہ منورہ میں استقبال کے موقع پر گانے اور ساز بجانے والی لڑکیوں کے بھی کسی محدث نے نام نہیں لکھے۔ ایک

نعت خواں اور شاعر صحابی کا نام حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ لکھا ہے کہ یہ خود مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے تھے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کلام سنتے تھے۔ ہماری رائے کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بہترین قوال وہ بدو ہے جس کا کلام سنکر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وجد میں آ گئے اور بعد میں اپنی چادر مبارک کے ٹکڑے کر کے تقسیم فرمادی اور یہ تبرک اس بدو قوال کو بھی ملا۔ جس نے اتنا اچھا کلام پڑھا کہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وجد طاری ہو گیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس سنت کے مطابق صوفی لوگ قوالوں کو روپیہ پیسہ دیتے ہیں۔

سر پہ رکھنے کو اگر مل جائے نعلینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سمجھیں گے کہ زمانے میں ہم بھی تاجدار ہیں

قوالی میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے مطابق وجد و رقص ان پر طاری ہوتا ہے جن لوگوں کو قوالی میں وجد ہوتا۔ ان کا قوالی سننا سنت کیخلاف ہے۔ مختصراً عرض کر دیا ہے تفصیل کیلئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں ان کتابوں میں بزرگان دین نے قوالی کے سننے کے بارے میں تحقیق اور تفصیل درج فرمائی ہے۔ بخاری شریف باب النکاح و جہاد، مدارج النبوت، تحفہ قادریہ، احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، جواہر فریدی، مقامِ گنج شکر، بہار طریقت، قوت القلوب، روایات حمیدی کی احادیث، جامع ترمذی، مسند امام احمد، سنن نسائی، ابن ماجہ، صحیح مسلم، عوارف المعارف، ابن حمدون کی کتاب تذکرہ، علامہ ابولفراح کی کتاب آفانی علامہ عیسیٰ بن عبدالرحیم کا رسالہ سماع، کتاب مِرّاۃ الاسرار، شاہ ولی اللہ کی کتاب انفاس العارفین، اشارات فریدی خواجہ غلام فریدؒ، فوائد لافواد خواجہ محبوبِ الٰہی نظام الدین اولیاءؒ۔ امید ہے کہ سوال کرنے والے اور قارئین کی تسلی کیلئے یہ کتابیں کافی ہیں مطالعہ ضرور فرمائیں۔

امام احمد غزالی اور سماع یعنی قوالی :۔ امام احمد غزالیؒ اپنے رسالہ سماع میں لکھتے ہیں کہ احادیث کی رو سے سماع حلال ہے بلکہ سماع فعل رسول ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فعل امت کیلئے سنت ہے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حرام کہنے والا بالا جتماع کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُمت مرحومہ کو دین کی سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین

حرف آخر

یہ کتاب صحیح تقویت الایمان اپنے اختتام کو پہنچی۔ اسکا اکثر حصہ قطب عالم حضرت مخلص الرحمن شاہ جہانگیر قدس اللہ سرہ العزیز کی کتاب شرح صدور سے ماخوذ ہے کچھ مثالیں اور حوالہ جات تشریح اور سمجھانے کی غرض سے اضافی درج کیئے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے معمولات پر جو اعتراضات ہیں۔ وہ حل ہو جائیں۔

اب برادرانِ اسلام کا کام ہے کہ حضرات انبیاء کرامؑ اور اولیاءؒ عظام کے زیر سایہ ان کے دامنِ رحمت سے وابستہ رہ کر اپنا دین و ایمان بچائیں اور ان بے ادب اور گستاخ لوگوں کے غلط عقائد سے بچیں۔ حضرات انبیاءؑ اولیاءؒ کو شفاعت کرنے ولے اور اللہ کے انعام یافتہ بندے سمجھیں ان ہی مقبولانِ بارگاہ کے صدقے اور وسیلہ سے بے شمار امت مرحومہ کی بخشش ہو گی۔

اب صحیح تقویت الایمان کا بغور مطالعہ کرنے والوں پر روز روشن کی طرح ظاہر اور واضح ہے کہ انبیاءؑ کرام اور اولیاءؒ عظام کی پیروی باعث نجات ہے۔ اب ان قارئین کیلئے رشد وہدایت کی راہ اختیار کرنا آسان ہے۔ جن حضرات نے حق شناسی انصاف اور غیر جانب داری سے اس کتاب کو پڑھا اور سمجھ لیا۔

انسان خطا کا پتلا ہے یہاں تک انسانی سعی کا تعلق ہے۔ بھر پور کوشش کی ہے کہ کتاب ہذا میں کوئی مسئلہ مبہم نہ رہے ہر مسئلہ کو کلیر کرنے کی کوشش کی ہے پھر بھی قارئین سے گذارش ہے کہ اگر کوئی کمی یا کوتاہی نظر سے گزرے تو شفقت فرمائیں اور پیار کے ساتھ آگاہ فرمائیں کیونکہ دین اسلام سلامتی کا مذہب ہے پیار اور محبت کا درس دیتا ہے۔ نفرت کفر ہے یہ کام کفار کا کام ہے کسی قسم کا کفر اسلام میں جائز نہیں۔ محبت اور بھائی چارہ مسلمانوں کا نصب العین ہے

کسی دانشور کا قول ہے کہ یہ نہ دیکھو کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کیا کہتا ہے پھر بات کی صحیح سمجھ آئے

گی۔میرے مُرشد غریب نواز قطبِ عالم رہنمائے اولیاءؒ حضرت پیر احمد میاںؒ قدس اللہ سرہ العزیز کے کرم وفضل سے آپ کے بھائی کو کیا نصیب ہے یہ فیصلہ خود فرمائیں گے۔کتاب پڑھتے وقت یہ نہ سوچیں کہ کس نے لکھی ہے بلکہ حسد وبغض کو چھوڑ کر غیر جانبداری سے سوچیں کہ کیا لکھا ہے انشاء اللہ انبیاءؑ واولیاءؒ کے کرم کے صدقے ہر بات سمجھ میں آئے گی۔دعاؤں سے نوازتے رہنا۔

سب قارئین اور اولیاء کرامؒ کی دعاؤں کا محتاج اور سب کیلئے دعائیں کرنے والا۔

پیر غلام نبی چشتی جہانگیری
چک نمبر 99 پی تحصیل وضلع رحیم یار خاں
موبائل نمبر:۔0321-6711051

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گزارشات

قارئین کرام اور سلسلہ عالیہ جہانگیریہ کے پیر بھائیوں کا بہت مشکور ہوں کہ انھوں نے بہار طریقت کو پسند فرمایا اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اب طریقتِ رسول ﷺ میری چوتھی کتاب پیشِ خدمت ہے اور میں پُراُمید ہوں کہ جو بھی راہِ سلوک کا راہی بالترتیب ان چاروں کتابوں کا خلوص اور سمجھ داری سے مطالعہ کرے گا۔ میرے مرشد کریم کی دعا برکت سے خدا رسیدہ ہونے تک کوئی الجھن پیش نہیں آئے گی۔ ابتدا سے انتہا تک کا سارا سفر بخوبی طے کرے گا اور ہر مقام پر اُس کی رہنمائی ہوتی رہے گی۔

بہار طریقت میں تمام ابتدائی چیزیں جو ایک سالک کو راہ طریقت اختیار کرنے میں پیش آتی ہیں۔ آسان لفظوں میں پیش کی گئی ہیں۔ راہِ سلوک کا سفر شروع کرنے میں سب سے مشکل مرحلہ پیر و مرشد کی پرکھ پہچان کا ہے۔ کیا بیعت ہونا رسم و رواج ہے یا اُس کا کوئی خاص مقصد ہے؟ پیر کی کیا ضرورت ہے کیونکہ لوگ بے نماز پیروں سے بھی مرید ہیں۔ نشہ کرنے والے پیروں سے بھی مرید ہیں۔ تعویز گنڈہ کرنے والوں سے مرید ہیں۔ گالیاں بکنے والے، ڈنڈوں سے مارنے والے بد اخلاق پیروں سے بھی مرید ہیں۔ یعنی جتنی قسم کے گمراہ علماء ہیں اُن سے زیادہ اقسام کے گمراہ پیر ہیں۔ کیونکہ جس قسم کے پیر سے بھی کوئی آدمی مرید ہے وہ اُسی کو ولی اللہ سمجھتا ہے۔ اور اپنی اولاد کو اُسی سے مرید کرواتا ہے۔ سب گدی نشیں سجادہ نشیں پیر بنے ہوئے ہیں۔ قلبی ذکر پاس انفاش یا نفی اثبات کے نام تک سے گمراہ پیر یا جدی پشتی پیر واقف نہیں۔ نورِ ایمان کیا ہے کہاں سے ملے گا۔ بیعت کا مقصد کیا ہے؟ محفلِ سماع کا سنت طریقہ کیا ہے؟ بڑے بڑے اولیاء کرام کیا سماع سنتے تھے؟ اگر سنتے تھے تو آدابِ سماع انھوں نے کیا بیان فرمائے ہیں

ان تمام سوالات کے جوابات جو راہِ سلوک کے سفر کے آغاز میں پیش آتے ہیں۔ اس کٹھن مرحلے کو عبور کرنے کے لیے بہار طریقت کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ تمام مشکلات اور پریشانیاں آسان اور حل ہو جائیں گی۔ اپنے آپ کو دھوکہ نہ دیں۔ بہارِ طریقت کے مطابق ہر چیز کی پرکھ پہچان کر لیں۔ غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی ؓ فرماتے ہیں کہ ہزاروں شیطان ولیوں کی صورت بنا کر زمین پر پھرتے ہیں۔ یہ بھیڑ کی شکل میں بھیڑیے ہیں۔ مسلمانوں کے ایمان کا شکار کرتے ہیں۔ سوچ سمجھ کر مرشد اختیار کرو۔ کیونکہ سب سے مشکل کام یہی ہے۔

مرشد کامل اور قرآن و حدیث کے مطابق ذکر و فکر کی تعلیم نصیب ہو جانے کے بعد عقائد کی تصحیح کے لئے **صحیح تقویت الایمان** کا مطالعہ فرمائیں۔ اس میں تمام باطل عقائد کی نفی کی گئی ہے اور صحیح عقائد کی طرف نشاندہی کی گئی ہے وہ تمام اعتراضات جو گمراہ علماء اور بے دین پیر اولیا کرام اور ان کی تعلیم پر کرتے ہیں۔ ان کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں درج کئے گئے ہیں۔ مطالعہ کر کے ہر حقیقت پرست کی روح کو سکون نصیب ہوگا۔ وہ تمام عوامل جو اللہ کی معرفت ہونے کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ ان کی نشاندہی آسان لفظوں میں کی گئی ہے۔ اللہ کے دشمن تیرے ایمان کے دشمن ہیں۔ شیطان کسی کی جان کا دشمن نہیں۔ ہر کسی کے ایمان کا دشمن ہے۔ غوث الاعظم ؓ کے فرمان پاک کے مطابق کہ اگر تُو اپنے ایمان اسلام کی بھلائی چاہتا ہے تو اللہ کے دشمنوں کا دشمن اور اللہ کے دوستوں کا دوست ہو جا اپنے دن اور رات کی گزران پر غور کر کہ تیرا زیادہ وقت کن لوگوں کے ساتھ گزرتا ہے۔ کن کاموں اور کن باتوں میں گزرتا ہے تیری قرابت داری کیسے لوگوں کے ساتھ ہے۔ اگر وہ دشمنِ خدا اور راندہ درگار ہیں تو توبہ کر قرابت داری توڑ دے۔ اللہ کے دوستوں سے دوستی اور ان کی محبت اختیار کر۔ ان عوامل اور عقائد کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ جو راہِ سلوک میں معاون اور مددگار ہے اور اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں بہر حال مختصر یہ کہ بہارِ طریقت کہ بعد نہایت خلوص اور حسد و بغض کو چھوڑ کر **صحیح تقویت الایمان** کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ راہِ طریقت اور سفرِ سلوک کی بنیاد مرشد کامل ہے۔ اگر مرشدِ کامل نصیب ہو گئے تو سفر کا آغاز صحیح ہے۔ انجام بھی خیر پر ہو گا۔ اور اگر مرشد کا انتخاب غلط ہو گیا تو سب کچھ بیکار اور ضائع ہو جائے گا۔ مولوی گدی نشین جدی پشتی پیران کے بارے میں غور کر پھر سوچ کیونکہ بڑے بڑے بزرگ جو کامل مرشد ہوئے ہیں۔ وہ کسی بزرگ کے گدی نشین یا سجادہ نشین نہیں ہوئے تھے۔ یہ سچ کڑوا ضرور ہے۔ یہ پیر حضرات کو اچھا نہیں لگتا لیکن مجبوری ہے۔ جس طرح بلھے شاہ صاحبؒ چار سو سال پہلے فرما گئے۔

چپ کر کے کریں گزارہ توں
سچ سن کے لوک نہ سہندے نیں سچ آکھیئے تے گل پیندے نیں
پھر سچے دے کول نہ بہندے نیں سچ مٹھا عاشق پیارے نوں
چپ کر کے کریں گزارہ توں
سچ شروع کرے بربادی اے سچ عاشق سے گھر شادی اے
سچ کردانویں آبادی اے چھڈ دنیا کوڑ پسارے نوں
چپ کر کے کریں گزارہ توں

اس کے بعد یعنی جب مرشد کامل مل گئے قرآن وحدیث کے مطابق قلبی ذکر مراقبہ برزخ شیخ کی تعلیم نصیب ہو گئی۔ نورِ ایمان کا اظہار ہو گیا تو ان تمام عوامل اور نعمتوں کو آئینہ جہانگیری فقیر کی تیسری کتاب کے ساتھ پرکھ لیں اور پھر یقین کر لیں کہ اللہ کی رحمت اور مرشد غریب نواز کے کرم سے صحیح سمت کا تعین ہو گیا ہے اور عین الیقین ہو کر راہ سلوک کو طے کرنے میں مصروف ہو جائیں۔

پھر یوں یوں سفرِ طریقت طے ہو گا کیا کیا اظہار ہو گا فنائیت کیونکر ہو گی۔ سالک کیسے سمجھے کہ وہ کہاں پہنچا ہے کیا سفر طے ہو رہا ہے یا قبض کا شکار ہے کوئی الجھن ہوئی ہے تو اس کا حل کیا ہے ان باریکیوں سے آگاہی ۸ حاصل کرنے کے لیے مولف کی چوتھی کتاب طریقتِ رسول کا بغور مطالعہ

فرمائیں۔جس کے اکثر اقتباسات غوث الاعظمؓ کی کتاب فتوح الغیب سے لیے گئے ہیں اور باقی حوالہ جات بھی قطبِ عالم بزرگوں کے فرمانات کی روشنی میں ترتیب دیئے گئے ہیں۔ایسے بزرگوں کے فرمانات جن کا نام لینا عبادت اور باعثِ نجات ہے۔انسان خطا کا پتلا ہے مجھ ناچیز کی کتابوں میں میرے معزز قارئین کرام کوئی کمی محسوس فرمائیں تو درج ذیل پتہ پر آگاہ فرمائیں اور اپنے بھائی حقیر فقیر پیر غلام نبی چشتی جہانگیری کیلئے دعائے خیر فرمائیں۔رابطہ نمبر

پیر غلام نبی چشتی چک نمبر 99/p رحیم یار خاں

رانجھا رانجھا کردی ہن میں آپے رانجھا ہوئی
رانجھا میں وچ میں رانجھے وچ غیر خیال نہ کوئی
جو کجھ ساڈے اندر وسے ذات اساڈی سوئی
جس دے نال میں پیار سی کیتا اُہدے جیسی ہوئی

سب قارئین اور اولیاء کرامؒ کی دعاؤں کا محتاج اور سب کیلئے دعائیں کرنے والا۔

بہارِ طریقت، صحیح تقویت الایمان
طریقت رسول ﷺ

عقائد کو درست کرنے راہِ سلوک اور معرفتِ خداوندی پر گامزن ہونے کیلئے طریقت وتصوف پر انمول یہ کتب جو موجودا لوقت گمراہی کے اندھیرے میں مشعلِ راہ ہیں۔ ان کے مطالعہ سے قاری شرعی احکام بنیادی عقائد سے لے کر طریقت وتصوف کے اسرار ورموز اور معرفت وحقیقت تک کے نفسانی وشیطانی خطرات سے بآسانی واقفیت حاصل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔ ضد ہٹ دھرمی فرقہ ورانہ سوچ اور انبیاء اولیاء سے حسد بغض چھوڑ کر مطالعہ فرمائیں۔

قدم بڑھائیں کوئی بات نہیں کہ اللہ کی رحمت بزرگانِ دین کے صدقے جوش میں آکر اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نہ دے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خلوص کیساتھ راہِ سلوک پر چلنے والے اللہ کی معرفت کو نہ پہنچیں۔ راہ نما صحیح، راہنمائی صحیح عقائد صحیح قرآن وحدیث کے مطابق طریقت وتصوف کی کتب صحیح، نیت صحیح سید المرسلین اُمت کے غم خوار نبیؐ اور ولیوں کی کرم نوازی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ معرفت حق حاصل نہ ہو۔

اللہ بزرگ وبرتر مرشد کریم غریب نواز کو اس کاوش کے صدقے صحت اور مراتب کی بلندی عطا فرمائیں اور ان کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھیں۔ آمین

﴿کرامت علی چشتی خلیفہ مجاز﴾

https://www.facebook.com/Shamsu_Ul_Arifeen-Peer-Hazrat-Ghullam-Nabi-Chishty-1029590593740535/

Publisher: **Waseem Ahmed** (Karachi)

CELL # 0321-2012095